اُردو ترجمہ ـــ مع ـــ عربی متن

حمامة البُشریٰ

الیٰ

اھلِ مکّۃ وصُلحاء اُمّ القریٰ

تصنیف:

حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ
مجدّد صد چہاردہم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مَن عادیٰ اَولیاءَ الرَّحمانِ فَقَدْ نبذ الایمانَ بالمُجّان

انی قلت فی بعض کتبی ان الله یسلب ایمان قوم یعادون اولیاءہ فسئلنی بعض الناس عن علل ھٰذا السلب وقال انما الایمان یتم باتباع کتاب الله وسنن رسوله فماندری ای ضرر للایمان بعداوۃ احد من المسلمین بل نقول انھا اقوال لا اصل لھا وان ھی الا وھم المتوھمین فاعلم ان ھٰذا الرای رایٌ رکیک اخف من المغازل واضعف من الجواذل وانما نشاء من قلۃ التدبر من طبع فقد درّ الفکر الصحیح واکب علی الدنیا بالقلب الشحیح وکان من معارف الدین من الغافلین

والاصل فی ھٰذا الباب ان بنی آدم کشخص واحدٍ بعضھم کالراس والقلب والکبد والمعدۃ والکلیۃ و اعضاء التنفس وھم سروات نوع

جس نے اولیاء الرحمٰن سے دشمنی کی اس نے اپنا ایمان مفت میں گنوایا،

مَیں نے اپنی بعض کتب میں بیان کیا ہے کہ اللہ ان لوگوں کا ایمان سلب کر لیتا ہے جو اس کے اولیاء سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اس پر مجھ سے بعض لوگوں نے پوچھا ہے کہ اس سلبِ ایمان کے کیا اسباب ہیں اور کہا ہے کہ ایمان تو اللہ کی کتاب کو ماننے اور اس کے رسول کی سنت کی پیروی کرنے سے پورا ہو جاتا ہے پس ہم نہیں سمجھتے کہ کسی مسلمان کی عداوت سے ایمان کو کیا ضرر پہنچتا ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ ایسی باتیں ہیں جنکی کوئی بنیاد ہی نہیں اور یہ صرف وہم کرنیوالوں کا وہم ہے۔ پس یہ جان لے کہ یہ رائے کمزور ہے بلکہ تکلوں سے زیادہ نحیف اور کبوتر کے بچوں سے زیادہ ضعیف ہے اور ایسی طبیعت قلتِ تدبر سے پیدا ہوئی ہے جس نے فکرِ صحیح کے موتی کو کھو دیا اور لالچی دل کے ساتھ دُنیا پر جُھک گیا اور معارفِ دینیہ سے غفلت برتی۔

اس باب میں اصل بات یہ ہے کہ تمام بنی آدم ایک شخص کی طرح ہیں۔ بعض ان میں سے سر، دل، جگر، معدہ، گردہ اور سانس لینے والے اعضاء کی طرح ہیں اور وہ بنی نوع انسان کے سردار ہیں اور

الانسان وبعضهم كاعضاءٍ اخرى
فالذين جعلهم الله كالراس اوالقلب
وغيرهما من الاعضاء الرئيسة
فجعلهم مدار الحياة كل من سمي
انسانًا وكما انّ الانسان لا يعيش
من غير وجود هٰذه الاعضاء فكذٰلك
الناس لا يعيشون بحياتهم الروحاني
من غير وجود هٰؤ السادات من
الرسل والنّبيّين والصدّيقين
والمحدّثين والشهداء والصالحين
فظهر من هٰهنا ان الموت الروحاني
هو مطرح بغض الاولياء فالذى
اشتد بغضه ومماراته بهٰذه الطائفة
المقبولة وتواترت مباراته بتلك
الفئة المحبوبة وما امتنع وما تاب و
ما دعا الله ان يتدارکه وما ترك
السب واللعن والطعن والخصومة
فاٰخر جزاءه عند الله سلب الايمان
وتركه فى نيران الحسد والفسق والعصيان
حتى يلتحق برهط الشيطان ويكون
من الخاسرين والسرّ فى ذٰلك ان

بعض ان میں سے دوسرے اعضاء کی مانند ہیں۔ پس
وہ لوگ جنھیں اللہ نے سر یا دل اور ان کے علاوہ دیگر
اعضائے رئیسہ کی مانند بنایا ہے۔ اللہ نے انھیں ہر
انسان کے لیے مدار بنایا ہے اور جیسے انسان ان اعضا
کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، اسی طرح لوگ ان بزرگوں
یعنی رسولوں، نبیوں، صدیقوں، محدثوں اور
شہیدوں اور صالحین کے وجود کے بغیر
اپنی زندگیوں کو روحانیت کے رنگ میں
بسر نہیں کر سکتے۔ پس اِس سے ظاہر
ہوا کہ بغضِ اولیاء موتِ روحانی کا موجب
ہے۔ جس شخص کا بغض اور کینہ اِس
مقبول گروہ سے زیادہ ہو اور وہ متواتر
اِس محبوب گروہ کے مقابل آئے اور
اِس بات سے نہ رُکے اور نہ اِس سے
توبہ کرے اور نہ اللہ سے دُعا کرے کہ وہ اِسکا
تدارک کرے اور گالی گلوچ، لعن وطعن اور
جھگڑے کو نہ چھوڑے، تو اس کی آخری سزا
اللہ کے پاس اس کا ایمان سلب کرنا اور حسد
فسق اور نافرمانی کی آگ میں چھوڑ دینا ہے۔
یہانتک کہ وہ شیطان کے گروہ میں شامل ہو
جاتا ہے اور زیاں کاروں میں سے ہو جاتا ہے۔

اولياء الله قوم يحبهم الله ويحبونه ولهم بربهم تعلقات قوية و له اليهم توجهات عجيبة وعنايات لطيفة وبينهم وبين الله اسرارٌ لا يعلمها الا حبهم فيحبهم الله حُبًّا عجيبًا ويعادي من عاداهم ويوالي من والاهم ولا يدري احد لم احبهم الى تلك المرتبة ولم اتم لهم وظائف الوداد كلها ولم صاروا من المحبوبين

وقد جرت عادة الله تعالىٰ انه يفيض الحق علىٰ قلوبهم ويجري لطائف العلوم في خواطرهم ويطهر فكرتهم وينقح حكمتهم ويعطي لهم علم تبصر العواقب واتقاء مواضع المعاطب ويقود كل خير اليهم ويطرد كل شر منهم ويطلعهم علىٰ معارف كتابه وعلوم نبيه ويربيهم من عنده ويهديهم الى صراطه وينعم عليهم بنعمائه الظاهرة والباطنة ويحفظهم من مقامات مزلة الاقدام ويجعلهم

اور اس میں راز یہ ہے کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے ان کے اپنے رب سے مضبوط تعلقات ہیں اور اللہ ان پر عجیب رنگ میں توجہات اور لطیف عنایات کرتا ہے انکے اور اللہ کے درمیان ایسے اسرار ہیں جنھیں صرف ان سے محبت کرنیوالا ہی جانتا ہے پس وہ ان سے عجیب رنگ میں محبت کرتا ہے اور وہ انکے دشمنوں سے دشمنی اور انکے دوستوں سے دوستی رکھتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ ان سے اس حد تک محبت کیوں کرتا ہے اور کیوں ان کیلئے محبت کی تمام شرائط پوری کردی ہیں اور یہ لوگ کیوں اس کے محبوبوں سے ہو گئے ہیں۔

اللہ کی یہ قدیم عادت ہے کہ وہ ان کے دلوں پر حق جاری کرتا ہے اور ان کے دل میں علوم کے لطائف ودیعت کرتا ہے۔ ان کے فکر کو جلا بخشتا ہے اور ان کی حکمت کی تنقیح کرتا ہے اور انہیں ایسا علم عطا کرتا ہے جن سے وہ عواقب اور ہلاکت کی جگہوں سے بچنے کو جان لیتے ہیں۔ وہ ہر خیر انھیں پہنچاتا ہے اور ہر برائی کو ان سے دُور ہٹاتا ہے۔ اُنھیں اپنی کتاب کے معارف اور اپنے نبی کے علوم سے اطلاع دیتا ہے۔ خود انکی تربیت کرتا ہے اور انھیں اپنے راستہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ ان پر ظاہری و باطنی انعامات کرتا ہے اور اُنھیں لغزشوں سے محفوظ رکھتا ہے اور اُنھیں ایسے

من المحفوظين ويجعلهم من حماة حوزة الاسلام ويشرح صدورهم ويوجههم الى حضرته التي هي مبدء الفيوض فياتيهم الفيض في كل يوم غضًا طريًا وينفسح في صدورهم من ذلك الفيض الالهي انواع لوامع والناس يعملون الخيرات تطبعًا وهم طباعًا ولا تصدر الاعمال الصالحة منهم تكلفا بل تقتضيها فطرتهم السليمة وتجري فيها ارادات الصلاح كفوران العين ولا يتكاءدهم من الاعمال الشاقة ما يتكاءد غيرهم تراهم كالجبال عند الاوجال وتتبين شجاعتهم عند تبين اهوال يتحلون بمحاسن الاخلاق ويتخلون مما يسم بالاخلاق يصبرون تحت مجاري الاقدار حبًا ومواطاة لا لتنوء الاقدار ويطيعون ربهم ببذل الروح واقتحام الاخطار ابتغاءً لمرضات الله لا لارتفاع الاخطار لا يريدون ملل الخلائق ولا تجد فيهم سوء الطبع وتوشين

محفوظ رہنے والے بناتا ہے جو اسلام کے مرکز کی حمایت کرنے والے ہوں۔ اللہ انکے سینوں کو کھولتا اور انھیں اپنی ذات کی طرف جو تمام فیوض کا منبع ہے، متوجہ کرتا ہے۔ پس ان کے پاس ہر روز تازہ بہ تازہ فیض آتا ہے اور ان کے سینوں میں اس الٰہی فیضان کی وجہ سے طرح طرح کی روشنیاں پھوٹتی ہیں اور لوگ تکلّف سے نیکی کرتے ہیں، لیکن وہ طبعاً نیکیاں بجا لاتے ہیں۔ ان سے نیک اعمال تکلّف کے طور پر صادر نہیں ہوتے بلکہ اُن کی فطرتِ سلیمہ اس امر کا تقاضا کرتی ہے اور اس میں نیکی کے ارادے چشمۂ رواں کی طرح بہتے ہیں۔ انھیں اعمالِ شاقہ سے وہ تکلیف نہیں ہوتی جو ان کے غیر کو ہوتی ہے تم انھیں ڈر اور خوف کے وقت پہاڑوں کی مانند پاؤ گے خطرات کے وقت ان کی شجاعت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ اخلاق فاضلہ سے مزیّن اور اخلاق کو داغدار کرنیوالی باتوں سے علیحدہ رہتے ہیں۔ اور قضا و قدر کے اجراء کے وقت وہ محبّت و رغبت سے صبر کرتے ہیں نہ کہ قضا و قدر سے درماندہ ہوکر ———

محض اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس سے مطابقت اختیار کرتے ہوئے اپنی جانوں کو قربان کرتے ہوئے

الخلائق الراحمون المحسنون الی عباد
الله مآل الامل وثمال الیتامی والا
رامل یبعدون عن کل کدورة وظلام
وعن الهیئة الظلمانیة ویملؤن
من الانوار والجواهر الایمانیة و
یصیر صحن صدورهم مسعی للاوابد
الروحانیه ویخرون امام السدة
الربانیة وتغرق ارواحهم فی بحار
حضرته ساجدین ویخرجون من
النفس والهواء والارادة ولا یدرون
النفس ولذاتها ویقلبهم الله یمیناً وشمالاً
حکمة من عنده ویجدد لهم ارادات بعد من الا
مرادات النفسانیة کلها ثم یرسلهم الی
عبادہ رحمة منه فیدعون الناس الی
الخیر والصلاح والسعادة والنجاح
فالذین یقبلونهم ویتبعونهم ویحذون
حذوهم فی کل اعمالهم واقوالهم
وحرکاتهم وسکناتهم ولا یفارقون
اظلالهم ولا یخرجون عما امروهم
فینالون السعادة ویفوزون فوز
السعداء ویرضون الله ورسوله

اور مشکلات کو برداشت کرتے ہوئے رضائے الٰہی کے
حصول کے لیے وہ اپنے رب کی اطاعت اختیار کرتے
ہیں۔ ان خطرات کو دُور کرنے کیلئے لوگوں سے میل جول
انھیں پسند نہیں ہوتا۔ تم ان میں بدخلقی نہیں پاؤ گے۔
اور اللہ تعالیٰ کے بندوں پر احسان کرنیوالے ہیں۔ وہ
اُمید گاہ اور یتامیٰ اور بیواؤں کے فریاد رس ہیں۔ وہ
ہر کدورت اور تاریکی اور ظلمانی صورت سے دُور رہتے
اور انوار اور ایمانی جوہر سے بھرپور ہوتے ہیں اور انکے سینوں کا
صحن روحانی پرندوں کے اُترنے کی جگہ بن جاتا ہے اور وہ
خدا تعالیٰ کے دروازہ کے آگے گرتے ہیں اور انکی رُوحیں اطاعت
کرتے ہوئے حضرت باری کے سمندروں میں غرق ہو جاتی ہیں اور وہ
نفس، خواہش اور ارادہ سے نکل جاتے ہیں اور وہ نفس
اور اس کی لذّات کو نہیں جانتے۔ اور اللہ اپنی حکمت کے
تحت اُنہیں دائیں اور بائیں پلٹتا ہے۔ اور نفسانی ارادوں
کے کامل طور پر مٹ جانیکے بعد انکے اندر نئے ارادے پیدا کرتا
ہے۔ پھر اپنی رحمت کیوجہ سے انہیں اپنے بندوں کی طرف
بھیجتا ہے۔ پس وہ لوگوں کو خیر و صلاح اور سعادت و کامیابی
کی طرف بلاتے ہیں۔ پس جو لوگ انہیں قبول کر لیتے ہیں اور ان کی
پیروی کرتے ہیں اور تمام اعمال اقوال حرکات و سکنات میں
انکے قدم بہ قدم چلتے ہیں اور وہ انکے سایوں سے دُور نہیں
رہتے اور وہ انکے احکام سے باہر نہیں ہوتے۔ وہ سعادت

ويكونون مباركين۔ فالحاصل ان
خدمة هؤلاء الكرام عنوان السعادة
ومحبتهم استثمار المعرفة مصافاتهم
مصافات الله وبث مدائحهم زمام
الفلاح وتطلب مثالبهم من امارات
الطلاح وتتبع عيوبهم مدحض المحسنات
وتكلف كلفهم كفارة السيئات فالذين
ما انتظموا فى سمطهم وما انخرطوا فى
جماعتهم وما التحقوا برهطهم بل
عادوهم وخالفوهم وتجاوزوا العد
فى معنفتهم عند المخاصمات وتعدوا
الادب فى المكالمات فاحبط الله
عملهم وارداهم وباؤا بسخط من
الله ورجع اليهم نكال من الله وغضب
من عنده فنزع الله من قلوبهم كل
حلاوة الايمان ونور العرفان وتركهم
فى ظلمات خاسرين مخذولين۔

ثم اعلم ان كل ما قلنا هى علل
روحانية لسلب ايمان المخالفين واما
الاسباب الخارجية لخسرانهم وبعدهم
عن الحق فهى اسباب اعدوها لهم

کو پا لیتے ہیں اور خوش نصیبوں کی سی کامیابی حاصل کرتے ہیں وہ
اللہ اور اسکے رسول سے راضی ہو جاتے ہیں اور بابرکت بن
جاتے ہیں پس حاصل کلام یہ ہے کہ ان بزرگوں کی خدمت
خوش نصیبی کی نشانی اور انکی محبت معرفت کے پھل حاصل کرنا ہے
انکی دوستی اللہ کی دوستی اور انکی تعریف کی اشاعت زمام کامیابی
اور انکے عیوب تلاش کرنا شرارت کی علامات سے ہے۔ اور ان
کے عیوب کا پیچھا کرنا نیکیوں کو مٹانے والا اور انکے لیے تکالیف
برداشت کرنا برائیوں کا کفارہ ہے پس وہ لوگ جو انکی لڑی
میں منسلک اور انکی جماعت میں داخل نہیں ہوئے اور انکے
گروہ سے نہیں ملے بلکہ انھوں نے ان سے دشمنی کی اور ان کی
مخالفت کی اور جھگڑوں میں ان سے ناراضگی میں حد سے گذر
گئے ہیں اور گفتگو میں انہوں نے ادب کو ترک دیا۔ اللہ نے ان
کے عمل کو ضائع اور انہیں ہلاک کر دیا ہے اور وہ اللہ کی
ناراضگی کو لے کر لوٹے اور ان کی طرف اللہ کا
عذاب اور اسکا غضب لوٹا پس اللہ نے ان کے دلوں سے
ایمان کی ہر حلاوت اور نورِ عرفان چھین لیا ہے اور ان کو
تاریکی میں ناکام و نامراد چھوڑ دیا۔

پھر جان لے کہ جو کچھ ہم نے کہا ہے وہ مخالفین
کے ایمان سلب ہونے کی روحانی بیماریاں ہیں
اور جہاں تک ان کے گھاٹے میں پڑنے اور حق سے
ان کی دوری کا تعلق ہے اس کے خارجی اسباب وہ

من عند انفسهم فهى انهم يخالفون امام الوقت وخليفة الزمان فى كل قوله وفعله وعقيدته مع انه على الحق و مؤيد من الله تعالىٰ فكلما يخالفونه ويتركون طريقة يبعدون عن طرق السعادة والصدق والصواب ويطرحهم شقوتهم فى فلوات الخسران والتباب فيصيرون من الهالكين۔

ومن المعلوم ان الرجل الذى خالف الحق وخالف الذى يدعو الى الحق على بصيرة فلا بد له ان يقع فى هوة الخطايا فانه خالف المحفوظ المصيب المؤيد من الله ثم معلوم ان المخالفة اذا بلغت منتهاها فتزيد شقاوة المخالف يوما فيوما فيكون حريصاً على ردّ كل كلمة الحق والحكمة والصداقة التى اعطيت لامام الزمان بل هذا هو النتيجة الضرورية اللازمة لكمال العناد فان العناد اذا بلغ كماله فيجترء المعاند لشدة عناده يومًا فيومًا على المخالفة حتى يقع يومًا فى مخالفة

ہیں جو انھوں نے اپنے لیے خود تیار کیے ہیں اور وہ یہ کہ وہ امام وقت اور خلیفۂ زمان کی اس کے ہر قول و فعل اور عقیدہ میں مخالفت کرتے ہیں؛ حالانکہ وہ حق پر ہوتا ہے اور اللہ کی تائیدا سے حاصل ہوتی ہے۔ پس جب وہ اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کے رستہ کو چھوڑتے ہیں تو وہ سعادت، صدق اور صواب کے رستوں سے دور ہوجاتے ہیں اور انکی بدبختی انہیں گھاٹے اور ہلاکت کے جنگلوں میں پھینک دیتی ہے پس وہ ہلاک ہونیوالوں سے ہوجاتے ہیں

اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص حق کی اور علیٰ وجہ البصیرت کی طرف بلانے والے کی مخالفت کریگا تو وہ خطاؤں کے گڑھے میں گر جائے؛ کیونکہ اس نے محفوظ اور صحیح رائے والے اور مؤید من اللہ کی مخالفت کی ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ جب مخالفت اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو مخالف کی بدبختی بھی دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہے اور وہ ہر کلمۂ حق و حکمت اور صداقت کے رد کرنے پر حریص ہوجاتا ہے جو امام الزمان کو عطا کی جاتی ہے بلکہ یہ انتہا کی عناد کا ضروری اور لازمی نتیجہ ہے کیونکہ جب عناد اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو معاند شدتِ عناد کی وجہ سے دن بدن مخالفت پر جرأت کرتا ہے یہانتک کہ وہ ایک دن ایسی مخالفت

عظيمة تهلكه وتسلب ايمانه فيلحق
بالمخذولين - اذا ترى انك اذا اخترت
طريقاً علیٰ وجه البصيرة وتعلم انه
طريق مستقيم يوصلك الى منزلك
ودارك سالماً غانماً ومعك في سفرك
عدو شقي فحمله عداوتك على ان
يختار لنفسه طريقاً آخر يخالف
طريقك مع ان فيه قطاع الطريق
وسباع وافاعي وآفات اخرىٰ فلاشك
انه القى نفسه الى التهلكة فان هلك
فما كان سبب هلاكه الا مخالفتك
فتدبروا تق الله ولا تكن الا مع الصادقين
ولا تؤذ صادقا ولا تعن الذى ابلى في
هيجاءه بل لا تكن من الذين هم
نظارة ذلك الحرب ورضوا بالطعن
والضرب وافاضوا في سماع كلمات
فيها استخفافه وتب مع الذى تاب
فان الصالحين قوم اذا اراد الله نصرهم
فيخلق من لدنه الاسباب ويبدى
العجائب ويأتى المعادين من حيث
لا يعلمون ولا يخزى عباده المحبوبين

شروع کر دیتا ہے جو اُسے ہلاک کر ڈالتی ہے اور اس کے
ایمان کو سلب کر لیتی ہے اور وہ بے یار و مددگار ہو جاتا ہے۔
جب تو دیکھے کہ تو نے علی وجہ البصیرت کی راہ کو اختیار کیا ہے
اور تو جانتا ہے کہ یہ سیدھا رستہ ہے جو تجھے صحیح سلامت
تیری منزل و گھر تک پہنچائیگا اور تیرے ساتھ سفر میں ایک
بدبخت دشمن ہے تو تیری عداوت اُسے اس بات پر آمادہ
کریگی کہ وہ اپنے لیے کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے
جو تیرے رستے کے مخالف ہے اگرچہ اس میں ڈاکو، درندے،
سانپ اور دُوسری آفات ہوں تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ
اپنی جان کو ہلاکت میں نہیں ڈالے گا۔ پس اگر وہ ہلاک ہو
گیا تو اس کی ہلاکت کا سبب تیری مخالفت ہی ہوگی۔ پس تو
تدبر کر اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کر اور صرف صادقوں کے
ساتھ ہی ہو۔ اور کسی صادق کو ایذا نہ دے اور اس سے لڑائی
کے لیے نکلنے والے کی مدد نہ کر بلکہ اس جنگ کا تماشہ کرنے
والوں میں سے بھی نہ بن جو طعن و ضرب کو پسند کرکے ان
باتوں کو سُننے لگتے ہیں جس میں اس کا استخفاف ہوتا ہے۔
اور توبہ کر کیونکہ صالحین وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ ان کی مدد
کرنا چاہتا ہے تو اپنی جناب سے ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے
اور عجائبات ظاہر کرتا ہے اور دشمنوں کے پاس وہاں سے
آتا ہے جہاں سے ان کو علم بھی نہیں ہوتا اور وہ اپنے محبوب
بندوں کو ضائع نہیں کرتا۔ پس میں تمہیں وصیت کرتا

فاوصيك ان لا تمارهم ولا تخالف قولهم
بفهم لغل وعقل انحل ولن تبلغ افهامهم
وعلومهم ولوكان عندك جيل من
الكتب فانهم يؤتون علمًا وفهمًا
من لدن ربهم وتنور افهامهم و
تصفى عقولهم وتوسع مداركهم
ويعصمهم يد الرّب من كل مزلّةٍ و
ربّما تسمع من افواههم كلمات هي
عندك كلمات الكفر واقوال الارتداد
واما اذا فكرت انت وامثالك في
كلماتهم بقلب سليم ورأي حرٍ و
دعوت الله ان يفهمك فاذا هي
معارف الحكمة واللآلي المعرفة
فان كنت سعيدا فتقبلها بعد ما
فهمتها وان كنت شقيا فتبقى على
انكارك تجحد وتختار التكذيب
لنفسك فتسفك دم ايمانك بيديك
وتلحق بالذين هم ضيعوا ايمانهم
وهم يعلمون وما كانوا مهتدين۔
يا مسكين لا تعجل ولا تكفر عبدًا
اصطفاه الله وتراه يصلي ويصوم

ہوں کہ ان سے جھگڑا نہ کرو اور ان کی باتوں کی ناقص فہم اور خشک عقل
کی بنا پر مخالفت نہ کر اور تو اُنکے فہم اور علم کو نہیں پہنچ سکتا خواہ تیرے
پاس سینکڑوں کتب ہوں کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف
سے علم و فہم دیا جاتا ہے اور ان کے فہم روشن ہو جاتے ہیں،
عقلیں جلا پاتی ہیں اور سمجھنے کی قوتیں وسیع ہوتی ہیں اور اللہ
تعالےٰ کا ہاتھ انہیں ہر لغزش سے بچاتا ہے اور بعض اوقات
تو ان کی زبان سے ایسے کلمات سنتا ہے جو تیرے نزدیک
کلمات کفر اور ارتداد کی باتیں ہوتی ہیں، لیکن اگر تو اور تیرے
ساتھی ان پر آزادی رائے اور قلب سلیم کے ساتھ غور
کریں اور تو اللہ تعالےٰ سے دُعا کرے کہ وہ تجھے سمجھا
دے کیونکہ وہ حکمت کے معارف اور معرفت کے موتی
ہیں اور اگر تو سعادت مند ہے تو سمجھنے کے بعد انہیں قبول
کرے گا اور اگر تو شقی ہے تو انکار پر مصر
رہے گا اور تکذیب کی راہ اختیار کر کے اپنے
ہاتھوں اپنے ایمان کا خون کرے گا اور جان بوجھ
کر ایمان ضائع کرنے والوں اور ہدایت نہ پانے
والوں میں سے ہو جائے گا۔

اے مسکین جلد بازی نہ کر
اور ایک ایسے آدمی کی تکفیر نہ کر جسے
اللہ تعالےٰ نے چُن لیا ہے اور تو اُسے
نماز پڑھتے روزہ رکھتے اور قبلہ کی طرف

ويستقبل القبلة وتجد فيه سمة
الصلحاء واتباع السنّة ولا تعجل على
ما ادعى من الكمالات والمعارف فان
في الاسلام قومًا يؤتون حكمة روحانية
من ربهم لا يفهم اقوالهم كل غبي
وبليد فراستهم قد اوتيت من
الاصابة وعقولهم فاقت عقول
العصابة وفهمهم يفصح عن كل
معمّى ولا يطيش سهمهم في مرمى و
ما يضرّهم شيطان ويتبعه الشهاب
وما يصل اليهم سهم وان تخلوا
الجعاب يؤتون من لطائف العرفان
ولهم يد طولى في البيان وتعريضهم
اولى من تصريح غيرهم وكلامهم
تتجلى في الالوان ويسمح خواطرهم
الافاضات وهم اعمدة الدنيا و
عمد الدين وللخلق وجودهم كروح
الحيات ومن عاداهم فقد بارزه الله
للحرب فتارةً ياخذه من غير
امهال وتارة يؤجله اجلاً ويرخي
له طولاً حتّى اذا جاء وقته فيحرق

منہ کرتے دیکھتا ہے اور اس میں اتباع سنت اور صلحا
کی نشانیاں پاتا ہے اور جن کمالات و معارف کا
وہ دعوی کرتا ہے ان کی (تکذیب) میں جلد بازی نہ کر
کیونکہ اسلام میں ایک ایسی جماعت ہے جنہیں
اپنے ربّ کی طرف سے حکمت روحانی عطا کی جاتی
ہے اور ہر غبی اور کُند ذہن ان کی فراست کو نہیں سمجھ
سکتا تجھے اصابت رائے دی گئی ہے، لیکن ان کی عقلیں
پوری جماعت کی عقل پر فوقیت رکھتی ہیں اور انکا فہم ہر
معمّے کو کھول دیتا ہے اور ان کا تیر نشانے سے خطا
نہیں جاتا اور شیطان ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا بلکہ
شہاب اس کا پیچھا کرتا اور کوئی تیر اُن تک نہیں پہنچتا
اگرچہ وہ ترکش خالی کر دیں۔ انہیں لطائف معرفت عطا
کیے جاتے ہیں اور بیان میں ید طولیٰ حاصل ہوتا ہے اور
دوسروں کی نسبت ان کی تصریح اولیٰ ہے اور ان کا کلام
مختلف رنگوں میں چمک دکھاتا ہے اور ان کے دلوں
میں فیضان کی بارش ہوتی ہے، وہ دین و دنیا کے
ستون ہوتے ہیں اور مخلوق کے لیے ان کا وجود روحِ
حیات کی طرح ہے اور جو ان سے عداوت رکھتا ہے
اللہ تعالیٰ ان سے جنگ کے لیے نکلتا ہے اور کبھی
اسے بغیر مہلت کے پکڑ لیتا ہے اور کبھی کچھ مدت تک مہلت
دیتا ہے اُسے فراخی عطا کرتا ہے یہانتک کہ جب اس کا

كشتبه صاعقة العذاب ويجعله كان لم يكن من العائشين ؛

وقت آجاتا ہے تو عذاب کی بجلی اس کی پونجی کو جلا دیتی ہے اور اسے اس طرح کر دیتا ہے گویا زندوں میں سے نہ ہو۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ — بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذي علّم بالقلم علّم الانسان مالم يعلم وبلّغه الى مراتب العرفان واليقين والصلوٰة والسّلام على رسوله نبيّ أُمّيّ امام المعلّمين من الانبياء والمرسلين وامام كلّ من نطق عن الوحي وكتب علم الحكمة ومعارف الدين الذي مابرى القلم قط وما قط وما احتجر اللوح وما خطّ وخلقه الله في احسن تقويم ففاق خلق العٰلمين — و اصحابه الهادين المهتدين و اٰله الطيّبين الطّاهرين - امّا بعد فانه قد وصل اليّ مكتوبٌ من مكّة شرّفها الله وعظّمها فلمّا قرأته علمت انّه مكتوب كتبه بعض احبّائي من المبايعين - وعرفت

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے قلم سے سکھایا اور انسان کو وہ سب کچھ بتایا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا اور اسے عرفان اور یقین کے مراتب تک پہنچایا اور درود و سلام ہو۔ اُس کے رسول اُمّیؐ پر جو نبیوں اور رسولوں میں سے جتنے بھی معلّمین گذر چکے ہیں، ان سب کا امام ـــ اور وحی سے بولنے والے ہر شخص کا راہ نما ہے اور اُس نے علم حکمت اور دین کے معارف سکھلائے جس نے نہ کبھی قلم تراشا اور نہ قط لگایا اور نہ تختی بغل میں رکھی اور نہ اُس پر لکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُسے احسن تقویم میں پیدا کیا اور وہ سب مخلوقات پر فوقیت لے گیا اور اُس کے اصحابؓ پر جو ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ ہیں اور اس کی آل پر جو طیّب و طاہر ہے۔ درود و سلام ہو۔ امّا بعد واضح ہو کہ مجھے مکّہ مکرمہ سے (اللہ تعالیٰ اُس کو شرف اور عظمت دے) ایک خط ملا ہے۔ مَیں نے جب اس کو پڑھا تو مجھے معلوم ہوا کہ اسے کسی مبائع دوست نے لکھا ہے اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ چاہتا ہے کہ

انه يريد لاعرّف اهل مكّة من
بعض حالاتي فما رضي قلبي بان
اكتب اليهم الامر المجمل المطوي بل
اردت ان ابيّن بيانًا تطمئن به قلوبهم
وتحصل لهم معرفة ويتقوى به رأيهم
ووجدانهم وفراستهم فغلب هٰذا
القصد على قلبي ونفث في روعي
اسرارًا لاهل مكّة حتّى امتلاءت نفسي
ونمتني بها وكتبتها في مكتوب
وارسلت اليهم ثم بدا لي ان ارتبه
بصورة رسالة واشيعه في الناس بعد
طبعه لينتفع به خلقٌ ويكون
كسراجٍ منيرٍ للطّالبين - فالاٰن نشرع
في المقصود ونكتب اولًا المكتوب
الّذي جاء من اهل مكّة ثم نكتب
مكتوبًا ارسلنا اليهم وما توفيقنا الّا
بالله الّذي يتولّى عباده وهو ارحم
الرّاحمين -

المكتوب الّذي جاء من مكّة
شرّفها الله واعزّ اهلها

بسم الله الرّحمٰن الرّحيم - نحمده ونصلّي على
رسوله الكريم

میں اہلِ مکّہ کو اپنے بعض حالات سے متعارف کراؤں پس میرے
دل نے پسند نہ کیا کہ مَیں ان کی طرف مجمل اور مختصر خط لکھوں
بلکہ مَیں نے چاہا کہ مَیں اِس طرح کھول کر بیان کروں کہ
اُن کے دل اِس سے مطمئن ہوں، انھیں معرفت حاصل
ہو۔ اُن کی رائے، وجدان اور فراست اس سے مضبوط
ہو اور یہ ارادہ میرے دل پر مستولی ہو گیا اور میرے دل
میں اہلِ مکّہ کے لیے کچھ پوشیدہ باتیں ڈالی گئیں۔ یہاں تک
کہ میری جان اور رُوح اس سے پُر ہو گئے اور مَیں
نے اُنہیں ایک خط لکھا اور اُن کی طرف بھیج دیا۔
پھر مجھے خیال آیا کہ مَیں اِنھیں ایک رسالہ کی شکل
میں مُرتّب کروں اور طبع کرانے کے بعد لوگوں میں
شائع کروں تا مخلوق اِس سے فائدہ حاصل کرے
اور تاکہ وہ متلاشیانِ حق کے لیے روشن چراغ کا کام
دے۔ اب ہم اصل مقصد کی طرف آتے ہیں اور
پہلے وہ مکتوب درج کرتے ہیں جو مکّہ سے آیا ہے
پھر ہم وہ خط لکھیں گے جو ان کی طرف بھیجا اور ہمیں
اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے جو اپنے بندوں کا
متولی، سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔

وہ خط جو مکّہ سے (اللہ تعالیٰ اس کے شرف کو
قائم رکھے اور اس کے رہنے والوں کو عزت دے) آیا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم ط

سلام اللہ تعالیٰ ورحمتہ وبرکاتہ و
ازکی تحیّتہ علی حضرۃ جناب مولنا
وھادینا ومسیح زماننا غلام احمد
کان اللہ تعالیٰ فی عونہ اٰمین یاربّ
العٰلمین - امابعد اعرفکم انّی وصلت
مکّۃ بخیروعافیۃ وکلما جلست فی
مجلس اذکرکم واذکر قولکم وجمیع
الّذی ادعیتموہ من الاٰیات والاحادیث
فصارالنّاس یتعجّبون والبعض منھم
یصدقون ویقولون اللّٰھمّ ارناوجھہ
فی خیرٍ ولمّا فرغنا من شھرالحج
وھلّ علینا شھر عاشورا مررت
یومًا من الایام علیٰ واحد من
اصحابنا اسمہ علی طایع فجلست
عندہ فسالنی عن الھند وعن
السفر واحوالہ فاخبرتہٗ بالّذی
حصل واخبرتہ عن دعواکم و
فھمتہ علی احسن مایکون ففرح بذٰلک
وقلت لہ ھو رجلٌ حلیمٌ عظیمٌ اذا
رأہ المؤمن یصدّق بہ فالکلمٰت الّتی
فھمتنا ایّاہ طفق یذکرھا عند کلّ احدٍ

اللہ تعالیٰ کا سلام رحمت اور برکتیں اور پاک تحیات
ہمارے مولا و ہادی مسیحِ زماں غلام احمد پر۔
اللہ تعالےٰ ان کی مدد کرے۔ آمین یا رب
العالمین۔ امّا بعد مَیں آپ سے عرض
کرتا ہوں کہ مَیں بخیر و عافیت مکّہ پہنچ گیا
ہوں اور جب کبھی مَیں کسی مجلس میں بیٹھتا ہوں،
آپ کا ذکر کرتا ہوں اور آپ کی باتوں کا اور جن
آیات اور احادیث کی بنا پر آپنے دعویٰ کیا
ہے، ذکر کرتا ہوں، تو لوگ تعجّب کرتے ہیں۔ کچھ
تصدیق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خدا
تو ہمیں اِس کا مبارک چہرہ دکھا۔ جب ہم حج
سے فارغ ہوں اس حال میں کہ ہم پر محرم کا
چاند طلوع ہو چکا ہے۔ ایک دن مَیں اپنے ایک
دوست علی طائع کے پاس سے گزرا اور اس
کے پاس بیٹھ گیا۔ تو اس نے مجھ سے ہندوستان
اور میرے سفر اور دیگر احوال کے متعلق استفسار
کیا تو مَیں نے اسے سب حالات بتاتے۔ اور
آپ کے دعویٰ سے اطلاع دی اور اسے اچھی
طرح سمجھایا تو وہ اس سے بہت خوش ہوا۔ اور
مَیں نے اس کو کہا کہ وہ ایک عظیم اور بُردبار
شخص ہے جب کوئی مومن اس کو دیکھتا ہے، تو ضرور

من النّاس وقال لی متی یجیئ الی مکّة
قلت له اذا اراد الله سبحانه وتعالیٰ یجیئ الی مکّة
شرفها الله تعالیٰ عن قریب والان الف کتبا عربیة
فی اثبات دعواه یرید ان یرسلها ان شاء الله تعالیٰ
هذا ما قلت لعلی طائع ثم لمّا ان اردت
ارسال هذا الکتب قلت له انا ارید
ان ارسل لمولنا کتابًا فقال لی قل له
فی الکتب یعجل بارسال الکتب الّتی
الّفها ویعجل بالمجیئ بنفسه الی مکة
فقلت له حتی یاذن الله وقلت له
لولا مخافة الفتن ما ترکت الکتب
الّتی الّفها مولنا وجئت بها فقال
لی خفت لو جئت بها لکان خیرًا
ثم قال لی اکتب لمولنا یرسل الکتب
علی اسمی وانا اقسمها واطلع علیها
شریف مکة والعلماء وجمیع النّاس
ولا ابالی من احد وقال انا اعرف ان
المؤمن اذا سمع ذکر هذا الرجل یفرح
والمنافق یغضب ـ وهذا الرجل المذکور
الذی اسمه علی طائع ساکن فی شعب
عامر وهو رجل طیب من الاغنیاء

اس کی تصدیق کرتا۔ اس کے بعد اس نے ان باتوں
کا تمام لوگوں کے پاس ذکر کرنا شروع کیا جو میں نے
اس کو بتائی تھیں اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ وہ مکّہ
کب آئینگے، تو میں نے کہا کہ جب خدا تعالیٰ چاہے گا
تو وہ جلد مکّہ آئینگے۔ اور اب آپ نے کچھ کتابیں عربی
زبان میں اپنے دعویٰ کے اثبات میں لکھی ہیں جو وہ یہاں
بھیجنا چاہتے ہیں۔ علی طائع سے میری یہ گفتگو ہوئی۔
پھر جب میں نے یہ خط ارسال کرنا چاہا تو میں نے
اس سے کہا کہ میں اپنے آقا کی خدمت میں یہ خط
بھیجنا چاہتا ہوں، تو اس نے مجھ سے کہا کہ ان سے
عرض کریں کہ وہ اپنی تالیفات جلد ارسال فرمائیں
اور بنفسِ نفیس جلد مکّہ تشریف لائیں۔ میں نے اس سے
کہا کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا تو وہ تشریف لائینگے
اور میں نے اس سے یہ بھی کہا کہ اگر فتنہ کا خوف نہ ہوتا
تو میں اُن کی تالیفات چھوڑ کر نہ آتا۔ بلکہ ضرور ساتھ لاتا۔
اس نے کہا کہ تم ڈر کیوں گئے۔ اگر تم لے آتے تو بہت
بہتر ہوتا۔ پھر اس نے کہا کہ میرے آقا کی خدمت
میں لکھ دو کہ وہ کتابیں میرے نام ارسال کریں۔ میں انہیں تقسیم
کرونگا اور شریف مکّہ اور علماء کرام اور دوسرے تمام لوگوں
کو اس سے اطلاع دونگا اور میں کسی کی پروا نہیں کرتا اور اس نے
کہا کہ میں جانتا ہوں کہ مومن اس شخص کا ذکر سن کر خوش اور منافق

وصاحب بیوتٍ واملاكٍ وتاجرٍ عظیمٌ
فانتم ارسلوا الکتب باسمہٖ وبھذا
العنوان یصل ان شاء اللہ تعالیٰ۔
الیٰ مکّة المشرفة ویسلم بید علی طائع
تاجر الحشیش فی حارة الشعب یعنی
شعب عامر۔

وسلّم منّا علیٰ مولٰنا نور الدین
وعلیٰ مولٰینا السید الحکیم حسام الدین
وسلّم منا علیٰ کافة اخواننا کل واحد
منھم باسمہٖ صغیرھم وکبیرھم
وخصوصًا فضل الدین وولد اختہ
مولٰنا عبد الکریم وانا لھم من الدّاعین
فی بیت اللہ الحرام وخص نفسك
بالف سلام۔

الراقم بذلك احقر عباد اللہ الصمد
محمد بن احمد ساکن شعب عامر
۲۰۔ شھر عاشورا سنہ ۱۳۱۱ھ

الجواب

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم
نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

ناراض ہوتا ہے اور یہ شخص جس کا نام علی طائع ہے شعب عامر کا رہنے والا ہے۔ اور مالدار لوگوں میں سے اچھّا شخص ہے بہت سے گھروں اور جائیدادوں کا مالک ہے اور بڑا تاجر ہے۔ پس آپ اس کے نام اس پتہ پر کتابیں ارسال فرمادیں اور وہ اُسے انشاءاللہ مل جائینگی۔ بمقام مکّہ مشرفہ بخدمت علی طائع تاجر حشیش محلہ شعب یعنی شعب عامر۔

اور ہماری طرف سے مولانا نور الدّین حکیم حسّام الدّین اور تمام چھوٹے بڑے بھائیوں کو خصوصًا مولینا فضل دین اور ان کے بھانجے مولانا عبد الکریم کو سلام کہہ دیں۔ ہم بیت الحرام میں ان کے لیے دُعا کرتے ہیں۔ خاص طور پر حضور کو ہزاروں سلام۔

راقم احقر:
عباد اللہ الصمد محمّد بن احمد
ساکن شعب عامر ۲۰ محرم سنہ ۱۳۱۱ھ

الجواب

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم
نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

الی المحبّ المخلص حبّی فی اللہ محمد
بن احمد المکیّ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امّا بعد فانہ قد وصلنی مکتوبك
وقرأته من اوّله الی اٰخره وسرّنی
کلما ذکرته فی مکتوبك وشکرت اللہ
علی انّك وصلت وطنك وبیتك
بالخیر والعافیۃ ولقیت الاحباب و
عشیرتك الاقربین واما ما ذکرت
طرفًا من حسن اخلاق السّید الجلیل
الکریم علی طائع وسیرته الحمیدۃ
واٰثاره الجمیلۃ ومودّته وحسن توجهه
عند سماع حالاتی ومن انّه سرّ
بذٰلك فانا اشکرك علی ھٰذا واشکر
ذٰلك الشریف السّعید الرشید و
اسئل اللہ لك وله خیرًا وبرکۃً و
فضلًا ورحمۃ الی یوم الدین ۔

وقد القی فی قلبی انه رجلٌ طیّبٌ
صالحٌ وعسٰی ان ینفعنا فی امرنا و
یکمّل اللہ لنا بعض شاْننا بتوجّهه
وحسن ارادته وعلٰی یده واللہ یدبّر

بخدمت محبّ و مخلص محمد بن احمد
المکیّ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اما بعد واضح ہو کہ آپ کا خط مجھے ملا ۔ اور
مَیں نے اسے اوّل سے آخر تک پڑھا اور
جو باتیں آپ نے اِس خط میں لکھی ہیں ۔ ان سے
مجھے بہت خوشی ہوئی اور میں نے اس بات پر
خدا کا شکر کیا کہ آپ بخیر و عافیت اپنے گھر اور وطن
پہنچ گئے ـــ اور اپنے دوستوں اور قریبی رشتہ
داروں سے ملے اور جو کچھ آپ نے جلیل القدر بزرگ
سید علی طائع کے حسنِ اخلاق، نیک سیرت اور
پسندیدہ اوصاف بیان کیے ہیں اور میرے حالات
کے سُننے پر ان کی محبت اور حسنِ توجہ کا اظہار فرمانے کا ذکر
کیا ہے اور یہ کہ انھوں نے یہ حالات سُنکر بڑی خوشی محسوس
کی ہے میں اسپر آپکا اور اس سعید و رشید شخص کا شکریہ ادا
کرتا ہوں اور مَیں آپ کیلئے اور اس کیلئے تاقیامت خدا
تعالیٰ سے خیر و برکت اور فضل اور رحمت کیلئے دُعاگو ہوں ۔

اور میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ وہ صالح اور پاک
آدمی ہے اور امید ہے کہ وہ ہمارے کام میں مفید ثابت
ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہمارے بعض کاموں کو اس کی
توجہ اور حسنِ ارادہ سے اس کے ہاتھ سے پورا کریگا

اموردينه كيف يشاء ويجعل من يشآء
وسيلةً لتكميل مهمات الاسلام
ويجعل من يشاء لدينه من الخادمين
وفطنت بفراستي أنّ ذٰلك السعيد
الّذي ذكرت محامده في مكتوبك
رجلٌ شجاعٌ في سبيل الله لا يخاف
لومة لائمٍ عند اظهار الحق واشاعته
وتائيده وتشييده وقد جمع الله
فيه سيرًا محمودةً واخلاقًا فاضلةً
مع الفتوّة والشجاعة وانشراح الصدر
وجود النّفس والورع والتقوىٰ ومنّ
عليه بتوفيق الاخلاص والاجتهاد
في سبيل الله كما منّ عليه باعطاء
الثروة والغناء وجعله في الدنيا والآخرة
من المنعمين۔

وكذٰلك اذا اراد الله بعبدٍ خيرًا
فيعطيه من لدنه قوةً في الخيرات
وطاقةً في الحسنات ويجعل من
سيرته القيام بمهمات الدين والفكر
لاحياء الملّة واشاعة كتبها وتمزيق
دساتير الشياطين الملعونين فلا

اور اللہ جیسا چاہتا ہے، اپنے دین کے
اُمور کی تدبیر کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے، مہماتِ
اسلام کی تکمیل کے لیے وسیلہ بنا دیتا ہے اور
جس کو چاہتا ہے اپنے دین کا خادم بنا دیتا ہے اور
مَیں نے اپنی فراست سے معلوم کیا ہے کہ وہ سعادتمند
شخص جس کی خوبیوں کا آپ نے اپنے مکتوب میں
ذکر کیا ہے وہ اللہ کی راہ میں بہادر ہے۔ وہ حق کے
اظہار اور اس کی اشاعت، تائید اور تقویت میں کسی
ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈرتا اور جوانمردی
اور شجاعت اور انشراحِ صدر اور زہد و تقویٰ کے ساتھ
ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس میں اخلاقِ فاضلہ اور صفاتِ
محمودہ جمع کر دی ہیں اور اس پر اخلاص کی توفیق اور اجتہاد
فی سبیل اللہ کے ساتھ ایسا ہی احسان کیا ہے جیسا کہ اس
نے مال و دولت دینے کے ساتھ اس پر احسان کیا ہے
اور اُسکو دنیا اور آخرت میں آسودہ حال لوگوں سے بنا دیا۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے لیے
بہتری چاہتا ہے، تو اسے اپنی طرف سے خیرات اور حسنات
میں قوّت اور طاقت دیدیتا ہے اور اس کی عادات
میں مہماتِ دین کی خدمت اور احیاءِ ملّت کے لیے فکر
اور اس کی کتابوں کی اشاعت اور ملعون شیطان کے
قوانین کا پارہ پارہ کرنا رکھ دیتا ہے۔ پس وہ

يخاف الّا الله وان يرخير الدين في
امرٍ من بذل روحه واهراق دمه
فيقوم مستبشرًا للشهادة فيعتصم
بحبل الله جميعًا من قوة بدنه
وقلبه وجوارحه وعقله وفهمه
وينهض كل ذرّاته لطاعة الله وانقيادِ
اوامرهٖ ولا يغفله عن ربّهٖ طرفة عين
ويقف بالمرصاد في كل حين ـ ويشمّر
الذيل لافشاء احكام الله واعلاءها
وان كان فيه خطرٌ عظيمٌ اوعذاب
اليم ويبارز كالفحول ولا يقربه اثر
الجبن والحول ولا يتأخر لخطبٍ
خشي وخوفٍ غشي وينضّ للدّين
ركاب السّرىٰ ويجب لتائيده كل
وعورٍ وجبالٍ على ليرضى الله المولىٰ
ويدخل في المحبوبين واني ارىٰ
ان اذكر لهذا الفتى النّجيب قليلاً
مّن حالاتي ومّما انا عليه من هداية
ربّي واكشف له عمّا منّ الله به علىّ
واُعرّفه من بعض سوانحي لعلّه يزيد
معرفةً في امري ولعلّه يتفكّر ويعلم

اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور اگر وہ دین کی بہتری
اپنی جان نثار کرنے اور اپنا خون بہانے میں دیکھتا ہے تو
وہ خوشی سے شہادت کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ پس وہ
اپنی بدنی و قلبی قوّت اور اپنے جوارح اور اپنی عقل اور
فہم کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ
لیتا ہے اور اس کے سارے ذرّات خدا تعالیٰ کی
اطاعت اور اس کے احکام کی تابعداری میں مستعدی
کے ساتھ لگ جاتے ہیں اور وہ آنکھ جھپکنے کے وقفہ
کے برابر بھی اپنے ربّ سے غافل نہیں ہوتا اور ہر وقت
دھیان میں لگا رہتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے احکام کے
پھیلانے اور ان کو بلند کرنے کے لیے کمرِ ہمت کس لیتا ہے
اگرچہ ایسا کرنے میں اسے بھاری خطرہ یا عذابِ الیم ہی
کیوں نہ ہو اور وہ بہادروں کی طرح میدانِ مقابلہ میں
نکل کھڑا ہوتا ہے اور بزدلی اور بھاگنے کا خیال اس
کے قریب نہیں جاتا اور نہ کسی ڈرانے والے اور بے ہوش
کر دینے والے خوف سے پیچھے ہٹتا ہے اور دین کے لیے
رات کے سفر کی سواریوں کو تیار کرتا ہے اور اسکی تائید
کے لیے نشیب و فراز طے کرتا ہے تاکہ خدا اس سے خوش
ہو اور وہ اسکے محبوبوں میں داخل ہو اور میں مناسب
سمجھتا ہوں کہ اس شریف نوجوان کے لیے اپنے کچھ حالات
بیان کر دوں اور اس ہدایت کو بھی بیان کر دوں جو میں

ما اراد الله ربّ العلمين - فاعلموا
يا اخواننا رحمكم الله وحماكم و
حفظكم ان الله اطلع على الارض
في هذا الزمان فوجدها مملوّةً
من الفسق والكفر والشّرك والبدعات
وانواع المعاصي ومكائد المتنصّرين
ورأى انّ ارض قلوب النّاس قد
فسدت وكلّ قرية عامرة ومزارع
صلاحها تعطّلت وغلبت الضلالة
على كلّ برٍّ وّبحرٍ وافواج الفتن من كلّ
جهةٍ ظهرت وقلّ اثر الصالحين -
ورأى النّاس انهم قد مالوا الى
اعتقاداتٍ رديةٍ فاسدةٍ وعزوا
اُمورًا الى حضرة الوتر سبحانه يجب
تنزيه عنها وراى انّ النصارى جعلوا
عبدًا عاجزًا الٰها وخرقوا لاثبات
الالوهية دلائل من التورٰة والانجيل
بتاويلات منحوتةٍ من عند انفسهم
وصاروا في الارض أئمة المفسدين
وقد اضلّوا خلقًا كثيرًا وارتبط بهم
كلّ قلبٍ فاسدٍ ارتباط ذراري الشيطٰن

اپنے ربّ کی طرف سے لایا ہوں اور خدا نے مجھ پر جو احسان
کیا ہے وہ اسپر کھولوں اور اپنے کچھ سوانح بھی اسکو بتاؤں تاکہ
میرے معاملہ کے بارے میں اس کی معرفت زیادہ ہو جائے
اور شاید غور و فکر کرے اور اللہ تعؔ کے ارادہ کو پائے اور جان لے
جو رب العالمین نے ارادہ کیا ہے۔ پس اے بھائیو! اللہ تم پر رحم
کرے اور تمہاری حفاظت کرے۔ جان لو کہ اللہ نے اس زمانہ
میں زمین کی طرف دیکھا ـــــ اور اس کو فسق، کفر، شرک
اور بدعات اور قسم قسم کے گناہوں اور طرح طرح کے فریبوں
سے پُر پایا اور اس نے دیکھا کہ لوگوں کے دلوں کی زمین خراب
ہو گئی ہے اور ہر ایک آباد گاؤں اور اسکی صلاحیت کے کھیت بیکار
ہو گئے ہیں اور گمراہی خشکی اور تری پر غالب آگئی ہے اور ہر طرف سے
فتنوں کی فوجیں چڑھ آئی ہیں اور نیکوں کا اثر کم ہو گیا ہے۔
اور اس نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ردّی اور فاسد اعتقادات
کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور انھوں نے اللہ تعالےٰ کی
طرف ایسی باتیں منسوب کی ہیں کہ جن سے اس کا پاک
ہونا ضروری ہے اور اس نے یہ بھی دیکھا کہ نصاریٰ نے
ایک عاجز انسان کو خدا بنا لیا ہے اور اسکی خدائی کو ثابت
کرنے کے لیے انھوں نے خود تراشیدہ تاویلوں کے ساتھ
توارات اور انجیل سے دلائل بھی گھڑ لیے اور وہ زمین میں
مفسدوں کے سردار بن گئے ہیں اور انھوں نے بہت سی
مخلوق کو گمراہ کر دیا ہے اور ہر ایک فاسد دل کا انکے ساتھ

بالشیطن وجاءوا من لطائف حیلھم بسحر مبین۔

یستجلبون الناس الی دینھم بانواعٍ من التدابیر التی لانھایة لھا فرغب الیھم کثیرٌ من عبدة الاوثان وجھلاء المسلمین المحجوبین واذعن المرتدون لھم وصدّقوا مفتریاتھم وآمنوا بتمویھاتھم ودخلوا فی دینھم الباطل ونزعوا عن انفسھم ثیاب دین الاسلام وغشیھم الغی کالسیل المنھمر وادرکھم العطب کالوباء العام فھلکوا مع الھالکین۔ ومابقی قومٌ فی الھند ولاقبیلةٌ فی ھذہ الدیار الا دخل بعضٌ منھم فی دین التنصّر الّا ماشاء اللہ و کانت ھذہٖ بلیة عظمیٰ علیٰ دین الاسلام ماسمع نظیرھا من قبل وماوجد مثلھا فی الاولین۔ ولو فصلنا انواع فتنتھم واقسام مکائدھم لرئیت امرًا یھولک الاطلاع علیہ ولملئت خوفًا وحزنًا ولبکیت علیٰ

ایسا تعلق پیدا ہوگیا ہے جیسا کہ شیطان سے اسکی ذریّت کا اور وہ اپنے باریک در باریک حیلوں سے کھلے جادو کا کام کرتے ہیں وہ قسم قسم کی لاانتہا تدبیروں کے ساتھ لوگوں کو اپنے دین کیطرف کھینچ رہے ہیں اور بُت پرستوں اور جاہل اور محجوب مُسلمانوں میں سے ایک بڑی تعداد ان کی طرف راغب ہوگئی ہے۔ مُرتد لوگ ان کے مطیع ہوگئے ہیں اور انھوں نے ان کے افتراؤں کی تصدیق کی ہے اور انکی ملمع شدہ باتوں پر ایمان لے آئے ہیں اور وہ ان کے باطل دین میں داخل ہوگئے ہیں اور انھوں نے اپنے جسموں سے دین اسلام کے جامے اُتار دیئے ہیں اور کجروی نے انھیں سخت سیلاب کی مانند گھیر لیا ہے اور ہلاکت نے ان کو وبائے عام کی طرح اپنے قبضہ میں لے لیا ہے، پس وہ ہلاک ہونیوالوں کے ساتھ ہلاک ہوگئے اور ہندوستان میں کوئی قوم اور قبیلہ ایسا نہیں رہا جس میں سے ایک حصّہ دین نصاریٰ میں داخل نہ ہوگیا ہو۔ الّا ماشاء اللہ اور اسلام پر یہ ایسی عظیم مصیبت ہے کہ جس کی نظیر پہلے زمانہ میں سُننے میں نہیں آتی اور نہ اس کی کوئی نظیر پہلے لوگوں میں پائی گئی ہے اور اگر ہم ان کے طرح طرح کے فتنوں اور قسم قسم کے حیلوں کی تفصیل بیان کریں تو تُو ایسا امر دیکھے گا کہ جس کو دیکھ کر تُو ڈر جائیگا اور خوف اور غم سے پُر ہوکر اسلام کے

مصائب المسلمین۔

وما کان دلیلهم علی الوهیة المسیح الا انّهم زعموا انّه خلق الخلق بقدرته واحیا الاموات بالوهیّته وهو حیٌّ بجسمه العنصریّ علی السّماء قائمٌ بنفسه مقوّمٌ لغیره وهو عین الربّ والربّ عینه وحمل احدهما علی الاٰخر حمل المواطاة وانما التفاضل فی الامور الاعتباریّة ازلیٌّ ابدیٌّ وما کان من الفانین۔ و یجوّزون لله تنزلاتٍ فی مظاهر الاکوان ثم یختصّونها بجسم المسیح جهلًا وحمقًا ولیس عندهم علٰے هذا من دلیلٍ مبینٍ۔

ویسبّون رسول الله صلی الله علیه وسلّم ویشتمون وینحتون فی شانه بهتاناتٍ ولا یتکلّمون الّا بسبیل التعنیف والتهجین والتّوهین والّفوا فی الرّدّ علٰے الاسلام وتوهین رسول الله صلے الله علیه وسلّم الوفًا من الکتب طبعوها واشاعوها فی البلاد

مصائب پر رو دیگا۔

اور الوہیتِ مسیح پر ان کے پاس بجز اس کے کوئی دلیل نہیں کہ اُنھوں نے خیال کیا ہے کہ مسیح نے اپنی قدرت سے بہت سی مخلوق کو پیدا کیا اور اپنی خدائی طاقت سے بہت سے مُردوں کو زندہ کیا اور بجسدِ العنصری آسمان پر زندہ ہے اور وہ قائم بنفسہٖ ہے اور دوسروں کے لیے قیوم ہے وہ بعینہٖ ربّ اور ربّ بعینہٖ وہ ہے اور ان میں سے ایک کا دُوسرے پر محمول کرنا ایک چیز کے دو ناموں کی طرح ہے اور اگر ان دونوں میں سے کسی دُوسرے کو کچھ فضیلت حاصل ہے تو وہ صرف اعتباری ہے۔ اور وہ ازلی و ابدی اور غیر فانی ہے اور وہ اللہ کیلئے مختلف مادّی اجسام میں اُترنا جائز قرار دیتے ہیں پھر اس نزول کو جہالت اور بیوقوفی کی وجہ سے مسیح علیہ السلام کے جسم سے مخصوص قرار دیتے ہیں اور انکے پاس اسپر کوئی واضح دلیل نہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو گالیاں دیتے ہیں اور آپؐ کی شان میں قسم قسم کے بہتان باندھتے ہیں اور وہ آپؐ کی نسبت جب بھی کوئی بات کرتے ہیں تو تُرش روئی، بدگوئی اور توہین کے رنگ میں کرتے ہیں اور اُنھوں نے اسلام کے رَدّ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں ہزاروں کتابیں لکھی ہیں اور انہیں طبع کرا کر ملکوں میں شائع کیا ہے اور اُنھوں نے ابلیس لعین کے آثار کی پیروی

وتبعوا آثار الابلیس اللعین۔ فلمّا بلغت
فتنهم الی هذا المبلغ واضلّوا جبلاً
کثیرا اقتضت رحمة الله الرحیم
الکریم ان یتدارك عباده وینجّیهم
من کید الکفرین فبعث عبدًا من
عباده لیؤیّد دینهٗ ویجدّد تلقینه
وینیر براهینه وینضر بساتینه و
ینجز وعده ویعز حبیبه وامینه و
یجعل الاعداء من الخاسرین فخصّنی
بعنایاته وامرنی بالهاماته وربّانی
بتفضلاته وایّدنی بتائیدات
متعالیة عن طور العقل واتانی من
لّدنه العلوم الالٰهیة والمعارف و
النکات وشفّعها الاٰیات لیتعاطے
النّاس منّی کاس البصیرة والیقین۔
فیا حسرةً علی قومی انّهم
ما عرفونی وکذّبونی وسبّونی وکفّرونی
ولعنونی کما یلعن الکفرون۔ فتصدّی
کلّ احدٍ منّهم بالغلظة والفظاظة
والغیظ والغضب والاستیشاط
ودرءنا بالحسنة السّیئّة ولکنّهم ما

کی ہے۔ جب ان کا فتنہ اِس حد تک پہنچ گیا اور وہ
بہت سی مخلوق کو گمراہ کر چکے تو خدائے رحیم و کریم کی رحمت
نے تقاضہ کیا کہ اپنے بندوں کو بچائے اور ان کو کافروں
کی چالوں سے نجات دے۔ پس اِس نے اپنے ایک
بندہ کو مبعوث فرمایا تا وہ اس کے دین کی تائید اور تجدید
کرے اور اِس کے براہین کو روشن کرے اور اس کے
باغوں کو سر سبز کرے اور اپنے وعدہ کو پورا کرے اور
اپنے حبیب اور امین رسول کی عظمت ظاہر کرے اور
دشمنوں کو خائب و خاسر کر دے اور اس نے مجھے اپنی
عنایات سے مخصوص کیا اور اپنے الہامات سے مجھے
مامور فرمایا اور اپنی نوازشوں سے میری تربیت کی اور
فوق العقل تائیدات سے میری مدد کی اور اپنے پاس سے
مجھے الٰہی علوم معارف اور نکات عطا فرمائے اور ان کے
ساتھ بڑے نشانات ملا دیے تا لوگ مجھ سے بصیرت
اور یقین کا پیالہ پئیں۔
پس میری قوم پر افسوس کہ اس نے مجھے نہ پہچانا۔
میری تکذیب کی اور مجھے گالیاں دیں اور کافر قرار دیا۔
اور ان میں سے ہر ایک سخت کلامی اور غیظ و غضب
اور غصّہ سے کھڑا ہو گیا اور ہم نے بھلائی سے برائی
کو دُور کیا لیکن وہ احمقانہ حرکت سے باز نہ آتے اور
اُنھوں نے ناصح کی بات نہ سُنی اور انہوں نے اللہ کے اس وعید

تجافوا عن الاشتطاط وما سمعوا قول ناصحٍ ونسوا الغواعيد الله الذی أُعِدّ لقوم مجرمین۔ وصدّوا خلق الله عن سبیله وارادوا أن یّطفؤا نور الحق بافواههم وقاموا فی کل طریق فلاجل شرورهم سئمت التکالیف وتعنّیت ومع ذالك خاطبتهم بالین القول وطریق الرّفق والموعظة الحسنة ومهلتهم وعفوت عنهم صبرًا منّی فانّهم لایرون مجالی الحق وظهوراته ولایعرفون المعارف الدقیقة ومآخذها ولایقلبون جنوبهم الّا کالنائمین۔

ویجادلوننی فی اسرارٍ قبل ان ینظروا فیها ویفتّشوا حقیقتها وقد عجزوا ان یحتجّوا علیّ بوجه المعقول والمنقول وسقطوا علیّ کالجهلاء والسفهاء وارادوا ان یغلبوا بالسبّ والشّتم والتّکفیر والبهتان وقفوا مالم یکن لهم به علمٌ وترکوا سبیل المتقین۔ وما ترکوا

کو بھلا دیا جو مجرم قوم کے لیے مقرر ہے اور انھوں نے اللہ کی مخلوق کو اس راستہ سے روکا اور اُنہوں نے ارادہ کیا کہ اپنے مُنہ کی پُھونکوں سے حق کے نُور کو بُجھا دیں اور وہ ہر اس راستہ میں کھڑے ہو گئے جس کا میں نے قصد کیا پس ان کی شرارتوں کی وجہ سے میں تکالیف سے تھک گیا۔ میں نے تکالیف برداشت کیں اور اس کے باوجود میں نے ان کو نرم ترین بات اور نرمی کے طریق اور عمدہ وعظ سے مخاطب کیا اور میں نے ان کو مُہلت دی اور میں نے صبر کرتے ہوئے ان سے درگذر کیا کیونکہ وہ حق کی چمکاروں اور اس کے ظہور کو نہیں دیکھتے اور دقیق معارف اور انکے ماخذوں کو نہیں جانتے اور وہ سوئے ہوؤں کی مانند ہی کروٹ بدلتے ہیں

اور اسرار میں نظر کرنے اور ان کی حقیقت کو تلاش کرنے سے قبل وہ مجھ سے جھگڑتے ہیں اور عقلی اور نقلی طور پر میرے خلاف حجّت پیش کرنے سے عاجز آگئے ہیں اور وہ جاہلوں اور بیوقوفوں کی طرح مجھ پر ٹوٹ پڑے ہیں اور اُنھوں نے اس بات کی پیروی کی جس کا انہیں علم نہیں اور متّقیوں کے طریق کو اُنھوں نے ترک کر دیا اور اُنھوں نے بدظنی، بے ادبی، افترا اور حق کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

شيئًا من سوء الظن وترك الادب والافتراء والقيام بمخالفة الحق و ما شهدوا الّا بزورٍ وما جادلوا الّا بمكائد الشّيٰطين۔ فلمّا اضطرمت نار الفساد بايديهم وانطلقت الى دخان الفتن ارجلهم سئلت الله ربّي ان يعينني من لدنه ويؤيّدني من عنده وقلت ربّنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين۔

فايّدني ربّي بايٰتٍ وأنار امري ببركاتٍ واتمّ حجّتي على الطالبين ولٰكنّهم ما خلوا سبيلي وما كانوا منتهين۔ وجحدوا وقد تبيّن الرشد من الغيّ وحصحص الحق فاعجبني انكارهم وقساوة قلوبهم انّهم رءوا علامات صدقي وايٰت قبوليّتي وما رجعوا الى الحق وما كانوا راجعين يٰحسرةً عليهم انّهم لا يفهمون حقيقة الواقعات ولا يقبلون الاٰيٰت بل يختالون عند رؤيتها ويتعامون

اور اُنھوں نے سوائے جھوٹ کے نہ کوئی شہادت دی اور نہ شیطانی فریبوں کے سوا کسی اور بات کے ساتھ مقابلہ کیا۔ پس جب فساد کی آگ بھڑک اٹھی اور ان کے قدم فتنوں کے دھوئیں کی طرف چل پڑے تو مَیں نے اپنے ربّ سے دُعا کی کہ وہ اپنے پاس سے میری اعانت اور تائید کرے اور مَیں نے کہا اے ہمارے ربّ تو ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان سچّا فیصلہ کر اور تو ہی اچھا فیصلہ کرنیوالا ہے۔

پس میرے ربّ نے بڑے بڑے نشانوں کے ساتھ میری تائید کی اور برکات کے ساتھ میری شان کو روشن کر دیا اور طالبوں پر میری حُجت کو پورا کیا، لیکن اُنھوں نے میرے راستہ کو خالی نہ کیا اور نہ وہ شرارت سے باز آئے اور اُنھوں نے ہدایت اور ضلالت میں امتیاز نہ کیا اور حق کے ظاہر ہونے کے بعد بھی انکار کیا اور انکے انکار اور قساوتِ قلبی نے مجھے تعجب میں ڈالدیا ہے کہ اُنھوں نے میرے صدق اور میری قبولیّت کے نشانات دیکھے پھر بھی اُنھوں نے حق کی طرف رجوع نہ کیا اور وہ رجوع کرنیوالے نہ تھے۔ ان پر افسوس کہ وہ واقعات کی

مع وجود الابصار ويفترون على اشياء
ويريدون ان يطفؤا نور الاسلام
وصاروا ظهيرًا للكافرين۔ وكان
الحق واضحًا صريحًا مشرقًا كالشمس
ولكن اخذتهم العزة والحسد والبخل
فطبع الله على قلوبهم وجعل على
ابصارهم غشاوة فما استطاعوا
ان يّروا الحقيقة كالمبصرين۔ انهم
شابهوا اليهود ونزلوا منازلهم بتوارد
الاعمال والافعال والنيّات والخواطر
ووقع هذا التوارد كما يقع الحافر
على الحافر وما انتهوا بل يزيدون
فى كل حين۔

حقیقت کو نہیں سمجھتے اور نشانوں کو قبول نہیں کرتے
بلکہ وہ ان کو دیکھ کر حیلہ سازی کرتے ہیں اور باوجود
آنکھیں رکھنے کے اندھے بنتے ہیں اور مجھ پر قسم قسم کا
افترا کرتے ہیں اور وہ اسلام کے نُور کو بجھانا چاہتے ہیں
اور کافروں کے مددگار بن گئے ہیں حق تو سُورج کی مانند
واضح اور چمک رہا تھا لیکن ان کو جھُوٹی عزّت کے خیال اور
حسد اور بخل نے پکڑ لیا ـــــ پس اللہ نے
ان کے دلوں پر مُہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ
ڈال دیا، اور بیناؤں کی طرح وہ حقیقت کو دیکھنے پر
قادر نہ ہوئے، وہ یہود کے مشابہ ہو گئے اور اعمال و
افعال نیات اور دلوں کی مشابہت کی وجہ سے وہ ان
کے مرتبہ پر جا ٹھہرے اور یہ ایسا توارد ہے جیسے ایک قدم
دوسرے پر پڑتا ہے اور وہ باز نہ آتے بلکہ ہر لحظہ مخالفت تیز کر دی۔

والذين منّ الله عليهم بالهداية
واراهم نهج الصدق والصّواب
فاولئك الّذين ينظرون الىّ بحسن
الظن ويفكّرون فى امرى بنور القلب
فينبّئهم نورهم بحقائق صدقى
ويقبلون ما اقول لهم ولا يتشابهون
تلك السّفهاء الجهلاء ويسلكون
مسلك الاتقياء ويتّبعون سبل

اور جن لوگوں کو خدا نے ہدایت دی اور انکو صدق
وصواب کا رستہ دکھایا، وہ میری طرف حُسنِ ظن سے
دیکھتے ہیں اور میرے بارے میں نورِ قلب کے ساتھ فکر کرتے
ہیں اور ان کا نُور اُنہیں میرے صدق کے حقائق سے
باخبر کرتا ہے اور جو میں انہیں کہتا ہوں، وہ اسے قبول
کرتے ہیں اور ان بیوقوفوں اور جاہلوں سے مشابہت
اختیار نہیں کرتے اور وہ متقیوں کی راہ پر چلتے
ہیں اور نیک بختوں کی پیروی کرتے ہیں اور صلحاء کا

السعداء ویاخذون ادب الصلحاء وقد انزل الله علیهم سکینةً من عنده وجعلهم من المستیقنین یتّقون الله ویخافون مقامه ولیسوا کالّذی یذرالآخرة ویلغیها ویحب العاجلة ویبتغیها ویظلم الفئة الصالحة ویُؤذیها ویسعٰی فی الارض لیفسد فیها ویضلّ اهلها ویکفّر قومًا مؤمنین۔

طریق اختیار کرتے ہیں اور خدا نے اپنے پاس سے ان پر سکینت اتاری ہے اور ان کو یقین کرنیوالوں میں سے بنا دیا ہے۔ وہ تقویٰ اللہ اختیار کرتے ہیں اور خدا کے حضور حاضر ہونے سے ڈرتے ہیں اور وہ اِس شخص کی مانند نہیں جو آخرت کو چھوڑتا ہے اور دنیا کو پسند کرتا اور اسے چاہتا ہے اور صالح گروہ پر ظلم کرتا ہے اور زمین میں فساد کرنے اور اسکے رہنے والوں کو گمراہ کرنے اور مومنوں کو کافر قرار دینے کی کوشش کرتا ہے۔

وانّ احبائی المتّقون جمیعهم ولکن اقواهم بصیرةً واکثرهم علمًا وافضلهم رفقًا وحلمًا واکملهم ایمانًا وسلمًا واشدّهم حبًا ومعرفةً وخشیةً ویقینًا وثباتًا رجلٌ مبارکٌ کریم تقی عالم صالح فقیه محدّث جلیل القدر حکیمٌ حاذقٌ عظیم الشان حاج الحرمین حافظ القرآن القرشیّ قومًا والفاروقیّ نسبًا واسمه الشریف مع لقبه اللطیف المولوی الحکیم نورالدّین البھیروی اجزل الله مثوبته فی الدنیا والدین وھو اول رجالٍ بایعونی صدقًا وصفاءً

اور میرے سب دوست متقی ہیں لیکن ان میں سے بصیرت میں زیادہ قوی، علم میں زیادہ، نرمی اور بُردباری میں افضل، ایمان و صُلح میں زیادہ کامل، محبّت اور معرفت، خشیّت و یقین اور ثابت قدمی میں زیادہ مضبوط وہ شخص ہے جو مبارک بزرگ متقی عالم صالح فقیہ جلیل القدر محدّث اور عظیم الشان، حاذق حکیم حاجی الحرمین، حافظِ قرآن، قوم کا قریشی اور نسب کے لحاظ سے فاروقی ہے اور اس کا نام نامی مع لقب گرامی مولوی حکیم نُورالدّین بھیروی ہے۔ اللہ اس کو دین و دُنیا میں بڑا اجر دے اور وہ صدق و صفات اخلاق و محبّت اور وفا کے لحاظ سے اوّل المبائعین ہے اور وہ انقطاع، ایثار اور خدماتِ دین میں عجیب

وّاخلاصًا ومحبّةً ووفاءً وهو رجلٌ
عجيبٌ فی الانقطاع والایثار وخدمات
الدّین انفق مالًا کثیرًا لاعلاء کلمة
الاسلام بوجوهٍ شتّٰی وانّی وجدته
من المخلصین الّذین یُؤثرون رضی
الله سبحانهٗ علٰی کلّ رضاءٍ ونساءٍ
وبناتٍ وبنین ووجدته من قومٍ
یبتغون مرضات الله ویجتهدون
لرضوانه ببذل اموالهم وانفسهم
ویعیشون فی کل حالٍ شاکرین۔ و
انّه رجلٌ رقیق القلب نقیّ الطبع
حلیمٌ کریمٌ جامعٌ لمأثر الخیر کثیر
الانسلاخ عن البدن ولذا انّه لا
یفوته موقع من مواقع البرّ ولا موضعٌ
من مواضع الحسنات ویحبّ ان
یسکب دمه کماءٍ فی اعلاءِ دین
رسول الله صلّی الله علیه وسلّم و
یتمنّی ان تذهب نفسه فی تائید
سبیل خاتم النّبیّین۔ ویقفو اثر
کل خیرٍ وینغمس فی کل بحرٍ لاجاحة
فتن المتمرّدین۔

شخص ہے اُس نے اعلائے کلمۂ اسلام
کے لیے مختلف طریق سے بہت مال خرچ
کیا ہے اور مَیں نے اُس کو ان مُخلصین سے
پایا ہے جو اللہ کی رضا کو اپنی ہر رضا، ازواج،
بیٹوں اور بیٹیوں پر مقدم رکھتے ہیں اور مَیں نے
اُس کو ان لوگوں سے پایا جو اللہ کی رضا
کو چاہتے ہیں اور اُس کی رضا کو حاصل
کرنے کے لیے اپنے مال و جان کو قربان کرتے
ہیں اور ہر حالت میں شکر گذار بن کر زندگی
بسر کرتے ہیں اور وہ شخص رقیق القلب،
صاف طبع، بردبار، کریم اور جامع الخیرات ہے۔
بدن کے تعہد اور اُس کی لذّات سے
بہت دُور۔ اُس سے نیکی کا کوئی موقعہ
فوت نہیں ہوتا اور وہ چاہتا ہے کہ
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے
دین کی سربلندی کے لیے اس کا
خون پانی کی طرح بہے اور اُس کی
تمنّا ہے کہ اُس کی جان خاتم النبیّین کے
مذہب کی تائید میں صرف ہو اور وہ ہر بھلائی
کے پیچھے چلتا ہے اور سرکشوں کے فتنوں کی بیخ
کنی کے لیے ہر سمندر میں غوطہ زن ہوتا ہے۔

فاشكر الله على ما اعطاني كمثل هذا الصدّيق الصدوق الفاضل الجليل الباقر دقيق النّظر عميق الفكر المجاهد لله والمحبّ في الله بكمال اخلاصٍ ما سبقه احد من المحبّين واشكر الله على ما اعطاني جماعةً اخرٰى من الاصدقاء الاتقياء من العلماء والصلحاء العرفاء الذين رفعت الاستارُ عن عيونهم وملئت الصدق في قلوبهم ينظرون الحق ويعرفونه ويسعون في سبيل الله ولا يمشون كالعمين ـ وقد خصّوا باضافة تهتان الحق وابل العرفان ورضعوا ثدى لبانه واشربوا في قلوبهم وجه الله وطرق غفرانه و شرح الله صدورهم وفتح اعينهم وآذانهم وسقاهم كأس العارفين ـ

پس مَیں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے یہ ایسا صدیق دیا جو راستباز اور جلیل القدر فاضل ہے باریک بین، گہری فکر رکھنے والا، اللہ کیلئے مجاہدہ کرنیوالا اور کمال اخلاص سے اللہ سے ایسی محبّت رکھنے والا ہے کہ کوئی محب اُس سے سبقت نہیں لے گیا اور مَیں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک دُوسری جماعت راستباز اور متقی علماء اور صالح اور عارف لوگوں کی عطا کی ہے۔ جن کی آنکھوں سے حجاب اُٹھائے گئے اور ان کے دلوں میں صدق بھر گیا اور وہ حق کو دیکھتے اور اُسے پہچانتے ہیں اور اللہ کی راہ میں کوشش کرتے ہیں اور اندھوں کی طرح نہیں چلتے اور حق کی معرفت کی بارش کے ساتھ وہ مخصوص کئے گئے ہیں اور ان کو معرفت کے پستانوں سے دُودھ پلایا گیا اور ان کے دلوں میں اللہ کی رضا اور اُس کی مغفرت کی راہوں کی محبّت پلائی گئی اور اُنھیں شرح صدر دیا گیا اور ان کی آنکھیں اور کان کھولے گئے اور انھیں اُس نے عارفوں کا پیالہ پلایا۔

فمنهم الاخ المكرم العالم المحدّث الفقيه الجليل السيد المولوى محمد احسن كان الله معه في كلّ موطنٍ ونصرهٗ في الميادين انّهٗ

اور ان میں سے بزرگ بھائی عالم محدّث اور جلیل القدر فقیہہ سیّد مولوی محمد احسن ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہر مقام پر ان کے ساتھ ہو اور تمام میدانوں میں ان کی نُصرت کرے۔ وہ ایک متقی اور

رجلٌ صالحٌ تقيٌّ غيورٌ للاسلام هدم هيكل جهالة العلماءِ المخالفين بتاليفاتٍ لطيفةٍ واطفأنارهم وجاء بنورٍ مّبينٍ واطفأ الفتن المتطائرة بماءٍ معينٍ ورزقه الله ذخيرةً كثيرةً من علوم الدين والآثار النّبويّة وله بسطة عجيبة فى فن الاحاديث وتنقيدها وتمييز بعضها من بعضٍ والمخالف لا يمكث فى ميدانه طرفة عين وهم مع تحريكات غيظهم وغضبهم وكثرة امعانهم وخوضهم وشدة حرصهم على المناضلة يفرّون منه كفرار الحمير من الاسد وان هذا الا تائيد الله الّذى هو مؤيّد الصّدقين ـ ومع ذٰلك انه زاهد متّقى كثير البكاءِ من خوف الله يخاف مقام ربّه ويعيش كالمسكين ـ

اور اسلام کے لیے غیرت رکھنے والا مرد ہے جس نے اپنی لطیف تصانیف کے ذریعہ مخالف علماء کی جہالت کی عمارت کو مسمار کر دیا ہے اور ان کی آگ کو بجھا دیا ہے اور ایک واضح نور لایا ہے اور اس نے فتنوں کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو صاف پانی کے چشمہ سے بجھا دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو علوم دینیہ اور آثار نبویّہ کا بڑا ذخیرہ دیا ہے اور احادیث کے فن اور ان کی تنقید کے سلسلہ میں اور ان میں سے بعض کو بعض سے ممتاز کرنے میں اسے عجیب مہارت حاصل ہے اور مخالف اسکے سامنے میدان میں آنکھ جھپکنے کے وقفہ کے برابر بھی نہیں ٹھہر سکتا اور باوجود مخالفوں کے غیظ و غضب کی تحریکات اور بہت زیادہ سوچنے اور غور کرنیکے اور مقابلہ کیلئے انکی شدّت حرص کے وہ اس سے اسطرح بھاگتے ہیں جیسے گدھا شیر سے اور یہ صرف اللہؐ کی تائید ہے جو ہمیشہ صادقوں کیساتھ ہوتا ہے اور باوجود ان صفات کے وہ زاہد متّقی اور اللہ کے خوف سے بہت رونیوالا ہے اور خدا کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اور مسکینوں کی زندگی گزارتا ہے

هذا ما اردتُّ ان اقصّ عليك قليلا مّن شمائل احبّائى وما هٰذا الّا فضل ربّى ورحمته انّه كان بى حفيًّا مّذ كنت صغيرًا ومذ ايفعت وتولانى وكفلنى

یہ وہ ہے جو میں نے اپنے دوستوں کے اخلاق کا کچھ حصّہ آپ کے سامنے بیان کیا ہے اور یہ صرف میرے ربّ کا فضل ہے اور اس کی رحمت ہے اور وہ مجھ پر بچپن اور جوانی میں بہت مہربان رہا اور وہ میرا

في كل امري وكذلك صرف اليّ
نفرًا من العرب العرباء فبايعوني
بالصدق والصفاء ورأيت فيهم
نور الاخلاص وسمت الصدق و
حقيقةً جامعةً لانواع السّعادة و
كانوا متصفين بحسن المعرفة بل
بعضهم كانوا فائضين في العلم والادب
وفي القوم من المشهورين - والّف
بعضهم رسالةً * في تصديقي وتائيدي
وردّ على الّذين كانوا من المنكرين
ورأيت انهم يميلون اليّ بالتّودد
والتحبّب ولا يشابهون بعض علماء

متوّلی رہا ہے اور ہر کام میں میرا متکفل رہا ہے اور
اسی طرح اس نے خالص عربوں میں سے کچھ لوگ میری
طرف بھیج دیئے جنھوں نے صدق و صفا سے میری
بیعت کی اور میں نے ان میں اخلاص کا نُور اور سچائی
کے نشانات اور ہر قسم کی نیک بختی جمع کرنیوالی حقیقت
دیکھی اور وہ حُسنِ معرفت سے موصوف تھے بلکہ
بعض ان میں سے علم و ادب میں فاضل اور قوم
میں مشہور تھے اور بعض نے میری تصدیق اور
تائید میں رسالہ * لکھا اور انکار کرنے والوں کی
تردید کی اور میں نے دیکھا کہ وہ میری طرف
محبّت اور پیار کے ساتھ مائل ہیں اور وہ ہندوستان
کے بعض علماء کے مشابہ نہیں اور وہ سمجھنے

حاشیہ

* تلك الرسالة المسماة "ايقاظ الناس" الّفها حبّي في الله اول المبائعين اخلاصًا وصدقًا من بلاد الشام السيّد العالم التقي محمد سعيد الطرابلسي الشامي النشّار الحميداني وقد الحقتها بمكتوبي هذا لينتفع بها كل فهيم من الناظرين - منه

* یہ "ایقاظ النّاس" نام کا ایک رسالہ ہے جسے اللہ کی خاطر میرے دوست نے تالیف کیا ہے اور جو اخلاص اور صدق کی وجہ سے بلادِ شام سے پہلا بیعت کرنیوالا ہے اور وہ عالم و متقی سید محمد سعید الطرابلسی الشامی النشار الحمیدانی ہے۔ میں نے اسے اپنے اِس خط کے ساتھ ملحق کر دیا تا ناظرین میں سے ہر فہیم اِس سے فائدہ اُٹھائے۔ منہ

ولا يصرّون على الانكار بعد ما فهموا فهذا هو السبب الذي حملني على تاليف بعض الرسائل العربية وحثّني على دعوة تلك الشرفاء والمسعودين

وكنت اريد ان ارسل اليكم تلك الرسائل ولكنّي سمعت انّ بعض عملة السّلطان يفتشون في الطرق ويقرؤن الكتب ويحرّفونها بادنیٰ ظنّ فأيّها الاعزّة انبئوني كيف ارسل وبأيّ تدبير تصل اليكم وانا اجتهد في مكاني لهذا المقصد واشاور المجرّبين واني معكم يا نجباء العرب بالقلب والروح وان ربّي قد بشّرني في العرب والهمني ان امونهم واريهم طريقهم واصلح لهم شيونهم وستجدونني في هذا الامر ان شاء الله من الفائزين أيّها الاعزّة ان الرّبّ تبارك وتعالى قد تجلّى عليّ لتائيد الاسلام وتجديده باخص التجليات ومنح عليّ وابل البركات وانعم عليّ بانواع الانعامات وبشّرني في وقت عبوس للاسلام و

کے بعد انکار پر اصرار نہیں کرتے اور یہی وہ سبب ہے جس نے مجھے عربی رسائل کی تالیف پر آمادہ کیا اور ان شریف اور نیک بخت لوگوں کو دعوت دینے پر مجھے ترغیب دلائی۔

اور مَیں چاہتا ہوں کہ مَیں یہ رسائل آپ کی طرف بھیجوں لیکن مَیں نے سُنا ہے کہ سلطان کے عملہ کے بعض لوگ راہ میں تفتیش کرتے ہیں اور کتابوں کو پڑھتے ہیں اور ادنیٰ گمان سے انہیں بدل دیتے ہیں۔ پس اے عزیزو آپ ہی بتاؤ کہ مَیں انھیں کیسے روانہ کروں اور کس تدبیر سے یہ آپ کے پاس پہنچیں اور میں اپنی جگہ پر اِس مقصد کے لیے بہت کوشش کرتا ہوں اور تجربہ کاروں سے مشورہ کرتا رہتا ہوں اور اے عرب کے شرفاء میں دل و جان سے تمہارے ساتھ ہوں اور میرے ربّ نے عرب کی نسبت مجھے بشارت دی ہے اور مجھے الہاماً بتایا ہے کہ میں ان کی خبرگیری کروں اور اُنھیں رستہ دکھاؤں اور انکی حالت درست کروں اور آپ اِس معاملہ میں انشاء اللہ مجھے کامیاب پائیں گے۔ اے میرے عزیزو! اللہ تعالےٰ نے اسلام کی تائید اور تجدید کے لیے مجھ پر خاص تجلّی کی ہے مجھ پر برکات کی بارشیں برسائی ہیں اور مجھ پر طرح طرح کے انعامات نازل کیے ہیں اور اسلام کی تنگی کیوقت اور اُمّتِ خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبت

وعيش بؤسٍ لامّة خير الانام بالتفضّلات	کیونکہ خدا نے مجھے بہت سے فضلوں اور فتوحات
والفتوحات والتائیدات فصبوت الی	اور تائیدات کی بشارتیں دی ہیں پس اے عرب کے
اشراککم یا معشر العرب فی ھٰذہ	گروہ! مجھے آپ کو ان میں شریک کرنے کا بہت شوق
النّعم وکنت لھٰذا الیوم من المتشوقین	پیدا ہوا۔ اور میں اُبتک مشتاق ہوں۔ تو کیا تمھیں
فھل ترغبون ان تلحقوا بی للہ ربّ	بھی خواہش ہے کہ تم اللہ کی خاطر میرے
العٰلمین	ساتھ مِل جاؤ۔
وان بعض علماء ھٰذہ الدّیار	اِس مُلک کے بعض علماء ہمیشہ میرے لیے آفتوں
لم یزالوا یبتغون بی الغوائل ویریدون	کے طالب رہے۔ وہ مجھے ایذا دینا چاہتے ہیں اور میرے
بی السّوء ویتربّصون علی الدوائر	لیے گردشِ ایّام کے منتظر اور میری لغزشوں کے آرزومند
ویتطلّبون لی العثرات ویکتبون	ہیں اور کفر کے فتوے لکھتے رہتے ہیں اور میں اپنے دل
فتاوی التکفیرات وکنت اقول فی نفسی	میں کہتا رہتا ہوں۔ اے اللہ آسمان اور زمین کے
اللّٰھم فاطر السمٰوات والارض عالم	پیدا کرنیوالے اور غیب و ظاہر کے جاننے والے
الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادك	اپنے بندوں کا تُو ہی فیصلہ کرنے والا ہے اس پر
فیما کانوا فیہ یختلفون ۔ فالھمنی	خدا نے بشارت دیتے ہوئے اپنے فضل سے مجھے الہام
ربّی مُبشّرًا بفضل من عندہٖ وقال	فرمایا کہ یقیناً تو منصور ہے اور اس نے کہا۔ اے احمد!
انّك من المنصورین ۔ وقال یا احمد	اللہ نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ جو کچھ تو نے پھینکا یہ
بارك اللہ فیك ما رمیت اذ رمیت	تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا نے پھینکا تا تو اس قوم کو
ولٰکن اللہ رمٰی ۔ لتنذر قومًا مّا انذر	ڈرائے جن کے آباؤ اجداد ڈرائے نہیں گئے اور تا مجرموں
اٰباءھم ولتستبین سبیل المجرمین	کی راہ کُھل جائے اور فرمایا کہ اگر میں نے افترا کیا ہے
وقال قل ان افتریتہ فعلیّ اجرامی	تو میرا گناہ میری گردن پر ہے۔ خدا وہ ذات ہے جس
ھو الّذی ارسل رسولہٗ بالھدٰی و	نے اپنا رسُولؐ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا

دین الحق لیظهره علی الدّین کلّه
لا مبدّل لکلمٰت اللّٰه وإنّا کفینٰک
المستهزئین - وقال انت علٰی بیّنةٍ
مّن ربّک رحمة مّن عنده وما انت
بفضله من مجانین - ویخوفونک
من دونه انّک باعیننا سمّیتک المتوکّل
یحمدک اللّٰه من عرشه - ولن ترضٰی
عنک الیهود ولا النصٰرٰی ویمکرون
ویمکر اللّٰه واللّٰه خیر الماکرین -
فادخل اللّٰه سبحٰنه فی لفظ الیهود
معشر علماء الاسلام الّذین تشابه
الامر علیهم کالیهود وتشابهت القلوب
والعادات والجذبات والکلمٰت من
نوع المکائد والبهتانات والافتراٰات
وانّ تلک العلماء قد اثبتوا هٰذا
التّشابه علی النظارة باقوالهم و
اعمالهم وانصرافهم واعتسافهم
وفرارهم من دیانة الاسلام ووصیة
خیر الانام صلّی اللّٰه علیه وسلّم و
کونهم من المسرفین العادین -
وکنت اظنّ بعد هٰذه التّسمیة

اس دین کو تمام ادیان پر غالب کرے۔ خدا کی باتوں کو کوئی
ٹال نہیں سکتا۔ وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی کرتے ہیں انکے لیے
ہم تیری طرف سے کافی ہیں اور اس نے فرمایا تو اپنے ربّ کی
طرف سے اعلیٰ درجہ کی شہادت کے ساتھ ہے اور تو اس کے
فضل سے مجنون نہیں ہے اور وہ تجھے اللہ کے سوا دُوسروں
سے ڈراتے ہیں ہم خود تیری نگرانی کرنیوالے ہیں۔ مَیں
نے تیرا نام متوکّل رکھا ہے۔ اللہ اپنے عرش سے تیری
تعریف کرتا ہے۔ یہود و نصاریٰ تجھ سے کبھی راضی نہ ہونگے
اور تدبیریں کرتے رہینگے اور اللہ بھی تدبیر کریگا اور تدبیر
کرنے میں اللہ بہتر تدبیر کرنیوالا ہے۔ پس خدا نے یہود کے
لفظ میں اسلام کے علمأ کے اس گروہ کو شامل کر دیا جن پر
یہود کی طرح یہ امر مشتبہ ہو گیا ہے اور جنکے دل اور عادات اور
جذبات اور کلمات جو فریب و بہتان کی قسم
سے ہیں مشابہ ہو گئے ہیں اور ان کے علماء
نے اپنی یہ مشابہت دیکھنے والوں پر
اپنی باتوں، اپنے کاموں، اپنی حق
سے روگردانی، اپنے ظُلم، دیانتِ
اسلام اور وصیّتِ خیر الانام صلی اللہ
علیہ وسلّم سے فرار اور حد سے تجاوز کرنے
والوں میں شامل ہونے سے ثابت کی ہے۔
اور میں اس نام کے رکھنے کے بعد بھی

ان المسیح الموعود خارجٌ وما
کنت اظنّ انہٗ اناحتّی ظہر السّر
المخفی الّذی اخفاہ اللہ علیٰ کثیر
من عبادہ ابتلاءً من عندہ وسمّانی
ربّی عیسیٰ ابن مریم فی الہامٍ
من عندہ وقال یٰعیسیٰ انّی متوفیک
ورافعک الیّ ومطھّرک من الّذین
کفروا وجاعل الّذین اتبعوک فوق
الّذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ ۔ انّا
جعلنٰک عیسی ابن مریم وانت
منّی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق وانت
منّی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی
وانک الیوم لدینا مکینٌ امینٌ ۔

فھٰذا ھو الدعوی الذی یجادلنی
قومی فیہ ویحسبوننی من المرتدین
وتکلّموا جہارًا وّ ما رجوا للملہم الحق
وقارًا وقالوا انّہٗ کافرٌ کذابٌ دجالٌ
وکادوا یقتلوننی لولا خوف سیف
الحکام وحثّوا کل صغیر وکبیر علیٰ
ایذائی وایذاء احبّائی واللہ یعلم
تطاول المعتدین ۔ وبعزّۃ اللہ و

خیال کرتا تھا کہ **مسیح موعود** آنیوالا ہے اور میں
یہ خیال نہیں کرتا تھا کہ وہ مَیں ہوں یہانتک کہ اللہ
نے مجھ پر وہ پوشیدہ بھید ظاہر کر دیا جو اس نے ابتلاً
کے طور پر بہت سے بندوں سے پوشیدہ رکھا تھا اور
اِس نے اپنے الہام میں میرا نام **عیسیٰ ابن مریم** رکھا
اور فرمایا اے عیسیٰ مَیں تجھے وفات دینے والا ہوں
اور تجھے اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں اور تجھے
کافروں کے الزامات سے پاک کرنے والا ہوں
اور جو تیرے پیرو ہیں اُنھیں ان لوگوں
پر جو مُنکر ہیں قیامت تک غلبہ دینے والا
ہوں ۔ ہم نے تجھے عیسیٰ بن مریم بنایا ہے۔ تو مُجھ
سے ایسا ہے جیسے میری توحید اور تفرید ۔ اور تُو
میرے نزدیک بامرتبہ اور امین ہے۔

پس یہ وہ دعویٰ ہے کہ جس میں میری قوم مُجھ
سے جھگڑتی ہے اور مجھے مُرتد سمجھتی ہے اور اُنھوں
نے اُونچی آواز سے باتیں کیں اور حق کے مُلہم کی کچھ
عزّت نہ کی اور انھوں نے کہا کہ وہ کافر کذّاب
اور دجّال ہے اور اگر حکّام کی تلوار کا خوف نہ ہوتا
تو قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کر دیتے اور انھوں
نے ہر ایک چھوٹے بڑے کو میری اور میرے
دوستوں کی ایذا دہی پر آمادہ کیا اور خدا ظالموں

جلاله انّي مؤمنٌ وأؤمن بالله وكتبه ورسله وملئكته والبعث بعد الموت وبأنّ رسولنا محمّدن المصطفٰى صلى الله عليه وسلّم افضل الرسل وخاتم النّبيّين - وإنّ هٰؤلاء قد افتروا عليّ وقالوا انّ هٰذا الرجل يدّعي انّه نبيٌّ ويقول في شان عيسىٰ * ابن مريم كلمات الاستخفاف

کی دست درازی کو خوب جانتا ہے اور اللہ کے عزّت وجلال کی قسم ہے مجھے کہ مَیں ایک مومن مُسلمان ہوں اور اللہ اور اُس کی کتابوں اور رسولوں اور فرشتوں اور موت کے بعد اُٹھائے جانے پر ایمان رکھتا ہوں اور اس پر بھی ایمان رکھتا ہوں کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم افضل الرسل اور خاتم النبیین ہیں اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا اور کہا کہ یہ شخص نبی ہونے کا داعی ہے اور عیسےٰ کی شان میں * بن استخفاف کے کلمات کہتا ہے

---

* حاشیہ: وقالوا انّ في حديث مسلم وغيره من الصحاح قد جاء ذكر عيسىٰ عليه السلام وذكر الدجال المعهود بنحو يظهر منه انّ عيسى ابن مريم ينزل لقتل الدجّال والدّجال المعهود رجل اعور عين اليمنى كانّ عينه عنبة طافية ومكتوبٌ بين عينيه ك ف ر وانه يجئ معه بمثل الجنّة والنار فالّتي يقول أنها الجنة هي النار وهو ممسوح العين عليها ظفرة غليظة وانّهٗ شابٌّ قططٌ خارج خلّة بين الشام والعراق فعاث

* حاشیہ: اور انھوں نے کہا کہ مسلم اور دیگر صحاح میں عیسٰی اور دجّال معہود کا کچھ اس طرح ذکر ہوا ہے کہ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عیسٰی بن مریم دجّال کو قتل کرنے کے لیے اُترے گا اور دجّال معہود ایک کانا شخص ہے جس کی داہنی آنکھ پھُولے ہوئے انگور کے دانہ کی طرح ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) ک ف ر لکھا ہوگا اور جب وہ آئیگا تو اس کے ساتھ جنّت و دوزخ ہوں گے۔ پس جس کو وہ جنّت کہے گا فی الحقیقت وہ دوزخ ہوگی اور وہ بیٹھی ہوئی آنکھ والا ہے جس پر موٹا سا ناخن ہوگا اور وہ جوان

ویقول انه توفی ودفن فی ارض الشام لایؤمن بمعجزاته ولایؤمن بانه خالق الطیور ومحی الاموات وعالم الغیب وحیٌ قائمٌ الی الاٰن فی السماء ولایؤمن بانّ اللّٰه قد خصّه وامّه

اور کہتا ہے کہ وہ وفات پا گیا ہے اور ارضِ شام میں مدفون ہے اور وہ اُس کے معجزات، اس کے خالق طیور ہونے، مردوں کو زندہ کرنیوالا ہونے اور اُبتک آسمان پر زندہ اور قائم رہنے اور عالم الغیب ہونے پر ایمان نہیں لاتا اور وہ اِس

بقیہ الحاشیہ:

یمینًا وعاث شمالا ولبثه فی الارض اربعون یومًا یوم کسنة و یوم کشهر ویوم کجمعة وسائر ایامه کایام اهل الارض واسراعه فی الارض کغیثٍ استدبرته الریح ویامر السماء فتمطر والارض فتنبت وتتبعه کنوز الارض کیعاسیب النّحل ویدعو رجلًا ممتلأً شبابا۔ فیضربه بالسیف فیقطعه جزلتین رمیة الغرض ثم یدعوه فیقبل و یتهلّل وجهه یضحک فبینما هو کذٰلك اذ بعث اللّٰه المسیح ابن مریم فینزل عند المنارة البیضاء شرقیّ دمشق بین مهرودتین واضعًا

بقیہ حاشیہ:

اور گھنگھریالے بالوں والا ہے اور وہ شام وعراق کے درمیان ایک ٹیلہ سے نکلیگا اور دائیں بائیں فساد مچائیگا اور اُس کا زمین میں ٹھہرنا چالیس روز ہوگا۔ ایک دن سال کے برابر ہوگا اور ایک دن مہینہ کے برابر اور ایک دن جمعہ کی مانند ہوگا اور اُس کے باقی دن زمین کے عام دنوں کی طرح ہوں گے اور زمین میں اُس کا چلنا اس بادل کی طرح ہوگا جسے تیز ہوا چلاتی ہو۔ اور وہ بارش [illegible] سائے گا اور زمین کو حکم دیگا تو وہ اُگا ئیگی اور زمین کے خزانے اس کے پیچھے اس طرح چلیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے پیچھے چلتی ہیں اور وہ ایک نوجوان کو بلائیگا اور تلوار مار کر اسکے دو ٹکڑے کر دیگا اور ان کو تیر کی مار پر پھینک دیگا پھر وہ

بالمعصومية التامة من مس الشيطن
ومن كل ما هو من لوازم المس و لا
يقر بانهما مخصوصان ومتفردان
في العصمة المذكورة لا شريك لهما
فيها احدٌ من الرسل والنبيين -
ويقولون ان هذا الرجل لا
يؤمن بالملئكة ونزولهم وصعودهم
ويحسب الشمس والقمر والنجوم
اجسام الملائكة ولا يعتقد بان محمدًا
صلى الله عليه وسلم خاتم الانبياء
ومنتهى المرسلين لا نبي بعده وهو

بات پر ایمان نہیں لاتا کہ خدا نے اسے اور اس کی ماں کو
معصومیت تامّہ سے مخصوص کیا ہے اور مسِ شیطان اور
اس کے لوازم سے بچایا اور وہ اس بات کا اقرار نہیں کرتا کہ
وہ دونوں عصمت مذکورہ میں مخصوص ومنفرد ہیں اور رسولوں
اور نبیوں میں کوئی ان کا شریک نہیں۔
اور کہتے ہیں کہ یہ شخص ملائکہ اور ان کے نزول و
صعود پر ایمان نہیں رکھتا اور سورج اور چاند اور ستاروں
کو ملائکہ کے اجسام خیال کرتا ہے اور یہ اعتقاد نہیں
رکھتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور
منتہائے مرسلین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی
نہیں۔ یہ سب افترا اور تحریف ہے۔ میرا

بقية الحاشية

كفيه على اجنحة ملكين اذا طأطأ
راسه قطر واذا رفعه تحدّر منه
مثل جمان كاللؤلوء فلا يحل
لكافر يجد من ريح نفسه الا مات
ونفسه ينتهي طرفه فيطلبه
حتى يدركه بباب لد فيقتله ثم ياتي
عيسى قومٌ قد عصمهم الله منه
فيمسح عن وجوههم ويحدثهم
بدرجاتهم في الجنة فبينما هو

بقیہ حاشیہ

اُسے بلائیگا اور وہ خوش خوش چمکتے دمکتے چہرے
کے ساتھ آجائیگا اور اس اثنا میں خدا مسیح
ابن مریم کو مبعوث فرمائیگا اور وہ دمشق کے مشرقی
طرف سفید منارہ کے قریب دو زرد چادریں اوڑھے
اُتریگا اور وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے
کندھوں پر رکھے ہوئے ہوگا۔ جب وہ سر جھکائے
گا، تو قطرے گریں گے اور جب وہ اسے اُٹھائیگا تو
موتیوں کی طرح قطرے نیچے گرتے ہوئے معلوم
ہونگے پس جس کافر کو اسکی سانس پہنچے گی وہ مرجائیگا

خاتم النّبيّين۔ فهٰذه كلّها مفتريات وتحريفاتٌ سبحٰن ربّي ما تكلّمت مثل هٰذا ان هو الّا كذبٌ والله يعلم انهم من الدّجّالين۔ وقد سقطوا عليّ وما احاطوا معارف اقوالي وما فهموا حقائق مقالي وما بلغوا معشار ما قلنا وخانوا وحرّفوا البيان ونحتوا البهتان ووقعوا في حيص بيص وظنّوا ظنّ السوء فتعسا لتلك الظانّين۔ والله يعلم انّي ما قلت الّا ما قال الله تعالىٰ ولم اقل كلمةً قطّ يخالفه وما مسّها قلمي في عمري وامّا قولهم ان المسيح

خدا پاک ہے۔ میں نے کبھی ایسی بات نہیں کی۔ یہ محض جھوٹ ہے اور اللہ جانتا ہے کہ یہ دجّال ہیں اور مجھ پر ٹوٹ پڑے ہیں اور انھوں نے میرے اقوال کا احاطہ نہیں کیا اور نہ میری باتوں کے حقائق کو سمجھا ہے اور جو کچھ ہم نے کہا ہے وہ اس کے دسویں حصّہ تک بھی نہیں پہنچے اور انھوں نے خیانت کی ہے اور بیان کو بدل دیا ہے اور بہتان تراشا ہے اور حیص بیص میں پڑ گئے ہیں اور انھوں نے سوءِ ظن سے کام لیا ہے۔ پس ان بدظنی کرنیوالوں کے لیے ہلاکت ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے وہی کہا جو اللہ نے کہا ہے اور میں نے کوئی ایسا کلمہ نہیں کہا جو اس کے خلاف ہو، لیکن ان کا یہ کہنا کہ

بقیۃ الحاشیۃ: كذلك اذ اوحى الله الى عيسىٰ اني قد اخرجت عبادًا لي لا يدان لاحد بقتالهم فحرّز عبادي الى الطور ويبعث الله ياجوج وماجوج وهم من كلّ حدب ينسلون فيمرّ اوائلهم على بحيرة طبرية فيشربون ما فيها ويمرّ اٰخرهم فيقول لقد كان بهٰذه مرّةً ماءً

بقیہ ترجمہ: اور اسکا سانس حد نظر تک پہنچے گا۔ پھر وہ دجّال کو تلاش کریگا اور اُسے بابِ لُد میں پالے گا اور قتل کر دیگا پھر وہ لوگ عیسیٰ کے پاس آئینگے جنکو خدا نے بچایا ہوگا پھر وہ اُنکے مُونہہ پُونچھے گا اور اُن کے جنّت میں درجات سے اُنھیں مطلع کریگا پھر اسی اثنار میں خدا عیسیٰ پر وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے پیدا کیے ہیں جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں پس میرے بندوں کو طور کی طرف لیجا تب اللہ

كان خالق الطيور وكان خلقه كخلق
الله تعالى بعينه وكان إحياءهٗ كاحياء
الله تعالى بعينه بلا تفاوتٍ وكان
معصومًا تامًّا ومحفوظًا من مسّ
الشيطٰن وليس كمثله في هٰذه
العصمة نبيّنا صلّى الله عليه وسلّم
فهٰذا عندي ظلمٌ وزورٌ كبرت
كلمةً تخرج من افواههم وانهم في
هٰذه الكلمات من الكٰذبين وامّا
افتراءهم عليّ وظنّهم كانّي لا اؤمن
بالملٰئكة فما اقول في جواب هٰذه
الظنون الفاسدة الّتي لا اصل لها

مسیحؑ پرندوں کا خالق تھا اور یہ کہ اس کی خلق بعینہٖ
خدا کی خلق کی مانند ہے اور اس کا زندہ کرنا بعینہٖ خدا
کے زندہ کرنے کی طرح تھا۔ اس میں کوئی فرق نہیں
اور وہ مکمل طور پر معصوم اور مسِ شیطان سے محفوظ تھا
اور اس معصومیت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اس جیسے نہیں سو یہ میرے نزدیک ظلم اور جھوٹ
ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہہ
سے نکلتی ہے اور وہ ان باتوں میں جھوٹے
ہیں اور ان کا مجھ پر افترا اور ان کا یہ خیال
کہ میں ملائکہ پر ایمان نہیں لاتا سو میں ان
فاسد ظنوں کے جواب میں جن کی کوئی
بنیاد نہیں بجز اس کے کچھ نہیں کہتا کہ میں

بقية الحاشية

ثم يسيرون حتى ينتهوا الى جبل
الخمر وهو جبل بيت المقدس
فيقولون لقد قتلنا من في الارض
هلمّ فلنقتل من في السماء فيرمون
بنشّابهم الى السماء فيردّ الله عليهم
نشّابهم مخضوبةً دمًا ويحصر نبي
الله واصحابه حتّى تكون راس الثور
لاحدهم خيرًا من مائة دينارٍ

بقیہ حاشیہ

یاجوج ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلندی سے گزر جائیں
گے پھر انکا ہراول دستہ بحیرہ طبریہ کے پاس سے
گزریگا اور وہ اسکا سب پانی پی جائیگا اور جب
ان کی آخری جماعت گزریگی، تو وہ کہے گی کہ یہاں
کبھی پانی ہوا کرتا تھا پھر وہ چلیں گے یہانتک کہ
جبلِ خمر تک پہنچ جائینگے اور وہ بیت المقدس
کا ایک پہاڑ ہے۔ پھر کہیں گے کہ ہم نے سب زمین
والوں کو قتل کر دیا۔ آؤ اب ہم آسمان والوں کو ماریں

ولا اثر غيرانى ابتهل فى حضرة الله
سبحانه واقول، رب العتى ان كنت
قلت مثل هذا اولا فالعن المفترين
الذين يفترون علىّ بغير علم و
يكفرون بغير الحق ولا يتّقون الله
وما كانوا خائفين - والامر الحق انى
ما قلت قولاً يخالف عقيدة اهل السنّة
حقيقةً وما جرىٰ علىٰ لسانى مثل
تلك الالفاظ وما خطر فى قلبى شبيه
هذه الافتراءات ولكنهم ما فهموا
كلمتى من قلة التدبر وسوء الفكر
وفساد القلب وابتدر كل واحد
منهم الى التكفير عجولاً بادى الرأى
فكيف اهدىٰ قوماً حاسدين - نعم

اپنے اللہ کے حضور تضرع سے دُعا کرتا ہوں اور
مَیں کہتا ہوں، اے اللہ اگر مَیں نے ایسی بات کہی ہے
تو تُو مجھ پر لعنت ڈال، ورنہ ان مفتریوں پر لعنت
ہو جو مجھ پر بغیر علم کے افترا کرتے ہیں اور بلاوجہ مجھے
کافر قرار دیتے ہیں اور وہ اللہ کا تقویٰ اختیار نہیں
کرتے اور نہیں ڈرتے اور حق بات یہ ہے کہ مَیں نے
کوئی ایسی بات نہیں کی جو درحقیقت اہلسنت کے
عقیدہ کے خلاف ہو۔ ایسے الفاظ میری زبان پر جاری
نہیں ہوئے اور میرے دل پر ایسے افترأت کی شبیہہ بھی
نہیں گزری، لیکن اُنھوں نے قلّتِ تدبّر، سوءِ فہم اور
فسادِ قلب کی وجہ سے میرے کلمات کو نہیں
سمجھا اور ان میں سے ہر ایک نے ظاہر پر نظر کرکے
میری تکفیر میں جلدی کی ہے۔ پھر مَیں اِس
قوم کو کیونکر ہدایت دے سکتا ہوں؟ ہاں مَیں

بقية الحاشية:

لاحدكم اليوم فيرغب نبى الله
عيسىٰ واصحابه الى الله فيرسل
عليهم النغف فى رقابهم فيصبحون
فرسىٰ كموت نفسٍ واحدةٍ
ثم يهبط نبى الله عيسىٰ واصحابه
الى الارض فلا يجدون فى الارض

بقیہ ترجمہ:

پس وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے اور خدا
ان کے تیروں کو خون آلودہ کرکے واپس کریگا۔
اور نبی اللہ (عیسیٰ بن مریم) اور اسکے ساتھی گھر
جائینگے۔ یہانتک کہ بیل کا سر تمہارے لیے اس
وقت کے ایک سو دینار سے بہتر ہوگا۔ پس نبی اللہ
عیسیٰؑ اور اسکے ساتھی خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ

انی قلت واقول انّ عیسےٰ ابن مریم
علیہ السلام قد توفی کما اخبرنا القرآن
العظیم والرسول الکریم فکیف نرتاب
فی قول اللہ ورسولہ وکیف نؤثر علیہ
اقوالاً اخرےٰ أاختار الضلالۃ بعد
ماھدانی اللہ والقرآن حکمٌ عدل
بینی وبین المخلفین ۔ وبایّ حدیثٍ
بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون ۔ الم یکف
لھم ما قال رب العٰلمین ولٰکنھم ما
یقبلون شھادۃ القرآن ویتّکؤن
علیٰ اقاویل اخریٰ التی لا یدرون

نے کہا ہے اور اب بھی رکھتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ
السلام وفات پاگئے ہیں جیسا کہ قرآن کریم اور رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے۔ پس ہم خدا
اور اس کے رسولؐ کی بات میں کس طرح شک کر
سکتے ہیں اور کس طرح دوسری باتوں کو اس پر ترجیح
دے سکتے ہیں۔ کیا بعد اس کے مجھے اللہ نے ہدایت
دی ہے۔ میں گمراہی اختیار کر سکتا ہوں اور قرآن میرے
اور میرے مخالفوں کے درمیان حکم و عدل ہے اور اللہ اور
اس کی آیات کے بعد وہ کس بات پر ایمان لاویں گے۔
کیا اُنھیں قرآن کا قول کافی نہیں ؟ لیکن وہ قرآن کی
شہادت کو قبول نہیں کرتے اور دُوسری جھوٹی باتوں پر

بقیہ الحاشیہ

موضع شبرٍ الاّ ملأہ زھمھم ونتنھم
فیرغب نبی اللہ عیسےٰ واصحابہ
الی اللہ فیرسل اللہ طیرًا کاعناق
البخت فتحملھم فتطرحھم
حیث شاء اللہ ویستوقد المسلمون
من قسّیھم ونشابھم وجعابھم
سبع سنین ثم یُرسل اللہ مطرًا
لا یکن منہ بیتُ مدرٍ ولا وبرٍ
فیغسل حتّٰی یترکھا کالزلفۃ ثم

بقیہ حاشیہ

ہو نگے یعنی دُعا کرینگے تو خدا ان پر ایک کیڑا بھیجے گا
جو انکی گردنوں میں کاٹے گا اور وہ ایک شخص کی
طرح مرے پڑے ہونگے اور پھر اللہ کے نبی عیسیٰ اور
اس کے ساتھی زمین پر اُتر آئینگے اور وہ زمین میں
بالشت بھر جگہ بھی ایسی نہ پائینگے جو انکی بدبُو اور
گندگی سے خالی ہو۔ پس عیسیٰ اور اصحاب عیسیٰ
اللہ کی طرف رجوع کریں گے۔ خدا اُونٹ کی
گردن کی مانند پرندے بھیجے گا جو انکو خدا جہاں
چاہے گا پھینک دیں گے اور سات سال تک

حقیقتها فلیت شعری الی ایّ امرٍ
یدعوننی الی الجهل والعمٰی بعد
ماکنت من المتبصّرین۔ واللّٰہ انّی
علٰی بصیرۃ من ربی وعندی شہاداتٌ

اعتماد کرتے ہیں جن کی حقیقت کو وہ نہیں سمجھتے۔
کاش مجھے علم ہوتا کہ وہ مجھے کس امر کی طرف بلا
رہے ہیں۔ کیا وہ مجھے صاحب بصیرت ہونے کے بعد
جہالت اور نابینائی کی طرف بُلا رہے ہیں اور

یقال للارض انبتی ثمرتک وردّی
برکتک فیومئذٍ تاکل العصابۃ
من الرمّانۃ ویستظلون بقحفہا
ویبارک فی الرسل حتّی ان اللقحۃ
من الابل لتکفی الفئام من الناس
واللقحۃ من البقر لتکفی القبیلۃ
من الناس واللقحۃ من الغنم
لتکفی الفخذ من الناس فبینماھم
کذٰلک اذ بعث اللّٰہ ریحًا طیّبۃً
فتاخذھم تحت اٰباطھم فتقبض
روح کل مؤمنٍ وکل مسلمٍ ویبقٰی
شرار الناس یتھارجون فیھا
تھارج الحمر فعلیھم تقوم السّاعۃ
وجاء فی حدیثٍ اٰخر انّ المسیح
الدجال یاتی من قبل المشرق
وھمّہ المدینۃ حتّی ینزل

ان کے تیر و کمان اور ترکشوں سے آگ جلاتے رہینگے
پھر خدا ایسی بارش برسائیگا جس کے آگے کوئی مٹی
کا مکان اور خیمہ نہ ٹھہر سکے گا۔ یہانتک کہ زمین ایک
صاف پتھر کی طرح دھل جائیگی پھر زمین کو کہا جائیگا
کہ اپنے پھل اُگا اور اپنی برکت کو لوٹا تو پھر ایک انار
کو ان دنوں ایک بڑی جماعت کھائیگی اور اس کے
چھلکوں کے سایہ میں پناہ لے سکے گی اور مویشیوں
میں ایک ایسی برکت رکھی جائیگی کہ ایک دُودھیل
اُونٹنی ایک بڑے گروہ کے لیے کافی ہوگی اور ایک
دُودھیل گائے ایک قبیلہ کے لیے کافی ہوگی اور
ایک دُودھیل بکری ایک چھوٹے گھرانے کے لیے
کافی ہوگی پس اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ ایک
پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو انکی بغلوں کے نیچے لگے گی،
تو ہر ایک مومن اور مسلم کی رُوح کو قبض کریگی اور شریر
لوگ باقی رہ جائینگے جو گدھوں کی مانند سرِعام بے
حیائی کرینگے۔ پس اُنہی پر قیامت قائم ہوگی۔ ایک

من الله وكتابه والهامه وكشفه فهل من طالب يأخذ سهم رشده منّي ويأبى دواعي البخل والحسد ويقبل الحق كالمسترشدين ـ و لا اظنّ احدًا من العاملين العلماء المتقين ان يقدّم غير القراٰن على القراٰن او يضع القراٰن تحت حديثٍ مع وجود التعارض بينهما ويرضىٰ له ان يتّبع احاد الاٰثار و يترك بيّنٰت القراٰن ويؤثر الشك على اليقين ويختار الجهل بعد ما كان من العارفين ـ

اللہ کی قسم! مَیں اپنے ربّ کی طرف سے پوری بصیرت پر ہوں اور میرے پاس اللہ کی شہادتیں ہیں اور اس کی کتاب الہام اور کشف ہے۔ پس کیا کوئی طالب ہے جو مجھ سے اپنی ہدایت کا حصّہ لے اور بُخل اور حسد کے اسباب سے بچا رہے اور ہدایت چاہنے والوں کی طرح حق کو قبول کرے۔ اور مَیں کسی باعمل اور متّقی عالم پر بدگمانی نہیں کرتا کہ وہ غیر قرآن کو قرآن پر مقدّم کریگا یا باوجود تعارض کے قرآن کو حدیث کے ماتحت کردے گا۔ اور اپنے لیے یہ پسند کریگا کہ وہ احادِ آثار کی پیروی کرے اور قرآن کی بیّنات کو ترک کردے اور شک کو یقین پر ترجیح دے اور عارف ہو کر جہالت کو اختیار کرے۔

بقية الحاشية

دبر اُحدٍ ثم تصرف الملٰئكة وجهه قبل الشام وهنالك يهلك ولا يدخل المدينة رعبه لها يومئذٍ سبعة ابواب على كلّ باب ملكان و يمكث في الارض اربعين سنةً و يخرج على حمارٍ اقمر ما بين اذنيه سبعون باعًا ـ وينزل عيسىٰ حكمًا عدلًا فليكسرن الصّليب ويقتلن

بقیہ حاشیہ

اور حدیث میں آیا ہے کہ مسیح دجّال مشرق کیطرف سے آئیگا اور اس کا ارادہ مدینہ میں آنیکا ہوگا۔ یہانتک کہ وہ اُحد کے پیچھے جا اُتریگا، لیکن ملائکہ اس کا مُونہہ شام کی طرف پھیر دینگے اور وہ وہاں ہی ہلاک ہوجائیگا اور اس کا رُعب مدینہ پر نہیں پڑیگا اور اس دن مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر ایک دروازہ پر دو فرشتے ہونگے اور وہ زمین میں چالیس سال ٹھہریگا اور وہ

وانّ المسلمين وعلماء هم
الراسخين كانوا قد اُمروا ان يتّبعوا
البيّنٰت ويجتنبوا الشبهات وكانوا
يعلمون ان البيّنٰت احق ان تتّبع
وانّما البيّنٰت هي المعاني الّتي قد

اور مسلمانوں اور ان کے پختہ کار علماء کو یہی
حکم دیا گیا تھا کہ وہ بیّنات کی پیروی اور شبہات
سے اجتناب کریں اور وہ جانتے ہیں کہ بیّنات ہی
پیروی کے لائق ہیں اور بیّنات ہی وہ معانی
ہیں جو عقلِ سلیم کے آگے کھلے اور واضح ہیں

الخنزير ويضع الحرب وليتركنّ
القلاص فلا يسعىٰ عليها ولا تزال
طائفة من المسلمين يقاتلون على
الحق ظاهرين الى يوم القيٰمة
فينزل عيسٰى فيتزوّج ويولد له و
جاء فى احاديث اخرىٰ ان الدجّال
كان موجوداً حيًا فى زمان رسول الله
صلے الله عليه وسلم وقد راٰهُ
تميم الدّارى وحدّث رسول الله
صلى الله عليه وسلم انه ركب فى
سفينةٍ بحريةٍ مع ثلثين رجلا
من لخمٍ وجزامٍ فلعب بهم الموج
شهرًا فى البحر فارفأوا الى جزيرةٍ
حين تغرب الشمس فجلسوا فى
اقرب السفينة فدخلوا الجزيرة

وہ ایسے اَبلق گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں
کانوں کے درمیان ستّر گز کا فاصلہ ہوگا اور عیسٰیؑ
حکم عدل ہوکر اتریگا۔ وہ صلیب کو توڑیگا اور
خنزیر کو قتل کریگا اور لڑائی کو ختم کریگا اور اونٹنیاں
ترک کر دی جائیں گی اور ان پر سواری نہیں کی جائیگی
اور ہمیشہ ایک جماعت مسلمانوں کی حق پر لڑتی رہے
گی اور قیامت کے دن تک غالب رہے گی پھر عیسٰیؑ
نازل ہوگا اور وہ شادی کریگا اور اس کی اولاد
ہوگی اور دُوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ دجّال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زندہ موجود
تھا اور اسے تمیم داری نے دیکھا تھا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ وہ لخم اور جذام
قبیلوں کے تیس آدمیوں کے ہمراہ ایک بحری
جہاز پر سوار ہوا اور سمندر کی موجیں انکو ایک ماہ
تک سمندر میں چکر دیتی رہیں پھر وہ مغرب کے

انکشفت وتبیّنت عند العقل السلیم
وتواترت فی القرآن العظیم ووجدت
اقرب من الفهم المستقیم وابعد
عن آفات التناقض وادخل فی
سنّة الله والقانون القدیم واجلی
واظهر من معانٍ اخری ثم ذهلت
هذه الطائفة تلك الضابطة المبارکة

اور قرآن میں متواتر آئے ہیں اور وہ فہم مستقیم سے
زیادہ قریب ہیں اور تناقض کی آفات سے
زیادہ دُور پائے گئے ہیں اور سنت اللہ اور
قانونِ قدیم میں داخل اور دوسرے معانی
سے زیادہ روشن اور ظاہر ہیں۔ پھر یہ گروہ
اِس مبارک ضابطہ کو بھول گیا۔ گویا وہ کچھ نہیں
جانتے، گویا وہ جاہل تھے اور مَیں جانتا ہوں

فلقیتهم دابة اهلب کثیر الشعر
لا یدرون ما قبله من دبره من
کثرة الشعر قالوا ویلك ما انت قالت
انا الجساسة انطلقوا الی هذا
الرجل فی الدیر فانّه الی خبرکم
بالاشواق قال لما سمّت لنا رجلاً
فرقنا منها ان تکون شیطانةً قال
فانطلقنا سراعًا حتّی دخلنا الدّیر
فاذا فیه اعظم انسان رأیناه قط
خلقًا واشده وثاقة مجموعة یده
الی عنقه ما بین رکبتیه الی کعبیه
بالحدید قلنا ویلك ما انت قال
قد قدرتم علی خبری فاخبرونی

وقت ایک جزیرے میں اُترے اور ایک نزدیک
کی کشتی میں بیٹھ گئے پھر اس جزیرے میں داخل
ہوئے اور وہاں اُنھیں ایک گنجان اور بہت بالوں
والا جانور ملا اس کے زیادہ بالوں کی وجہ سے
وہ نہیں جانتے کہ اس کا چہرہ کدھر اور پیٹھ کدھر
ہے۔ انھوں نے کہا، تُو ہلاک ہو۔ تُو کون ہے؟
تو اس نے جواب دیا کہ مَیں جساسہ ہوں۔ تم اس
مرد کے پاس گرجا میں جاؤ کیونکہ وہ تمہاری آمد
کا مشتاق ہے۔ اُسنے کہا جب اُسنے ہمارے سامنے
اس مرد کا نام لیا تو ہم ڈرے کہ یہ کوئی شیطان
عورت نہ ہو۔ کہا پھر ہم جلدی جلدی چلے
یہانتک کہ اس گرجا میں داخل ہوگئے۔ وہاں
ہم کیا دیکھتے ہیں کہ خلقت کے لحاظ سے ایک

كانّهم لا يعلمون شيئًا وكانّهم من الجٰهلين وانّى ارىٰ انّهم لا يعتقدون بانّ القراٰن كلامٌ حيٌّ و امامٌ صادقٌ ومهيمنٌ ومعيارٌ كاملٌ بل

کہ وہ یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ قرآن ایک زندہ کلام اور سچا امام اور حق کا نگہبان اور معیارِ کامل ہے بلکہ وہ اس کی تحقیر کرتے ہیں اور اس کو احادیث کے قدموں کے نیچے ڈالتے

قصة الجساسة

ما انتم قالوا نحن اُناسٌ ركبنا فى سفينةٍ بحريةٍ فلعب بنا البحر شهرًا فدخلنا الجزيرة فلقيتنا دابة اهلب فقالت انا الجسّاسة اعمدوا الى هٰذا فى الدّير فاقبلنا اليك سراعًا فقال اخبرونى عن نخل * بيسان هل

قصہ جساسہ

بڑا عظیم انسان ہے جس کی نظیر ہم نے کبھی نہیں دیکھی۔ اس کی مُشکیں کسی ہوئی ہیں اور اس کے دونوں گھٹنوں اور ٹخنوں کے درمیان لوہے کی زنجیر ہے۔ ہم نے کہا تجھ پر لعنت ہو تو کون ہے اُس نے کہا تم میری خبر تو سُن چکے ہو۔ اسلئے تم بتاؤ کہ کون ہو۔ اُنھوں نے کہا ہم چند آدمی ایک بحری جہاز پر سوار ہوئے تھے۔ ایک مہینہ تک ہم گرداب میں پھنسے رہے۔ پھر ہم

---

* هٰذه الاخبار الغيبية تدلّ على ان هذا الحديث ليس من رسول الله صلى الله عليه وسلّم لانها تعارض القراٰن وتخالف محكماته وكيف يمكن ان يقدر الدجال الخبيث على بيان الانباء المستقبلة وقال الله تعالىٰ فى كتابه المحكم فلا يظهر على غيبه احدًا الّا من ارتضىٰ

یہ اخبارِ غیبیہ بتاتی ہے کہ یہ حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نہیں کیونکہ یہ قرآن کریم کی معارض اور اس کی محکمات کی مخالف ہے یہ کس طرح ممکن ہے کہ خبیث دجّال مستقبل کی خبریں بتانے پر قدرت پائے اور خدا تعالےٰ نے اپنی محکم کتاب میں بتایا ہے کہ خدا اپنے غیب پر بجز اپنے رسولؐ کے کسی کو اطلاع

يحقّرونهٗ ويضعونهٗ تحت اقدام
الاحاديث ويجعلون الاحاديث قاضيةً
عليها من قبل ان يفتّشوا الاٰثار حق
تفتيشها ويثبتوا موازنة القطعيات
بالقطعيات بل هم يامرون تحكمًا
ويقولون ظلمًا ان الاحاديث بجميع

ہیں اور احادیث کو اس پر قاضی مقرر
کرتے ہیں۔ اِس سے پہلے کہ وہ ان کی پوری
تحقیق کریں اور قطعی بات کا قطعی بات سے موازنہ
کریں بلکہ وہ تو سختی سے حکم دیتے ہیں اور ظلم
سے کہتے ہیں کہ احادیث اپنی تمام ظنّی اور شکّی
صُورتوں کے ساتھ قرآن کی نسبت قبول کرنے

تثمر قلنا نعم قال اما انّها توشك
ان لا تثمر قال اخبروني عن بحيرة
الطبرية هل فيها ماءٌ قلنا هي
كثيرة الماء قال ان ماءها يوشك ان

جزیرہ میں داخل ہوگئے وہاں ہمیں ایک بہت
گھنے بالوں والا جانور ملا۔ اس نے ہمیں بتایا کہ میں
جساسہ ہوں تم اس گرجا میں جاؤ۔ پھر ہم جلدی سے
تیرے پاس آگئے۔ پھر اس نے کہا تم بتلاؤ کہ بیسان

من رسولٍ فكيف اخبر الدجّال
عن الغيب خبرًا واضحًا صحيحًا مطابقًا
للواقع وكيف قال الدجّال ان الخير
للنّاس ان يطيعوا هٰذا النّبيّ الامي
العربي فانهٗ صادق مع ان الدجال
كافر لا يطيع الله فكيف يامر باطاعة
نبيه صلے الله عليه وسلّم ومع
ذٰلك هو ليس بقائلٍ بزعم القوم
بالله من دون نفسه فكيف قال و

نہیں دیتا —— پھر دجّال نے کیسے غیب
کی خبر بتائی جو ایک واضح اور صحیح واقعہ
کے مطابق ہے اور دجّال نے یہ کیسے بتایا کہ
لوگوں کی بھلائی اس میں ہے کہ وہ اس اُمّی
اور عربی نبی کی پیروی کریں کیونکہ وہ سچا ہے
حالانکہ دجّال کافر ہے۔ خدا کا مطیع و فرمانبردار
نہیں ہے پھر وہ کیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلّم کی اطاعت کا حکم دیتا ہے! حالانکہ وہ
لوگوں کے خیال کے مطابق اپنے سوا کسی اور

صورها الظنّية والشكية احق قبولاً من القراٰن وحاكمةٌ عليه وان هو الّا ظلمٌ وزورٌ تكاد السمٰوات يتفطّرن منه ولا يوجد فى القراٰن وحديث رسول الله صلى الله عليه وسلّم ايماضٌ الى ذٰلك ولا ايماءٌ الى هٰذه البهتاناتِ بل الصحابة كانوا يقدّمون القراٰن فى كلّ حالٍ ولا

کے زیادہ لائق اور قرآن پر حاکم ہیں اور یہ ایسا ظلم اور جھوٹ ہے کہ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائیں اور قرآن اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان بہتانوں کی طرف کوئی اشارہ نہیں پایا جاتا بلکہ صحابہ تو ہر حال میں قرآن کو مقدّم کرتے تھے اور کسی ایسی حدیث سے اس کو ترک نہیں کرتے تھے جو احاد کی قسم سے ہے۔ کیا تُو نے اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ

بقیۃ الحاشیۃ: يذهب قال اخبروني عن عينِ زغرٍ هل فى العين ماءٌ وهل يزرع اهلها بماء العين قلنا نعم هى كثيرة الماءِ واهلها يزرعون

(بقیہ ترجمہ حاشیہ) کی کھجوریں پھل دیتی ہیں۔ ہم نے کہا۔ ہاں۔ پھر اس نے کہا۔ ایک وقت آنیوالا ہے کہ وہ پھل نہیں دینگی اس نے کہا مجھے بحیرہ طبریہ کے متعلق بتاؤ کہ اس میں پانی ہے۔ ہم نے کہا اس میں بہت پانی ہے۔ اس نے کہا وہ عنقریب خشک ہو جائے گا۔

بقیۃ الحاشیۃ: انّى يوشك ان يؤذن لى فى الخروج فاخرج بل انّ هٰذا اللّفظ يدلّ على انه لا يخرج من الدير الّا بالهام الله تعالىٰ ووحيه فيلزم من هذا ان يكون الدجّال احدًا من الانبياءٔ وقد تقرّر عندهم انه من اكابر المفسدين فتفكر ولا تكن من الغٰفلين - منه

(بقیہ ترجمہ در حاشیہ) خدا کا قائل نہیں۔ پھر اس نے یہ کیسے کہا کہ عنقریب مجھے نکلنے کا حکم دیا جائیگا۔ پھر میں نکلوں گا بلکہ دلالت کرتا ہے کہ وہ بجز اللہ کے الہام اور وحی کے گرجا سے نہیں نکلیگا۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ دجّال بھی ایک نبی ہو۔ حالانکہ سب لوگوں کے نزدیک یہ مسلّم ہے کہ وہ بڑے مُفسدوں سے ہے۔ پس سوچ اور غافلوں سے نہ بن۔ منہ

يتركونه لأثر من الآحاد * الا ترى الى الصدّيقة ام المؤمنين رضي الله عنها كيف اوّل الاحاديث للقرآن و ما اوّل القرآن للاحاديث وما التفتت

کو نہیں دیکھا کہ اُنھوں نے کس طرح قرآن کی خاطر احادیث کی تاویلیں کی ہیں اور احادیث کی وجہ سے قرآن کی تاویل نہیں کی اور جب کسی حدیث اور قرآن میں تناقض پایا گیا، تو وہ اِس حدیث کی

بقیّۃ الحدیث [3]

قال اخبروني عن نبيّ الاميّين ما فعل قلنا قد خرج من مكّة ونزل يثرب قال اقاتله العرب قلنا نعم قال كيف صنع بهم فاخبرناه انه قد ظهر على من يليه العرب و اطاعوه قال اما ان ذلك خيرٌ لهم ان يطيعوه واني مخبركم عنّي انّي انا المسيح واني يوشك ان يؤذن لي في الخروج فاخرج فاسير في الارض فلا ادع قرية الا اهبطها في اربعين ليلة غير مكّة وطيبة هما محرمتان عليّ كلتاهما كلّما

ترجمہ

اس نے کہا مجھے زغر چشمہ کے متعلق بتاؤ۔ کیا اس میں پانی ہے اور کیا اس کے اردگرد رہنے والے اس کے پانی سے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں۔ ہم نے کہا ہاں اِس میں بہت پانی ہے اور اِس کے گرد رہنے والے اپنے کھیت بھی سیراب کرتے ہیں۔ پھر کہا کہ مجھے اُمیّوں کے نبی کے متعلق بتاؤ کہ اس نے کیا کیا۔ ہم نے کہا کہ وہ مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر گیا ہے۔ اس نے کہا، کیا اس سے عربوں نے لڑائی کی ہے، ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا پھر اس نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا، تو ہم نے اس کو بتایا کہ وہ عربوں پر غالب آگیا اور عرب اس کے مطیع ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا ان کے لیے یہی بہتر ہے کہ سب اسکی اطاعت کریں

حاشیہ

* انظروا الى حديث معاذ الذي فيه وصيّة رسول الله صلى الله عليه وسلم لمعاذ ۱۲ منه

ترجمہ

حدیثِ معاذؓ کو دیکھو جس میں وہ وصیت بیان ہوئی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں کی۔

الیٰ حدیثٍ بعد وجود المعارضة بینه وبین القراٰن فکانت فقیهةً فاضلةً موفّقةً حبیبةً نبیّنا صلی الله علیه وسلّم وکانوا یرجعون الیها فی کلّ مسئلة دقّت مأخذها وان کنت فی شكٍّ فاقرء البخاری تدبّرًا فستجد تلك القصص فی اکثر مقاماته فما حال هٰؤلاءِ انّهم لا یقرؤن القراٰن

طرف متوجہ نہیں ہوئیں اور آپ بڑی فقیہہ فاضلہ توفیق یافتہ اور نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبوبہ تھیں اور صحابہ ہر دقیق مسئلہ میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے اور اگر تجھے اس میں شک ہے تو تدبّر سے بخاری کو پڑھ۔ پس تو یہ قصّے اکثر مقامات میں موجود پائیگا۔ پس ان علماء کا کیا حال ہے کہ وہ قرآنِ کریم سوئے ہوئے غافل لوگوں کی طرح پڑھتے ہیں اور اس کو پوری طرح

قصة الجساسة

اردت ان ادخل واحدًا منهما استقبلنی ملك بیده السیف صلتًا یصدّنی عنها وانّ علٰی کلّ نقب منها ملٰئکة یحرسونها ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلّم الا انّه فی بحر الشام او بحر الیمن لا بل من قبل المشرق ما هو واومیٰ بیده الی المشرق - رواه المسلم

اقول هٰذا ما جاء فی الاحادیث مع اختلافاتٍ وتناقضاتٍ فذهب وهل بعض النّاس بل اکثرهم الیٰ ان تلك الاخبار والاٰثار محمولةٌ

قصۂ جساسہ

اب مَیں تم کو اپنے متعلق بتاتا ہوں کہ مَیں مسیح دجّال ہوں اور عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت مل جائیگی پھر مَیں نکلوں گا اور زمین میں پھروں گا اور چالیس راتوں میں سب بستیوں میں اتر ونگا سوائے مدینہ اور مکہ کے کہ وہ دونوں مجھ پر حرام ہیں۔ جب مَیں ان میں سے کسی میں داخل ہونیکی کوشش کرونگا تو ایک فرشتہ تلوار سونت کر میرے سامنے آئیگا اور مجھے روکے گا اور اس کے ہر راستے پر فرشتے اسکی نگرانی کر رہے ہونگے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سنو وہ بحرِ شام یا بحرِ یمن میں سے نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف سے نکلیگا اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ (رواہ مسلم)

مَیں کہتا ہوں یہ وہ اُمور ہیں جو اختلاف اور تناقض

الا کالغفلین النائمین ولا یفهمونه
حق فهمه بل القرآن لا یجاوز حناجرهم
ولا یتبعونه ولا یبتغون نوره بل
یحملونه علی هیئة الجنائز ولا
ینظرون الیه بنیة الاستفادة واخذ
العلوم والمعارف کانهم فی شكٍّ
عظیمٍ ولا یرون حیاته وبرکاته
واشراقاته ولا یقدرونه حق قدره
ولا یدرون ما شانه وما برهانه

نہیں سمجھتے بلکہ قرآن ان کے حلقوں سے نہیں اترتا اور
وہ نہ اس کی پیروی کرتے ہیں اور نہ اس کے
نور کو چاہتے ہیں بلکہ وہ اسے جنازہ کے طور پر
اٹھاتے ہیں اور اس کی طرف استفادہ اور علوم
و معارف اخذ کرنے کی نیت سے نہیں دیکھتے گویا
کہ وہ بہت بڑے شک میں ہیں اور وہ اس کی
زندگی اور برکات اور انوار کی طرف نہیں دیکھتے
اور اس کی پوری قدر نہیں کرتے اور نہیں جانتے
کہ اس کی شان اور برہان کیا ہے اور اللہ کے

علی ظواهرها والحق انهم
قد اخطأوا خطأً کبیرًا وکان
هذا ابتلاءً من الله تعالٰی لیعلم
الصابرین المؤمنین منهم
والمکذبین المستعجلین - و
انت تعلم ان الله تعالٰی قد یوحی
الی انبیائه ورسله فی حلل
المجازات والاستعارات والتمثیلات
ونظائره کثیرةٌ فی وحی خیر الرسل
صلی الله علیه وسلم منها
ما جاء فی حدیث انسٍ قال

کے ساتھ احادیث میں آئے ہیں اور بعض بلکہ اکثر
لوگوں کا خیال اس طرف گیا ہے کہ یہ آثار ظاہر پر
محمول ہیں اور حق یہ ہے کہ انھوں نے بہت بڑی خطا کی ہے
اور یہ اللہ کی طرف سے ایک ابتلا تھا تا وہ ان میں سے
صابروں، مومنوں اور جلد باز مکذبوں کو جان لے
اور تو جانتا ہے کہ اللہ تعالے اپنے انبیاء
اور رسولوں سے مجاز استعارہ اور تمثیل کے
رنگ میں وحی کرتا ہے اور رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی میں اس
کی بہت سی نظائر موجود ہیں۔ منجملہ
ان کے ایک مثال انسؓ کی حدیث

وینبذون صحف اللہ وراء ظہورھم ویکبّون علی حدیثٍ ضعیفٍ ولو یعارض القرآن وما کانوا من المنتھین۔

صحیفوں کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینکتے ہیں اور ضعیف حدیث پر گرتے ہیں، چاہے وہ قرآن کے مخالف ہی ہو اور وہ اس سے باز

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت ذات لیلۃ فیما یری النائم کانّی دار عقبۃ ابن رافعٍ فأُتینا برطبٍ من رطب بن طاب فاوّلت انّ الرفعۃ لنا فی الدنیا والعافیۃ فی الأخرۃ وان دیننا قد طاب ومنھا ما جاء فی حدیث ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رئیت فی رؤیای انی ھززت سیفاً فانقطع صدرہ فاذا ھو ما اُصیب من المؤمنین یوم اُحد ثم ھززتہ اخریٰ فعاد احسن ما کان فاذا ھو ما جاء اللہ بہٖ من الفتح واجتماع المؤمنین فانظر کیف رئیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الکیفیات الرّوحانیّۃ فی الصّور الجسمانیّۃ ولا یخفٰی

ہیں آئی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں نے ایک رات ایک دیسا ہی خواب دیکھا جیسے ایک سونے والا دیکھتا ہے کہ گویا ہم عقبہ بن رافع کی حویلی میں ہیں اور ابن طاب کی کھجوروں میں سے کچھ کھجوریں ہمارے پاس لائی گئی ہیں۔ میں نے اسکی یہ تعبیر کی ہے کہ ہمارے لیے دنیا میں رفعت اور آخرت میں عافیت ہے اور ہمارا دین طیّب ہے اور اس کی ایک مثال ابو موسیٰ کی حدیث میں آئی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں نے رویا دیکھا کہ میں نے ایک دفعہ تلوار چلائی اس کی نوک ٹوٹ گئی ہے۔ اس کی تعبیر وہ مومن ہیں جو اُحد کے دن شہید ہوئے۔ پھر اسے دوبارہ چلایا تو وہ پہلے کی طرح بہت عمدہ ہو گئی تو اس کی تعبیر فتح اور مومنوں کا اجتماع ہے پس تو دیکھ کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے روحانی کیفیات جسمانی صورتوں میں دیکھیں اور یہ بات آپ پر مخفی نہیں کہ انبیاء

تعبیر الرؤیا

تعبیر رؤیا

ووالله ماقلت قولاً فی وفات المسیح وعدم نزوله وقیامی مقامه الا بعد الالهام المتواتر المتتابع النازل کالوابل وبعد مکاشفات صریحة بیّنةٍ منیرةٍ کفلق الصبح وبعد عرض الالهام علی القرآن الکریم

نہیں آئیوالے اور بخدا مَیں نے **وفات مسیح** اور اس کے **عدم نزول** اور اپنے اس کے قائم مقام ہونیکے بارے میں کوئی بات اسوقت تک نہیں کہی جبتک مجھ پر موسلادھار بارش کی طرح متواتر الہامات نہیں ہوئے اور جبتک کہ مجھ پر طلوع صبح کی مانند کھلے کھلے صریح اور روشن مکاشفات نہیں ہوئے اور جبتک کہ میں نے ان الہامات کو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ پر پیش نہیں کر لیا، اور پھر میں نے

علیك ان رؤیا الانبیاء وحیٌ فثبت من ههنا انّ وحی الانبیاء قد یکون من نوع المجاز والاستعارة وقد اوّل رسول الله صلے الله علیه وسلم مثل ذلك الوحی وتاویلاته کثیرة کما فی رؤیة سوار الذهب والقمیص والبقر وغیرها من الرؤیا التی هی مشهورة فی القوم فلا حاجة الی ان نقص علیك وقد رأی رسول الله صلی الله وسلم فی رؤیا اُخری الدجّال المسیح واضعاً یدیه علی منکبی رجلین یطوف بالبیت فلو حملنا تلك الوحی علی الظاهر لوجب ان یکون

کی رؤیا وحی ہوتی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء کی وحی کبھی مجاز اور استعارہ کی قسم سے ہوتی ہے اور اس قسم کی وحی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاویل کی ہے اور آپ کی تاویلات بہت ہیں جیساکہ سونے کے کنگنوں اور قمیص اور گائے والی اور دوسری رؤیا جو لوگوں میں مشہور ہیں اور ہمیں انہیں تیرے سامنے بیان کرنیکی حاجت نہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اور خواب میں مسیح الدجّال کو دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ اگر ہم اس وحی کو ظاہر پر محمول کریں تو لازم قرار دیا جائیگا کہ دجّال مومن اور مسلمان ہو کیونکہ طواف مسلمانوں

والاحادیث الصحیحة النّبویة وبعد استغارات وتضرّعات وابتهالات فی حضرة ربّ العلمین ۔ ثم ما استعجلت فی امری ھذا بل اخّرته الی عشر سنین بل زدت علیھا و کنت لحکمٍ واضحٍ و امرٍ صریحٍ من المنتظرین ۔ وکنت صنّفت کتابًا فی تلک الایّام التی مضت علیھا عشر سنین وسمّیتھا البراھین

یہ بات استخارتوں اور ربّ العالمین کے حضور تضرّعات اور گریہ وزاری کے بعد کہی ہے ۔ پھر مَیں نے اپنے معاملہ میں جلدی بھی نہیں کی بلکہ مَیں نے اِس میں دس سال سے بھی زیادہ تاخیر کی اور مَیں واضح اور صریح حکم کا منتظر رہا اور مَیں نے اِس زمانہ میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس پر اب دس سال گذر گئے ہیں اور اس کا نام مَیں نے **براہین احمدیہ** رکھا ہے اور مَیں نے اِس میں اپنے بعض وہ الہامات لکھے

الدجال مسلمًا مؤمنًا لانّ الطواف من شعائر المسلمین ۔ ثم ان ھٰذہ الاحادیث تدلّ علٰی انّ الدجال کان موجودًا فی زمان النبی صلّی اللہ علیہ وسلم وقد راٰہ تمیم الداری وزعم القوم انہ یخرج فی اٰخر الزمان ولا یدع قریةً الّا یدخلھا ویتملک ویتسلّط علی البلاد کلّھا ولا تبقٰی فی زمانہٖ ارض الّا یاخذھا غیر مکّة وطیبة ولکن الاحادیث الاخرٰی تعارضھا

کا شعار ہے ۔ پھر یہ احادیث بتاتی ہیں کہ دجّال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں موجود تھا اور تمیم الداری نے اس کو دیکھا اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ آخری زمانہ میں نکلے گا اور وہ ہر بستی میں داخل ہوگا اور اس پر غالب آجائیگا اور تمام شہروں پر مسلّط ہوجائیگا اور اسکے زمانہ میں سوائے مکّہ اور مدینہ کے زمین کا کوئی حِصّہ ایسا نہ ہوگا جس پر اس کا قبضہ نہ ہو، لیکن دُوسری حدیثیں اس کی معارض ہیں اور ان قصّوں کو جھٹلاتی

وكتبت فيها بعض الهاماتى التى الهمت من ربّى من قبل تاليف ذٰلك الكتٰب وكانت من جملتها هٰذ الالهام اعنى يٰعيسٰى انّى متوفيك ورافعك الىّ ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الّذين اتّبعوك فوق الّذين كفروا الى يوم القيٰمة وانّ الله قد سمّانى فى هٰذا عيسٰے ومن جملتها الهامٌ اٰخر خاطبنى ربّى فيه وقال انى خلقتك من جوهر عيسٰے وانّك و عيسٰے من جوهر واحد وكشيءٍ واحدٍ ومن

جو اس کتاب کی تالیف سے قبل مجھے اپنے ربّ سے ہوئے تھے اور منجملہ ان کے یہ الہام بھی ہے کہ اے عیسٰی مَیں تجھے وفات دوں گا۔ اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤں گا اور تجھے منکروں کی تہمتوں سے پاک کروں گا اور تیرے پیروی کرنے والوں کو مخالفوں پر قیامت تک غالب کروں گا اور اللہ تعالیٰ نے اِس الہام میں میرا نام عیسٰی رکھا ہے اور منجملہ ان کے ایک اور الہام بھی ہے جس میں میرے ربّ نے مجھے مخاطب کیا ہے اور کہا ہے کہ مَیں نے تجھُ کو عیسٰی کے جوہر سے پیدا کیا ہے اور تُو اور عیسٰی ایک ہی جوہر سے ہو اور ایک ہی چیز

القرينة الثالثة

وتكذّب هٰذه القصص فانظر اوّلًا تدبّرًا وانصافًا فى حديث مسلم عن جابرٍ قال سمعت النبىّ صلے الله عليه وسلّم يقولُ قبل ان يموت بشهرٍ تسئلونى عن السّاعة وانّما علمها عند الله واقسم بالله ما على الارض من نفسٍ منفوسةٍ يأتى عليها مائة

تیسرا قرینہ

ہیں۔ پس پہلے تو انصاف اور تدبر سے مُسلم کی اس حدیث کو دیکھ جو جابر سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم سے آپؐ کی وفات سے ایک ماہ پہلے سُنا۔ آپؐ فرماتے تھے تم مجھ سے قیامت کی بابت پُوچھتے ہو۔ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے اور مَیں حلفاً کہتا ہوں کہ اب جو لوگ زمین پر زندہ ہیں ایک

جملتها الهامٌ سمّی فیه کلّ من
خالفنی من العلماء الیهود والنصٰری
ثمّ ما اُلهمت الٰی عشر سنین بمثل
هٰذه الالهامات وما کنت ادری انّی
اُومر بعد هٰذه المدّة الطویلة واسمّی
مسیحًا موعودًا من اللّٰه تعالٰی بل
کنتُ خلت انّ المسیح نازلٌ من
السّماء کما هو مرکوزٌ فی مدارك القوم

کی مانند ہو اور منجملہ ان کے ایک الہام ہے
جس میں اس نے میرے تمام مخالف علماء کا نام
یہود اور نصاریٰ رکھا ہے۔ پھر دس سال تک
مجھے کوئی ایسا الہام نہیں ہوا اور مَیں نہیں جانتا تھا
کہ اس لمبی مدّت کے بعد مَیں مامور کیا جاؤں گا۔
اور خدا کی طرف سے میرا نام مسیح موعود رکھا جائیگا
بلکہ جیسا کہ دوسرے لوگوں کے ذہن میں یہ بات
مرکوز ہے مَیں بھی یہ خیال کرتا تھا کہ مسیح

بقیۃ الحاشیۃ

سنةٍ وهی حیّةٌ یومئذٍ وعن
ابن مسعودٍ لا یأتی مائة سنةٍ
وعلی الارض نفسٌ منفوسةٌ الیوم
رواه مسلمٌ وهٰکذا ذکر البخاری
فی صحیحه والمضمون واحدٌ
لا حاجة الی الاعادة فوجب
من هٰذا علی کل مؤمنٍ ان یؤمن
بموت الدجّال بعد المائة من
زمان رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه
وسلّم والّا فکیف یمکن التخلّف
فیما قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه
وسلّم بوحیٍ من اللّٰه تعالٰی

بقیہ حاشیہ

سو سال گذرنے کے بعد ان میں سے ایک
شخص بھی زندہ موجود نہ ہوگا اور ابنِ مسعود
سے مروی ہے کہ ایک صدی کے گذرنے
کے بعد آج کے موجودہ لوگوں میں سے کوئی
بھی روئے زمین پر نہ ہوگا۔ اس کو مسلم نے
روایت کیا ہے اور بخاری نے بھی اپنی
صحیح میں ایسا ہی ذکر کیا ہے اور مضمون ایک ہی
ہے اس لیے اعادہ کی ضرورت نہیں۔
پس اس سے ہر مومن پر لازم آیا کہ وہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ایک سو
سال بعد دجال کے مرجانے پر ایمان لائے؛
ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ

ولكني كنت اقول في نفسي تعجبًا
ان الله لم سمّاني عيسى ابن مريم
في الهامه المتواتر المتتابع ولم قال
انك وانه من جوهر واحد ولم
سمّى المخالفين اليهود والنصارىٰ
فظهرت عليّ معاني تلك الالهامات
والاشارات بعد عشر سنين وبعد

آسمان سے نازل ہوگا، لیکن میں تعجب سے اپنے
دل میں کہتا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے متواتر الہامات
میں میرا نام عیسیٰ ابن مریم کیوں رکھا ہے اور اس نے
یہ کیوں کہا ہے کہ تو اور وہ ایک ہی جوہر سے
ہو اور پھر اس نے مخالفین کو یہود اور نصاریٰ
کیوں کہا۔ تب دس سال کے بعد ہزاروں لوگوں
میں براہین کی اشاعت کے بعد اور

مؤكدًا بقسمه والقسم يدل على
ان الخبر محمول على الظاهر لا
تأويل فيه ولا استثناء والا فاىّ
فائدةٍ كانت في ذكر القسم فتدبّر
كالمفتشين المحققين. واما تطبيق
هٰذين الحديثين فلا يمكن الّا
بعد تاويل حديث الدجّال
وجعله من قبيل الاستعارات
فنقول انّ حديث خروج الدجّال
يدل على خروج طائفة الكذابين
في اٰخر الزمان من قوم النصارىٰ
وفي الحديث اشارةٌ الى انّهم
يشابهون اٰباءهم المتقدمين

کی وحی سے بیان فرمایا اور اسے قسم سے مؤکد
کیا اس میں تخلف کیسے ہو سکتا ہے اور
قسم صاف بتاتی ہے کہ خبر ظاہر پر محمول ہے۔
نہ تو اس کی تاویل کی جا سکتی ہے اور نہ اس میں
کوئی استثنا، ورنہ قسم کے ذکر کرنے کا فائدہ
ہی کیا ہے۔ پس تو محقق اور مفتش لوگوں کی
طرح تدبر کر؛ البتہ ان دو حدیثوں میں تطبیق،
حدیثِ دجال کی تاویل اور اس کو استعارہ
قرار دینے کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔ پس ہم
کہتے ہیں خروج دجال والی حدیث آخری زمانہ
میں نصاریٰ کے ایک جھوٹے گروہ کے نکلنے
پر دلالت کرتی ہے اور حدیث میں اشارہ
ہے کہ وہ لوگ اپنے مکر، دھوکہ اور قسم قسم

اشاعة ابراهين فى الوف من النّاس وبعد اشاعة هذه الالهامات فى خلق كثير من المسلمين والمشركين۔ فاسئلوا الذين يظنّون انّه افتراءٌ منحوتٌ أهذه علامات المفترين۔ وكانوا يفرؤن من قبل كتابى

مسلمانوں اور مشرکوں کی ایک کثیر تعداد میں ان الہامات کی اشاعت کے بعد مجھ پر ان الہامات کے معانی ظاہر ہوئے۔ پس ان لوگوں سے پوچھو جو یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ خود ساختہ افترا ہے۔ کیا یہ مفتریوں کی علامات ہیں؟ وہ اس سے پہلے میری کتاب

فى مكرهم وخدیعتهم وانواع فتنهم وحرصهم على اضلال الناس كانّهم هم الاٰن اٰباءهم كانوا مقيدين بالسلاسل والاغلال ولكن هؤلاء يخرجون من ذلك السجن ويضع الله عنهم اغلالهم فيعيشون يمينًا وشمالًا ويفسدون فى الارض وكان خروجهم بلاءً عظيمًا لاهل الارضين۔ فكما ان تميمًا رءى الدجّال فى زمان النبىّ صلّى الله عليه وسلّم بالرؤية الكشفية الصّادقة الّتى كانت من قبيل عالم المثال مجموعة يده الى عنقه ما بين ركبتيه الى

کے فتنوں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی حرص میں اپنے پہلے حد سے تجاوز کرنے والے آباو اجداد کے مشابہ ہوں گے کہ گویا یہ وہی ہیں۔ ہاں وہ طوقوں اور زنجیروں میں مقید تھے، لیکن یہ لوگ اِس قید سے نکل جائینگے اور اللہ تعالےٰ ان کے طوقوں کو دُور کر دیگا۔ پس وہ دائیں اور بائیں پھریں گے اور زمین میں فساد کریں گے اور ان کا خروج اہلِ زمین کے لیے ایک بڑی مصیبت ہوگی۔ پھر جیسے تمیم داری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دجال کو ایسی سچی اور کشفی رؤیا میں دیکھا تھا جو عالم مثال کی قسم سے تھا کہ اِس کے ہاتھ اس کی گردن تک باندھے ہوئے تھے اور اس کے گھٹنوں اور ٹخنوں کے درمیان

البراہین ویجدون فیہ مجملاً کلّما قلت فی ھٰذہ الایّام مفصّلاً وکانوا یحبّون ذٰلک الکتٰب ویصدّقون الھٰمٰتٍ مّذکورۃً ولا یعرضون کالمنکرین۔ فلمّا جاء میقات ربّی وامرت لاصدع بما سمّیت فی الکتٰب المذکور انقلبوا منکرین مکفّرین

براہین احمدیہ پڑھتے تھے اور جو باتیں اب مَیں نے مفصّل لکھی ہیں وہ انھیں اِس میں مجمل طور پر پاتے تھے اور وہ اِس کتاب کو پسند کرتے تھے اور اِس میں مذکور الہامات کی تصدیق کرتے تھے اور منکرین کی طرح اعراض نہیں کرتے تھے اور جب میرے ربّ کا مقررہ وقت آگیا اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں اس نام کا اعلان کروں جس کے ساتھ مجھے اِس کتاب میں

بقیۃ الحاشیۃ

کعبیہ بالحدید فی الدیر فکذٰلک کانت النّصارٰی فی زمن اقبال الاسلام مقھورین مغلوبین غلّت ایدیھم قاعدین فی الدیر ثم اُخرجوا بعد المائتین والالف ووضع اللّٰہ عنھم الاغلال والسلاسل وخلع علیھم خلعۃ العلوم الارضیّۃ ابتلاءً مّن عندہ فاشاعوا الفتن فی الارض بایدی مبسوطۃٍ وکان قدرًا مقدورًا مّن رّبّ العٰلمین والٰی خروجھم اشارۃٌ فی حدیث الاٰیٰت بعد المائتین یعنی بعد المائۃ والالف

بقیہ حاشیہ

زنجیر تھی اور وہ ایک گرجا میں پڑا تھا۔ اسی طرح عیسائی اسلام کے اقبال کے زمانہ میں مقہور ومغلوب اور دست بستہ گرجا میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر وہ بارھویں صدی کے بعد وہاں سے نکالے گئے۔ ان کے طوق اور زنجیریں اُتار دی گئیں اور اُنھیں ارضی علوم کے خلعت پہنا دیے گئے اور یہ اللہ کی طرف سے بطور آزمائش تھا۔ پس اُنھوں نے زمین میں کھلے ہاتھوں فتنے پھیلائے اور اللہ کی طرف سے یہ مقدّر تھا اور حدیث الآیات بعد المائتین میں ان کے خروج کی طرف اشارہ ہے اور اسی میں نزولِ مسیح کی طرف اشارہ ہے جو مفسدوں کا منہ بند کرنیوالا ہے۔

کانّھم سمعوا کلمۃً غریبۃً اوجاءھم ذکرٌ محدثٌ وکانّھم ماکانوا مطّلعین علیٰ ماکتبتُ فی البراھین۔ ولوکانوا عاقلین منصفین طالبین للحقّ مفتّشین للحقیقۃ لتفکّروافی قولٍ وقدکتب من قبل فطبع واشیع فی زمانٍ ماکان اثر ھٰذہ الدّعاوی فیہ

موسوم کیا گیا تھا، تو کفرین اور منکرین اعراض کرگئے گویا کہ اُنھوں نے کوئی نئی بات سُنی ہے اور ان کے پاس کوئی نیا ذکر آیا ہے اور گویا انھیں اس پر اطلاع نہیں تھی جو مَیں نے براہین احمدیہ میں لکھا تھا اور اگر وہ عاقل اور منصف ہوتے اور حق کے طالب اور حقیقت کی تفتیش کرنیوالے ہوتے، تو وہ اس بات میں غور کرتے جو پہلے سے لکھی گئی تھی اور پھر طبع ہوکر زمانہ میں

واشارۃٌ الیٰ نزول المسیح الّذی ھو مفحم المفسدین ثم بعد ذٰلک اذ انظرنا الیٰ کلام اللّٰہ تعالیٰ فوجدناہ ایضًا مخالفًا لظواھر احادیث خروج الدجّال وماوجدنا فیہ احتمالاً ضعیفًا واشارۃً وھمیّۃً الیٰ ذٰلک بل ھو یجوح ھٰذہ الخیالات بالاستیصال التّام الم یکف لطالب قولہ تعالیٰ وجاعل الّذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ ولا یخفیٰ علی المتدبر انّ ھٰذہ الاٰیۃ دلیل قطعی علیٰ انّ المسلمین والنصٰری یرثون الارض ویتملکون

نبذۃٌ من نعم اللّٰہ

پھر اس کے بعد جب ہم کلام اللہ کی طرف دیکھتے ہیں تو ہم اس کو بھی خروج دجّال سے متعلق احادیث کے ظاہری معنوں کے خلاف پاتے ہیں اور ہم اس میں ان معنوں کا ادنیٰ سا احتمال اور وہمی سا اشارہ بھی نہیں پاتے بلکہ وہ تو ان خیالات کی پوری بیخ کنی کرتا ہے۔ کیا ایک طالب کے لیے خدا کا یہ قول کافی نہیں کہ مَیں تیری پیروی کرنیوالوں کو منکروں پر قیامت کے دن تک غالب رکھوں گا اور ایک تدبّر کرنے والے پر یہ امر مخفی نہیں کہ یہ آیت اس بات پر قطعی دلالت کرتی ہے کہ مسلمان اور نصاریٰ قیامت تک روئے زمین کے

ولتفكروا في سوانح عمري ولقد لبثت فيهم عُمُرًا مّن قبل ولتفكروا في رأس المائة وضرورة المجدّد بما وعد الله ورسوله ولتفكروا في مفاسد الزمان وبدعاتها ونسل النصرىٰ من كلّ حدبٍ فياحسرةً عليهم انّهم ظنّوا ظنّ السّوء بغير فكر وتحقيق وامعانٍ وما كان لهم

شائع ہو گئی تھی جس میں ان دعاوی کا کوئی اثر اور نشان نہ تھا اور پھر وہ میری سابقہ زندگی میں بھی غور کرتے کہ میں اس سے پہلے ان میں عمر کا بڑا حصّہ گذار چکا ہوں اور صدی کے سر اور ضرورتِ مجدّد اور اللہ اور اس کے رسول[ؐ] کے دعدوں میں غور کرتے اور پھر وہ زمانہ کے مفاسد اور اس کی بدعات اور ہر ایک بلندی سے نصاریٰ کی ذرّیت کے اُترنے کو سوچتے۔ پس ان پر افسوس ہے کہ اُنھوں نے بغیر

تتمة الحاشية

اهلها الى يوم القيمة لانّ المسلمين اتّبعوا المسيح اتّباعًا حقيقيًّا والنّصرىٰ اتبعوه اتباعًا ادّعائيًّا وقد وقع في الخارج كما قال الله تعالى وكانت الكرّة الاولى للمسلمين في غلبتهم على الارض ثم في زماننا هذا اغلبت النصرىٰ ونسلوا من كل حدبٍ فوقع كما اخبر عنه في الاٰية الكريمة فالاٰية تحكم انّ التّملّك والغلبة محدودٌ في المسلمين والنصرىٰ الى يوم القيمة والدجّال المعهود المتصوّر في

تتمہ حاشیہ

وارث رہیں گے اور اس کے رہنے والوں پر حکومت کرتے رہیں گے کیونکہ مسلمانوں نے مسیح کی حقیقی پیروی کی ہے اور نصاریٰ صرف دعویٰ کے رنگ میں اس کے متبع ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق اس کا خارج میں وقوع بھی ہو گیا ہے۔ زمین پر غلبہ کی پہلی نوبت مسلمانوں کی تھی پھر ہمارے اس زمانہ میں نصاریٰ غالب آ گئے اور وہ ہر بلندی کو پھلانگنے لگے۔ پس وہ واقع ہو گیا جس کی اس آیت میں خبر دی گئی تھی پس یہ آیت فیصلہ کرتی ہے کہ تملّک اور غلبہ قیامت تک مسلمانوں اور نصاریٰ میں محدود ہے اور

ان يتكلّموا فى المؤمن الّا بحسن
الظّنّ وما كان لهم ان يسارعوا علىّ
مجترئين وما حملهم على الانكار
الّا استعجالهم وسوء ظنّهم وبخلهم
وعنادهم وقلّة تدبّرهم فيحسرةً
على الحاسدين والمعاندين
والظّانين ظن السّوء والسالقين

سوچنے اور تحقیق کرنے اور باریک بینی کے بدظنی کی اور
اُنکے لیے یہ جائز نہیں تھا کہ ایک مومن کے بارہ میں
بجز حُسنِ ظن کے بات کرتے۔ اور ان کے لیے یہ جائز نہ تھا
کہ وہ جلد بازی کرتے ہوئے مجھ پر افترا کی جرأت کرتے
ان کی اسی جلد بازی، بدظنی، بخل، عناد اور قلتِ تدبّر
نے ان کو انکار پر آمادہ کیا ہے۔ بس افسوس ہے ان
حاسدوں، بدظنی کرنیوالوں اور بدکلامی کرنیوالوں پر

اذهان المسلمين لايكون على
عقيدة النصارى ولا على عقيدة
اهل الاسلام بل هو بزعمهم
يخرج بادّعاء الالوهية ويقول
انى الهٌ من دون الله ويغلب امرهٗ
على الارض كلّها غير مكة وطيبة
فهٰذا يخالف نص القرآن الكريم
لانّ القرآن كما ذكرت آنفًا قد
وعد لمتّبعى عيسى ابن مريم
عليه السّلام وعدًا مؤكّدًا ابالدّوام
وقال جاعل الّذين اتّبعوك فوق
الذين كفروا الى يوم القيٰمة ومعلومٌ
انّ الدجّال الذى ينتظرهٗ قومنا

دجالِ معہود جسکا مُسلمانوں کے ذہنوں میں تصوّر
بیٹھا ہوا ہے، وہ نہ تو نصاریٰ کے عقیدہ پر ہوگا
اور نہ مسلمانوں کے عقیدہ پر ہوگا بلکہ انکے خیال میں وہ خدائی
کا دعویٰ کریگا اور کہے گا میں خدا کے سوا
ایک معبود ہوں اور اس کا امر سوائے مکّہ اور
مدینہ کے ساری زمین پر غالب آجائیگا اور
یہ بات نصِّ قرآنیہ کے خلاف ہے کیونکہ جیسا
کہ مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے خدا تعالےٰ نے
عیسٰی علیہ السّلام کے تابعین کے لیے پختہ
اور دائمی وعدہ کیا ہے اور کہا ہے کہ مَیں تیرے
پیرو کاروں کو مخالفوں پر قیامت تک غالب
رکھوں گا اور یہ بات معلوم ہے کہ وہ دجّال
جس کا ہماری قوم انتظار کر رہی ہے۔ وہ

واما ما قلت فی وفات المسیح فما کان لی ان اقول من عند نفسی بل اتّبعت قول اللّٰہ تعالیٰ وامنت بما قال اللّٰہ تعالیٰ عزّوجلّ یٰعیسیٰ انّی متوفّیک ورافعک الیّ ومطھّرک من الّذین کفروا وجاعل الّذین اتبعوک فوق الّذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ فانظر کیف شھد اللّٰہ علیٰ وفاتہٖ فی کتابہ المبین۔ ومعلومٌ انّ الرّفع

اور جو کچھ میں نے وفات مسیح کی بابت کہا ہے وہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا تھا۔ بلکہ میں نے اللہ کے قول کی پیروی کی ہے اور میں اُس کے اُس فرمودہ پر ایمان لاتا ہوں کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دُوں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور منکروں کی تہمتوں سے تجھے پاک کروں گا اور تیری پیروی کرنیوالوں کو مخالفین پر قیامت تک غلبہ دونگا۔ پس دیکھ کہ خدا نے اپنی روشن کتاب میں اس کی وفات پر کیسے شہادت دی ہے اور ظاہر

حاشیہ: ھو بزعمھم لیس من متّبعی عیسیٰ علیہ السّلام ولا یؤمن بالمسیح ولا بانجیلہ وما ذھب احد من علماء مسلمین الیٰ انّہ یؤمن بعیسیٰ بن مریم بل یقولون انّہٗ یقول انّی انا اللّٰہ ولا یؤمن باللّٰہ ولا باحد من الانبیاء فالقراٰن لا یجوز لہٗ موضع قدمٍ فی زمان من الازمنۃ بل یخبر عن غلبۃ المسلمین او غلبۃ النصٰریٰ الیٰ یوم القیٰمۃ فایّ دلیل یکون اوضح من ھٰذا اعلیٰ

حاشیہ: ان کے خیال میں عیسیٰ علیہ السلام کے پیرو کاروں سے نہیں اور نہ وہ مسیح اور اس کی انجیل پر ایمان لاتا ہے۔ اور مسلمانوں کے علماء میں سے کوئی بھی اس طرف نہیں گیا کہ وہ مسیح ابن مریم پر ایمان لائیگا بلکہ وہ کہتے ہیں کہ وہ کہے گا میں خود خدا ہوں اور وہ نہ خدا پر ایمان لائیگا اور نہ اس کے کسی نبی پر ایمان لائیگا مگر قرآن اُسے کسی زمانہ میں بھی قدم رکھنے کی جگہ نہیں دیتا بلکہ قیامت تک مسلمانوں اور نصاریٰ کے غلبہ کی خبر دیتا ہے۔ پس مفروضہ دجّال کے وجود کے باطل ہونے اور کہنے والوں

وتطهير ذيل المسيح من الزامات اليهود وبهتاناتهم وغلبة اهل الحق وضرب الذلّة على اليهود وجعلهم مغلوبين مقهورين تحت النصرٰى والمسلمين - لقد

ہے کہ مسیح کا رفع اور اس کے دامن کا یہود کے بہتانوں سے پاک کرنا اور اہل حق کا غلبہ اور یہود پر ذلّت کی مار اور ان کا نصاریٰ اور مسلمانوں کے ماتحت مغلوب و مقہور ہونا۔ یہ سب وعدے اور خبریں اپنی صورت اور ترتیب میں پورے

ابطال وجود الدجّال المفروض وعلى ثبوت كذب قول القائلين وانت تعلم انّ القرآن يقينيٌ قطعيٌ وليس كمثله حديث فى التواتر وحفظ الحق وعصمته فافهم ان كنت من الطالبين - واما قول بعض العلماء انّ الدجال يكون من قوم اليهود فهذا القول اعجب من القول الاوّل لا يقرؤن فى القرآن اٰية ضربت عليهم الذلّة والمسكنة فالّذين ضرب الله عليهم الى يوم القيٰمة كلّ ذلّةٍ واخبر فى كتابه الكامل المحكم انّ اليهود يعيشون دائمًا تحت ملكٍ من

کے قول کے جھوٹا ہونے پر اس سے بڑھ کر اور کونسی واضح دلیل ہو سکتی ہے اور تو جانتا ہے کہ قرآن قطعی اور یقینی ہے اور تواتر اور حق کی حفاظت اور اپنی عصمت میں اس جیسی کوئی حدیث نہیں۔ پس اگر تو طالبینِ حق سے ہے تو اس بات کو خوب سمجھ لے اور بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ دجّال یہودی قوم میں سے ہوگا۔ یہ بات پہلے قول سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ کیا وہ قرآنِ کریم میں یہ نہیں پڑھتے کہ ان پر مسکنت اور ذلّت مسلط کر دی گئی ہے۔ پس جن یہود پر اللہ تعالیٰ نے قیامت تک ہر قسم کی ذلّت مسلط کر دی ہے اور اپنی محکم کتاب میں یہ بتایا ہے کہ یہود ہمیشہ کسی بادشاہ کے ماتحت ذلیل و خوار ہو کر

وقعت هذه الانباء والمواعيد كلها و
تمت وظهرت وما وقعت الا على صورتها
وترتيبها وقد انقضت مدة طويلة
على ظهورها ووقوعها فكيف يعتقد
عاقل بالغ ذو عقل سليم وفهم
مستقيم بان خبر التوفي الذي قدم
على هذه الاخبار في ترتيب الاية
الموصوفة هو غير واقع الى وقتنا
هذا او ما مات عيسى ابن مريم الى

اور ظاہر ہو چکے ہیں اور ان کے ظہور اور وقوع پر
ایک لمبا زمانہ گذر چکا ہے۔ پس ایک عاقل اور
بالغ جو عقل سلیم اور فہم مستقیم رکھتا ہو کیسے اعتقاد
رکھ سکتا ہے کہ توفّی کا وعدہ جو آیت موصوفہ کی
ترتیب میں سب خبروں سے مقدّم ہے۔ وہ
اب تک واقع نہیں ہوا اور عیسٰی بن مریم اس
زمانہ تک فوت نہیں ہوئے جو اس کی امت
کی گمراہیوں کی وجہ سے خراب ہو چکا ہے بلکہ وہ
اپنے نزول کے بعد کسی غیر معلوم

الملوك صاغرين مقهورين ولا
يكون لهم ملك الى الابد كيف
يخرج منهم الدجال ويملك
الارض كلها الا ان كلمات الله
صادقة لا تبديل لها ولكن
القوم ما علموا معاني الاحاديث
وما فهموها حق فهمها والله يمنّ
على من يشاء من عباده فيفهّمه
ما لم يفهّم احدًا من العلمين
وسمعت ان بعضهم ينظرون
لفظ النزول في قصة نزول المسيح

رہیں گے اور ابد تک ان کی حکومت نہیں
ہوگی پھر ان سے وہ دجّال کہاں پیدا
ہو سکتا ہے جو سب روئے زمین کا مالک
ہو جائیگا سنو اللہ کے کلمات سچے ہیں
وہ تبدیل نہیں ہو سکتے، لیکن ہماری قوم
نے احادیث کے معنوں کو نہیں جانا اور
انھیں پورے طور پر نہیں سمجھا اور اللہ جس
پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے اور اس کو
وہ باتیں سمجھا دیتا ہے جو عالمین سے کسی اور
کو نہیں سمجھاتا۔ اور میں نے سنا ہے کہ ان
میں سے بعض قصّہ نزول عیسٰی میں لفظ نزول

هٰذا الزمان الّذی فسد بضلالات
اُمّتہٖ بل یموت بعد نزولہ فی وقت
غیر معلومٍ ولا یخفٰی سخافۃ هٰذا
الرائ علی المتفکرین۔
والقائلون بحیات المسیح لمّا
رؤا انّ الاٰیۃ الموصوفۃ تبیّن وفاتہ

وقت میں وفات پائے اور سوچنے
والوں پر اِس رائے کا ضعف
اور فساد پوشیدہ نہیں۔
اور حیاتِ مسیح کا عقیدہ رکھنے والوں
نے جب یہ دیکھا کہ آیت موصوفہ اس کی وفات

ویعجز عن درک هٰذہ النکتۃ
فهمهم وتضمحلّ طبائعهم و
تلغب افکارهم فیحسبون
بارائهم السطحیۃ انّ عیسی
ابن مریم ینزل من السماء ولا
یرون انّ القراٰن قد اختار
لفظ النزول فی مقامات شتّٰی
وقال انزلنا الحدید۔ وانزل
من الانعام وانزلنا علیکم لباسًا
ومعلومٌ انّ الحدید لا ینزل
من السماء بل یتکون فی المعادن
وکذٰلک یتولّد الحمیر من الحمیر
والخیل من الخیل وما رأی
احدٌ من النّاس انّ هٰذہ الحیوانات

کو دیکھتے ہیں اور ان کا فہم اس نکتہ کو سمجھنے
سے عاجز آجاتا ہے اور ان کی طبائع مضمحل ہو
جاتی ہیں اور ان کے افکار بہک جاتے
ہیں پس وہ اپنی سطحی رائے سے خیال کر لیتے
ہیں کہ عیسٰی بن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔
اور وہ نہیں دیکھتے کہ قرآن نے مختلف مقامات
میں لفظ نزول کو اختیار کیا ہے۔ مثلاً
اس نے فرمایا ہے کہ ہم نے لوہا نازل کیا اور
ہم نے چارپائے نازل کیے اور ہم نے تمہارے
لیے لباس نازل کیا اور ظاہر ہے کہ لوہا آسمان
سے نازل نہیں ہوا کرتا بلکہ وہ تو کانوں میں تیار
ہوتا ہے۔ اسی طرح گدھا گدھی سے گھوڑا گھوڑی
سے پیدا ہوتا ہے اور کسی نے نہیں دیکھا کہ
یہ حیوانات آسمان سے اُترتے ہوں اور

بتصريح لا يمكن اخفاءه جعلوا يؤوّلونها بتاويلاتٍ ركيكةٍ واهيةٍ وقالوا انّ لفظ التوفى فى اٰية يٰعيسٰى انى متوفّيك كان مؤخرًا فى الحقيقة من كلّ هٰذه الواقعات يعنى من رفع عيسٰى وتطهيره من البهتانات ببعث النّبى المصدق وغلبة المسلمين

کو بتصریح بیان کرتی ہے اور اس کا انکار ممکن نہیں تو وہ رکیک اور واہیات تاویلیں کرنے لگے اور اُنھوں نے کہا کہ یا عیسٰی انی متوفیک میں لفظ توفّی فی الحقیقت تمام واقعات سے مؤخر ہے یعنی رفع عیسٰی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جو آپ کے مصدق ہیں) کی بعثت کے ساتھ بہتانوں سے آپ کی تطہیر کرنے اور مسلمانوں کے یہود پر غالب

الحاشية

تنزل من السماء وكذلك الالبسة تتخذ من القطن والصوف والجلود والحرير وهٰذه الاشياء كلّها تكون فى الارض ولكن بحكم ربّ السمٰوات ولو اجتمع اهل الارض جميعًا على ان يخلقوا هٰذه الاشياء بقوتهم وتدبيرهم لم يستطيعوا ابدًا فكانّها نزلت من السماء وقد قال الله تعالٰى وان مّن شئٍ الّا عندنا خزائنه وما ننزّله الّا بقدرٍ معلومٍ فكل شئ منزل من السماء بقدرٍ معلومٍ بتوسط علل واسباب ارضيّةٍ وسماويةٍ اقتضتها حكمة الله تعالٰى فتبارك الله احسن الخالقين

حاشیہ

لباس، روئی، اُون، چمڑے اور ریشم سے بنایا جاتا ہے اور یہ تمام اشیاء ہوتی تو زمین میں ہیں لیکن خدا کے حکم سے ہوتی ہیں۔ اگر سارے زمین والے جمع ہو کر ان اشیاء کو اپنی قوّت اور تدبیر سے پیدا کرنا چاہیں تو وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پس گویا وہ سب آسمان سے اُتری ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سب اشیاء کا ہمارے پاس خزانہ ہے اور ہم انھیں ایک خاص اندازہ سے اُتارتے ہیں۔ پس ہر چیز آسمان سے اور ایک اندازہ سے ارضی اور سماوی اسباب کے ذریعہ اُترتی ہے جیسا کہ اللہ کی حکمت تقاضا کرتی ہے۔ پس برکت والا ہے اللہ جو

على اليهود وجعل اليهود من السافلين
ولكنّ الله قدّم لفظ المتوفي على لفظ
رافعك وعلى لفظ مطهّرك وغيرها
مع حذف بعض الفقرات الضرورية
رعايةً لصفاء نظم الكلام كالمضطرّين
وكان اللفظ المذكور يعني انّي متوفيك

ہونے اور یہود کے ذلیل و مغضوب کیے جانے سے،
لیکن اللہ تعالیٰ نے لاچار اور بیکس لوگوں کی مانند
نظم کلام کی رعایت کی خاطر بعض ضروری فقرات کو
حذف کرکے لفظ توفّی کو رافعک اور مطہرک اور
دُوسرے الفاظ پر مقدم کر دیا ہے اور لفظ مذکور
انی متوفّیک آیت کے آخر میں تھا، لیکن اللہ تعالیٰ

وللنّزول معنًى اٰخر وهو الارتحال
من مكانٍ والنزول في مكانٍ اٰخر
كما جاء في حديث مسلمٍ ان
المسيح الدجّال ينزل دبر اُحدٍ
وعيسٰى ينزل عند المنارة البيضاء
شرقي دمشق والعجب من لقومٍ
انّهم يفهمون من نزول عيسٰى
نزوله من السّماء ويزيدون
لفظ السماء من عندهم ولا تجد
اثرًا منه في حديثٍ واما ما ذكر
في قصّة نزول عيسٰى انّه ينزل
واضعًا كفّيه على اجناحي الملئكة
فليس هٰذا اللفظ دليلًا على
نزوله من السماءِ وقد جاء مثل

يقيني الحق يستبين

بہتر پیدا کرنیوالا ہے۔ اور نزول کے ایک
معنی ایک جگہ سے سفر کرکے دوسری جگہ میں اُترنا
بھی ہیں جیساکہ مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ مسیح
دجال اُحد کے پیچھے اُتریگا اور عیسیٰ دمشق
کی شرقی طرف سفید منارہ کے پاس اُترے گا۔
پھر اس قوم پر تعجب ہے کہ وہ نزول عیسیٰ
سے اس کا آسمان سے اُترنا مراد لیتے ہیں
اور اپنے پاس سے آسمان کا لفظ زیادہ کر
لیتے ہیں، حالانکہ تو اس کا کسی حدیث میں
کوئی نشان نہیں پائیگا اور نزول عیسیٰ کے
سلسلہ میں جو یہ قصہ آیا ہے کہ وہ فرشتوں
کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُترے گا
تو یہ لفظ اس کے آسمان سے اُترنے پر
دلیل نہیں کیونکہ علم دین کے حصول کی خاطر

یقینی یقین

فی اٰخر الفاظ الاٰیة فوضعه الله
فی اوّلها اضطرارًا لرعایة النظم
المحکم وکان الله فی هٰذا التّاخیر
والتقدیم من المعذورین۔ فلاجل
هٰذا الاضطرار وضع الالفاظ فی
غیر مواضعها وجعل القراٰن عضین
والاٰیة بزعمهم کانت فی الاصل
علٰی هٰذه الصورة یا عیسٰی انّی رافعك
الیّ ومطهّرك من الّذین کفروا و
جاعل الّذین اتبعوك فوق الذین
کفروا الٰی یوم القیٰمة ثم منزلك من
السماءِ ثم متوفیك فانظر کیف

نظم محکم کی رعایت کی خاطر اسے آیت کے شروع میں رکھ دیا اور
اس تقدیم و تاخیر میں گویا خدا معذور تھا۔ پس اس
اضطرار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کو ایسی جگہوں
پر رکھ دیا ہے جو ان کی اصل جگہ نہیں اور قرآن کو
ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے اور یہ آیت ان کے
خیال میں درحقیقت اس صورت میں ہونی
چاہیے تھی یا عیسٰی انی رافعک الیّ ومطہرک
من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین
کفروا الی یوم القیامۃ ثم منزلک من السماء
ثم متوفیک (اے عیسیٰ میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں
گا اور تجھ کو منکروں کی تہمتوں سے پاک
کرونگا اور تیرے پیروکاروں کو مخالفوں

هٰذا اللّفظ فی فضائل الّذی
یخرج من بیته لطلب علم
الدین وکذالك نظائره کثیرة
فی الاحادیث ولو لم یکن خوف
طول المکتوب لذکرت کلّها
بل الحق الّذی کشف الله علیّ
امرٌ یقبله کلّ مؤمنٍ طالب
الحق ولا یابی الا الّذی لا یتخذ

گھر سے نکلنے والے کی فضیلت میں بھی حدیث
میں ایسا ہی آیا ہے اور اس کی احادیث میں
بہت سی نظیریں پائی جاتی ہیں اور اگر خط کے
لمبا ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان سب
کو بیان کرتا۔ بلکہ حق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ
نے مجھ پر ظاہر کیا ہے اور وہ ایسی بات ہے
جسے ہر طالب حق مومن قبول کرتا ہے اور اسکا
انکار وہی شخص کرتا ہے جو ہدایت یافتگان

يُبَدِّلُونَ كلام الله ويحرفون الكلم عن مواضعها وليس عندهم من برهانٍ على هذا ان يتّبعون الّا آهواءهم و ماكان لهم ان يتكلّموا في القرآن الّا خائفين ۔ وانت تعلم انّ الله منزّهٌ عن هذه الاضطرارات وكلامهٗ كلّهٗ مرتّبٌ كالجواهرات والتكلم في شانهٖ

پر قیامت تک غالب رکھوں گا ۔ پھر آسمان سے تجھے اتاروں گا پھر اس کے بعد تجھے وفات دونگا) پس دیکھو کس طرح وہ کلامِ الٰہی کو بدلتے اور اس کے کلمات کو ان کی جگہوں سے ہٹاتے ہیں اور اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ۔ وہ محض اپنی خواہشوں کی اتباع کرتے ہیں ، حالانکہ ان کے لیے ــــ مناسب تھا کہ وہ قرآن کے بارے میں کلام نہ کرتے مگر

سبيل المهتدين ۔ وهو انّ نزول المسيح عند المنارة البيضاء شرقي دمشق واضعًا كفّيه على اجنحة ملكين اشارةٌ الى شيوع امره في بلاد الشام خالصًا من العلل السماوية منزّهًا عن دخل الاسباب الارضيّة وعن دخل الاسباب ودولتها و عساكرها وافواجها ومس تدابيرها بل يعلو امرهٗ بحماية الله وجندهٖ السّماوية كانهٗ نزل على اجنحة الملٰئكة واما الدجّال فيخرج بالحيل الارضيّة والتدابير المنحوتة من عند نفسهٖ والتلبيسات الّتي

کے رستہ کو اختیار نہیں کرتا اور وہ یہ ہے کہ مسیح کے سفید منارہ کے پاس دمشق کے مشرق میں اور دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی بات ملک شام میں محض آسمانی اسباب سے پھیل جائیگی اور ارضی اسباب اور زمین کی بادشاہت وحکومت اور اس کے لشکروں ، افواج اور تدابیر کا کچھ دخل نہیں ہوگا بلکہ اس کی باتِ اللہ کی حمایت اور اس کے آسمانی لشکر کی مدد سے غالب ہو جائیگی گویا کہ وہ ملائکہ کے پَروں پر اُترا ہے اور وہ دجال زمینی حیلوں ، اور من گھڑت تدابیر اور فریبوں سے نکلے گا جو ہر وقت بدلتی

بمثل ذلك جهالةٌ عظيمةٌ وسفاهةٌ شنيعةٌ۔ وما يقع فى هٰذه الوساوس الّا الّذى نسى قدرة الله تعالىٰ و قوته وحوله واحتقره وما قدره حق قدره وما عرف شان كلامه بل اجترء والحق كلام الله بكلام الشاعرين۔

ڈرتے ڈرتے اور تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ایسے اضطرابوں سے پاک ہے اور اسکا کلام سب کا سب جواہرات کیطرح مرتب ہے اور اسکی شان میں ایسی بات کہنا بڑی جہالت اور نہایت کمینگی ہے اور ایسے وسوسوں میں بجز اس شخص کے کوئی نہیں پڑتا جو اللہ کی قدرت، اسکی طاقت کو بھول جائے اور اسے حقیر خیال کرے اور اسکی پوری قدر نہ کرے اور اسکے کلام کی شان کو نہ پہچانے بلکہ ناجرأت کرے اور اسکے کلام کو شاعروں کے کلام سے ملادے

تجدّد فى كلّ حين۔

التقديم والتاخير

وانى سمعت ان بعض علماء هٰذه الدّيار يقولون انّ جملة يٰعيسٰى انى متوفيك مؤخّرةٌ من جملة و رافعك الىّ ومقدّمةٌ من جملة ومطهّرك من الّذين كفروا ومن جملة وجاعل الّذين اتبعوك فوق الذين كفروا الىٰ يوم القيٰمة ولكن انت تعلم يا اخى انّ هٰذا التاويل باطل بالبداهة ومستنكرٌ جدًّا لانّ الامر لو كان كذٰلك لوجب ان يموت المسيح بعد الرفع وقبل هٰذه الواقعات التى ذكرها القراٰن بعد ذكر الرّفع يعنى قبل تطهير

رہتی ہیں۔

تقدیم و تاخیر

اور میں نے سُنا ہے کہ اس ملک کے بعض علماء کہتے ہیں کہ "انی متوفیک" کا جملہ "رافعک الیّ" سے مؤخر اور جملہ "ومطہرک من الذین کفروا" اور جملہ "وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ" سے مقدم ہے، لیکن اے میرے بھائی تو جانتا ہے کہ یہ تاویل بالبداہت غلط ہے اور بہت اچنبھی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو لازم تھا کہ مسیح رفع کے بعد اور ان واقعات سے پہلے وفات پاتا جن کا ذکر قرآن نے رفع کے ذکر کے بعد کیا ہے یعنی یہود کے بہتانوں سے اس کے دامن کے پاک ہونے سے

وكيف يجوز لاحدٍ من المسلمين
ان يتكلم بمثل هذا ويبدّل كلام
الله من تلقاءِ نفسه ويحرفه عن
موّاضعه من غير سندٍ من الله
ورسوله اليست لعنة الله على المحرفين
ولو كانوا على الحق فلم لا ياتون
ببرهانٍ على هذا التحريف من اٰيةٍ
او حديثٍ او قول صحابي او رأي
امامٍ مجتهدٍ ان كانوا من الصادقين

اور کسی مسلمان کے لیے یہ کیسے جائز ہو سکتا
ہے کہ وہ ایسا کلام کرے اور اللہ کے کلام کو اپنی
طرف سے بدلے اور اسے اپنی جگہ سے ہٹائے اور
خدا اور رسولؐ سے اس کے پاس کوئی سند نہ
ہو۔ کیا تحریف کرنیوالوں پر اللہ کی لعنت نہیں ہے؟
اگر وہ لوگ حق پر ہیں تو کیوں وہ اس تحریف
پر دلیل کے طور پر کوئی آیت یا حدیث یا
کسی صحابی یا مجتہد امام کا قول پیش
نہیں کرتے اور ہم ان کی تحریفات کو کیسے

ذيله من بهتانات اليهود وقبل
جعل متبعيه الغالبين على الذين
كفروا وهم يعتقدون بانّ
المسيح ما مات الى هذا الزمان
وقد تمت هذه المواعيد كلّها و
وقعت باسرها فالعجب من عقلهم
لم يقولون على خلاف ما يعتقدون
وقد اتّفقوا على انّ المسيح لا يموت
بعد الرفع فقط بل بعد الرفع و
بعد تطهير ذيله من بهتانات
اليهود ببعث خاتم النبيّن وبعد

پہلے اور اس کے پیروکاروں کو اس
کے مخالفوں پر غالب کرنے سے پہلے
اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسیحؑ
اب تک نہیں مرے اور یہ سب وعدے
پورے ہو چکے ہیں، پس ان کی
عقل پر تعجب ہے کہ وہ اپنے اعتقاد
کے خلاف یہ کیوں کہتے ہیں؛ حالانکہ وہ
سب متفق ہیں کہ مسیحؑ صرف رفع کے
بعد نہیں مرے گا بلکہ وہ رفع اور
خاتم النبیّین کی بعثت کے ساتھ اپنے
دامن کو یہود کے بہتانوں سے پاک

وكيف نقبل تحريفاتهم الّتى لا دليل عليها من الكتب والسّنّة ولا نجدها الّا كتحريف اليهود من تلبيس الشيطان

قبول کریں جن پر قرآن اور سنّت کی کوئی دلیل نہیں اور ہم ان کی تحریف کو یہودی تحریف کی مانند پاتے ہیں جو شیطانی تلبیس تھی اور

غلبة متّبعيه على الذين كفروا فعلى هٰذا يلزمهم ان يعتقدوا بانّ جملة يٰعيسى انّى متوفيك مؤخرة من جملة وجاعل الّذين اتّبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيٰمة فلزمهم ان يقولوا انّ ترتيب الاٰيات كان فى الاصل هٰكذا اعنى يٰعيسى انّى رافعك الىّ و مطهّرك من الّذين كفروا وجاعل الّذين اتّبعوك فوق الّذين كفروا الى يوم القيٰمة ثمّ بعد القيٰمة منزلك من السّماء ثمّ متوفيك فلا سبيل لهم الى تحريف هٰذه الاٰيٰت وتقديمها وتاخيرها من عند انفسهم الّا ان يقولوا انّ المسيح لا ينزل ولا يموت الّا بعد يوم القيٰمة وهٰذا اخلف فيحسرة

ہونے اور اپنے پیروکاروں کے مخالفوں پر غلبہ کے بعد مریگا۔ پس اس کی وجہ سے ان پر لازم آتا ہے کہ وہ عقیدہ رکھیں کہ جملہ "یا عیسیٰ انّی متوفیک" جملہ "وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ" سے مؤخر ہے پس ان پر لازم آتا ہے کہ وہ کہیں کہ آیت کی ترتیب دراصل اس طرح ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے اپنی طرف اُٹھانیوالا ہوں اور یہود کے بہتانوں سے پاک کرنیوالا ہوں اور پھر تیرے پیروکاروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غالب کرنیوالا ہوں پھر قیامت کے بعد تجھے آسمان سے نازل کرنیوالا ہوں۔ پھر اس کے بعد تجھے وفات دینے والا ہوں پس انھیں ان آیات میں تحریف کرنے اور ان کی اپنے خیال کے مطابق تقدیم اور تاخیر کرنے سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا جب تک وہ یہ تسلیم نہ کریں کہ مسیح قیامت کے

واما السّلف الصّالح فما تکلموا فی ھٰذہ المسئلة تفصیلًا بل اٰمنوا مجملًا بانّ المسیح عیسی ابن مریم قد توفی کما ورد فی القراٰن واٰمنوا بمجدّدٍ یّأتی من ھٰذہ الاُمّة فی اٰخر الزّمان عند غلبة النّصارٰی علی وجه الارض اسمهٗ عیسی ابن مریم وفوّضوا تفصیل ھٰذہ الحقیقة

سلف صالحین نے اس مسئلہ کے بارے میں مفصل کچھ نہیں لکھا بلکہ وہ اجمالی طور پر اس بات پر ایمان لائے کہ عیسٰی بن مریم فوت ہو گیا ہے جیساکہ قرآن میں آیا ہے۔ اور وہ اس مجدّد پر ایمان لائے جو زمین پر نصارٰی کے غلبہ کے وقت آخری زمانہ میں اس امت سے آئیگا جس کا نام عیسٰی بن مریم ہوگا اور انھوں نے اس کی تفصیل کو اللہ کے سپرد کیا اور وقوع سے پہلے اس کی تفاصیل میں دخل نہ دیا اور یہی عادت ان کی آئندہ زمانہ کی پیشگوئیوں کے متعلق تھی۔ جیسا کہ

بقیة الحاشیة

علیهم لم یحرّفون کلم اللہ عن مواضعها مع عجزهم عن وضعها فی موضعٍ اٰخر وذالك من اعجازات القراٰن انّ محرّف اٰیاته لا یستطیع ان یحرف ویبدّل ترتیبه المحکم المرصّع الابلغ فینکشف کذبه علی النساءِ والصبیان فضلًا عن العلماء الرّاسخین فسبحٰن من انزل القراٰن باعجازٍ مبین۔ والعجب من قومنا انّهم کانوا یقرؤن فی البخاری وغیرہ من الصّحاح انّ المسیح الموعود من ھٰذہ الامة

بقیہ حاشیہ

بعد ہی نازل ہو گا اور مریگا اور یہ بات صریح طور پر باطل ہے۔ پس ان لوگوں پر افسوس ہے۔ وہ کلامِ الٰہی میں کیوں تحریف کرتے ہیں جبکہ وہ ان کو دوسری جگہ رکھنے سے عاجز ہیں اور قرآن کریم کا یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ کوئی شخص اس کی کسی آیت کی محکم اور مرصع ترتیب کو بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا اگر وہ ایسا کریگا تو علمائے راسخین تو ایک طرف رہے اس کا جھوٹ عورتوں اور بچوں پر بھی ظاہر ہو جائیگا۔ پس پاک ہے وہ خدا جس نے قرآن کو اس بیّن اعجاز کے ساتھ اتارا ہے اور ہماری قوم پر تعجب ہے کہ وہ بخاری اور دوسری

الی اللہ تعالیٰ وما دخلوا فی تفاصیلہ قبل الوقوع وکذٰلک کان سیرتھم فی الانباء المستقبلۃ کما ھی سُنّۃ الصّٰلحین فخلف من بعدھم خلفٌ اضاعوا سنّتھم وترکوا سیرتھم و اوّلوا قول اللہ ورسولہ الی ما اشتھت انفسھم ثم اصرّوا علیہ وکانّھم عرفوا اسرار اللہ یقیناً وکانھم کانوا من المستیقنین۔ الم یعلموا ان اللہ صرّح فی القراٰن العظیم بان المتنصّرین ما اشرکوا وما ضلّوا الاّ بعد وفات المسیح کما یفھم من اٰیۃ فلما توفّیتنی کنت انت

سلف صالحین کی سنت ہے۔ پھر ان کے بعد ان کی ایسی ذرّیت آئی جنھوں نے ان کے طریق کو ترک کر دیا اور ان کی سیرت کو چھوڑ دیا اور انھوں نے اپنی خواہش کے مطابق اللہؐ اور اس کے رسولؐ کے قول کی تاویل کی پھر اس پر ایسا اصرار کیا کہ گویا انھوں نے اللہ کے راز قطعی طور پر معلوم کر لیے اور گویا وہ یقین کرنے والوں میں سے ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ نے قرآنِ عظیم میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ نصاریٰ مسیح کی وفات کے بعد ہی مشرک بنے ہیں اور گمراہ ہوئے ہیں جیساکہ اس آیت سے سمجھا جاتاہے کہ جب تُو نے مجھے وفات دے دی تو تُو ہی ان پر نگہبان تھا“ اگراس زمانہ تک مسیح نے وفات نہیں پائی تو اس

(حاشیہ) واما مھم منھم ولا یجیئُ نبیٌّ بعد رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم وھو خاتم النّبیّین وما کان لاحدٍ ان ینسخ القراٰن بعد تکمیلہ ثم نسوا کلما علموا وعرفوا واعتقدوا وضلّوا واضلّوا کثیرًا من الجٰھلین۔

(حاشیہ) صحاح میں یہ تو پڑھتے آئے ہیں کہ مسیح موعود اسی امت سے ہوگا اور انھیں میں سے ان کا امام ہوگا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آسکتا کیونکہ آپ خاتم انبیاء ہیں اور کوئی قرآن کو اسکی تکمیل کے بعد منسوخ نہیں کرسکتا۔ پھر جو کچھ انہوں نے سیکھا، جانا اور مانا وہ بھول گئے اور خود بھی گمراہ ہوئے اور بہت سے جاہلوں کو بھی انہوں نے گمراہ کیا۔

الرّقيب عليهم فلو لم يتوف المسيح الیٰ هٰذا الزمان للزم من هٰذا ان يكون المتنصّرون على الحق الیٰ هٰذا الوقت ويكونوا مؤمنين موحّدين يٰحسرةً عليهم لم لا يتفكرون فی هٰذه الاٰيٰت اليس فيهم رجلٌ رّشيدٌ

سے لازم آتا ہے کہ نصاریٰ ابتک حق پر ہیں اور مومن و موحد ہیں۔ ان پر افسوس کہ وہ کیوں ان آیات میں فکر نہیں کرتے کیا ان میں کوئی عقل مند، سمجھدار اور فہیم اور امانتدار نہیں ہے؟ اور تم جانتے ہو کہ آیت "فلما توفیتنی" صریح اور واضح طور پر دلالت کرتی ہے

واما الاختلافات التی توجد فی هٰذه الاحاديث فلا يخفٰی علٰے مَهَرة الفنّ تفصيلها وقد ذكرنا شطرًا منها فی رسالتنا الازالة فليرجع الطالب اليها وقد جاء فی حديثٍ انّ المسيح والمهدی يجيئان فی زمنٍ واحدٍ وجاء فی حديثٍ اٰخر انه لامهدی الاعيسٰی وجاء فی حديثٍ ان المسيح والمهدیّ يتلاقيان ويشاور المهدیّ المسيح فی مهمّات الخلافة ويكون زمانهما زمانًا واحدًا وفی حديثٍ اٰخر انّ

جو اختلافات احادیث میں پائے جاتے ہیں ان کی تفاصیل ماہرینِ فن پر پوشیدہ نہیں اور ہم نے کسی قدر اپنے رسالہ ازالہ اوہام میں اس کا کچھ ذکر کیا ہے۔ طالب حق کو چاہیے کہ اس کی طرف رجوع کرے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی زمانہ میں آئیں گے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ عیسیٰ کے سوا اور کوئی مہدی نہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ مسیح اور مہدی دونوں ملاقات کریں گے اور مہمات خلافت کے بارے میں مہدی مسیح سے مشورہ کریگا اور ان دونوں کا ایک ہی زمانہ ہوگا۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ مہدی

اختلافات احادیث

تعارض

وفهيمٌ وامين وانت تعلم ان آية
فلمّا توفيتني قد دلّت بدلالة صريحة
واضحة بيّنة على انّ ضلالة النصارى
واتّخاذهم العبد الٰها مشروطة
بوفات عيسىٰ عليه السّلام ولا ينكره

ر نصاریٰ کی گمراہی اور ان کا ایک بندہ کو خدا
بنانا مسیح علیہ السّلام کی وفات کے ساتھ
مشروط ہے اور اس کا وہی شخص انکار کرتا ہے
جس نے اپنی بدتمیزی کی وجہ سے حق سے
عناد کیا ---- اور تحکّم کو اپنی جہالت اور

المهدىّ يبعث فى وسط قرون
هٰذه الامّة والمسيح ينزل فى
اٰخرها ـ وفى حديث من البخارى
ان المسيح يجئ حكمًا عدلًا
فيكسر الصّليب يعنى يجئ فى
وقت غلبة عبدة الصّليب فيكسر
شوكة الصّليب ويقتل خنازير
النصارىٰ وفى حديث اٰخر انّه
يجئ فى وقت غلبة الدّجّال على
وجه الارض فيقتله بحربته
فاعلم انّ هٰذا المقام مقام حيرة
وتعجّب للنّاظرين ـ وتفصيله
ان مجئ المسيح لكسر صليب
النّصارىٰ وقتل خنازيرهم يشهد
بصوت عال على انّ المسيح الموعود

لطيفة ۳

اس امّت کے درمیانی زمانہ میں اور
مسیح اس کے آخر میں آئیگا اور بخاری
کی ایک حدیث میں ہے کہ مسیح حکم عدل
بن کر آئیگا اور صلیب کو توڑ دے گا۔ یعنی
وہ صلیب پرستوں کے غلبہ کے وقت
آئے گا اور صلیب کی شوکت کو توڑیگا
اور نصاریٰ کے خنزیروں کو قتل کریگا۔
اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ وہ زمین پر دجال کے
غلبہ کے وقت آئیگا اور اسکو اپنے ہتھیار کے ساتھ
قتل کریگا۔ پس جان لے کہ یہ مقام دیکھنے والوں
کے لیے حیرت اور تعجّب کا مقام
ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے
کہ مسیح کا نصاریٰ کی صلیب توڑنے
اور ان کے خنزیروں کو قتل کرنے کے
لیے آنا بلند آواز سے یہ شہادت
دیتا ہے کہ مسیح اسی وقت آئیگا

الّا من عاند الحقّ بسوء تمیزہ واستعمل المکابرۃ والتحکم بجھلۃ وحمقہ وأبی متعمّدًا من ان یکون من المھتدین۔ واذا قیل لھم اٰمنوا بما صرّح اللّٰہ فی کتبہ من وفات المسیح وضلالۃ

حماقت کی وجہ سے استعمال کیا ہو اور اس نے عمداً ہدایت یاب ہونے سے انکار کیا۔ اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں وفاتِ مسیح اور نصاریٰ کے آپ کی وفات کے بعد نہ کہ زندگی میں گمراہ ہونے کو صراحت سے بیان کیا ہے،

لا یجیئ الّا فی وقت غلبۃ النّصاریٰ علی وجہ الارض وتسلّطھم علیھا وشیوع المذھب الصلیبی فی جمیع اقطار العالم بالشوکۃ التامۃ والقوۃ الکاملۃ وحمایۃ السّلطنۃ والدّولۃ۔ ثم اذا نظرنا الی احادیث خروج الدجّال فنجد فیھا انّ المسیح لا ینزل الا فی وقت غلبۃ الدّجال علی وجہ الارض وانّا اذا صدّقنا حدیث مجیئ المسیح عند تسلّط النّصاریٰ علی وجہ الارض واعتقدنا بانّہ یجیئ لکسر صلیب النّصاریٰ واستیصال شوکۃ مذھبھم

نکتہ الٰہیہ

جب روئے زمین پر نصاریٰ کا غلبہ اور تسلّط ہوگا اور صلیبی مذہب اپنی پوری شوکت قوّت اور سلطنت اور حکومت کی مدد سے دُنیا کی تمام اطراف میں پھیل جائیگا پھر جب ہم خروج دجّال کی حدیثوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم ان میں پاتے ہیں کہ مسیح اس وقت نازل ہوگا، جب دجّال کا زمین پر غلبہ ہوگا اور جب ہم یہ بات تسلیم کریں کہ مسیح اس وقت آئیگا جب روئے زمین پر نصاریٰ کا تسلّط ہوگا اور جب ہم یہ عقیدہ رکھیں کہ مسیح نصاریٰ کی صلیب اور ان کے مذہب کی شوکت کو توڑنے آئے گا، تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہم اس

نکتہ الٰہیہ

النّصٰرى بعد وفاته لا فى زمن حيوته قالُوا انؤمن بمعانى تخالف الاحاديث وقد كانوا يعلّمون النّاس انّ الخبر الواحد يرد بمعارضة كتب الله فنسوا ما ذكرّوا النّاس وانقلبوا الى الجهل بعد ما كانوا عٰلمين - وما نجد فى حديثٍ ذكر رفع المسيح حيًّا بجسمه العنصرى بل نجد ذكر وفات المسيح فى البخارى والطبرانى وغيرهما من كتب الحديث فليرجع الى تلك الكتب من كان من المرتابين -

اس پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کیا ہم ایسے معنی مان لیں جو احادیث کے مخالف ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کو یہ تعلیم دیا کرتے تھے کہ خبر واحد کو قرآن سے متعارض کی صورت میں ردّ کر دیا جاتا ہے پس وہ بھول گئے جسے وہ لوگوں کو یاد دلایا کرتے تھے اور عالم ہونیکے باوجود وہ جہالت کی طرف لوٹ گئے اور ہم حدیث میں مسیح کے بجسد عنصری زندہ اٹھائے جانیکا ذکر نہیں پاتے بلکہ ہم بخاری اور طبرانی اور دوسری کتب حدیث میں مسیح کی وفات کا ذکر پاتے ہیں پس جسکو شک ہو وہ ان کتب کی طرف رجوع کرے۔

الحجّة الثانية

فيلزم من ذلك ان نكذب حديثًا اٰخر الّذى يدلّ علٰى انّ المسيح ياتى لقتل الدّجال عند غلبته على وجه الارض كلّها غير مكّة وطيبة فانّ تسلّط الدجّال على وجه الارض كلّها وتسلّط النّصٰرى على وجه الارض كلّها فى زمانٍ واحدٍ نقيضان متخالفان و معلومٌ انّ النّقيضين لا يجتمعان

حجت ثانیہ

دوسری حدیث کو جھٹلا دیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مسیح اسوقت دجّال کے قتل کے لیے آئیگا جب اس کا سوائے مکّہ اور مدینہ کے سب زمین پر غلبہ ہو گا، کیونکہ دجّال کا تمام روئے زمین پر مسلّط ہونا اور اسی زمانہ میں نصاریٰ کا بھی زمین پر مسلّط ہونا دونوں امر باہم نقیض ومخالف ہیں اور ظاہر ہے کہ دو نقیض ایک وقت میں جمع نہیں ہوتے اور نہ

واما ذکر نزول عیسیٰ ابن مریم
فما کان لمؤمنٍ ان یحمل ھٰذا
الاسم المذکور فی الاحادیث علیٰ
ظاھر معناہ لانہ یخالف قول اللہ
عزّوجلّ ما کان محمّدٌ ابا احدٍ من
رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم
النّبیّین ۔ الا تعلم انّ الرّبّ الرّحیم
المتفضّل سمّی نبیّنا صلّی اللہ علیہ

اور جو عیسیٰ کے نزول کا ذکر ہے کسی مومن کے لیے
جائز نہیں کہ وہ ان احادیث میں مذکور اس
نام کو ظاہری معنوں پر محمول کرے کیونکہ وہ خدا
کے اس قول کے مخالف ہے کہ "ما کان
محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و
خاتم النبیّین" (یعنی محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی
کے باپ نہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں
کو ختم کرنیوالے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ فضل

فی وقت واحدٍ ولا یرتفعان
فثبت بالضرورۃ ان من ھٰذین
الخبرین خبرٌ حقٌ وخبرٌ باطلٌ
ثم اذا نظرنا الی الواقعات الموجودۃ
فوجدنا حکومۃ النّصاریٰ قد
احاطت کالدائرۃ علیٰ اھل الارضین
ونریٰ ان السّلاطین کلّھم یرتعدون
من ھولھم وقد ظھرت علیٰ
قلوبھم خوفٌ وانجحامٌ واعتقدوا
بانّھم علیھم غالبون ولکنّا لانریٰ
من الدجّال الموھوم المتصوّر
فی خیالات القوم اثرًا ولا علامۃً

دونوں رفع ہو سکتے ہیں۔ پس بالضرورت
ثابت ہوگیا کہ ان دونوں حدیثوں میں
سے ایک حق ہے اور ایک باطل ہے۔
پھر جب ہم موجودہ واقعات کی طرف
دیکھتے ہیں تو یہ پاتے ہیں کہ نصاریٰ کی
حکومت ایک دائرہ کی طرح تمام اہلِ زمین
پر محیط ہوگئی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمام
بادشاہ ان کے خوف سے کانپتے ہیں اور
ان کے دلوں پر خوف اور سکتہ کا عالم
طاری ہوگیا ہے اور ان کا یہ عقیدہ ہے
کہ یہ لوگ ہم پر غالب آئیں گے لیکن
قوم کے وہمی اور خیالی دجّال کا ہم

وسلّم خاتم الانبياء بغير استثناءً
وفسّرهُ نبيّنا فی قوله لا نبیّ بعدی
ببيانٍ واضحٍ للطّالبين - ولو جوّزنا
ظهور نبیٍّ بعد نبيّنا صلّی الله عليه

اور رحم کرنیوالے ربّ نے ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ
وسلّم کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم انبیاء
رکھا اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لا نبی بعدی سے
طالبوں کے لئے بیانِ واضح سے اسکی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد
کوئی نبی نہیں اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ظہور

ونری انّ فتن النّصاری قد
تكاثرت وامتلأت الارض من
مكائدهم فهذا دليلٌ واضحٌ
علٰی ان المعنی الصحيح نزول
المسيح عند غلبة النّصاریٰ
علٰی اهل الارض ولا سبيل الی
تطبيق هٰذه الاحاديث المتعارضة
الّا ان نقول ان قسّيسی النّصاری
هم الدجّال المعهود ووجب
علينا ان تفسّر الاحاديث بنحوٍ
ظهرت معانيها فی الخارج فانّ
الاحاديث الّتی ذكرناها آنفاً كان
بعضها قائدًا الی انّ المسيح
ينزل عند شوكة النصاری وشوكة
صليبهم وتسلّطهم فی الارض .
وكان بعضها قائدًا الی انّه لا

کوئی نشان اور علامت نہیں پاتے اور ہم
دیکھتے ہیں کہ نصاریٰ کے فتنے بڑھ گئے ہیں اور
زمین ان کے فریبوں سے بھر گئی ہے پس یہ
ایک واضح دلیل ہے کہ صحیح معنی یہی ہیں کہ مسیح
اس وقت نازل ہوگا جب زمین پر نصاریٰ کا
غلبہ ہوگا اور ان متعارض احادیث میں
تطبیق کا سوائے اس کے اور کوئی طریق
نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ نصاریٰ کے علماء ہی
دجال معہود ہیں اور ہم پر واجب ہے کہ ہم
بعض احادیث کی ایسی تفسیر کرلیں جیسے کہ وہ
واقعہ میں ظاہر ہوئی ہیں کیونکہ جن احادیث کا
ابھی ہم نے ذکر کیا ہے ان میں سے بعض تو
اس طرف لے جاتی ہیں کہ مسیح نصاریٰ کی
شوکت اُنکی صلیب کی شوکت اور انکے زمین پر تسلّط
ہوجانے کے وقت نازل ہوگا اور ان میں سے بعض اسطرف لے
جاتی ہیں کہ وہ اسوقت نازل ہوگا جب دجّال کا خروج
ہوگا اور وہ تمام زمین پر مسلّط ہو

وسلّم لجوّزنا الفتاح باب وحي النبوّة
بعد تغليقها وهذا خلف كما لا
يخفى على المسلمين - وكيف يجيء
نبيٌّ بعد رسولنا صلّى الله عليه وسلّم

کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوّت کے دروازہ کے بند
ہونے کے بعد اسکا کھُلنا جائز قرار دیں گے جو بالبداہت
باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور ہمارے
رسولؐ کے بعد کوئی نبی آ کیسے سکتا ہے جبکہ آپکی

ينزل الّا في وقت خروج الدجّال
ونسلّطه على وجه الارض كلّها
فرأينا آثار القائد الاوّل ووجدنها
واقعة في زماننا ونرى انّ اخبار
شوكة الصّليب قد تمّت ووقع كلّها
كما اخبر عنها رسول الله صلّى الله
عليه وسلّم حتّى رئينها باعيننا
وامّا القائد الّذي كان مخالفًا لها
ومعارضًا لمعانيها اعني حديث
خروج الدجّال فما ظهر اثر منه
فالّذي ظهر من المعنيين هو الحقّ
والّذي ما ظهر من المعنيين
هو الباطل الّذي اخطأ فيه نظر
المتفكرين.
ومن الاختلافات العظيمة في
احاديث هذا الباب انّ بعض

جائیگا۔ پس ہم نے پہلی احادیث کے
آثار تو دیکھ لیے اور ان کو اپنے زمانہ میں
وقوع پذیر پایا اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ
کہ صلیب کی شوکت سے متعلق احادیث
بھی پوری ہوگئی ہیں اور اسی طرح واقع ہوئی
ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے
خبر دی تھی۔ یہانتک کہ ہم نے انھیں اپنی
آنکھوں سے دیکھ لیا لیکن وہ احادیث جو
ان کی مخالف اور ان کے معنوں کی معارض ہیں
یعنی حدیث خروج دجال پر اس کا کوئی اثر
ابتک ظاہر نہیں ہوا۔ پس دونوں معنوں میں
سے جو ظاہر ہوگیا وہی حق ہے اور جو ظاہر نہیں
ہوا وہ باطل ہے کہ اس میں فکر کرنیوالوں
کی نظر نے غلطی کھائی ہے۔

اس بارے میں احادیث میں ایک
بہت بھاری اختلاف یہ ہے کہ بعض احادیث

وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم
الله به النبیّن انعتقد بانّ عیسی
الّذی انزل علیه الانجیل هو خاتم
الانبیاء لا رسولنا صلّی الله علیه وسلّم

وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ نے آپ
کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔ کیا ہم یہ عقیدہ
رکھیں کہ عیسیٰ جس پر انجیل نازل ہوئی تھی خاتم انبیاء ہے
نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یا ہم یہ اعتقاد رکھیں

الاحادیث یدلّ علی انّ المسیح
لا یأتی الّا تابعًا ومطیعًا للمهدی
فانّ الائمة من قریشٍ والمسیح
لیس من قریشٍ فلا یجوز ان یستخلفهٗ
الله لهذه الامّة وبعضها یدلّ
علی ان المسیح یاتی حکمًا عدلًا
واماما وخلیفةً من الله تعالی و
کل الامر یکون فی یدیه ولا یتّبع
احدًا الّا وحی الله الّذی ینزلُ
علیه الی اربعین سنةً فینسخ بوحیه
بعض احکام القرآن ویزید بعضًا
ویختم الله به النّبوة والوحی و
یجعله خاتم النّبیّین ۔ ومع هذا
یقولون انّ وحیه لا یعارض وحی
القرآن ویصلّی المسیح کما یصلّی
المسلمون ویصوم کما یصومون

اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسیح مہدی کا
تابع اور مطیع بن کر آئیگا کیونکہ تمام امام قریش
سے ہوں گے اور مسیح قریش سے نہیں۔
پس یہ جائز نہیں کہ اللہ اس کو اس امت
کا خلیفہ بنائے۔ اور بعض یہ بتاتی ہیں کہ مسیح
حَکم اور عَدل اور خلیفۃ اللہ بنکر آئیگا اور سب
کام اس کے اختیار میں ہوگا۔ اور
سوائے اس وحی کے جو اس پر چالیس
سال تک نازل ہوگی وہ کسی کی پیروی نہیں
کریگا۔ پس اس کی وحی سے بعض احکامِ قرآنیہ
منسوخ ہو جائیں گے اور بعض کا اضافہ ہو
گا اور اللہ اسی کے ساتھ نبوّت اور وحی
کو ختم کریگا اور اس کو خاتم النّبیّین بنائیگا۔
اور اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس
کی وحی قرآن کی معارض نہیں ہوگی اور
مسیح کے مسلمانوں کی طرح نماز پڑھے گا اور

انعتقد انّ ابن مریم یاتی وینسخ بعض احکام القراٰن ویزید بعضاً

کہ ابن مریم آکر بعض احکام قرآنیہ کو منسوخ کریگا۔ اور بعض احکام اس میں بڑھائیگا۔ وہ نہ جزیہ

ولکنّھم عند ھٰذا القول ینسون قولھم الاوّل الّذی قد صرح فیہ ان المسیح ینسخ بعض احکام الفرقان فیضع الجزیۃ وماوضع القراٰن الجزیۃ قطّ حتّٰی تموّ وکمل ونزل اٰیۃ الیوم اکملت لکم دینکم وکذالک قالوا انّ المسیح یقتل الخنزیر وما نریٰ فی القراٰن حکماً لقتل خنازیر اھل الارض بل منع من تضییع اموال الذمیّین ونھب املاکھم بعد ان اعطوا الجزیۃ صاغرین۔

اسی طرح روزے رکھے گا جیسے مُسلمان رکھتے ہیں، لیکن اس وقت وہ پہلی بات بھول جاتے ہیں جس میں اس کی تصریح کی گئی ہے کہ مسیح بعض احکامِ قرآنیہ کو منسوخ کریگا اور جزیہ کو موقوف کر دیگا! حالانکہ قرآن نے موقوف نہیں کیا یہانتک کہ وہ کامل ہوگیا اور یہ آیت "الیوم اکملت لکم دینکم" بھی نازل ہوگئی (آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا) اور اسیطرح وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیح خنزیروں کو قتل کریگا اور ہم قرآن میں لوگوں کو قتلِ خنزیر کا کوئی حکم نہیں دیکھتے بلکہ قرآن نے ذمیوں کے مالوں کو ضائع کرنے اور انکی املاک کو لوٹنے سے منع فرمایا ہے جبکہ وہ ماتحت ہوکر جزیہ ادا کریں۔

والعجب انّ ھٰذہ العلماء اٰمنوا بانّ اللّٰہ تعالیٰ یوحی الی المسیح الی اربعین سنۃً وکانوا یعتقدون من قبل بان وحی النبوّۃ قد انقطع فیاحسرۃً علیھم انّھم یعلمون مضارّ عقائدھم ثم لا یترکونھا

اور تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ علما اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ مسیح علیہ السلام پر چالیس سال تک وحی نازل کرتا رہے گا اور وہ پہلے معتقد تھے کہ وحی نبوت ختم ہوچکی ہے۔ پس ان پر افسوس کہ وہ اپنے اعتقادات کے ضرر کو خوب

فلا يقبل الجزية ولا يضع الحرب
وقد امر الله باخذها وامر بوضع الحرب

قبول کریگا اور نہ جنگ کو ختم کریگا ۔ حالانکہ اللہ
کا حکم ہے کہ جزیہ لو جزیہ لینے کے بعد جنگ

فاراهم كالنّائمين ۔ واعجبني
انّهم يجمعون في عقائدهم
اختلافاتٍ عجيبةً ولا ينظر احدٌ
منهم الى هذه التناقضات
يؤمنون بعقيدةٍ ثم يرجعون
ويؤمنون بعقيدةٍ اخرىٰ تخالف
الاولىٰ وتعارضها مثلاً انّهم
يؤمنون باليقين التّام انّ المسيح
ياتي حكمًا عدلًا والنّاس يحكّمونه
ويرفعون اليه مشاجراتهم
ويجعله الله خليفة في الارض
ثم يقولون ان عيسٰى ينزل تابعًا
للمهدي والحكم العدل هو
المهدي لا عيسٰى الّذي ليس
من قريشٍ ويقولون انّ هذا
الامر من الواقعات الحقّة انّ
عيسٰى ينزل عند غلبة النّصارٰى
واستيلائهم علىٰ وجه الارض

جانتے ہیں نہ پھر بھی ان کو ترک نہیں کرتے
اور میں ان کو سوئے ہوئے لوگوں کی مانند
سمجھتا ہوں اور مجھے اس بات نے تعجب
میں ڈالا ہے کہ انھوں نے اپنے اعتقادات
میں عجیب اختلاف جمع کر رکھے ہیں اور
ان میں سے کوئی بھی ان تناقضات کی طرف
نہیں دیکھتا۔ وہ ایک عقیدہ پر ایمان لاتے ہیں
اور پھر اس سے رجوع کر لیتے ہیں اور ایک دوسرے
عقیدہ پر ایمان لے آتے ہیں جو پہلے عقیدہ کا
مخالف اور معارض ہوتا ہے۔ مثلاً وہ کامل یقین
کیساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح حکم
اور عدل ہو کر آئیگا اور لوگ اسکو حکم بنائینگے اور اس
کے پاس اپنے جھگڑے لے جائینگے اور اللہ تعالیٰ
اس کو زمین میں خلیفہ بنائیگا پھر کہتے ہیں کہ
عیسیٰ مہدی کے تابع ہو کر نازل ہوگا اور حکم و عدل
وہ مہدی ہوگا نہ کہ عیسیٰ جو قریش سے نہیں ہے
اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ واقعات حقہ میں سے ہے
کہ مسیح زمین پر نصاریٰ کے غلبہ و استیلاء اور ہر

بعد اخذ الجزیہ الا تقرء اٰیۃ
یعطوا الجزیۃ عن یدٍ وھم صاغرون
فکیف ینسخ المسیح محکمٰت الفرقان
وکیف یتصرّف فی الکتٰب العزیز

ختم کردو گیا تو یہ آیت نہیں پڑھتا کہ یعطوا الجزیۃ
عن ید وھم صاغرون ۔ پس مسیح قرآن کے محکمات
کو کیونکر منسوخ کریگا اور کس طرح وہ کتاب
عزیز میں تصرف کرے گا اور اس کے

وننسلھم من کلّ حدبٍ فیکسر
صلیبھم ویقتل خنازیرھم ثم
یرجعون ویقولون ان المسیح
لا ینزل الّا عند خروج الدّجّال و
یقولون انّ الدّجّال لیس من الّذین
اتّبعوا اناجیل النصاریٰ واٰمنوا
بانبیاءھم وکتبھم ودیانتھم بل
ھو رجلٌ لا یتّبع عیسٰی ولا یؤمن
بنبیٍّ من الانبیاء بل یخرج بادّعاء
الالوھیّۃ ویملک الارض کلّھا غیر
مکّۃ وطیبۃ ویقول انّی انا اللہ رب
العٰلمین فانظر کیف یسلکون مسلک
السکاریٰ ولا یثبتون علی قول وما
لھم علیٰ عقیدۃ مّن قرارٍ ولایتزیّون
کالعقلین ـ وانّی اریٰ انّ اللہ سلب
عنھم قوۃ الفیصلۃ ونزع منھم

ایک بلندی سے اترنے کیوقت نازل ہو، پس
وہ انکی صلیب کو توڑیگا اور ان کے خنزیروں کو
قتل کریگا پھر اس عقیدہ سے رجوع کر لیتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ مسیح خروج دجّال کے وقت
نازل ہوگا اور کہتے ہیں کہ دجّال ان لوگوں سے
نہیں ہوگا جنھوں نے نصاریٰ کی اناجیل کی
پیروی کی اور ان کے انبیاء، ان کی کتب
اور ان کے مذہب پر ایمان لائے بلکہ وہ ایسا
شخص ہے جو عیسیٰ کی پیروی نہیں کریگا اور نہ انبیاء
میں سے کسی پر ایمان لائیگا بلکہ وہ الوہیّت کے
دعویٰ کیساتھ خروج کریگا اور مکّہ اور مدینہ کے
سوا سب زمین کا مالک ہوجائیگا اور وہ کہے گا
کہ میں ہی اللہ رب العالمین ہوں پس دیکھ کس
طرح وہ نشہ میں مست لوگوں کا مسلک اختیار
کرتے ہیں اور کسی عقیدہ پر قائم نہیں رہتے اور
نہ کسی عقیدہ پر ان کو قرار ہے اور نہ عقلمندوں

ویطمس بعض احکامه بعد تکمیلها
فاعجبنی انّھم یجعلون المسیح ناسخ
بعض احکام الفرقان ولا ینظرون الیٰ
اٰیة الیوم اکملت لکم دینکم ولا یتفکرون

بعض احکام کو ان کی تکمیل کے بعد مٹا دیگا۔ پس اِس
بات نے مجھے تعجب میں ڈالا ہے کہ وہ مسیح کو قرآن
کے بعض احکام کا ناسخ بناتے ہیں اور اِس آیت
کی طرف نہیں دیکھتے کہ آج مَیں نے تمہارے دین

طاقة الآراء الصحیحة ترکھم فی
ظلمات الغیّ ھائمین والسرّ فی
ذٰلک انّه ما راٰھم حریًّا بالاسرار
الالٰھیة ورایٰ رؤسھم خالیةً من
القوی المدرکة الفاطنة فنزع
منھم حلل الانسانیة وردّھم الیٰ
صور البھائم والسباع والافاعی
والحقھم بالسّافلین۔

[illegible] [3] الحق [illegible]

کی طرح تدبّر کرتے ہیں اور مَیں دیکھتا ہوں کہ اللہ نے ان
سے قوّتِ فیصلہ اور صحیح رائے کی طاقت چھین لی ہے
اور انکو گمراہی کی تاریکی میں سرگرداں چھوڑ دیا ہے
اور اس میں بھید یہ ہے کہ اللہ نے انکو الٰہی اسرار کا متلاشی
نہیں سمجھا اور اس نے ان کے سروں کو ادراک اور فطانت
سے خالی دیکھا پس اس نے ان سے انسانی لباس اُتار لیا
اور انھیں چوپایوں درندوں اور سانپوں کی صورت میں
لوٹا دیا اور انھیں سفلی مخلوقات سے ملا دیا۔

[illegible]

والذین اُوتوا اکل المعارف غضًّا
طریًّا ورزقوا من العلوم الصادقة
حظًّا وافرًا فما جھلوا الطریق و
نسوا المشرب واصابوا فی فھم
اٰیات اللّٰه وما ضاع من ایدیھم
علم الرّوحانیین۔ وذٰلک فضل
اللّٰه یؤتیه من یشاء یضلّ من یشآء
ویھدی من یشاء الی بحرٍ لا ساحل

اور وہ جو لوگ جنھیں معارف کی تر و تازہ غذا
عطا کی گئی ہے اور سچّے علوم سے انھیں وافر حصّہ
دیا گیا ہے وہ صحیح راستہ سے بھٹکے نہیں اور نہ وہ
گھاٹ کو بھُولے ہیں اور وہ اللہ کی آیات کو
سمجھتے ہیں اور رُوحانی بندوں کا علم ان کے
ہاتھ سے ضائع نہیں ہوا اور یہ اللہ کا فضل
ہے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا
وہ گمراہ ٹھہراتا ہے اور جس کو چاہے ایسے سمندر

انّہ لوكانت لتكميل دين الاسلام
حالةٌ منتظرةٌ يرجى ظهورها بعد
انقضاء الوفٍ من السّنوات لفسد
معنى اكمال الدّين والفراغ من

کو کامل کر دیا ہے اور وہ غور نہیں کرتے کیونکہ اگر دین
اسلام کی تکمیل کے لیے کوئی حالت منتظرہ ہوتی جس
کے ظہور کی اُمید کئی ہزار سال کے گزرنے کے بعد ہو
سکتی تو دین کے کامل کرنے اور قرآن نازل کرکے

لهٗ واللّٰه يعلم حيث يجعل فضله
ولا يخفى عليه قلبٌ ولا شاكلةٌ و
قد خلق الناس وهو يعلم حقيقة
العٰلمين - ولنرجع الى ذكر الاحاديث
فنقول انّ الّذين حملوا انباءها
المستقبلة على معانيها الظاهرة
مع تعارضها بالقرآن فقد اخطأوا
خطاءً كبيرًا وكان سببه استغراقهم
فى الأثار والذهول عن كلام اللّٰه
تعالى فصارت انظارهم مغمورةً
فى الاخبار وافكارهم مبذولةً فى
تنقيدها وتمييزها وانفدوا
اعمارهم فيها واضلّوا انفسهم
فى سككها وما التفتوا الى صحف
اللّٰه واستنباط مسائلها فبقى
الفرقان كالمستتر من اعينهم

کی طرف لے جاتا ہے جس کا کوئی ساحل نہیں اور
اللہ جانتا ہے کہ اپنا فضل کس پر کرے اور اس سے
کوئی دل اور طبیعت مخفی نہیں اور اس نے لوگوں
کو پیدا کیا اور وہ عالمین کی حقیقت کو جانتا ہے۔
اور پھر ہم احادیث کے ذکر کی طرف عود کرتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے پیشگوئیوں کو قرآن
کے معارض ہونے کے باوجود ظاہری معنوں
پر محمول کیا ہے۔ اُنھوں نے بھاری خطا کی ہے اور
اس کا سبب انکا احادیث میں مستغرق ہونا اور
کلام اللہ کو بھول جانا تھا۔ پس ان کی نظریں احادیث
میں ڈوب گئیں اور ان کے افکار ان کو ان پر تنقید
کرنے اور ان کے امتیاز کرنے میں صرف ہو
گئے اور اُنھوں نے اپنی عمروں کو خرچ کر دیا اور
اپنی جانوں کو اس کی گلیوں میں گم کر دیا اور
وہ اللہ تعالیٰ کے صحیفوں [illegible] سے مسائل مستنبط
کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوئے پس قرآن ان

كماله بانزال القرآن ولكان قول الله
عزّ وجلّ اليوم اكملت لكم دينكم من
نوع الكذب وخلاف الواقعة بل
كان الواجب فى هذه الصّورة ان

تکمیل سے فارغ ہونے کے معنی فاسد ہو جاتے اور
خدا کا یہ کہنا کہ آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر
دیا ہے ایک قسم کا جھوٹ اور خلافِ واقعہ بات ہوتی
بلکہ اس صورت میں واجب تھا کہ اللہ تعالےٰ

وبقيت اسرارهٗ كاللآلى المكنونة
او الخزائن المدفونة ماعرفوها
وما رعوها حق رعايتها واكبّوا
على كتب اخرىٰ كالمعرضين۔
ولو انّهم توجّهوا الى القرآن لكشف
الله عليهم سرّ كلّ حقيقةٍ ونجّاهم
من بوارى الشّبهات ولكنّهم ماشاؤا
ان ينوّروا واختاروا العمٰى وعادوا
قومًا منوّرين۔ فمن اعظم خطيئاتهم
انّهم لم يفهموا حقيقة المسيح
الموعود الّذى اُخبروا عنه وقالوا
انّ عيسٰى ابن مريم عليه السّلام
ينزل من السماء وقد كانوا يقرؤن
فى القرآن انّه توفى ولحق
باخوانه الّذين خلوا من قبله
فنسوا ما كانوا يعلمون و اتّبعوا

کی آنکھوں سے پوشیدہ رہا اور اس کے اسرار
چھپے ہوئے موتیوں اور مدفون خزانوں کی طرح رہے
نہ انھوں نے انھیں جانا اور نہ ان کی پوری رعایت
کی اور اعراض کرنیوالوں کی طرح وہ دوسری کتابوں
پر جھک گئے اور اگر وہ قرآن کی طرف متوجہ
ہوتے تو ان پر اللہ ہر ایک حقیقت کا راز
منکشف کر دیتا اور ان کو مشتبہ بیابانوں سے نجات
دیدیتا، لیکن اُنھوں نے نورانی بننا نہ چاہا اور
انھوں نے اندھے پن کو اختیار کر لیا اور
وہ نورانی بندوں کے دشمن ہو گئے۔ پس ان کی
بڑی خطاؤں سے یہ ہے کہ انھوں نے مسیح موعود
کی حقیقت کو نہیں سمجھا کہ جس کی ان کو خبر دی گئی
تھی اور وہ کہنے لگے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام
آسمان سے نازل ہوگا اور وہ قرآن میں پڑھتے
ہیں کہ وہ فوت ہو کر اپنے ان بھائیوں سے
جا ملا ہے جو اس سے پہلے گزر چکے

يقول الرّبّ تبارك وتعالىٰ انّي ما انزلت هٰذا القرآن كاملاً علىٰ محمّد صلّى الله عليه وسلّم بل سانزل بعض اٰيٰته علىٰ عيسى ابن مريم في اٰخر الزّمان

یوں کہتا۔ مَیں نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلّم پر قرآن کو کامل نہیں اُتارا بلکہ اس کی کچھ آیات آخر زمانہ میں عیسےٰ بن مریم پر اُتاروں گا ــــ پس اس دن قرآن مکمل

ما قيل بعد المائتين ونبذوا اٰيٰت الله وراء ظهورهم كانّهم ماوجدوا في القرآن اثرًا من اخبار وفات المسيح وكانّهم كانوا من الغٰفلين۔ واذا قيل لهم انّ الله قد اخبر عن وفات المسيح في اٰيٰته المحكمٰت وقال يٰعيسىٰ انّي متوفّيك وقال حكايتًا منه فلمّا توفّيتني كنت انت الرّقيب عليهم وقال وما محمّدٌ الّا رسولٌ قد خلت من قبله الرّسل قالوا نؤمن بقصص القرآن والاحاديث قاضيةٌ عليه وعلىٰ قصصه فانظر كيف يتركون القرآن مع كونهم من المسلمين۔

ہیں پس وہ جو کچھ جانتے تھے، وہ بھول گئے اور ان باتوں کے پیروکار بن گئے جو دوسو سال کے بعد کہی گئی تھیں اور انھوں نے اللہ کی آیات کو اس طرح پسِ پُشت ڈالدیا گویا انھوں نے قرآن میں وفات مسیح کی خبروں کا کوئی نشان نہیں پایا اور گویا کہ وہ بے خبر تھے اور جب انکو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کی وفات کی خبر اپنی آیاتِ محکمات میں دی ہے اور اُسنے کہا ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اس نے حضرت عیسیٰ سے حکایت کرتے ہوئے کہا کہ جب تُو نے مجھے وفات دیدی تو تو ہی انکا نگہبان تھا اور اس نے فرمایا "ما محمد الّا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (محمد صرف ایک رسول ہیں ان سے پہلے سب رسول گذر گئے) تو کہتے ہیں کہ ہم قرآن کے قصوں پر ایمان لاتے ہیں لیکن احادیث قرآن اور اسکے قصوں پر قاضی ہیں پس دیکھ کہ مسلمان ہونیکے باوجود وہ قرآن کو کس طرح ترک کرتے ہیں۔

فيومئذٍ يكمل القرآن وماكمل
الى هذا الحين۔
وانت تعلم ان هذا القول
فاسدٌ بالبداهة ولا يظن كمثل
هذا الا الذی هو من اكابر

ہوگا اور وہ اس وقت تک کامل نہیں ہوا۔
اور تم جانتے ہو کہ یہ بات بالبداہت فاسد ہے اور یہ وہی شخص گمان کرسکتا ہے جو حد سے تجاوز کرنیوالا ہو۔ ہاں بعض احادیث

والعجب منهم انهم يظنون
ان الاحاديث تشهد على نزول
المسيح من السماء مع ان
رسول الله صلی الله عليه وسلم
اخبر غير مرةٍ عن وفات المسيح
فقال فی حديث كما جاء فی
الطبرانی والمستدرك عن
عائشة قالت قال رسول الله صلی
الله عليه وسلم فی مرضه الذی
توفی فيه لفاطمة ان جبرائيل
كان يعارضنی القرآن كل عامٍ
مرةً وانه عارضنی بالقرآن العام
مرتين واخبرنی انه لم يكن نبیٌّ
الا عاش نصف الذی قبله واخبرنی
ان عيسى ابن مريم عاش عشرين

اور ان پر تعجب ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ احادیث مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے پر شہادت دیتی ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار وفات مسیح کی خبر دی ہے جیسا کہ طبرانی اور مستدرک میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے مرض الموت میں فاطمہؓ کو فرمایا۔ جبرئیل ہر سال ایک دفعہ میرے ساتھ قرآن کا دَور کیا کرتے تھے مگر اِس سال اُنھوں نے دو دفعہ کیا ہے اور اُنھوں نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر ایک نبی اپنے پہلے نبی کی نصف عمر پاتا ہے اور انھوں نے مجھے بتایا کہ عیسیٰ بن مریم ایک سو بیس سال زندہ رہے ہیں۔ پس میں خیال کرتا ہوں

المعتدین نعم یوجد فی بعض الاحادیث لفظ نزول عیسے ابن مریم ولٰکن لن تجد فی حدیث ذکر نزولہٖ من السّماء بل ذکر وفاتہٖ

یں عیسیٰ بن مریم کے نزول کا لفظ پایا جاتا ہے، لیکن تم کسی حدیث میں ہرگز اس کے آسمان سے نزول کا ذکر نہ پاؤ گے بلکہ قرآن میں تو اس کی وفات کا ذکر موجود ہے اور

ومائۃ سنۃٍ فلا ارانی الّا ذاھبًا علٰے رأس الستّین۔ واعلموا ایّھا الاخوان انّ ھٰذ الحدیث صحیحٌ ورجالہٗ ثقاتٌ ولہٗ طرقٌ وھو یدلّ بدلالۃٍ صریحۃٍ علٰی موت المسیح ولا یقال انّ الرّفع ھوالموت فانّ الموت عبارۃٌ عن خروج الروح عن الجسم العنصریّ فان کان المسیح رفع بجسمہ العنصریّ فھو حیٌّ الی الاٰن فلو فرض حیات المسیح الٰی ھٰذہ الایّام للزم ان یکون نبیّنا حیًّا الٰی نصف ھٰذہ المدّۃ وھٰذا باطلٌ فاسئل العادّین وکذٰلک اخبر رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم عن موت عیسٰی

کہ میں ساٹھ سال کے سر پر اس جہان سے کوچ کر جاؤں گا اور اے بھائیو! جان لو کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی معتبر ہیں اور پھر اس کی کئی اسناد ہیں اور یہ مسیح کی موت پر صریح طور پر دلالت کرتی ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ رفع بھی تو موت ہی ہے کیونکہ موت رُوح کے جسم عنصری سے پرواز کر جانے کا نام ہے۔ پس اگر مسیح اپنے جسم عنصری کے ساتھ اُٹھایا گیا ہے اور وہ ابتک زندہ ہے اور اگر بالفرض مسیح کو زندہ مانا جائے تو لازم آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ کے نصف تک زندہ ہوں۔ اور یہ باطل ہے۔ پس تو حساب دانوں سے پُوچھ۔ اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں مسیح علیہ السلام

موجودٌ فی القرآن وما جاز ان
یکون ھذا التوفّی بعد النزول
لانّ الفتن الّتی اُشیر فی اٰیۃ فلمّا
توفیتنی انّما ھاجت وظھرت علی

جائز نہیں کہ یہ وفات نزول کے بعد ہو کیونکہ
جن فتنوں کی طرف آیت فلما توفیتنی میں اشارہ
کیا گیا ہے ان کا غلبہ اور ظہور زمین پر لمبے
زمانہ سے ہوچکا ہے اور تیرے ربّ کا قول

علیہ السّلام فی حدیثٍ اٰخر
وقال اذا سئلنی ربّی عن فساد
اُمّتی فاقول فی جوابہٖ فلمّا
توفّیتنی کنت انت الرّقیب
علیھم کما قال العبد الصّالح من
قبلی یعنی عیسٰی علیہ السّلام
فانظر کیف اشار الٰی وفات المسیح
بحیث استعمل لنفسہٖ جملۃ
فلمّا توفیتنی کما استعملہ المسیح
لنفسہٖ وانت تعلم انّ رسول اللّٰہ
صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قد توفّی
وقبرہ المبارک موجودٌ فی المدینۃ
فانکشف معنی التوفّی بجعل
رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم
واقعۃ المسیح وواقعۃ نفسہ
واقعۃً واحدۃً وظھر انّ معنی

کی موت کی خبر دی ہے اور آپ نے فرمایا
ہے کہ جب میرا ربّ اُمّت کے فساد کے
متعلق مجھ سے سوال کریگا، تو میں اس کے
جواب میں کہونگا کہ جب تو نے مجھے وفات
دیدی تو پھر تُو ہی ان پر نگہبان تھا جیسا کہ مجھ
سے پہلے ایک نیک بندے نے کہا تھا پس
دیکھ کہ کس طرح آپ نے وفاتِ مسیح کی طرف اشارہ
کیا ہے کہ اپنی ذات کے لیے فلما توفیتنی کا جملہ
ایسا ہی استعمال فرمایا ہے جیسا کہ مسیح نے اپنے
لیے استعمال کیا تھا اور تو جانتا ہے کہ رسول اللہ
صلّی اللہ علیہ وسلّم وفات پا گئے ہیں اور آپ کی
قبر مبارک مدینہ طیبہ میں موجود ہے۔ پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا اپنے واقعہ اور
مسیح علیہ السّلام کے واقعہ کو ایک قرار دینے
سے لفظ توفّی کے معنے واضح ہوگئے اور ظاہر
ہوگیا کہ آیت فلما توفیتنی میں توفّی کے

وجه الارض من مُّدَّةٍ طويلةٍ وتمّت كلمة ربّك كما قال وترى النّصٰرى ينحتون لهم الٰهًا وابن الٰهٍ وكذالك تدلّ اٰية يٰعيسٰى انّى متوفيك على

پورا ہو گیا ہے جیسا کہ اس نے کہا۔ اور تو دیکھ رہا ہے کہ نصاریٰ نے اپنے لیے ایک معبود اور معبود کا بیٹا بنا لیا ہے اور اسی طرح آیت یا عیسٰی انّی متوفیک مسیح کی وفات پر

نفیس حاشیہ

التوفّی فی اٰیة فلمّا توفّیتنی الاماتة لاغیرها من المعانی المنحوتة الّتی لااصل لها فی لغة العرب فانّ رسول الله صلّی الله علیه وسلّم قد مات ولوکان معناه الرّفع الی السماء حیًّا مع الجسم العنصریّ کما هو زعم القوم لرفع اذًا نبیّنا صلّی الله علیه وسلّم الی السّماء حیًّا مع الجسم العنصریّ فانّهٗ جعل نفسهٗ شریك عیسٰی علیه السّلام فی لفظ التوفّی الّذی یوجد فی اٰیة فلمّا توفّیتنی کما جاء فی حدیث البخاری ولو جعلنا من عند انفسنا للمسیح معنًی خاصًّا فی هٰذه الاٰیة وقلنا انّ التوفّی فی حقّ رسولنا صلّی الله علیه وسلّم

نفیس نوٹ

معنے موت دینے کے ہیں نہ وہ معنے جو من گھڑت طور پر بنا لیے گئے ہیں اور جن کی لُغت عرب میں کوئی اصل نہیں۔ پس رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وفات پا گئے ہیں اور اگر اس کے معنی بجسدِ عنصری زندہ آسمان کی طرف اُٹھائے جانے کے ہوتے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے تو نبیٔ کریم صلّے اللہ علیہ وسلّم بھی زندہ مع جسد عنصری آسمان کی طرف اُٹھائے جاتے کیونکہ آپؐ نے اپنی ذات کو عیسٰی کے ساتھ لفظ توفّی میں شریک کیا ہے جو آیت فلما توفیتنی میں پایا جاتا ہے جیسا کہ بخاری کی ایک حدیث میں آیا ہے۔ اگر ہم اپنی طرف سے اس آیت میں مسیح کے لیے ایک خاص معنی لیں اور کہیں کہ رسولِ کریم صلّے اللہ علیہ وسلّم کے حق میں توفّی کے معنی وفات کے ہیں لیکن

ان عیسٰی قد توفّی وکان اللہ خلیفۃً
لہ الی یوم القیمۃ فکیف یمکن نزولہ
بعد الموت وقد قال اللہ تعالٰی
ویمسك التی قضٰی علیہا الموت

دلالت کر رہی ہے اور قیامت تک اس کا
نگران اللہ ہے ۔ پھر اس کا نزول موت
کے بعد کیسے ممکن ہوسکتا ہے، حالانکہ اللہ
تعالےٰ نے فرمایا ہے ویمسک التی قضٰی علیہا الموت

ھو الوفات ولٰکن فی حقّ عیسٰی
علیہ السّلام أرید منہ الرفع
مع الجسم العنصریّ لا شریك
لہ فی ھٰذا المعنٰی فھٰذا ظلمٌ و
زورٌ وخیانۃٌ شنیعۃٌ وترجیحٌ
بلا مرجّحٍ واستخفافٌ فی شان
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم
وادّعاءٌ بلا دلیلٍ واضحٍ وحجّۃٍ
ساطعۃٍ وبرھانٍ مّبینٍ۔
ویقولون انّ یاجوج وماجوج
یخرجون فی زمن المسیح وینسلون
من کلّ حدبٍ ویملکون الارض
کلھا کما ورد فی القرآن العظیم فھذا
حق لا نجاد لھم فیہ ویقولون
ان المسیح لایحاربھم بل یدعو
علیھم فیموتون کلّھم بدعائہ

عیسٰی علیہ السلام کے حق میں اسی لفظ سے
بجسدِ عنصری آسمان پر اُٹھایا
جانا مراد ہے اور اس معنی میں
عیسٰی علیہ السلام کا کوئی شریک نہیں تو یہ ظلم
جھوٹ، بُری خیانت اور ترجیح بلا مرجح ہے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان کا
استخفاف اور ایک ایسا دعویٰ ہے جس پر کوئی
واضح دلیل نہیں نہ کوئی چمکتی ہوئی حجت اور
نہ کوئی واضح شہادت ہے۔
اور لوگ کہتے ہیں کہ مسیح کے زمانہ میں یاجوج
ماجوج نکلیں گے اور وہ ہر بلندی سے اُتریں
گے اور تمام زمین کے مالک ہوجائیں گے
جیسا کہ قرآنِ عظیم میں آیا ہے پس انکے لئے
بچاؤ کی کوئی راہ نہیں اور وہ کہتے ہیں کہ مسیح ان
سب سے لڑیگا نہیں بلکہ ان پر بددعا کریگا پس وہ
سب اسکی بددعا کے نتیجہ میں ایک کیڑے

وقال حرامٌ علٰی قریةٍ اهلکناها انّهم لا یرجعون ولا یوجد فی حدیثٍ انّ عیسٰی یجیٔ بعد وفاته و یخرج جسمه من القبر

اور فرمایا ہے حرام علٰی قریة اهلکنٰها انهم لا یرجعون اور کسی حدیث میں نہیں آیا کہ عیسٰی اپنی وفات کے بعد آئیں گے اور ان کا جسم قبر سے نکلے گا۔ اور جو جسم قبر میں

بدودٍ تتولّد فی رقابهم وهٰذا ایضًا حقّ ولیس عندنا الّا التّسلیم ولٰکنّهم اخطاؤا فیما قالوا انّ یاجوج و ماجوج یموتون فی زمن عیسٰی کلّهم فانّ یاجوج وماجوج هم النّصارٰی من الروس والاقوام البرطانیة ٭ وقد اخبر اللّٰه تعالٰی عن وجود النصارٰی والیهود الٰی یوم القیٰمة وقال فاغرینا بینهم العداوة والبغضاء الٰی یوم القیٰمة فکیف یموتون کلّهم قبل یوم القیٰمة

کی وجہ سے جو ان کی گردن میں پیدا ہوگا مر جائیں گے اور یہ بات بھی حق ہے اور ہمیں اسے تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں لیکن انھوں نے اپنے اس قول میں غلطی کھائی ہے کہ یاجوج ماجوج سب کے سب عیسٰی کے زمانہ میں مر جائیں گے کیونکہ یاجوج ماجوج سے مراد وہ نصارٰی ہیں جو روس اور برطانیہ اقوام سے ہیں اور خدا تعالٰی نے یہ خبر دی ہے کہ نصارٰی اور یہود قیامت تک موجود رہیں گے اور اس نے کہا کہ ہم نے قیامت تک ان میں عداوت اور بغض

٭ حاشیة الحاشیة: لا یقال انّ هٰذا التفسیر خلاف الاجماع وانّ القوم قد اتّفقوا علٰی انّهم قومٌ یشابهون خلق الانسان ولهم اذانٌ طویلةٌ لانّهم قد

٭ حاشیہ در حاشیہ: یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تفسیر اجماع کے خلاف ہے اور قوم نے اس پر اتفاق کر لیا ہے کہ یاجوج ماجوج پیدائش میں انسان کے مشابہ ہیں۔ بلکہ ان کے لیے

والجسم الذی دفن فی القبر کیف ینزل من السماء فھذہ القرائن دالۃ علیٰ ان للنزول معنًی اٰخر والّا فکیف یمکن ان یخبر اللہ اوّلاً بوفات المسیح

دفن کر دیا گیا ہو وہ آسمان سے کیونکر نازل ہو سکتا ہے پس یہ قرائن دلالت کرتے ہیں کہ نزول کے اور معنے ہیں۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ پہلے خدا مسیح کی وفات کی

بقیۃ الحاشیۃ

فلو اردنا من الاماتۃ الاماتۃ الجسمانیۃ لخالف الحدیث القراٰن وعارضہ فانّ القراٰن یخبرنا عن بقاءھم وبقاء نسلھم الیٰ یوم القیٰمۃ بل یشیر الیٰ انّ السمٰوٰت

بقیہ حاشیہ

ڈالدیا ہے۔ پس وہ قیامت سے پہلے سب کے سب کس طرح مر سکتے ہیں۔ پس اگر ہم موت سے مراد جسمانی موت لیں تو حدیث قرآن کی مخالف معارض ہوگی کیونکہ قرآن ہمیں ان کے اور انکی نسل کے قیامت تک باقی رہنے کی خبر دیتا ہے بلکہ وہ اس

بقیۃ حاشیۃ الحاشیۃ

اتّفقوا علیٰ انّ یاجوج وماجوج قومٌ محصورون فی الاقلیم الرابع وھم ازید نسلاً وعددًا من کلّ قومٍ وھذا باطلٌ بالبداھۃ لانّا لا نریٰ فی الاقلیم الرّابع اثرًا منھم ولا من بلادھم ومدنھم وعساکرھم مع انّ عمارات الارض قد ظھرت کلھا فالروایات فی ھٰذا الباب باطلۃٌ کلّھا فقس علیھا روایاتٍ مثلھا وکن من المحقّقین ۔ منہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

لیے کان ہوں گے کیونکہ قوم نے اس بات پر اتفاق کر لیا ہے کہ یاجوج اور ماجوج چوتھی اقلیم میں مقید ہیں اور ہر ایک قوم سے نسل اور تعداد میں زیادہ ہیں اور یہ بالبداہت باطل ہے کیونکہ ہم چوتھی اقلیم میں انکا اور ان کے شہروں اور لشکروں کا کوئی نشان نہیں دیکھتے؛ حالانکہ زمین کی کُل آبادیاں ظاہر ہو چکی ہیں۔ پس اس باب میں جتنی روایات ہیں وہ سب غلط ہیں پس اس پر ان جیسی دیگر روایات کا قیاس کر لے اور محقق بن ۔ منہ

ويخبر بانّه خليفته بعد وفاته
وبانّه متمّم اغراضه بعده وجاعل
اتباعه فوق الّذين كفروا
الٰى يوم القيمٰة بارسال رسوله

خبر دے اور بتائے کہ اس کی وفات کے بعد اللہ
اس کا خلیفہ ہے۔ اور وہ اس کے بعد اس کی
اغراض کو پورا کرنیوالا اور اس کے پیرو کاروں کو
مخالفوں پر قیامت تک غالب رکھنے والا ہے

ينفطّرن عليهم وتقوم القيمٰة
علٰی اشرارهم الباقين ومن
هٰهنا ظهر انّ الجملة يضع الجزية
الّتي جاء في بعض نسخ البخاري
ليست بصحيحة والصحيح
انّ المسيح يضع الحرب ولا
يحارب النصارٰی کما جاء في نسخٍ
اخرٰی ووجه عدم صحتها ظاهرٌ
وهو انّا لو فرضنا انّ المسيح
يحارب النّصارٰی علٰی شرط قبول
الاسلام ولا يقبل الجزية اصلاً
بل يدعوا الى الاسلام وان
قبلوا والّا فيقتلهم فلزم علٰی تقدير
صحّة هٰذا المعنٰی استيصال
النّصارٰی بالكلّية من وجه الارض
امّا من سبب اسلامهم وامّا

طرف اشارہ کرتا ہے کہ آسمان ان پر پھٹ
جائیں گے اور جو اشرار باقی رہ جائیں گے
ان پر قیامت آئیگی اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ
جملہ یضع الجزیۃ جو بخاری کے بعض نسخوں میں
آیا ہے، وہ صحیح نہیں ہے اور صحیح یہ
ہے کہ مسیح جنگ کو ختم کر دے گا
جیسا کہ دوسرے نسخوں میں آیا ہے اور
عدم صحت کی وجہ ظاہر ہے اور وہ یہ کہ
اگر ہم یہ فرض کریں کہ مسیح نصاریٰ سے
اسلام قبول کرنے کی شرط پر لڑے گا
اور جزیہ بالکل قبول نہیں کرے گا۔
بلکہ وہ اسلام کی طرف بلائے گا اور
اگر وہ قبول کریں تو بہتر؛ ورنہ وہ انھیں
قتل کر دیگا۔ پس اگر اس معنی کو صحیح تسلیم کر
لیا جائے تو روئے زمین سے نصاریٰ کا بالکل
استیصال ہو جائے گا کچھ تو اسلام کے

الكريم صلى الله عليه وسلم وبارسال عبادٍ محدّثين ملهمين الّذين يصدّقون المسيح ثمّ يرجع فيناقض قوله الأوّل ويقول انّه لم يمت بل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ اور ایسے محدّثوں اور ملہموں کو بھیج کر جو مسیح کی تصدیق کریں گے پھر وہ رجوع کرے اور اپنے پہلے قول کے متناقض بات کہہ دے کہ

من سبب قتلهم وهٰذا المعنٰى يعارض القرآن الكريم فانّهٗ اخبر عن بقاءِ وجودهم الى يوم القيٰمة فثبت من هٰذا التحقيق انّ جملة يضع الجزية الّتى توجد فى بعض نسخ البخارى ليست بصحيحةٍ وقد فسدت وحرّفت من نسخ النّاسخين۔

تحقيق الجزية

ومع ذٰلك ظهر من هٰذا التحقيق بطلان احاديث يوجد فيها ذكرٌ كمثله من المحاربات والغزوات فانّ القرآن محفوظٌ بحفاظة الله وعصمته فالحديث الّذى يعارض قصصه لا يقبل ابدًا ولو كان الفٌ كمثل تلك الاحاديث فى البخارى اوغيره من كتب

قبول کرنے کے سبب سے اور کچھ قتل ہو جانے کی وجہ سے۔ اور یہ معنی قرآنِ کریم کے معارض ہیں کیونکہ اس نے بتایا ہے کہ وہ قیامت تک موجود رہیں گے۔ پس اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ جملہ یضع الجزیۃ جو بخاری کے بعض نسخوں میں ہے صحیح نہیں ہے بلکہ یہ کاتبوں کی کتابت کی وجہ سے بدل گیا ہے۔

تحقیق جزیہ

اور اس تحقیق سے ان احادیث کا بطلان ثابت ہو گیا ہے جن میں ایسی جنگوں اور لڑائیوں کا ذکر ہے اور چونکہ قرآن اللہ کی حفاظت اور عصمت کی وجہ سے محفوظ ہے اس لیے جو حدیث اس کے قصوں کی مخالف ہوگی وہ کبھی قبول نہیں کی جائے گی خواہ بخاری اور اس جیسی محدّثین کی دوسری کتب میں ہزاروں ایسی

هو نازلٌ من السماء فكانّه نسي
قوله السّابق ونسي اياته ولكنّك
لن تجد اختلافاً في كلامه فلا تنسب
اليه اقوالاً قد وقعت في غاية الضدّ

اس نے ذنات نہیں پائی بلکہ وہ آسمان سے نازل
ہوگا، گویا کہ وہ اپنے پہلے قول اور آیات کو بھول گیا
ہے، لیکن تو اس کے کلام میں اختلاف نہیں پائیگا
پس اس کی طرف ایسے اقوال منسوب نہ کرو۔

المحدّثين - وامّا قولنا انّ ياجوج
وماجوج من النّصارٰى لا قومٌ
اٰخرون فثابتٌ بالنّصوص القراٰنيّة
لانّ القراٰن الكريم قد ذكر
غلبتهم على وجه الارض و
قال من كلّ حدبٍ ينسلون
يعني يملكون كلّ رفعةٍ في
الارض ويجعلون اعزة اهلها
اذلّة ويبتلعون كلّ حكومةٍ
ورياسةٍ وسلطنةٍ ودولةٍ
ابتلاع الحوت العظيم الصغار
وانّا نرٰى باعيننا انّهم كذٰلك
يفعلون واضمحلّت رياسات
المسلمين وتطرّق الضّعف في
دولتهم وقوتهم وشوكتهم
ويرون سلاطين النّصارٰى

تفسیر الآیۃ

احادیث ہوں اور ہمارا یہ قول کہ یاجوج اور
ماجوج نصاریٰ سے ہیں کوئی اور قوم نہیں۔
یہ نصوصِ قرآنیہ سے ثابت ہے کیونکہ قرآنِ
کریم نے زمین پر ان کے غلبہ کا ذکر کیا ہے اور
فرمایا ہے کہ وہ ہر بلندی سے اُتریں گے یعنی
وہ زمین میں ہر رفعت کو حاصل کریں گے اور
اس کے معزز لوگوں کو ذلیل کر دیں گے اور
ہر حکومت، ریاست، سلطنت اور دولت کو
اس طرح نگل جائیں گے جیسے بڑی مچھلی
چھوٹی مچھلیوں کو نگل جاتی ہے اور ہم اپنی
آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ ایسا
کر رہے ہیں اور مسلمانوں کی ریاستیں
کمزور ہو گئی ہیں اور ان کی حکومت،
ان کی قوّت اور شوکت میں ضعف آگیا
ہے اور وہ نصاریٰ کے بادشاہوں کو اپنے
گرد درندوں کی مانند دیکھتے ہیں اور

تفسیر آیۃ

والتّناقض ووجب علینا ان	جو صد درجہ متناقض اور متضاد ہیں اور ہم پر واجب
نصرّف مثل ھذہ الکلمات	ہے کہ ہم ایسے اقوال کو جو اگرچہ بالفرض کسی حدیث میں
عن الظاھر ولو کانت موجودۃً	موجود ہوں ظاہر سے پھیر کر ان کی ایسی تاویل
فی حدیثٍ بالفرض والتقدیر	کریں جو قرآن کے مخالف نہ ہو۔ پس دیکھو

کالسّباع حولھم ولا یبیتون الّا	وہ ڈرتے ڈرتے رات بسر کرتے ہیں۔
خائفین۔ وقد ثبت من النصوص	اور قرآن کی قطعیہ قویّہ نصوص سے ثابت
القویّۃ القطعیّۃ القرانیّۃ انّ	ہوگیا ہے کہ زمین پر سلطنت اور غلبہ
کاس السّلطنۃ والغلبۃ علٰی	کا پیالہ مسلمانوں اور نصاریٰ کے
وجہ الارض تدور بین النّصٰری	درمیان چکر کھائیگا اور قیامت تک ان
والمسلمین ولا تجاوزھم ابدًا	سے تجاوز نہیں کریگا جیسے کہ اللہ تعالیٰ
الٰی یوم القیٰمۃ کما قال اللّٰہ تعالٰی	نے فرمایا: میں تیرے پیروکاروں کو تیرے
وجاعل الّذین اتبعوک فوق الّذین	منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا
کفروا الٰی یوم القیٰمۃ ومعلومٌ انّ	اور ظاہر ہے کہ مسیح کے حقیقی متبع مسلمان
المتّبعین للمسیح فی الحقیقۃ	ہیں اور نصاریٰ صرف دعویٰ کے پیروکار
المسلمون والمتبعین بالادّعاء	ہیں اور آیت صرف پیرووں کی طرف
النّصٰری والاٰیۃ تشیر الی الاتّباع	اشارہ کرتی ہے۔ خواہ وہ حقیقی ہو یا
فقط حقیقیًّا کان او ادّعائیًا والحقّ	ادّعائی اور حق یہ ہے کہ حقیقی اتباع
انّ الاتّباع الحقیقیّ عسیرٌ جدًّا	بہت مشکل ہے۔ خواہ اتباع کا مدّعی
ولو کان مدّعی الاتّباع ملکًا من	کوئی مومن اور مسلمان بادشاہ ہی کیوں
المسلمین المؤمنین فانّ اتّباع	نہ ہو، کیونکہ انبیاء کی حقیقی

وترجع الى تاويلٍ يوافق القرآن
فانظر كيف بيّن الله تعالى وفات
المسيح فى كتابه ثمّ انظر هل
يكون من البيان والشرح والايضاح

کس طرح اللہ تعالے نے اپنی کتاب میں
وفات مسیح کو بیان فرمایا ہے۔ پھر دیکھو
کہ کیا اس سے بڑھ کر کوئی شرح
وضاحت اور تصریح ہو سکتی ہے۔ پھر

الانبياءِ على وجه الحقيقة والكمال
ليس بهينٍ وكلٌّ من الملوك
يتّبع عيسى عليه السلام باتّباعٍ
ادّعائى وان كانت فيه رائحةٌ من
الحقيقة الّا ما شاء الله نعم قد
سبق المسلمون فى الاتّباع
الاعتقادىّ وفهموا تعليم المسيح
هو هو وهم ورثاءه فى عقائد
التوحيد بعد وفاته واما النصارى
فضلّوا ضلالًا كبيرًا وليس فى
يدهم الّا ادّعاءٌ فقط انظر الى
ضلالتهم وفسادهم انّهم قد
آمنوا بانّ عيسى عليه السلام
كان ياكل الطعام ويشرب الماء
وربما ابتلى بامراضٍ واوجاعٍ
وربّما غلب عليه الهمّ والخوف

اور کامل اتباع آسان امر نہیں۔ پس
یہ سب بادشاہ حضرت عیسیٰ کے ادّعائی متبع
ہیں ــــ الّا ماشاء اللہ اگرچہ اس میں
حقیقت کی کچھ بُو بھی ہو۔ ہاں مُسلمان
اعتقادی اتباع میں سبقت لے گئے
ہیں اور انھوں نے مسیح کی تعلیم
کو صحیح طور پر سمجھا ہے اور وہ مسیح کی
وفات کے بعد عقائدِ توحید میں اس
کے وارث ہیں، لیکن نصاریٰ بہت بڑی
گمراہی میں پڑ گئے ہیں اور ان کے ہاتھ میں
بجز دعوے کچھ نہیں۔ تم ان کی گمراہی اور
خرابی کو تو دیکھو کہ وہ یہ مانتے ہیں کہ
عیسیٰ علیہ السلام کھانا کھاتے تھے اور پانی
پیتے تھے اور بہت دفعہ بیماریوں اور دردوں
میں مبتلا ہوئے تھے اور بسا اوقات ان پر
غم، خوف، قلق، گھبراہٹ، بھوک

والتصريح اكثر من هذا ثم انظر انّهٗ
عزّ اسمه ما قال رافعك الى السماء
بل رافعك الىّ وقولهٗ رافعك الىّ
يشابه قولهٗ ارجعي الى ربّك

خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں تجھے (رافعک
الی السماء) آسمان کی طرف اٹھاؤں گا اور اس
کا قول رافعک الیّ (میں تجھے اپنی طرف
اُٹھاؤنگا) اس کے قول "یا ایھا النفس

والقلق والكرب والجوع والعطش
وكان لا يعلم الغيب وكان يقول
انّى عبدٌ ليس فى نفسى خيرٌ
الّا بتوفيق الله وانّه اُخذ وصلب
ومات وهو مع ذالك فى زعمهم
اله وابن اله قاتلهم الله انّهم
يعتقدون بانّه انسانٌ ونبيٌّ
فيه سهوٌ وخطاءٌ وضعفٌ وجهلٌ
واخذه الموت ولا يبرّؤنه من
ضعفٍ وذهولٍ ونسيانٍ ثمّ
يقولون انهٗ هو الله فتعسًا لقومٍ
كٰفرين - ولٰكنّهم ما قالوا انا نحن
بريئون من عيسٰى ولا نتّبعه بل
اٰمنوا بنبوّته وكتابه واٰمنوا بانبياء
بنى اسرائيل وكتبهم واٰمنوا
بالملٰئكة والجنّة والنار فهذا

اور پیاس بھی غالب آئی اور آپؑ غیب
دان نہیں تھے۔ اور آپؑ کہا کرتے تھے
کہ میں ایک بندہ ہوں اور مجھ میں اگر کوئی
خیر ہے، تو محض اللہ کی توفیق سے ہے اور
آپؑ پکڑے گئے اور صلیب پر چڑھائے گئے
اور وفات پا گئے اور اس کے باوجود
وہ ان کے زعم میں خدا اور خدا کا بیٹا ہے۔ ان
پر خدا کی مار۔ وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ
ایک انسان اور نبی تھے۔ ان میں سہو خطا،
ضعف اور لاعلمی موجود تھی اور موت نے انکو
پکڑا۔ اور وہ انھیں ضعف، ذھول اور نسیان
سے بَری نہیں مانتے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ وہ
خدا تھے۔ پس حیف ہے کافر قوم پر، لیکن وہ
یہ نہیں کہتے کہ ہم عیسیٰؑ سے بیزار ہیں اور اس کی
پیروی نہیں کرتے۔ بلکہ وہ ان کی نبوت اور کتاب
پر ایمان لائے اور بنی اسرائیل کے نبیوں اور

راضيةً مرضيّةً وما معنى هٰذا الّا الوفاة فاستفيظ وكن من المتدبرين۔

"المطمئنہ ارجعي الى ربک راضيۃ مرضيۃ" (اے نفس مطمئنہ تو اپنے رب کیطرف راضی اور پسندیدہ ہونیکی صورت میں لوٹ آ) کے مشابہ ہے اور اسکے معنی سوائے وفات کے اور کوئی نہیں پس بیدار ہو جا اور تدبّر کرنیوالوں سے ہو جا۔

تفسير الآية

هو السبب الّذي ادخلهم الله في المتبعين الضالّين - وبشّرهم بغلبةٍ على الارض كما بشّر المسلمين فالحاصل انّ هٰذه الاٰية يعني وجاعل الّذين اتبعوك فوق الّذين كفروا الى يوم القيٰمة دليلٌ صريحٌ وبرهانٌ واضحٌ على انّ القوة والغلبة والشوكة والتسلّط الكامل الفائق على وجه الارض لايجاوز هٰذين القومين النصارٰى والمسلمين وتداول الحكومة التّامة بينهم الى يوم القيٰمه ولا يكون لغيرهم حظًّا منها بل تضرب على اعدائهم الذلّة والمسكنة ويذوبون يومًا فيومًا حتّٰى يكونوا كالفانين فاذا كان الامر كذٰلك فوجب ان تكون الحكومة والقوّة

تفسیر آیت

انکی کتابوں اور ملائکہ اور جنّت و دوزخ پر ایمان لائے۔ اس لیے خدا نے ان کو گمراہ پیروکاروں میں داخل کیا ہے اور مسلمانوں کی طرح انکو زمین پر غلبہ کی بشارت دی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ آیت "وجاعل الذين اتبعوک فوق الذين كفروا الى يوم القيامۃ" اس بات پر صریح دلیل ہے کہ روئے زمین پر قوّت، غلبہ اور شوکت اور کامل اور اعلیٰ تسلّط قوم نصاریٰ اور مُسلمانوں سے باہر نہیں جاویگا اور حکومت تامہ قیامت تک انہی کے ہاتھوں میں پھرے گی اور انکے غیر کو اس سے حِصّہ نہیں ملے گا بلکہ انکے دشمنوں پر ذلّت اور غربت مسلط کی جائے گی اور وہ دن بدن کم ہوتے جائیں گے یہانتک کہ وہ فنا ہو جائیں گے۔ پس جب معاملہ یہ ہے، تو واجب ہے کہ حکومت اور قوّت انہی دو قوموں میں ہمیشہ پھرے اور انہی سے مخصوص رہے۔ پس اس

ايّها العزيز كيف نقبل عقيدةً
يخالف نصوص القراٰن و يعارض
بيانهٗ ولا دليل معهٗ ولا سبيل اليه
ولا ياتون بحجّةٍ عليه ولا برهانٍ
ساطعٍ واظن انك تفهم اذا انصفت
وفكّرت وقد كتبت كلّ ذالك في كتبي
مع الدلائل واكره التطويل في مكتوبي
هذا فانّهٗ يوجب الملال فاقتصرتُ

اے عزیز! ہم ایسے عقیدہ کو کیونکر قبول کر سکتے ہیں جو نصوصِ قرآنیہ کے مخالف اور اس کے بیان کے معارض ہے۔ نہ اس کے ساتھ کوئی دلیل ہے۔ اور نہ اس کی طرف کوئی رستہ ہے اور نہ وہ اس پر کوئی حُجّت اور روشن دلیل پیش کرتے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ جب تو انصاف کرے اور فکر کرے تو تُو اس کو سمجھ جائیگا اور میں نے اپنی کتابوں میں یہ سب کچھ دلائل کے ساتھ درج کیا ہوا ہے۔

لطيفة

متداولةً بين هذين القومين
الى الدوام ومخصوصةً بهما فلزم
بناءً على هذا ان يّكون ياجوج
وماجوج امّا من المسلمين وامّا
من المتنصّرين ـ ولٰكنّهم قومٌ
مفسدون بطّالون فكيف يجوز
ان يكونوا من اهل الاسلام
فتقرّر بالقطع انّهم يكونون من
النّصارٰى وعلٰى دين النّصارٰى
وقد جاء في حديث مسلمٍ
انّ المسيح لايحارب ياجوج و
ماجوج وجاء في البخاري انّه

لطیفہ

بنا پر لازم ہے کہ یاجوج ماجوج یا تو مسلمانوں سے ہوں یا نصاریٰ سے لیکن یاجوج ماجوج ایک مُفسد اور باطل پرست قوم ہے لہٰذا وہ اہلِ اسلام سے نہیں ہو سکتی۔ پس قطعی طور پر ثابت ہوا کہ وہ قوم نصاریٰ سے ہے اور دینِ نصاریٰ پر ہے اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے کہ مسیح یاجوج ماجوج سے نہیں لڑے گا۔ اور بخاری میں ہے کہ مسیح جنگ ترک کر دے گا یعنی نصاریٰ سے نہیں لڑے گا۔ پس ثابت ہو گیا کہ نصاریٰ ہی یاجوج ماجوج ہیں۔

على ما كتبت ومن يدرس كتب الله
حق دراسته فاتيقن ان يصل الى
اعلى مراتب اليقين فى هذه الامر
وينفق رايه برائى ويكشف بين يديه
كلما قلته فتدبر انار الله عقلك و
جعلك من المستيقنين - وينبغى
لك رحمك الله ان تقدم القرآن
وتعظم اٰياته فانه يقينى وكل
اٰية قطعية متواترة وما مسته
ايدى الناس وما اختلط به شيءٌ
من اقوال بنى اٰدم وانه كلامٌ ربانىٌ
لا شك فيه وانه اٰيتٌ الٰهيةٌ لا ريب
فيها واما الاحاديث فانت تعلم ان

اور مَیں اس خط کو طول دینا پسند نہیں کرتا۔
کیونکہ یہ ملال کا باعث ہوتا ہے، اس لیے جو
مَیں نے لکھا ہے اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور مَیں یقین
رکھتا ہوں کہ جو شخص قرآن کو اچھی طرح پڑھے گا، وہ
اس امر میں یقین کے اعلیٰ مراتب تک پہنچ جائیگا
اور اسکی رائے میری رائے سے متفق ہو جائیگی اور جو کچھ میں نے
کہا ہے وہ اس پر کھل جائیگا۔ پس تو تدبّر کر۔ اللہ تیری عقل کو
روشن کرے اور تجھے یقین کرنیوالوں سے بنائے اور خدا تجھ پر رحمت
کرے۔ تجھے چاہیے کہ تو قرآن کو مقدم کرے اور
اس کی آیات کی عظمت کرے، کیونکہ وہ یقینی ہے
اور ہر آیت قطعی اور متواتر ہے اور اس کو انسانی ہاتھوں
نے نہیں چھوا۔ اور بنی آدم کے اقوال میں سے اس کے
ساتھ کوئی چیز نہیں ملی۔ بے شک وہ کلامِ الٰہی ہے
اور وہ الٰہی آیات ہیں اور جہاں تک احادیث کا سوال

تتمة الحاشية

يضع الحرب يعنى لا يحارب النصرٰى
فثبت ان ياجوج وماجوج هم
النصرٰى وثبت ان المسيح الموعود
لا يحاربهم بل يسئل الله نصرته
فى ساعة العسر وهو خير الناصرين
وثبت من ههنا ان المسيح الموعود
ياتى عند غلبة النصرٰى على

تتمہ حاشیہ

اور مسیح موعود ان سے نہیں لڑے گا
بلکہ عُسرت کی حالت میں خدا سے
نُصرت طلب کریگا اور وہ اچھی مدد
کرنیوالا ہے اور یہاں سے ثابت ہو
گیا کہ مسیح موعود نصاریٰ کے
زمین پر غلبہ کے وقت آئے گا اور
جس طرح نصاریٰ فساد کے لیے نرمی

كلّها احادٌ الّا القليل الّذى
هو كالنّادر فتفكر فى هٰذا بطهارة النّفس
وصحّة النّيّة وسلامة القلب وادعو
ان يؤيّدك الله بالهامه ويهب لك
لطف النّظر ودقّة الفكر ويكون معك
ويجعلك من العارفين۔

واما ايمان قومنا وعلمائنا
بالملٰئكة وغيرها من العقائد فلسنا
نجادلهم فيه ولا نخطيهم فى ذالك
وليس فى هٰذه العقائد عندنا الّا
التسليم وانّما نحن مناظرون فى امر
نزول المسيح من السّماء ولا نسلم
انّه ثابتٌ من الكتٰب والسنّة وان

ہے تو جانتا ہے کہ سوائے ایک قلیل مقدار کے جو نادر
ہے وہ سب کی سب احاد ہیں۔ پس تو اس میں
پاک نفس اور صحیح نیت اور قلب سلیم لیکر غور کر اور میں
بھی تیرے لیے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ اپنے الہام سے تیری
تائید کرے اور تجھے نظر لطیف اور فکر رسا عطا کرے اور
تیرے ساتھ ہو اور تجھے عارف بنائے۔

اور جہاں تک ہماری قوم اور ہمارے علماء کے ملائکہ پر ایمان
اور دوسرے عقائد کا تعلّق ہے ہم اُن کے بارے
میں ان سے نہیں جھگڑتے اور ان کو خطا دار قرار نہیں
دیتے بلکہ ان عقائد کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں مسیح
کے نازل ہونے میں ہم ضرور ان سے مناظرہ
کرتے ہیں اور ہم تسلیم نہیں کرتے کہ یہ قرآن
اور سنّت سے ثابت ہے اور اگر یہ ثابت

بقیہ حاشیہ

وجه الارض ويدخل من باب
الرفق للاصلاح كما دخلوها
للافساد ولا يرفع السيف عليهم
لانّهم ما رفعوه للدّين ويجادلهم
بالحكمة والموعظة الحسنة و
لا يقتل الغٰفلين المعتدين۔
واما ما جاء فى حديث مسلم

بقیہ حاشیہ

کے دروازہ سے داخل ہوئے ہیں اسی طرح مسیح
موعود اصلاح کیلئے نرمی کے دروازہ سے داخل ہو
گا اور ان پر تلوار نہیں اٹھائیگا کیونکہ انھوں نے بھی
دین کیلئے تلوار نہیں اٹھائی اور وہ ان سے حکمت
اور موعظہ حسنہ کیساتھ جھگڑے گا بحث کریگا اور
غافلوں اور حد سے بڑھنے والوں سے نہیں لڑے گا۔
اور جو مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ یاجوج

كان ثابتاً فلا ينبغي لنا ولا لاحدٍ
ان يابىٰ و يمتعض من قبوله فانّه
لا يفرّ من قبول الحقّ الّا ظالمٌ
معتدٍ لا يحب الصداقة اوضالٌّ
جاهل لا يعرف قدرها واما ان
كان غير ثابتٍ فلا ينبغي لصالحٍ ان
يختاره لنفسه فكيف يدعو اليه رجلاً
يمشي على صراطٍ مستقيمٍ وكيف
يحسبه من الكفرين۔ وانّ امر الدين
امرٌ جليل الخطب عظيم القدر لا ينبغي

ہوتا، تو نہ ہمارے لیے اور نہ کسی اور کے لیے جائز
تھا کہ اس سے انکار کرے اور اس کے قبول کرنے سے
اعراض کرے کیونکہ حق بات سے وہی انکار کر سکتا ہے
جو ظالم اور حد سے تجاوز کرنیوالا ہو جو صداقت سے
محبت نہیں کرتا یا جو گمراہ اور جاہل ہو۔ جو اس کی
قدر کو پہچانتا نہیں اور اگر یہ ثابت نہ ہو تو پھر کسی نیک
انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ اسے اپنے لیے اختیار
کرے۔ پس وہ صراطِ مستقیم پر چلنے والے شخص کو اپنی
طرف کیسے بلا سکتا ہے اور وہ کیسے اُسے کافروں
سے خیال کر سکتا ہے اور دین کا معاملہ تو ایک

انّ نشاب ياجوج وماجوج و
قسيّهم تحرق كانوا توقد ويستوقدها
المسلمون فهذا تحريفٌ اٰخر
في الحديث فانّ القسيّ والسهام
قد انعدمت و ذهب وقتها
وقامت الاسلحة النّارية
مقامها فتقبّل ان شئت او
اعرض كالمنكرين۔ منه

اور ماجوج کے تیر اور ان کی کمانیں ایندھن
کی طرح جلائی جائیں گی اور انھیں
مسلمان جلائیں گے۔ پس یہ حدیث
میں دوسری تحریف ہے کیونکہ تیر اور کمانیں
ختم ہو گئی ہیں اور ان کا وقت گزر گیا ہے
اور آتشیں اسلحہ نے ان کی جگہ لے لی ہے
پس اگر تو چاہے تو قبول کر یا منکرین کی
طرح اعراض کر۔ منہ

لاحد ان يستعجل فيه بل اللازم الواجب على كل مسلم مؤمن ان يطرح من بينه البخل والشحناء ويدعو الله ويسئله بالتضرعات والابتهالات هدايته من لدنه و من يهدى الا الله وهو احسن الهادين - ومن نظر فى القرآن وفكر فى الفرقان بالتدبر والامعان فيظهر عليه كلما سولت للعلماء انفسهم وقد عتوا عتوا كبيرا وعاندوا الحق واشاعوا كذبا وزورا وان الحق يعلو ولو دفنوه تحت الارضين -

عظیم الشان، رفیع القدر چیز ہے۔ کسی کے لیے جائز نہیں کہ اس میں جلد بازی سے کام لے۔ بلکہ ہر مسلم مومن پر لازم آتا ہے کہ وہ اپنے اندر سے بخل اور کینہ کو دور کرے اور اللہ سے دعا کرے اور اس سے تضرع اور گریہ وزاری سے اسکی ہدایت طلب کرے اور اللہ کے سوا کون ہدایت دے سکتا ہے اور وہ سب ہادیوں سے بہتر ہادی ہے اور جو قرآن میں غور کریگا اور اس میں تدبر اور باریک نظر سے فکر کریگا اس پر ظاہر ہو جائیگا کہ یہ سب ان علماء کے نفس کا دھوکہ ہے اور انھوں نے سرکشی اور حق کے ساتھ دشمنی کی ہے اور جھوٹ کو شائع کیا ہے اور حق ضرور غالب آئے گا چاہے اسے زمینوں کے نیچے دفن کر دیں۔

ولندع الان ذكر هؤلاء وناخذ فى ذكر ادعائنا مكررا لينظر المنصفون هل يجب عليهم قبول ذلك اورده فنقول ان ديننا هذا الذى اسمه الاسلام ما اراد الله ان يتركه سدى وما اراد ان يبطله ويخزيه من ايدى الاعداء بل قال وهو اصدق الصادقين وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم فى الارض

پس ہم اب ان کے ذکر کو چھوڑ کر دوبارہ اپنے دعوی کا ذکر کرتے ہیں تا منصف مزاج لوگ سمجھ لیں کہ آیا اس کا قبول کرنا ضروری ہے یا اسکا رد کرنا۔ پس ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے نہ چاہا کہ وہ ہمارے دین اسلام کو بیکار چیز کی طرح چھوڑ دے اور اس نے نہ چاہا کہ اسے دشمنوں کے ہاتھوں باطل اور خراب ہونے دے بلکہ اس نے فرمایا کہ وہ سب سے زیادہ صادق ہے کہ اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور ___ مناسب حال عمل کیے یہ وعدہ

كما استخلف الذين من قبلهم و
قال انا نحن نزلنا الذكر وانا له
لحافظون ـ وقال وآخرين منهم لما
يلحقوا بهم وقال ثلة من الاولين
وثلة من الآخرين ـ فهذه كلها
مواعيد صادقة لتائيد الاسلام
عند ظهور الفتن وغلبة المعاصي
والآثام واي فتن اكبر من هذه الفتن
التي ظهرت على وجه الارض وان
النصارى قد دخلوا على الناس من
باب لطيف وسحروا اعين الناس
وقلوبهم واذانهم بالمكائد التي
هي دقيقة المأخذ واضلوا خلقا
كثيرا وجاءوا بسحر مبين ثم اعلم
ان المسيح الموعود كما جاء في
الاحاديث ثلاث علامات ـ
الاول انه يجيئ عند غلبة
النصارى وعند غلبة مكائدهم
وشدة جهدهم لاشاعة مذهب
التنصر فيأتي وينزل فيهم ويكسر
صليبهم ويقتل خنازيرهم ولا

کیا ہے کہ وہ ضرور انہیں زمین میں خلیفہ بنائیگا جیسے اس
نے ان سے پہلوں کو خلیفہ بنایا اور اس نے فرمایا ہے
کہ ہم نے ہی ذکر (قرآن) کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی
حفاظت کرینگے اور اس نے فرمایا "اور ان میں سے کچھ
اور لوگ بھی ہیں جو ان (صحابہ) سے ابھی تک نہیں ملے"
اور اس نے فرمایا کہ "ایک گروہ پہلوں سے اور ایک گروہ
پچھلوں سے۔" پس فتنوں کے ظہور اور گناہوں کے غلبہ
کے وقت تائید اسلام کے لیے یہ سچے وعدے ہیں اور
کونسا فتنہ ان فتنوں سے بڑھکر ہے جو زمین پر ظاہر ہوئے
اور نصاری لوگوں پر لطیف دروازہ سے داخل ہوگئے
اور انھوں نے دقیق المأخذ فریبوں سے لوگوں کی
آنکھوں اور دلوں اور کانوں کو مسحور کر دیا ——
اور انھوں نے بہت سی مخلوق کو
دیا — اور کھلے جادو کا کام کیا۔ پھر
جان لے کہ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے مسیح موعود
کے لیے تین علامات ہیں۔
اوّل کہ وہ نصاریٰ اور ان کی تدبیروں کے غلبہ
اور عیسائیت کے پھیلانے کے لیے ان کی سخت کوشش
کے وقت آئیگا۔ پس وہ آئیگا اور ان میں اتریگا۔
اور ان کی صلیب کو توڑیگا اور ان کے خنزیروں
کو قتل کریگا اور وہ جنگ نہیں کریگا بلکہ وہ یہ

يغزو ولا يحارب بل كلّ ذٰلك يفعل
بالقوّة السماويّة والطاقة الرّوحانية
والاسلحة الفلكيّة ويضع الحرب
ويظهر كالمسكين۔

والثّاني انّه يتزوّج وذٰلك ايماءٌ
الٰى اٰيةٍ يظهر عند تزوّجه من
لّدن القدرة وارادة حضرة الوتر و
قد ذكرناها مفصّلًا في كتابنا التّبليغ
والتحفة واثبتنا فيهما انّ هٰذه الاٰية
سيظهر على يدي ولولا هٰذه الاٰية
لما كان سببٌ معقولٌ لذكر هٰذه
العلامة فانّ التزوّج ليس من امورٍ
نادرةٍ متعسّرةٍ لكي يقال انّه لا يقدر
عليه كاذبٌ الّا المسيح الصادق
الّذي جاء من رّبّ العٰلمين بل
التزوّج امرٌ عامٌ يقدر عليه كلّ
رجلٍ ذي مالٍ وثروةٍ حتّى الكافر
والفاسق فضلًا من ان يكون محدّدًا
في نبيٍّ او وليٍّ فثبت انّه اشارةٌ الٰى
اٰيةٍ عظيمةٍ يظهر عند تزوّجه وقد
فصّلناها في كتٰبنا للنّٰظرين۔

سب کچھ آسمانی اور روحانی قوت وطاقت اور آسمانی
ہتھیاروں کے ساتھ کرے گا اور وہ
جنگ کو ختم کر دے گا اور مسکینوں
کی طرح ظاہر ہو گا۔

دُوسرے وہ نکاح کرے گا اور یہ اس
نشان کی طرف اشارہ ہے جو اللہ کی قدرت کے
ہاتھ اور ارادہ سے اس کے نکاح کے وقت ظاہر
ہو گا اور ہم نے اپنی کتابوں التبلیغ اور تحفہ گولڑویہ
میں اس کا مفصل ذکر کیا ہے اور ہم نے ان دونوں میں
ثابت کیا ہے کہ یہ نشان میرے ہاتھ پر ظاہر ہو گا اور
اگر یہ نشان نہ ہوتا تو اس علامت کے ذکر کرنیکا کوئی معقول
سبب نہ تھا کیونکہ شادی کرنا نادر اور مشکل امور سے نہیں
تا یہ کہا جائے کہ اس پر سوائے سچے مسیح کے جو رب العالمین
کی طرف سے آیا ہے کوئی کاذب قادر نہ ہو گا۔ بلکہ
شادی تو ایسی چیز ہے جس پر ہر مالدار اور
صاحبِ ثروت بلکہ فاسق وفاجر بھی قادر
ہوتا ہے چہ جائیکہ یہ کسی نبی اور ولی تک ہی
محدود ہو۔ پس ثابت ہو گیا کہ یہ ایک عظیم الشان نشان
کی طرف اشارہ ہے جو اس کی شادی کے وقت
ظاہر ہو گا اور ہم نے اپنی کتاب میں
اس کو مفصل بیان کیا ہے

الثّالث انّه يولد له وهذا ايضًا
كلامٌ ايمائيٌّ كمثل قوله يتزوّج فيه
اشارةٌ الى انّه يولد له ولدٌ صالحٌ يضاهي
كمالاته والّا فما التّخصيص فى الاولاد
فقط أوجود الاولاد امرٌ مستبعدٌ فى
غير المسيح بل يوجد فى كلّ قومٍ و
كاذبٍ وصادق فهذه علامات
للمسيح الصّادق انبأ بها خير المنبّئين
وهى كلّها صدقت فى نفسى وهذه
من علاماتٍ يعرف بها صدقى و
من علاماتٍ اخرى انّ الله تعالى
اظهر على يدى بعض اٰيٰتٍ وانبأنى
اخبارًا قبل وقوعها وقد استجاب
كثيرًا مّن ادعيتى ونصرنى فى كلّ
مومنٍ وقد فتحت علىّ ابواب
الهاماته وانا يومئذٍ ابن اربعين
فماتركنى وما ودّعنى وما اضاعنى
بل خصّصنى بالتّحديث والمكالمة
وامرنى لاتمّ حجّته على المتنصّرين
ولوكان عيسٰى حيًّا بجسده العنصرىّ
فى السّماء الثّانية كما هو زعم قومى

تیسری علامت یہ ہے کہ اس کی اولاد ہوگی اور
اور یہ بھی تیزوج والے قول کی طرح کنایاتی کلام ہے۔
اور اس میں اشارہ ہے کہ اس کے ہاں ایک صالح بیٹا ہو
گا جس کے کمالات اس کے کمالات سے مشابہ ہوں گے
اور اگر یہ مراد نہ ہو، تو محض اولاد میں کونسی خصوصیت
ہے۔ کیا مسیح کے سوا کسی اور کے لیے اولاد کا ہونا کوئی
مستبعد امر ہے بلکہ یہ تو ہر قوم میں اور جھوٹے اور
سچے میں پایا جاتا ہے۔ پس یہ سچے مسیح کی علامات ہیں
جن کی مخبر صادق ؑ نے خبر دی ہے اور یہ سب کی سب
میری ذات پر صادق آتی ہیں اور یہ وہ علامات ہیں جن
سے میری صداقت معلوم کی جاسکتی ہے اور دوسری علامات
یہ ہیں کہ اللہ نے میرے ہاتھ پر بعض نشانات ظاہر
کیے اور اس نے مجھے بعض خبریں قبل از وقوع بتائی ہیں
اور میری بہت سی دعائیں قبول کیں اور اللہ نے میری
ہر میدان میں مدد کی اور میں چالیس سال کا تھا کہ مجھ پر
الہام کا دروازہ کھولا گیا۔ پس نہ تو اس نے مجھے ترک کیا
اور نہ ضائع کیا بلکہ اس نے مجھے مکالمہ و مخاطبہ سے
مخصوص فرمایا اور مجھے حکم دیا کہ میں نصاریٰ پر اس کی
حجت پوری کروں۔ اگر عیسٰی ؑ بجسدِ عنصری دوسرے
آسمان پر زندہ ہوتا جیسا کہ میری قوم کا خیال ہے
تو واجب تھا کہ وہ اس وقت نازل ہوتا کیونکہ

فكان الواجب ان ينزل فى هٰذا الوقت فانّ الأمم قد هلكت بمكائد النصارىٰ وبلغت المفاسد منتهاها والقعود على السّمٰوات مع ضلالة اهل الارض وفساد امّته شئٌ عجيبٌ وما نعلم ما الفائدة فى هٰذا القعود واضاعة العمر وما كان الله ليضيع عمرهٗ فى زاوية السمٰوات وقد رأى امّته قد وقعت فى هوّة الهلاك وافسدت فى الارض اكثر ممّا افسد الدّجّالون من قبل ولا نظير لهم فى اشاعة الكذب والشّرك من اٰدم الى هٰذا الوقت الا ترىٰ انّ موسىٰ عليه السّلام لمّا كلّم ربّهٗ على طور سينين واتّخذت امّته من بعده عجلًا جسدًا له خوارٌ كيف انبأ الله موسىٰ بهٰذه الواقعات كلّها وقال ارجع الى قومك بقدم العجلة فانّهم قد هلكوا باتخاذ العجل الٰهًا فرجع موسىٰ غضبان اسفًا واخذ بلحية اخيه ووقع ما تقرء فى القراٰن و

اس وقت تو یں نصاریٰ کے فریبوں سے ہلاک ہوگئی ہیں اور خرابیاں اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہیں اور اہلِ زمین کی گمراہی اور اپنی امّت کی خرابی کے وقت آسمان پر بیٹھے رہنا عجیب بات ہے اور ہم نہیں جانتے کہ اس بیٹھنے اور عمر ضائع کرنے میں کیا فائدہ ہے اور شانِ خداوندی سے بعید ہے کہ آسمان کے کسی گوشہ میں اس کی عمر کو ضائع کر دے اور اس نے دیکھا ہے کہ اس کی اُمّت ہلاکت کے گڑھے میں گر گئی ہے اور اس نے دجّالوں سے بڑھ کر زمین میں فساد کیا ہے اور آدم سے لے کر ابتک شرک اور جھوٹ کی اشاعت میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب کوہ طور پر خدا نے موسیٰؑ سے کلام کیا اور اس کی اُمّت نے گوسالہ کی پرستش شروع کر دی جس سے بے معنی آواز نکلتی تھی تو ان سب واقعات کی اللہ نے موسیٰ کو کیسے خبر دی اور ارشاد فرمایا کہ جلد اپنی قوم کی طرف لوٹ! کیونکہ وہ بچھڑے کو معبود بنا لینے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے ہیں۔ پس موسیٰ غضبناک اور افسوس کرتے ہوئے واپس آئے اور اُنھوں نے اپنے بھائی کی ڈاڑھی پکڑ لی اور وہ واقعہ پیش آیا جو تو قرآن میں پڑھتا ہے۔ اور گوسالہ

ما كان فتنة العجل اشدّ من
فتنة المتنصّرين۔
وانت تعلم انّ فتنة النصارٰى
مع شدة اهوالها وكثرة ضلالها
وغلبتها على وجه الارض كلّها
قد امتدّت ومكثت الى الفين من
سنة وفات المسيح ولكن ما نزل
عيسٰى الى هذا الوقت الّذى اخبر
عنه اهل الكشف كلّهم وما نرٰى
آثار نزوله فهذه امورٌ لا نرٰى
جوابها عند هذه العلماء وقد
راوا منّى آيٰت فلم يلتفتوا الى ذٰلك
وقالوا استدراجٌ او رملٌ وبهتوا لشدّة
اعجابهم وجحدوا بها واستيقنتها
انفسهم ظلمًا وعلوًّا وكان لها من
قلوبهم مكانٌ وفى اعينهم قدرٌ
ولٰكنّهم كذّبوا حسدًا من عند انفسهم
فنعوذ بالله من الحاسدين وتركوا
الحقّ المبين واعتصموا باقاويل
ضعيفةٍ الا يتدبّرون انّ الله ما ارٰى
واقعةً من معظّمات الواقعات الآتية

کا فتنہ نصاریٰ کے فتنہ سے زیادہ
سخت نہ تھا۔
اور تو جانتا ہے کہ نصاریٰ کا فتنہ اپنے خوفوں
کی شدّت اور گمراہی کی کثرت، زمین پر غلبہ پانے
کے باوجود وفاتِ مسیحؑ سے لے کر دو ہزار سال تک
ممتد ہے لیکن وہ عیسیٰ ابتک نہیں اُترا جس
کی اہلِ کشف نے خبر دی تھی اور ہم اس کے نزول
کے آثار نہیں دیکھتے۔ پس یہ وہ باتیں ہیں کہ ہم انکا
جواب علماء کے پاس نہیں پاتے اور وہ بہت
سے نشانات مجھ سے دیکھ چکے ہیں، لیکن
اُنھوں نے اس کی طرف توجّہ نہیں دی۔
اور اُنھوں نے کہا یہ استدراج یا رمل ہے
اور سخت تعجب کی وجہ سے وہ حیران ہو گئے اور
اُنھوں نے انکار کیا اور ان کے نفسوں نے ظلم
اور تکبّر سے انہیں اس کا یقین دلا دیا اور
ان کے دلوں میں انکا ایک مرتبہ تھا اور ان
کی آنکھوں میں ان کی قدر تھی، لیکن اُنھوں نے
اپنے دلی حسد کی وجہ سے ان کی تکذیب کی پس
ہم حاسدوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور اُنھوں
نے کھُلے کھُلے حق کو چھوڑ دیا اور کمزور باتوں کو مضبوطی
سے پکڑ لیا۔ کیا وہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ نے

الا ذکرھا فی القرآن فکیف ترك واقعة
نزول المسیح مع عظمة شانها وعلوّ
عجائبها ولم ترکها ان کانت حقا وقد
ذکر قصّة یوسف وقال نحن
نقص علیك احسن القصص وذکر قصة
اصحٰب الکهف قال کانوا من اٰیتنا
عجبًا ولکن لم یذکر شیئًا من ذکر
نزول عیسٰی من السّماء من غیر
ذکر الوفات فلو کان النزول حقًّا لما
ترك القراٰن هٰذه القصّة ولذکرها
فی سورةٍ طویلةٍ ولجعلها احسن من
کلّ قصّةٍ لانّ عجائبھ مخصوصةٌ
بها ولا نظیر لها فی قصصٍ اُخرٰی
ولجعلها اٰیة لأمة اٰخر الزّمان
فهٰذا هو الدلیل الصریح علٰی ان هٰذه
الالفاظ غیر محمولةٍ علی الحقیقة
والمراد منها فی الاحادیث مجدّدٌ
عظیمٌ یاتی علٰی قدم المسیح ویکون
نظیره ومثیله واطلق اسم المسیح
علیه کما یطلق اسم البعض علی البعض
فی عالم الرؤیا وهٰذه سنّةٌ جاریة

مستقبل کے بڑے واقعہ کا قرآن میں ذکر کیا ہے۔ پس اللہ نے مسیح علیہ السلام کے واقعہ کو باوجود اس کی عظمتِ شان اور عظیم الشان عجائبات کے کیوں چھوڑ دیا اور اگر وہ حق تھا تو اُس نے اُسے کیوں چھوڑ دیا، حالانکہ اس نے یوسف علیہ السلام کا قصّہ بیان کیا اور کہا "ہم تمہارے سامنے بہترین قصّہ بیان کرتے ہیں" اور پھر اس نے اصحابِ کہف کا قصّہ بیان کیا اور فرمایا "یہ ہمارے عجیب نشانوں میں سے تھے" لیکن مسیحؑ کے نزول کا بجز اس کی وفات کے اس نے کوئی ذکر نہیں کیا اور اگر ان کا نزول حق ہوتا تو اس قصّہ کو قرآن کیوں ترک کرتا بلکہ وہ ضرور اسے کسی لمبی عبارت میں ذکر کرتا اور اس کو سب قصّوں سے احسن قرار دیتا کیونکہ اس کے عجائبات اسی سے مخصوص ہیں اور دوسرے قصوں میں اس کی کوئی نظیر نہیں پائی جاتی۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے آخری زمانہ کی اُمّت کے لیے ایک بڑا نشان بناتا۔ پس یہ اس بات پر صریح دلیل ہے کہ ان الفاظ سے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں اور احادیث میں ان سے مراد ایک عظیم الشان مجدّد ہے جو مسیح کے قدموں پر آئیگا اور اس کا نظیر اور مثیل ہوگا اور اس پر مسیح کا نام بولا گیا ہے جیسا کہ عالمِ رؤیا میں بعض کے نام بعض پر بولے جاتے ہیں اور یہ سُنّت وحی اور رؤیا میں جاری و ساری ہے۔

فی الوحی والرؤیا وتجد نظائرھا بکثرۃ
فی کتب الاحادیث وکتب تاویل الرؤیا
فالمراد منہ مثیلٌ یکون للمسیح
کوجودہ وینزل بمنزلۃ ذاتہ من
شدّۃ المماثلۃ ویخرج عند غلبۃ
النّصٰری ویتمّ علٰی یدہ حجّۃ اللہ
ویعلی کلمۃ الاسلام ویظھر الدین
علی الادیان کلّھا بالحجج والبراھین
ومع ذٰلک نجد فی القراٰن انّ فی
اٰخر الزّمان تغلب النّصٰرٰی علٰی
وجہ الارض وینسلون من کلّ
حدبٍ ویھیجون الفتن ویصولون
علی الاسلام بمکائدھم ویجلبون
علیہ رجلھم وخیلھم ولا یترکون
من کیدٍ فی اطفاء نور الاسلام فعند
ذٰلک ینظر الرّب الکریم الی ھٰذہ الامّۃ
المرحومۃ الضعیفۃ الّتی لاحول لھا
ولا قوّۃ فینفخ فی الصور ویعلّم احدًا
منھم من عندہٖ علمًا وعقلًا ویعطی
لہٗ اٰیٰتٍ وینزلہٗ منزلۃ عیسی ابن
مریم فینیر الحق ویبطل کید الخائنین

تو اُس کی مثالیں احادیث اور تاویل الرؤیا کی
کتب میں کثرت سے دیکھے گا۔ پس اس سے مراد
ایک تمثیل ہے جو مسیح جیسا ہوگا
اور شدّتِ مماثلت کی وجہ سے وہ اس کی ذات
کے قائم مقام ہوگا اور وہ غلبہ نصاریٰ کے وقت
ظاہر ہوگا اور اس کے ہاتھ پر اللہ کی حجت پوری ہو
گی اور وہ کلمۂ اسلام کا بول بالا کریگا اور دین اسلام
کو دُوسرے ادیان پر دلائل اور براہین سے غالب
کریگا اور اس کے ساتھ ہم قرآن میں یہ پاتے ہیں
کہ آخری زمانہ میں نصاریٰ روئے زمین پر غالب آ
جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے اُتریں گے اور وہ
بہت سے فتنے پھیلائیں گے اور اپنے فریبوں سے
اسلام پر حملہ آور ہوں گے اور اپنی پیدل فوج اور
سواروں کے ساتھ اسلام پر حملہ کریں گے اور نورِ اسلام
کو بجھانے میں وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرینگے۔
پس ایسے وقت میں اللہ اس کمزور اُمّت مرحومہ کی طرف
نظرِ کرم کریگا جسکی کوئی طاقت نہ ہوگی۔ پس وہ صور
پھونکے گا اور ان میں سے ایک فرد کو اپنے پاس
سے علم اور عقل عطا کریگا اور اس کو بہت سے
نشانات دیگا اور اسے عیسیٰ بن مریم کے مرتبہ پر
نازل کریگا۔ پس وہ حق کو منوّر کریگا اور خیانت

واما اقامته في مقام عيسى وتسميته باسمه فله وجهان الاول ان المجدد لا يأتي الا بمناسبة حال قوم يريد الله ان يتم حجته عليه فلما كانت الاعداء قوم النصارى اقتضت الحكمة الالهية ان يسمى المجدد مسيحا والثاني ان المجدد لا يأتي الا على قدم نبي يشابه زمان المجدد زمانه فهنا قد شابه زمان قومنا بزمان المسيح فان عيسى عليه السلام قد جاء في وقتٍ ما بقيت فيه رياسة اليهود وتملكت السلطنة الرومية عليهم ومع ذلك جاء في وقت قد فسدت قلوب علماء اليهود وزاغت آرائهم وكثرت فيهم المكائد والفسق والفجور وحب الدنيا والخسة والسفاهة والنفاق والجدال وغير ذلك من الاخلاق الردية وكذلك كان حال قومنا في هذا الوقت فاقتضت حكمة الهية ان تسمى المجدد عيسى ابن مريم رعايةً لحالات المخالفين

پیشہ لوگوں کے منصوبہ کو باطل کریگا اور اُس کا عیسیٰ کا قائم مقام ہونا اور اس کے نام سے موسوم ہونا دو وجہ سے ہے اوّل یہ کہ مجدّد اُس قوم کے مناسب حال آتا ہے جس پر اللہ اپنی حجّت پوری کرنا چاہتا ہے۔ پس چونکہ دشمن قوم نصاریٰ تھی اُس لیے حکمتِ الٰہیّہ نے تقاضا کیا کہ اُس مجدّد کا نام مسیح رکھا جائے۔ دُوسرے مجدّد کسی ایسے نبی کے قدم پر آتا ہے کہ جس کے زمانہ سے اُس کا زمانہ مشابہ ہو۔ پس یہاں ہماری قوم کا زمانہ مسیح کے زمانہ سے مشابہ ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام ایسے وقت میں آیا تھا کہ یہود کی سلطنت باقی نہیں رہی تھی اور رُومی سلطنت ان پر غالب آ گئی تھی نیز وہ ایسے وقت میں آیا تھا کہ یہود کے دل خراب ہو گئے تھے اور ان میں کجروی پیدا ہو گئی تھی اور ان میں فریب اور فسق اور فجور اور دُنیا کی محبّت اور کمینگی اور بیوقوفی اور نفاق اور لڑائی جھگڑا اور دیگر ردّی اخلاق پیدا ہو گئے تھے اور ہماری قوم کا حال بھی اُس وقت یہی تھا۔ پس حکمتِ الٰہیّہ نے چاہا کہ مخالفوں اور موافقوں کے حالات کی رعایت سے مجدّد کا نام عیسیٰ بن مریم

والموافقين ۔

وقالوا ان المسيح ينزل من السماء ويقتل الدجال ويحارب النصارىٰ فهذه الآراء كلها قد نشئت من سوء الفهم وقلة التدبر في كلمات خاتم النبيّين واما النزول في السماء فقد فهمت حقيقته وقد بيّنت لك ان النزول من السّماء لا يثبت من القرآن العظيم ولا من حديث النبي الكريم والعجب منهم انهم يؤمنون بان الله انزل في القرآن ايات فيها ذكر وفات المسيح ثم يظنون انه حيٌّ جالس في السماء الثانية مع ابن خالته يحيىٰ النبي الشهيد على نبينا وعليهم السّلام ولا يتفكرون ولا ينظرون الى ان يحيىٰ قد قتل ولحق بالموتىٰ فكيف جمع الله الحي بالميت وما للموتىٰ والاحياء فالعجب كل العجب انهم يجمعون في عقائدهم اختلافات كثيرة ولا يتنبّهون على ذلك ولا يتّقون الاقوال المتهافتة المتناقضة

رکھے۔

اور انہوں نے کہا کہ مسیح آسمان سے نازل ہوگا اور وہ دجّال کو قتل کریگا اور نصاریٰ سے لڑائی کریگا۔ یہ تمام آراء سوءِ فہم اور حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلّم کے کلمات میں قلتِ تدبّر سے پیدا ہوئی ہیں اور آسمان سے نزول کی حقیقت کو تو تُو سمجھ گیا ہے اور مَیں نے تیرے لیے کھول کر بیان کیا ہے کہ آسمان سے نزول نہ تو قرآنِ کریم سے ثابت ہوتا ہے اور نہ احادیثِ نبوّیہ سے اسکا ثبوت ملتا ہے اور ان پر تعجّب ہے کہ وہ اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بعض آیات نازل کی ہیں جن میں وفاتِ مسیح کا ذکر ہے پھر وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ دوسرے آسمان پر اپنے خالہ زاد بھائی اور شہید نبی یحییٰ کے ساتھ زندہ بیٹھے ہیں اور وہ غور نہیں کرتے اور نہ اس طرف دیکھتے ہیں کہ یحییٰ قتل ہوگئے اور مُردوں سے مل گئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے زندہ کو مُردہ کے ساتھ کیسے جمع کر دیا اور مُردوں اور زندوں کا آپس میں کیا تعلق پس سخت تعجب ہے کہ یہ لوگ اپنے عقائد میں بہت سے اختلاف جمع کر دیتے ہیں اور اس پر متنبہ نہیں ہوتے اور نہ رکیک اور متناقض اقوال سے پرہیز کرتے ہیں اور وہ بدستور

ويتكلّمون كالسكارىٰ اوكالمجانين۔
وما نجد في اقوال المفسرين
انهم اتفقوا في امر حيوٰة عيسىٰ بل
لهم في هذه المسئلة اختلافات
كثيرة فذهب بعضهم انه قد مات
ثم احيى ولكن هذا قولهم بافواههم
وما أتوا ببين على الحيات بعد الموت
من النصوص القرانية والحديثيّة
وبعضهم ذهب الى انه صعد بجسمه
العنصري الى السّماء قبل الموت
فخالف بيان القران في قوله من غير
حجة ولا برهان ولا دليل شافٍ و
لا سلطانٍ مبين۔ فالحاصل انهم
نطقوا في امره بحسب ظنهم كهائم
وادٍ وما اتفقوا على راي واحد في امر
صعوده وما استطاعوا ان ياتوا باٰية
اوحديثٍ اوقول صحابي على صحة
عقيدة الصعود بالجسم العنصري
ثم انصرفوا قبل اثبات هذا الاصل
العظيم الى عقيدة النزول وما عرفوا
ان النزول فرع للصعود وثبوته فرع

اور مجنونوں کی طرح کلام کرتے ہیں۔
ہم مفسرین کے اقوال میں یہ بات نہیں پاتے
کہ وہ حیاتِ عیسیٰؑ کے بارے میں متفق ہو گئے ہوں بلکہ
اس مسئلہ میں ان کے اندر بہت سے اختلافات ہیں
ان میں سے بعض تو اس طرف گئے ہیں کہ وہ فوت
ہو گئے اور پھر زندہ ہو گئے، لیکن یہ صرف ان کے
مونہہ کی بات ہے اور ان کے پاس موت کے
بعد زندگی پر نصوصِ قرآنیہ یا حدیثیہ سے کوئی دلیل نہیں
اور بعض اس طرف گئے ہیں کہ وہ اپنے خاکی جسم کے
ساتھ موت سے پہلے آسمان کی طرف صعود کر گئے۔
پس یہ لوگ اپنے اس قول میں بغیر کسی حجت و برہان
اور بغیر کسی شافی اور واضح دلیل کے قرآنِ کریم کے
بیان کے خلاف گئے ہیں۔ پس حاصل کلام یہ ہے
کہ انھوں نے اپنے ظن کے مطابق اس کے معاملہ میں وادی
میں سرگرداں شخص کی طرح گفتگو کی ہے اور اس
کے صعود کے بارے میں کسی ایک قول پر ان کا اجتماع نہیں
ہوا اور آسمان کی طرف جسدِ عنصری کے ساتھ صعود کر
جانے پر وہ کوئی آیت یا حدیث یا کسی صحابی کا قول
پیش نہیں کر سکتے پھر وہ اس عظیم اصول کو ثابت
کرنے سے قبل نزول کے عقیدہ کی طرف پھر گئے ہیں
اور انھوں نے یہ نہیں سمجھا کہ نزول صعود کی فرع ہے

لثبوته واذا ثبت ان القرآن لا يصدق صعود عيسٰی بجسمه العنصری بل يخالفه ويبين وفاته فی كثير من اٰياته فتارةً يقول يا عيسٰی انی متوفيك وتارة يشير الی وفاته بقوله فلما توفيتنی كنت انت الرقيب عليهم وتارة يقول ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل ای ماتوا كلهم (ولو لم نختر هذا المعنی فی هذه الاٰية المؤخرة يبطل الاستدلال المطلوب) فكيف نترك القرآن وشهاداته وای شهادة اكبر من شهادة الكتاب العزيز الذی لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه فهل تريد اصلحك الله دليلاً اوضح من هذا فالانسب والاولی ان يعرض غير القرآن علی القرآن ولو كان حديث رسول الله صلی الله عليه وسلم او كشف ولی او الهام قطب فان القرآن كتاب قد كفل الله صحته وقال انا نحن نزلنا

اور اس کا ثبوت صعود کے ثبوت کے لیے بطور فرع کے ہے اور جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ قرآن مسیحؑ کے جسم عنصری کے ساتھ صعود کرنے کی تائید نہیں کرتا بلکہ اس کی مخالفت کرتا ہے اور اس کی وفات کو اپنی بہت سی آیات میں بیان کرتا ہے۔ پس کبھی تو وہ یہ کہتا ہے کہ "اے عیسیٰؑ میں تجھے وفات دینے والا ہوں"۔ اور کبھی وہ اپنے اس قول سے اس کی وفات کی طرف اشارہ کرتا ہے "کہ جب تو نے مجھے وفات دیدی تو تُو ہی ان پر نگران تھا"۔ اور کبھی کہتا ہے "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) محض ایک رسول ہیں جن سے پہلے تمام رسول گذر چکے ہیں"۔ یعنی وہ سب کے سب وفات پاگئے (اگر ہم اس آخری آیت میں ان معنوں کو اختیار نہ کریں تو مطلوب استدلال باطل ہو جاتا ہے) پس ہم قرآن اور اس کی شہادتوں کو کیسے ترک کر دیں اور کونسی شہادت قرآن کریم کی شہادت سے بڑی ہو سکتی ہے کہ جس کے آگے اور پیچھے سے باطل نہیں آ سکتا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری اصلاح کرے۔ کیا تو اس سے زیادہ واضح اور کوئی دلیل چاہتا ہے پس انسب اور اولیٰ یہی ہے کہ غیر قرآن کو قرآن پر پیش کیا جائے۔ چاہے وہ حدیث نبوی ہو یا کسی ولی کا کشف ہو یا کسی قطب کا الہام ہو۔ قرآن کریم ایسی کتاب ہے جس کی صحت کا خدا خود ضامن ہے اور اس نے فرمایا ہے" ہم

الذكر وانا له لحافظون وانه لايتغير
بتغيرات الازمنة ومرور القرون الكثيرة
ولا ينقص منه حرف ولا تزيد عليه
نقطة ولا تمسه ايدي المخلوق ولا
يخالطه قول الآدميين ۔

ومع ذلك لاشك ان القرآن
وحي متلو كله متواتر قطعي حتى النقاط
والحروف وانزله الله باهتمام شديد
كامل بحراسة الملائكة ثم ماترك
النبي صلى الله عليه وسلم دقيقة
من الاهتمامات في امره وداوم على
ان يكتب امام عينه اٰية اٰية كما كان
ينزل حتى جمع كله ورتب الاٰيات
وجمعها بنفسه النفيسة وكان
يداوم على قراءته في الصلوٰة وغيرها
حتى ارتحل من دار الدنيا ولحق
بالرفيق الاعلىٰ ولاقى محبوبه رب
العلمين ۔ ثم بعد ذلك قام الخليفة
الاوّل ابوبكر الصدّيق رضى الله
عنه لتعهد جميع سور بترتيب
سمع من النبي صلى الله عليه وسلم

نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں اور
وہ تغیر زمانہ اور بہت سی صدیوں کے گزرنے سے تبدیل نہیں
ہوتا اور نہ اس سے کوئی حرف کم ہوسکتا ہے اور نہ کوئی
نقطہ زیادہ ہوسکتا ہے اور اسکو مخلوق کے ہاتھ چھو نہیں سکتے اور
نہ اس سے آدمیوں کے قول کا اختلاط ہوسکتا ہے۔

اور ساتھ ہی اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن
وحی متلو ہے اور سارے کا سارا حتّٰی کہ نقاط اور حروف بھی
متواتر اور قطعی ہیں اور اس کو اللہ نے نہایت اہتمام
کے ساتھ اور ملائکہ کی حفاظت میں اُتارا ہے۔ پھر اسکے بارہ
میں اہتمام کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ آپ نے اسپر مداومت
اختیار کی ہے کہ وہ آیت آیت آپکے سامنے لکھا جائے
جیسا کہ وہ اُترتا رہا ــــ یہانتک آپ نے سارا جمع
کیا اور آیات کو ترتیب دی اور خود بنفس نفیس ان کو
جمع کیا اور آپ ہمیشہ نماز میں اور اس کے علاوہ دوسرے
اوقات میں پڑھا کرتے تھے۔ یہانتک کہ آپ اس دنیا
سے کوچ فرما گئے اور اپنے رفیقِ اعلیٰ اور اپنے محبوب
رب العالمین سے ملاقی ہوئے۔ پھر اسکے بعد خلیفہ اوّل
حضرت ابوبکر صدیقؓ کھڑے ہوئے اور آپ نے
اس کی تمام سورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سُنی ہوئی ترتیب کے ساتھ جمع کرنے کا عہد کیا

ثم بعد الصديق الاكبر وفق الله الخليفة
الثالث فجمع القرآن على قرأة واحدة
بحسب لغة قريش واشاعه في البلاد
ومع ذلك كان الصحابة كلهم يقرءون
القرآن كالحفاظ وكان كثير منه في
صدور المؤمنين وكانوا يقرؤونه
في الصلوة وخارجه بل كانوا بعضهم
حافظ القرآن كله وكانوا يتلونه في
اناء الليل والنهار وكانوا على تلاوته
مداومين۔

فتفكر ايها العبد الصالح اين
حصل هذا المقام الاعلى والاسنى
لحديث في زمان من الازمنة وان
الاحاديث كلها احاد※ وما توجه
رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور آپ کے بعد اللہ تعالیٰ نے خلیفہ ثالث حضرت
عثمانؓ کو اس بات کی توفیق دی اور آپ نے لغتِ
قریش کے مطابق قرآن کو ایک ہی قرائت پر جمع کیا
اور اسے تمام علاقوں میں شائع کیا اور اس کے ساتھ
ساتھ تمام صحابہ قرآن کو حافظوں کی طرح پڑھتے تھے
اور اسکا کثیر حصّہ مومنوں کے سینوں میں محفوظ تھا اور وہ
اسے نماز میں اور نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں
پڑھتے رہتے تھے اور ان میں سے بعض سارے قرآن کے
حافظ تھے اور وہ رات اور دن پڑھتے تھے اور
اس کی ہمیشہ تلاوت کرتے تھے۔

پس اے نیک بندے تو سوچ کہ یہ بلند و
ارفع مقام کسی زمانہ میں حدیث کو حاصل ہوا
اور احادیث تو تمام کی تمام احاد※ ہیں اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کتابت
کرنے اور جمع کرنے کی طرف توجّہ نہیں فرمائی

※ اعلم ارشدك الله ان الامام
البخاری مع شدة اهتمامه
في تصحيح الاحاديث وتوفيقها
وتنقيدها وتفتيش رواتها عجز
عن رفع التناقض الذي يوجد

※ آگاہ رہیے! اللہ تجھے ہدایت دے کہ
امام بخاریؒ احادیث کی تصحیح، ان میں
موافقت پیدا کرنے اور تنقید اور
ان کے راویوں کی تفتیش کرنے کے شدید
اہتمام کے باوجود اس تناقض کو دُور

الیٰ جمعها وکتابتها ولاصحابته الکرام
وماکفلها الله وماضمن وما وعد
لعصمتها وحفاظتها کوعده لحفاظة
القرآن ومع ذٰلك کتبت الاحادیث
بعد زمانٍ طویل وبعد قرون من وفات
نبیّنا صلی الله علیه وسلّم ومع ذٰلك
یوجد فی بعضها اختلاف کثیر و
تناقض عسیر فهٰذا هو السبب
الذی جعل هٰذه الامة فرقة فرقة
فبعضهم حنفی وبعضهم شافعی
وبعضهم مالکی وبعضهم حنبلی
ولو کانت الاحادیث متفقة متوافقة

نہ صحابہ نے یہ کام کیا اور نہ اللہ نے ان کا ذمّہ
لیا اور ضمانت دی اور نہ ان کی عصمت وحفاظت
کا وعدہ فرمایا جیساکہ اس نے قرآن کی حفاظت
کا وعدہ فرمایا ہے نیز احادیث رسول اللہ صلّی اللہ
علیہ وسلّم کی وفات کے بعد ایک لمبا زمانہ اور کئی
صدیاں گزرنے پر لکھی گئیں اور پھر ان میں بہت
اختلاف اور شدید تناقض پایا جاتا ہے اور یہی
سبب ہے جس نے اس اُمّت کو فرقہ فرقہ
بنادیا۔ بعض ان میں سے حنفی ہیں، بعض
شافعی، بعض مالکی اور بعض حنبلی اور
اگر احادیث متفق علیہ ہوتیں، تو لوگ
ان کے بارے میں اختلاف نہ کرتے اور

بقية الحاشية

فی احادیث صحیحه حتی توفی ثم
ماکان لاحد ان یتدارك ما فاته
الا تنظر الی احادیث المعراج کیف
یوجد فیها اختلافات عظیمة حتیٰ
ان بعضهم ذهب الی ان المعراج
کان فی الیقظة وبعضهم ذهب الی
انه کانت رؤیا صالحة فتدبر ولا
تکن من النائمین ۔ منه

بقیہ حاشیہ

کرنے سے عاجز آگئے جو صحیح حدیثوں میں پایا جاتا
تھا یہانتک کہ آپ وفات پاگئے، پھر کوئی بھی اس
کام کو پورا کرکے اس کی تلافی نہ کرسکا۔ کیا تو معراج
کی احادیث کو نہیں دیکھتا کہ کس طرح ان میں بڑے
بڑے اختلاف پائے جاتے ہیں یہانتک کہ بعض
لوگ اس طرف گئے ہیں کہ معراج بیداری میں ہوا تھا
اور بعض اس طرف کہ وہ ایک رؤیا صالحہ تھی پس تو
تدبر کر اور سونے والوں سے نہ ہو ۔ منہ

لما اختلف النّاس فيها وما افترقوا ولكنّهم وجدوا الاحاديث بعضها يخالف بعضا فاخذ كل واحد حديثا باجتهاده وفوّض الامر الى الله ففريق ذهب الى رفع اليدين فى الصلوٰة والتأمين بالجهر وقرأة الفاتحة خلف الامام وفريق آخر خالفه فى اجتهاده وكل منهما يستدل بحديث فكذلك فى الوف من الاحاديث يوجد اختلاف المذاهب فالاحاديث الّتى متنزلة من مراتب التواتر والقطعية واليقين ولا تخلوا من الاختلافات والتناقضات والاضداد كيف نحسبها قاضية على القرآن هذه علامات القضاة فتفكّروا ان كنتم متفكّرين ۔

نہ وہ فرقوں میں تقسیم ہوتے، لیکن اُنھوں نے بعض احادیث کو بعض احادیث کے مخالف پایا پس ان میں سے ہر ایک فرقہ نے اپنے اجتہاد کے ساتھ ایک حدیث کو لے لیا اور معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا۔ پس ایک فریق تو نماز میں رفع یدین اور بلند آواز سے آمین کہنے اور امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی طرف چلا گیا اور دوسرے فریق نے اپنے اجتہاد میں اس پہلے فریق کی مخالفت کی اور ہر فریق نے کسی نہ کسی حدیث سے استدلال کیا۔ اسی طرح ہزاروں احادیث میں مذاہب کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ پس وہ احادیث جو تواتر، قطعیت اور یقین کے مراتب تک نہیں پہنچتیں اور اختلاف، تناقض اور تضاد سے خالی نہیں، انھیں ہم قرآن پر کیونکر قاضی سمجھیں۔ کیا قاضیوں کی یہی علامات ہیں۔ پس اگر تم غور کرنے والے ہو تو غور کرو۔

وانا لا ننظر الى الاحاديث بنظر الاستخفاف والتوهين نحن نشكر ائمة المحدّثين ونحمدهم على سعيهم ولا شك ان للاحاديث شاناً عظيمًا وهى حاملة لتواريخ الاسلام ولاكثر مسائل الدين وجزئياته

ہم احادیث کی طرف استخفاف اور توہین کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ ہم تو آئمہ حدیث کے شکر گزار ہیں اور ان کی کوششوں کی تعریف کرتے ہیں۔ بیشک احادیث کی بلند شان ہے اور وہ تاریخ اسلام اور اکثر مسائل دینیہ اور ان کی جزئیات کی حامل ہیں۔ ہم ان کی تعظیم کرتے ہیں اور

ونعظّمها ونعزها ونقبلها بالرأس
والعين - ولكنا لا نقدمها على كتاب
الله الامام المهيمن واذا تخالف
الحديث والفرقان في امر من القصص
فنشهد الثقلين - انا مع الفرقان
ولا نبالي طعن الطّاعنين ونعلم
ان الخير كله والسلامة كلها في
جعل القرآن معيارًا لمثل هذه
الاخبار فالقانون الصحيح العاصم
من الخطاء ان نعرض كل قصة
على القرآن فان كان ذكرها في القرآن
او ذكر امر يشابهها فيقبل
ويؤمن به ويعتقد عليه وان لم
يوجد شبيه في القرآن لا في
هذه الامة ولا في امم اُخرى بل
يوجد فيه شئ يعارضه فمن الواجب
ان لا يقبل مثل هذه القصص الّا
في زي التاويل فانظر اقتداء لهذا
القانون العاصم الذي بلغنا من
رسول الله صلى الله عليه وسلّم
هل تجد لقصة صعود المسيح

ان کی عزت کرتے ہیں اور انھیں دل و جان سے
قبول کرتے ہیں، لیکن ہم انھیں قرآن کریم پر
مقدم قرار نہیں دیتے اور جب قرآن و حدیث
میں کسی قصّہ کے بارہ میں باہم اختلاف ہو
جائے، تو ہم دونوں جہانوں کو گواہ ٹھہراتے ہیں کہ
ہم قرآن کے ساتھ ہیں اور ہم طعن کرنیوالوں کی
طعن کی پروا نہیں کرتے اور ہم جانتے ہیں کہ ساری
بھلائی اور سلامتی قرآن کریم کو ان اخبار کیلئے
معیار بنانے میں ہے پس خطاء سے بچانیوالا صحیح قانون یہی ہے
کہ ہم ہر قصّہ کو قرآن پر پیش کریں۔ پس اگر اس
کا یا اس جیسے کسی امر کا ذکر قرآن میں موجود ہو
تو وہ قبول کیا جائے گا۔ اس پر ایمان لایا جائیگا اور
اس پر اعتقاد رکھا جائے گا اور اگر اس سے مشابہ
کوئی ذکر قرآن میں نہیں نہ اس اُمّت میں نہ
دوسری اُمتوں میں، بلکہ کوئی ایسی چیز پائی جاتی
ہے جو اس کے معارض و مخالف ہے تو لازم
ہے کہ اس قسم کے قصّوں کو سوائے تاویلی رنگ
کے قبول نہ کیا جائے۔ پس خطا سے بچانے والے
اس قانون کی جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے ملا ہے پیروی کر۔ کیا تو مسیحؑ کے جسم
عنصری کے ساتھ صعود اور آسمان سے دو

مع جسمه العنصري ولقصة نزوله
من السماء واضعًا كفيه على جناحي
الملكين اصلا او اثرا في القرآن او
قصة مما يشابه هذه القصة بل
القرآن ينزه شان الله عن مثل تلك
الافعال في هذه الدنيا ويقول قل
سبحان ربي هل كنت الا بشرًا
رسولا وانه خالف قصة النزول جهرًا
بحيث ذكر بشارات بشر بها المسيح
في كلامه المرتب المرصع فبلغ
الكلام من قوله اني متوفيك الى قوله
يوم القيامة وما ذكر فيه قصة صعود
المسيح ولا نزوله ولو كانت صحيحة
لذكرها في ضمن هذه البشارات
فهذا دليل واضح على ان الفرقان
ما صدق تلك القصص بل كذبها
لذكره المواعيد والتبشيرات للمسيح
الى يوم القيامة وتركه تلك القصة
وفي ذلك وجوه شافية للطالبين -

واعلم ان القرآن لا يجوز احد
ان يرقى في السموات بجسمه العنصري

فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اُترنے کے قصوں
کا کوئی اصل یا نشان یا اس قصہ سے مشابہ کوئی قصہ
پاتا ہے بلکہ قرآن اس دُنیا میں اس قسم کے افعال
سے خدا کی شان کو منزہ قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے
قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرًا رسولاً (کہہ پاک
ہے میرا رب، مَیں تو صرف ایک بشر رسول ہوں) اور
قرآن واضح طور پر نزول کے قصہ کا مخالف
ہے کیونکہ اس نے ان بشارات کا ذکر کیا ہے جن کی بشارت
اللہ تعالیٰ نے مسیح کو اپنے مُرتّب اور مُرصّع کلام میں دی
ہیں اور بات خدا کے قول "انی متوفیک" سے اس
کے قول "یوم القیامۃ" تک پہنچ گئی اور اس میں مسیحؑ
کے آسمان پر چڑھنے یا اُترنے کا ذکر نہیں کیا اور اگر
یہ بات صحیح ہوتی تو ان بشارات کے ضمن میں اس کا
ضرور ذکر ہوتا۔ پس یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ
قرآن کریم نے ان قصوں کی تصدیق نہیں بلکہ اُسنے تکذیب
کی ہے کیونکہ اس نے مسیحؑ کے لیے قیامت تک کے
مواعید اور بشارتوں کا ذکر تو کیا، لیکن اس قصہ
کو اس نے چھوڑ دیا اور اس میں طالبانِ حق کے لیے
شافی وجوہ موجود ہیں۔

اور تو جان لے کہ قرآن کسی کے لیے یہ جائز
قرار نہیں دیتا کہ وہ جسمِ عنصری کے ساتھ آسمان پر

ویبقی فیہا حیًا الی یوم القیامۃ وانت تعلم ان طائفۃ من قریش اقترحوا سوالات من عند انفسہم فکان منہا انہم قالوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا لا نؤمن بک حتی ترقی فی السماء فنزل فی جوابہم قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرًا رسولا وانت تعلم ان رسولنا صلعم افضل الرسل وخاتمہم واحبہم الی اللہ فالامر الذی لم یجز لہ فکیف یجوز لغیرہ فتدبر یا اخی ایدک بالہام مبین۔

واما معراج رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم فکان امرا اعجازیًا من عالم الیقظۃ الروحانیۃ اللطیفۃ الکاملۃ فقد عرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجسمہ الی السماء وہو یقظان لاشک فیہ ولاریب ولکن مع ذٰلک ما فقد جسمہ من السریر کما شہد علیہ بعض ازواجہ رضی اللہ عنہن وکذالک کثیر من الصحابۃ فانت تعلم وتفہم ان

چڑھ جائے اور اس میں قیامت تک زندہ رہے اور تو جانتا ہے کہ قریش کے ایک گروہ نے اپنے پاس سے بعض سوالات کیے تھے اور ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا ہم تجھ پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تو آسمان پر نہ چڑھ جائے اور ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی "قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرًا رسولًا (کہ پاک ہے میرا ربّ میں تو صرف ایک رسول ہوں) اور تو جانتا ہے رسول اللہ افضل الرسل، خاتم الرسل اور ان میں سے خدا کے سب سے زیادہ محبوب تھے پس وہ بات جو آپ کیلئے جائز نہ تھی وہ آپ کے غیر کیلئے کیسے جائز ہو سکتی ہے پس اے بھائی غور کر اللہ تعالیٰ واضح الہام سے تیری تائید کرے۔

ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج اعجازی امر تھا جو کامل لطیف روحانی بیداری میں ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم کے ساتھ بیداری میں آسمان کی طرف صعود فرمایا۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں لیکن اس کے باوجود آپ کا جسم چارپائی سے گم نہیں ہوا تھا۔ جیسا کہ اس پر آپ کی بعض ازواج رضی اللہ عنہن اور بہت سے صحابہؓ نے شہادت دی۔ اور تو جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ معراج ایک دوسری چیز ہے اور آسمان کی طرف عیسٰی کے

قصة المعراج شئ اٰخر لا یضاهیه
قصة صعود عیسیٰ علیه السلام
علی السماء وان کنت تشك فیه فارجع
الی البخاری وما اظن ان تبقی بعده
من المرتابین۔

واما قوله تعالیٰ فی قصّة ادریس
ورفعناه مکانا علیًّا فاتفق المحققون
من العلماء ان المراد من الرفع
ههنا هو الاماتة بالاکرام ورفع الدرجات
والدلیل علی ذٰلك ان لکل انسان موت
مقدر لقوله تعالیٰ کل من علیها
فان ولا یجوز الموت فی السمٰوٰت
لقوله تعالیٰ وفیها نعیدکم ولا
نجد فی القراٰن ذکر نزول ادریس وموته
ودفنه فی الارض۔ فثبت بالضرورة
ان المراد من الرفع الموت فحاصل
الکلام ان کلما یخالف القراٰن ویعارض
قصصه فهی اباطیل واکاذیب و
انّما هو تقوّل المفترین۔

ثم اعلم ایّدك الله تعالیٰ ان
عقیدة نزول المسیح من السماء

صعود کر جانے کا قصہ اِس کے ساتھ کوئی
مشابہت نہیں رکھتا اور اگر اس بارہ میں
تجھے شک ہو تو بخاری کی طرف رجوع کر اور میرا
خیال ہے کہ تو اس کے بعد شک
میں نہیں رہے گا۔

اور حضرت ادریسؑ کے قصہ میں خدا کا یہ قول
کہ "ورفعناہ مکانا علیا" ہم نے اس کو ایک بلند مقام
کی طرف اٹھایا۔" محقق علماء اس بات پر متفق ہیں
کہ یہاں رفع سے مراد عزت کے ساتھ موت دینا
اور درجات کا بلند کرنا ہے اور اس پر دلیل یہ ہے
کہ ہر انسان کے لیے موت مقدر ہے کیونکہ اللہ نے
فرمایا ہے۔ کل من علیہا فان (ہر ایک جو زمین پر ہے
فنا ہونیوالا ہے) اور آسمانوں میں موت کا جواز نہیں
پایا جاتا ؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وفیہا نعیدکم (اور
ہم اسی میں تم کو لوٹائیں گے) اور ہم قرآن میں ادریسؑ
کے نزول اور اس کی موت اور زمین میں دفن ہونے
کا قصہ نہیں پاتے۔ پس بالضرورت ثابت ہوا کہ رفع
سے مراد موت ہے۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ ہر بات
جو قرآن کے مخالف ہو اور اسکے قصّوں کے مخالف ہو تو
وہ باطل جھوٹ اور افترا کرنیوالوں کی من گھڑت باتیں ہیں
پھر جان لے۔ اللہ تیری تائید کرے کہ آسمان

مع عدم ثبوته من النصوص القرآنية
ومخالفة القرآن فيها يضر عقائد
التوحيد ويربّي عقائد قوم اهلكوا
الناس بمثل هٰذه القصص فانهٗ
ان كان هٰذا هو الامر الحق ان عيسٰى
لم يمت كاخوانه من الانبياء بل
هو حي موجود في السماء ومع ذٰلك
كان يخلق الطيور كمثل خلق الله و
يحي الاموات كاحياء رب العٰلمين
فايّ ابتلاء اعظم من هٰذا للذين
يدعون الى ربوبيّة المسيح في هٰذا
الزمان الذي تتموج فيه فتن النصارٰى
من كل جهة ويجاهدون باموالهم
وجميع مكائدهم ليضلوا النّاس
ويجعلوهم من المتنصّرين ۔
ثم اعلموا ايها الاعزة ان
حياة رسولنا صلى الله عليه
وسلّم ثابت بالنصوص الحديثية
وقد قال رسول الله صلى الله صلى
الله عليه وسلّم اني لا اترك ميّتا في
قبري الى ثلثة ايام او اربعين باختلاف

سے مسیح کے اُترنے کا عقیدہ نصوص قرآنیہ سے —
ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے اور قرآن کی مخالفت کی وجہ
سے عقائدِ توحید کو نقصان دیتا ہے اور اس قوم کے
عقائد کی تائید کرتا ہے جنھوں نے ایسے ہی قصّوں سے
لوگوں کو ہلاک کیا اور اگر یہ بات سچی ہوتی کہ عیسٰیؑ اپنے
انبیا بھائیوں کی طرح مرا نہیں بلکہ وہ زندہ آسمان
میں موجود ہے اور اس کے ساتھ وہ خدا کی پیدائش
کی طرح پرندے پیدا کرتا تھا اور مُردوں کو رب العالمین
کے زندہ کرنے کی طرح زندہ کرتا تھا، تو اس سے
بڑھ کر ان لوگوں کے لیے اور کونسا ابتلا ہوگا
جو اس زمانہ میں الوہیت مسیحؑ کی طرف بلاتے
ہیں جس میں ہر طرف سے نصارٰی کے فتنے
موجیں مار رہے ہیں اور وہ لوگ اپنے مالوں
اور جمیع تدابیر کے ساتھ کوشش کرتے ہیں کہ
لوگوں کو گمراہ کر دیں اور ان کو عیسائی بنا لیں۔

پھر اے عزیزو! جان لو کہ ہمارے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی نصوصِ حدیثیہ سے
ثابت ہے۔ اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ مَیں اپنی
قبر میں تین یا چالیس دن تک (باختلاف روایت)
مُردہ نہیں رہوں گا بلکہ مَیں زندہ کیا جاؤں گا
اور آسمان کی طرف اُٹھایا جاؤں گا اور

الرواية بل احيٰى وارفع الى السماء وانت تعلم ان جسمه العنصري مدفون في المدينة فما معنى هٰذا الحديث الا الحياة الروحاني والرفع الروحاني الذي هو سنة الله باصفياءه بعد ماتوفاهم كما قال عزّوجل يا أيّتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك وما معنى قول ارجعي الى ربّك الّا المعنى الّذي يفهم من قول رافعك الىّ فان الرجوع الى الله راضية مرضية والرفع الى الله امر واحد وقد جرت عادة الله تعالى انه يرفع اليه عباده الصالحين بعد موتهم ويؤديهم في السمٰوات بحسب مراتبهم ولاجل ذٰلك لقى نبيّنا صلى الله عليه وسلّم كل نبي خلا من قبله في ليلة المعراج في السمٰوات فوجد ادم في السماء الدنيا ووجد عيسٰى وابن خالته يحيٰى في السماء الثانية ووجد موسٰى في السماء الخامسة وهٰذه الاحاديث صحيحة تجدها في البخاري وغيره من الصحاح

تو یہ بھی جانتا ہے کہ آپ کا جسم خاکی مدینہ میں مدفون ہے۔ پھر اس حدیث کے رُوحانی زندگی اور رفع کے سوا اور کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ یہ اللہ کی اپنے اصفیاء کے ساتھ ان کو موت دینے کے بعد سُنّت ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک (اے اطمینان پانیوالی جان تو اپنے رب کی طرف لوٹ آ) اور اپنے رب کی طرف لوٹ آنے کے وہی معنے ہیں جو قول رافعک الیّ (میں تجھے اپنی طرف اُٹھانیوالا ہوں) کے ہیں کیونکہ اللہ کی طرف رجوع اس حال میں کہ وہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی ہوں اور اللہ کیطرف اٹھایا جانا دونوں ایک ہی امر ہیں اور اللہ کی یہ سنت جاری ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کو ان کی موت کے بعد اپنی طرف اٹھاتا ہے اور ان کے مراتب کے مطابق اُنہیں آسمان میں جگہ دیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات اپنے سے پہلے گزرنے والے ہر نبی سے ملے؛ چنانچہ آپؐ نے آدمؑ کو پہلے آسمان میں اور عیسٰیؑ اور آپؑ کے خالہ زاد بھائی یحیٰیؑ کو دُوسرے آسمان میں اور موسٰیؑ کو پانچویں آسمان میں پایا اور یہ حدیثیں صحیح ہیں اور بخاری اور دُوسری صحاح میں پائی جاتی ہیں پھر

ثم الذين لا يريدون الحق يتعامون ويتنسون رفع الانبياء كلهم ويصرون على حياة عيسٰى ورفعه ويقرؤن حديث المعراج ثم ينسونه ويضيعون اعمارهم غافلين۔

وہ لوگ جو حق نہیں چاہتے اور اندھے بن جاتے ہیں اور تمام انبیاء کے رفع کو بھول جاتے ہیں اور عیسٰیؑ کے رفع پر اصرار کرتے ہیں۔ وہ حدیثِ معراج کو پڑھتے ہیں لیکن پھر اسے بھول جاتے ہیں اور اپنی عمر غفلت میں ضائع کرتے ہیں۔

اعيسٰى حيٌّ ومات المصطفٰى تلك اذاً قسمة ضيزٰى اعدلوا هو اقرب للتقوى واذا ثبت ان الانبياء كلهم احياء فى السمٰوات فايّ خصوصية ثابتة لحياة المسيح اهو ياكل و يشرب وهم لا ياكلون ولا يشربون بل حياة كليم الله ثابت بنص القرآن الكريم الا تقرء فى القرآن ما قال الله تعالٰى عزوجل فلا تكن فى مرية من لقائه وانت تعلم ان هذه الاٰية نزلت فى موسٰى فهى دليل صريح على حياة موسٰى عليه السلام لانه لقى رسول الله صلى الله عليه وسلم والاموات لا يلاقون الاحياء ولا تجد مثل هذه الاٰيات فى شان عيسٰى عليه السلام نعم جاء ذكر وفاته فى مقامات شتّٰى

کیا عیسٰیؑ زندہ ہیں اور مصطفٰیؐ فوت ہو گئے یہ تو بھونڈی تقسیم ہے۔ انصاف کرو۔ وہ تقوٰی کے زیادہ قریب ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ تمام انبیاءؑ آسمان میں زندہ ہیں تو پھر حیاتِ مسیحؑ کی کونسی خصوصیت ثابت ہوتی ہے۔ کیا وہ وہاں کھاتا پیتا ہے اور دوسرے انبیاء کھاتے پیتے نہیں بلکہ حضرت موسیٰؑ کا زندہ ہونا قرآنِ کریم سے ثابت ہے۔ کیا تو قرآن کریم میں نہیں پڑھتا کہ اللہ نے فرمایا: فلا تکن فی مریة من لقاءہ (تو اس کی ملاقات کے بارے میں شک نہ کر) اور تو جانتا ہے کہ یہ آیت موسیٰؑ کے بارے میں اتری ہے اور آپ کی زندگی پر صریح دلیل ہے کیونکہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور مُردے زندوں سے نہیں ملتے اور تو اس جیسی آیات حضرت عیسٰیؑ کے بارہ میں نہیں پائے گا۔ ہاں ان کی وفات کا ذکر مختلف مقامات پر آیا ہے۔ پس تو تدبّر کر کیونکہ اللہ تدبّر

فقد برّ فان الله يحب المتدبّرين۔
ولعلك تقول لم ذكر الله تعالى
قصة رفع عيسى عليه السلام
بالخصوصية وكذلك قصة نفي صلبه
في القرآن وايّ سرّ ومصلحة في ذكرها
وايّ حاجة اشتدت لهذا البيان
فاعلم ان علماء اليهود وفقهائهم
غضب الله عليهم كانوا ظانين ظن
السوء في شان عيسى عليه السلام و
كانوا يقولون انه مفتري كذاب وكان
مكتوبًا في التورىة ان المتنبي الكاذب
يصلب ويلعن ولا يرفع الى الله تعالى
كالانبياء الصادقين فارادوا ان يصلبوا
المسيح ليثبتوا كذبه بحسب احكام
التورىة وليبيّنوا للناس انه ملعون
كذاب ولا يرفع الى الله قاتلهم الله و
لعنهم كيف احتالوا في نبي من المقربين
فسعوا لصلبه وبذلوا له كل كيد ومكر
لعله يصلب ويحصل لهم حجة على كذبه
وعدم رفعه بكتاب الله التورىة فبشّر الله
عيسى عليه السلام قائلًا يا عيسى اني

کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔
اور شائد تو کہے کہ پھر اللہ نے رفع عیسٰی اور
اسے صلیب پر نہ مارے جانے کا خاص طور پر قرآن
میں کیوں ذکر کیا ہے۔ اور ان دونوں قصوں کے ذکر میں
کونسا راز اور مصلحت ہے اور کس ضرورت نے ان کے
بیان کو ضروری بنایا ہے۔ پس تو جان لے کہ یہود اور
ان کے فقیہوں پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوا کیونکہ وہ عیسٰے
علیہ السلام کی شان میں بدگمانی کرتے تھے۔ اور کہتے
تھے وہ (نعوذ باللہ) مفتری اور کذاب ہیں اور تورات
میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی صلیب دیا جاتا ہے۔
اور لعنتی ہوتا ہے اور سچے انبیاء کی طرح اسکا رفع
خدا کی طرف نہیں ہوتا۔ پس انھوں نے مسیح علیہ السلام کو صلیب
پر مارنا چاہا تا وہ تورات کے احکام کے مطابق اس
کا کذب ثابت کریں اور لوگوں کے سامنے بیان کریں
کہ وہ ملعون اور کذاب ہے اور اسکا رفع خدا کی طرف
نہیں ہوگا۔ اللہ ان کا برا کرے اور ان پر لعنت کرے
کس طرح اُنھوں نے ایک مقرب نبی کے بارہ میں
حیلہ سے کام لیا۔ پس اُنھوں نے آپ کو صلیب پر
مارنے کی کوشش کی اور اس کے لیے ہر ممکن
تدبیر کی تا وہ صلیب پا جائیں اور ان کے جھوٹا ہونے
اور عدم رفع کے بارہ میں کتاب اللہ تورات سے
انکے ہاتھ ایک دلیل آجائے پس اللہ نے عیسٰیؑ کو بشارت دی اور فرمایا

متوفيك يعني مميتك حتف انفك ورافعك اليّ يعني رافعك الى حضرة القرب كالانبياء الاصدقاء ولست بنعمة الله من الملعونين والكذابين فهذه مواعيد تسلية من الرب الكريم لعيسى عليه السلام ورد على اليهود وقول مبشر بان الله لا يهدي كيد الخائنين والرفع كما علمت انه ليس مخصوصًا بعيسى عليه السلام والانبياء كلهم قد رفعوا وكان مقعدهم عند مليك مقتدر وقد وجد نبينا صلى الله عليه وسلم كل نبي مرفوعًا الى السماء من السموات بل وجد بعض الانبياء ارفع من عيسى عليه السلام وفي اٰية وما قتلوه وما صلبوه اشارة اخرى وهو ان النصارى زعموا ان عيسى صلب لاجل تطهيرهم من المعاصي وظنوا كانه حمل بعد الصلب جميع ذنوبهم على نفسه وهو كفارة لهم ومطهرهم من جميع المعاصي والخطيئات ففي

انّی متوفیک یعنی اے عیسیٰ میں تجھے طبعی موت دُوں گا اور رافعک الیّ میں تجھے اپنی طرف مقام قرب پر دُوسرے سچے نبیوں کی طرح اُٹھاؤں گا اور اللہ کے احسان سے تو ملعون اور کذّاب نہیں پس یہ وعدے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عیسیٰ علیہ السلام کی تسلّی اور یہودیوں کی تردید کے لیے تھے اور یہ بشارت دینے والی بات تھی کہ اللہ خیانت کرنیوالوں کی تدبیر کو کامیاب نہیں کرتا اور رفع جیسا کہ تو نے ابھی جان لیا ہے، عیسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ مخصوص نہیں اور تمام انبیاء کا رفع ہوا ہے اور ان کا مقام ملیک مقتدر کے پاس ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہر نبی کو مرفوع الی السماء پایا بلکہ بعض انبیاء کو عیسیٰ سے زیادہ بلند مقام پر پایا۔ اور آیت "وما قتلوہ وما صلبوہ" (انھوں نے نہ اسے قتل کیا ہے اور نہ صلیب دیا ہے) میں ایک اور اشارہ ہے اور وہ یہ کہ نصاریٰ نے خیال کیا کہ عیسیٰؑ ان کو گناہوں سے پاک کرنے کی خاطر صلیب دیا گیا اور اُنھوں نے خیال کیا کہ گویا اُس نے صلیب کے بعد سب گناہ اپنی جان پر اُٹھا لیے۔ اور وہ ان کے لیے کفارہ کے طور پر انھیں تمام گناہوں اور خطاؤں سے پاک کرنیوالے ہیں۔ پس صلیب کی نفی میں نصاریٰ کی تردید اور

نفى الصلب ردعلى النصارى وهدم العقيدة الكفارة ومع ذلك ردّ على اليهود واستيصال لكيدهم الذى احتالوا اعتصامًا بالتورٰىة واظهار البرية عيسٰى عليه السلام من بهتان تلك الاقوام فهذا هو السبب الذى ذكرالله قصة صلب عيسٰى فى القرٰان وكذبه والا فما كان فائدة فى ذكره وكم من نبى قتلوا فى سبيل الله وما جاء ذكر قتلهم فى القرٰان فخذ منى هٰذه النكتة وكن من المصدقين -

عقیدۂ کفارہ کا مٹانا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہود اور ان کی اس تدبیر کو جڑ سے اکھیڑنا ہے جو انھوں نے تورات کو مضبوط پکڑنے کے ساتھ کی اور ان لوگوں کے بہتان سے عیسٰی کی برأت کا اظہار کرنا ہے۔ پس یہی وہ سبب ہے جس کی وجہ سے قرآن نے صلیب عیسٰے کے قصہ کو بیان کیا اور اس کو جھٹلایا ؛ ورنہ اس کے ذکر کا کیا فائدہ تھا اور کتنے نبی ہیں جو اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے اور ان کی شہادت کا ذکر قرآن میں نہیں آیا۔ پس یہ نکتہ مجھ سے اخذ کر اور تصدیق کرنیوالوں میں سے ہو جا۔

وربما يختلج فى قلبك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم اختار لفظ النزول عند ذكر مجئ المسيح الموعود فى كل مقام وترك لفظ البعث والارسال وغير ذلك فاعلم ان فيه سر عظيم قد اشار اليه القرٰان فى مقامات شتى وهو ان انبياء الله عليهم السلام يرفعون الى الله بعد وفاتهم منقطعين من هذا العالم لا يكون لهم اهتمام ولا فكر لعالم

شاید تیرے دل میں یہ کھٹکے کہ رسول کریم صلعم نے مسیح موعود کے آنے کے ذکر کے وقت ہر جگہ نزول کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے اور ارسال اور بعث اور دیگر الفاظ کو کیوں ترک کیا ہے۔ پس جان لے کہ اس میں ایک عظیم راز ہے جس کی طرف قرآن کریم نے کئی مقامات میں اشارہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی وفات کے بعد اللہ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور اس عالم سے منقطع ہو جاتے ہیں اور انھیں چھوڑے جانے والے عالم کے لیے کوئی اہتمام اور فکر نہیں

تركوه بل يصلون ربهم فرحين
ويقعدون عند مليك مقتدر
بطيب العيش والحبور والسرور
يلحقون بالواصلين. وقد يتفق
ان امة احد منهم تفسد افسادًا
عظيمًا فى الارض ويرجعون الى
جاهلية اولى بل الى اقبح واشنع
منها فيرتعد النبى المتبوع بسماع
هذا الخبر عن الله تعالى ويدركه
همّ وغمّ واضطراب ويقصد ان
ينزل الى الارض ويصلح امته فلا
يجد سبيلا اليه لما سبق قول الله
تعالى انهم لا يرجعون فالله
يجعل له مثيلاً فى الارض ويجعل
اراداته فى اراداته وتوجهاته فى
توجهاته ويجعلهما كشئ واحد
كانهما من جوهر واحد وينزل
روحانيته على روحانيته فيظهر
المثيل بشان واخلاق وصفات
كان الممثل به يوصف بها فهذا
هوالوجه الذى اختير له لفظ

ہوتا بلکہ وہ خوشی خوشی اپنے رب سے جا ملتے ہیں
اور ملیک مقتدر کے پاس آسائش اور خوشی کے ساتھ بیٹھ جاتے
ہیں اور خدا سے وصال کرنے والوں سے مل جاتے
ہیں۔ اور کبھی کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ان میں سے
کسی ایک کی اُمت زمین میں فسادِ عظیم برپا کرتی ہے اور
وہ پہلی جاہلیت کی طرف عود کر آتی ہے بلکہ اس
سے بھی زیادہ قبیح و شنیع حالت میں ہو جاتی ہے۔
اور نبی متبوع اللہ سے یہ خبر سُن کر کانپ اُٹھتے
ہیں اور انھیں غم وھم اور اضطراب لاحق ہوتا
ہے اور وہ چاہتا ہے کہ زمین کی طرف اُترے اور
اپنی اُمت کی اصلاح کرے، لیکن وہ اس کی
طرف کوئی راہ نہیں پاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
پہلے سے یہ کہہ رکھا ہے کہ وہ واپس نہیں لوٹیں گے
انہم لا یرجعون۔ پس اللہ اس کا ایک مثیل دنیا میں
پیدا کرتا ہے اور اس کے ارادوں کو اس نبی کے
ارادے اور اس کی توجہات کو اس نبی کی توجہات،
بلکہ انھیں ایک ہی چیز بنا دیتا ہے۔ گویا کہ وہ ایک
ہی جوہر سے ہیں اور اس نبی کی روحانیت مثیل پر
نازل ہوتی ہے اور مثیل اسی شان اور انہی صفات و
اخلاق میں ظاہر ہوتا ہے جو اس نبی کی تھیں جس کا
وہ مثیل ہے۔ پس یہ وہ سبب ہے جس کی وجہ سے

النزول ليدل على ان المسيح الموعود
يجئ على قدم المسيح الاصلى كانه
هو فمعنى لفظ النزول الذى جاء
فى البخارى ان المسيح الأتى ينزل
منزلة المسيح الحقيقى ومع ذٰلك لما
كان الدجال المفسد المضل خارجا
من الارض بانواع المكائد والحيل
والفنون الارضية السفلية اختير
لفظ النزول للمسيح الموعود مناسبة
ومحاذاة للخارج الارضى واشارة الى
ان الدجال يهيج فتنة من الحيل
الارضية والمكائد السفلية والمسيح
الموعود لا ياتى بشئ من الارض من
سيف او سهم او رمح بل ياتى
بالاسلحة الفلكية وينزل على اجنحة
الملائكة لا يكون معه شئ من
الاسباب الارضية ويؤيد بايات السماء
وبركاتها فكانه ملك نزل من السماء
لاهلاك العفريت الارضى* واطفاء

لفظ نزول اختیار کیا گیا ہے تا وہ اس بات
پر دلالت کرے کہ مسیح موعود اصلی مسیح کے قدموں
پر آئیگا۔ گویا وہ وہی ہے پس نزول کا لفظ جو بخاری
میں آیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ آنیوالا مسیح حقیقی
کا قائم مقام ہوگا۔ پھر چونکہ فسادی اور گمراہ کرنے والا
دجّال زمین سے قسم قسم کے فریبوں اور حیلوں اور
پست زمینی فنون کے ساتھ نکلنے والا تھا، اس لیے
اس زمین سے نکلنے والے کے مقابل پر مناسبت
کی غرض سے مسیح موعود کے لیے لفظ نزول اختیار
کیا گیا اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے
کہ دجّال زمینی حیلوں اور پست تدبیروں کے ذریعے
فتنے بھڑکائے گا، لیکن مسیح موعود کوئی زمینی چیز مثل
تلوار، تیر یا نیزہ نہیں لائیگا بلکہ وہ آسمانی اسلحہ
اور وہ فرشتوں کے پروں پر نازل ہوگا اور اس
کے ساتھ زمینی اسباب سے کچھ نہ ہوگا اور آسمانی
نشانات اور برکات کے ساتھ اس کی
تائید کی جائے گی۔ گویا وہ ایک فرشتہ
ہے جو زمینی عفریت* کے ہلاک کرنے اور
اس کی شرارتوں کے شعلہ کو بجھانے کے لیے

الحاشية* قد جاء فى بعض الاحاديث ان

حاشیہ* احادیث میں آیا ہے کہ دجّال نوعِ انسان

شعلة شرورة واعلموا ان لفظ النزول تبشیر سماوی للمسلمین لئلا ینقطع رجاؤهم فی زمان تصب علیهم المصائب وتقل الحیل الارضیة والوسائل السفلیّة وترتعد قلوبهم برؤیة غلبة النصارٰی و دولتهم وشدة قوتهم وقوة مکائد ائمة دینهم الذین هم الدجال الاکبر المعهود والمظاهر التامة للشیطان لم یر مثلهم ومثل مکائدهم فی العالمین۔

فبشر اللّٰہ المسلمین المستضعفین فی اٰخر الزمان وقال انکم اذا رأیتم ان ائمة دین النصارٰی قد غلبوا علٰی وجه الارض واهلکوا اهلها

آسمان سے نازل ہوا ہے اور جان لے کہ لفظ نزول مسلمانوں کے لیے آسمانی بشارت ہے تا اِس زمانہ میں ان کی اُمیّد منقطع نہ ہو جس میں ان پر مصائب ٹوٹ پڑیں گے اور زمینی حیلے اور سفلی وسیلے کم ہو جائیں گے اور نصارٰی کے غلبہ، ان کی دولت ان کی قوّت کی شدّت اور ان کے آئمہ دین (جو کہ دجّال اکبر معہود اور شیطان کے مظہرِ اُتم ہیں) کی تدبیریں دیکھ کر ان کے دل کانپ اٹھیں گے اور وہ ان کی اور ان کے حیلوں کی مثال جہانوں میں نہ پائیں گے۔

پس اللہ نے آخری زمانہ کے کمزور مُسلمانوں کو بشارت دی اور کہا کہ جب تم یہ دیکھو کہ آئمہ دینِ نصارٰی روئے زمین پر غالب آ گئے ہیں اور انھوں نے قسم قسم کے حیلوں، تدبیروں، علوم اور لوگوں کے

الحاشیة: الدجال لایکون من نوع الانس بل انما هو شیطان یوسوس فی صدور تابعیه فی اٰخر الزمان فتوابعه یکونون مظاهره و مظهر ارادته۔ منه

حاشیہ: سے نہیں ہو گا بلکہ وہ شیطان ہو گا جو آخری زمانہ میں اپنے پیروکاروں کے سینوں میں وسوسے پیدا کریگا اور اُس کے پیروکار اُس کے اور اس کے ارادہ کے مظہر ہوں گے۔ منہ

بانواع مكائدهم وعلوهم وجذبهم
قلوب الناس اليهم ورفقهم ولين
قولهم ومداراتهم التي بطريق
النفاق واستعمالهم ضروبًا من
الحيل وتاليف القلوب بالتعليم
والاموال والنساء والمناصب
والمدارات والتشويقات والاماني
والخداع واراءة حكومة الدنيا و
سلطانها ومواعيد القرب من
دولتهم والتعزز عند امرائهم ووجدتم
انهم قد احاطوا على البلاد كلها و
افسدوا فسادًا كبيرًا بسحر كلماتهم
وعجائب تلبيساتهم وفنونهم الارضية
التي بلغت منتهاها فلا تخافوا ولا
تحزنوا فانا نرى ضعفكم وكسلكم
في دينكم وقلة علمكم وعقلكم وهمّتكم
ومالكم وقلة حيلكم في تلك الايّام
ونرى انكم صرتم قومًا مستضعفين
فننزل في تلك الايام نصرة من
عندنا من السماء وعبدًا من
لدنا ويأتيكم مددنا من العرش خالصًا

دلوں کو اپنی طرف کھینچ کر اپنے رفق اور نرم
باتوں اور منافقانہ طور پر مدارات سے اور شوق
بڑھا کر خواہشات پیدا کرکے اور قسم قسم کے
مکروں کے استعمال اور تعلیم کے ذریعہ تالیف
قلوب اور مال، عورتوں، عہدوں اور مدارات کا
لالچ دے کر اور دھوکہ دے کر اور دُنیا
کی حکومت اور اس کا غلبہ دکھا کر اور اپنی
حکومت کے قرب اور اپنے حاکموں کے
دربار میں عزت کے وعدے دیکر اہلِ زمین
کو ہلاک کر دیا ہے اور تم دیکھو کہ انھوں
نے شہروں کا احاطہ کر لیا ہے اور انھوں
نے اپنے کلمات کے جادو، تلبیس کے
عجائبات اور فنونِ ارضیہ کے ذریعے جو
اپنی انتہا کو پہنچ گئے ہیں بڑا فساد برپا کر دیا ہے
پس نہ تم ڈرو نہ غم کھاؤ کیونکہ ہم تمہارے ضعف
دین میں غفلت، عقل، ہمّت، علم اور مال کی
کمی اور قلّتِ تدبیر کو اس زمانہ میں دیکھ
رہے ہیں اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تم کمزور ہو
گئے ہو۔ پس ہم ان ایّام میں اپنے پاس سے آسمان
سے مدد نازل کریں گے اور اپنے پاس سے
ایک بندہ مبعوث کریں گے اور خالصتاً ہمارے

من ايدينا ومن نفخنا لا يخالطه سبب
من اسباب الارض فنتم حجة ديننا
على الظالمين ۔

وقد اشير في بعض الاحاديث
ان المسيح الموعود والدجال المعهود
يظهران في بعض البلاد المشرقية يعني
في ملك الهند ثم يسافر المسيح
الموعود او خليفة من خلفائه الى
ارض دمشق فهذا معنى القول الذي
جاء في حديث مسلم ان عيسى
ينزل عند منارة دمشق فان النزيل
هو المسافر الوارد من ملك اخر وفي
الحديث يعني لفظ المشرق اشارة
الى انه يسير الى مدينة دمشق من
بعض البلاد المشرقية وهو ملك
الهند وقد القي في قلبي ان قول
عيسى عند المنارة دمشق اشارة
الى زمان ظهوره فان اعداد حروفه
تدل على السنة الهجرية التي
بعثني الله فيه واختار ذكر لفظ
المنارة اشارة الى ان ارض دمشق

ہاتھوں، ہمارے نفخ سے آسمان سے تمہارے پاس مدد آئیگی
جس میں کسی زمینی سبب کی ملونی نہ ہوگی اور ہم ظالموں پر اپنے
دین کی حجت پوری کریں گے۔

اور بعض احادیث میں اس طرف بھی اشارہ
کیا گیا ہے کہ مسیح موعود اور دجّال معہود کسی مشرقی
ملک یعنی ملک ہند میں ظاہر ہوں گے پھر
مسیح موعود یا اس کے جانشینوں میں سے کوئی جانشین
دمشق کی سرزمین کی طرف سفر کریگا۔ پس صحیح
مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰؑ دمشق کے
منارہ کے پاس نازل ہوگا۔ اس کے یہی
معنی ہیں کیونکہ نزیل اس مسافر کو کہتے ہیں جو
دوسرے ملک سے آئے اور حدیث میں
لفظ مشرق اس طرف اشارہ کررہا ہے کہ وہ دمشق
شہر کی طرف کسی مشرقی ملک (یعنی ملک ہند)
سے جائے گا اور میرے دل میں ڈالا
گیا ہے کہ دمشق کے منارہ کے پاس
عیسیٰ کے نزول میں اس کے زمانہ ظہور کیطرف
اشارہ ہے کیونکہ اس کے حروف کے اعداد
اس سن ہجری پر دلالت کرتے ہیں جس میں اللہ
نے مجھے مبعوث کیا ہے اور لفظ منارہ کے
استعمال میں اس طرف اشارہ ہے کہ دمشق

تنيرو تشرق بدعوات المسيح الموعود بعد ما اظلمت بانواع البدعات وانت تعلم ان ارض دمشق كانت منبع فتن المتنصرين ۔

وتفصيله كما رأيناه في اناجيل النصارى ان بُولص الذى كان اول رجل افسد دين النصارى واضلهم واجاح اصولهم ومكر مكرًا كبارا وسار الى دمشق وافترى من عند نفسه قصة طويلة ليعرضها على بعض سادات النصارى الذين كانوا غافلين من مكائده وكانوا سفهاء بادى الرأى ذوى الآراء السطحية والعقول الناقصة الضعيفة سريع الايمان بالخرافات المنقولة والعجائبات المروية ولو كان ناقلها وراويها امرءً كذابا مفسدا فلقى بولص فى دمشق رجلا منهم الذى كان اسمه انانيا وكان اولهم غباوة وسريع الميل الى مثل هذه المخرفات فقال يا سيدى انى رأيت كشفا

کی سرزمین انواع و اقسام کی بدعات سے تاریک ہو جانے کے بعد مسیح موعود کی دعاؤں سے منور ہو کر چمک اُٹھے گی اور تو جانتا ہے کہ ارضِ دمشق نصاریٰ کے فتنوں کا منبع تھی۔

اور اس کی تفصیل ہم نصاریٰ کی اناجیل میں دیکھتے ہیں کہ پولوس پہلا آدمی تھا جس نے دینِ نصاریٰ میں فساد پیدا کیا اور ان کو گمراہ کیا۔ ان کے اصول کو جڑ سے اُکھیڑا اور بڑے مکر سے کام لیا اور وہ دمشق کی طرف گیا اور اس نے اپنے پاس سے ایک قصہ گھڑا تا وہ اسے بعض نصرانی رؤسا کے سامنے پیش کرے جو اس کی تدابیر سے غافل اور ظاہری نظر ہیں، بے وقوف، سطحی آراء والے، کمزور، ناقص العقل اور منقول خرافات اور روایتی عجائبات پر جلد ایمان لانے والے تھے۔ خواہ ان کا نقل کنندہ اور راوی کذاب اور مفسد شخص ہی ہو۔ پس پولوس دمشق میں ان میں سے ایک شخص انانیا سے ملا، جو اوّل درجہ کا غبی اور ایسی ملمع شدہ باتوں کی طرف جلد مائل ہونیوالا تھا اور اس نے کہا اے میرے آقا! میں نے ایک عجیب کشف دیکھا ہے، کہ میں اپنے تمام شہ سواروں کے ساتھ

تجيباً انى كنت اسير مع جملة فرسان
الى جهة من الجهات وكنت من اشد
الاعداء لدين المسيح اروح واغدو
فى هذا الفكر فنزل على المسيح ونادانى
من الضوء وسمعت صوته وعرفته
فقال لم تؤذينى يا بولص انطيق ان
تضرب يدك على رمح الحديد
فزجرنى وخوفنى حتى خفت وارتعدت
فقلت يا ربى انى تبت مما فعلت فامر
ما افعل بعد ذلك فامرنى وقال سر
الى مدينة دمشق وابحث فيها عن
رجل اسمه انانيا واقصص عليه
هذه القصة فهو يعرفك ما يكون
عملك فالحمد لله انى وجدتك و
رأيتك على صفات عرفنى بها ربى
المسيح ثم قال بعد تمهيد هذه
المكائد يا سيدى انى برئ من
دين اليهود فادخلنى فى الملة
المقدسة النصرانية فانى جئتك
مؤمنا ومبشرا من المسيح فتنصر
على يد انانيا واجابه انانيا فى كل

کسی طرف جا رہا ہوں اور مَیں دینِ مسیحؑ کے سخت دشمنوں سے تھا۔ مَیں صبح و شام اِسی فکر میں رہتا تھا۔ درآنحالیکہ مجھ پر مسیحؑ نازل ہوئے اور روشنی سے مجھے پکارا۔ مَیں نے آواز سُنی اور آپؑ کو پہچان لیا۔ آپؑ نے فرمایا۔ پولوس تُو مجھے کیوں تکلیف دیتا ہے۔ کیا تو اس لوہے کے نیزے پر ہاتھ مارنے کی طاقت رکھتا ہے؟ پس آپ نے مجھے ڈانٹا اور ڈرایا۔ یہانتک کہ مَیں ڈر کر کانپ اُٹھا۔ اور مَیں نے کہا۔ اے میرے آقا مَیں نے اپنے فعل سے توبہ کی پس آپؑ مجھے ارشاد فرمائیں کہ میں اسکے بعد کیا کروں۔ اس پر آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ دمشق شہر کی طرف جا اور انانیا نامی شخص کو تلاش کر اور اس کے سامنے یہ قصہ بیان کر کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے بعد تمہارا کیا کام ہوگا۔ پس الحمدللہ کہ مَیں نے آپ کو پا لیا اور مَیں نے آپ میں وہی صفات مشاہدہ کیں جو میرے آقا مسیحؑ نے بتائی تھیں۔ ان تمہیدی تدبیروں کے بعد اس نے کہا اے میرے آقا! مَیں یہود کے دین سے بری ہوتا ہوں۔ آپ مجھے (ملّت مقدسہ نصرانیہ) میں داخل کریں کہ مَیں آپ کے پاس مومن بن کر اور مسیحؑ کی بشارت لے کر آیا ہوں! چنانچہ وہ انانیا کے ہاتھ پر

ما طلبه وعظمه واشاع هذه القصة
فی مدینة دمشق فاول ارض غرس
فیه شجرة ربوبیة المسیح هی مدینة
دمشق وغرس بولص فیها هذه
الاشجار الخبیثة واهلك اهلها
فالنصاری کلهم اشجار بذر بولص
الذی بذره فی دمشق فاراد رسول الله
صلی الله علیه وسلم ان یذکر مدینة
دمشق فی نباء المسیح الموعود تنبیهًا
الی ان تلك الارض کانت مبدءً للفساد
ومنبعا اولا لفتن التنصر ولجعل
العبد الهًا ثم سیصل عبدٌ موحد
الیه فی اٰخر الزمان لاشاعة التوحید
کما وصل بولص لاشاعة الشرك
والکفر والخبث تلبیسًا من عند نفسه
لیکون له مکانًا فی اعین النصاری
فالحاصل ان دمشق کان اصلًا ومنبعا
لفتن المتنصرین وکان مبدء الفساد
مبدءکید الکائدین۔ فبشر الله
لعباده ان فتنة الوهیة المسیح
تجاح وتزال من وجه الارض کلها

نصرانی ہوگیا اور انہوں نے اس کی تعظیم کی اور اس
قصہ کو دمشق شہر میں پھیلایا۔ پس دمشق وہ پہلی
سرزمین ہے جس میں الوہیت مسیح کا پودا بویا گیا اور
اسی میں پولوس نے یہ گندے پودے بوئے
اور اس کے رہنے والوں کو ہلاک کیا۔ پس
نصاریٰ تمام کے تمام اس بیج سے نکلے ہوئے
پودے ہیں جسکو اس نے دمشق میں بویا تھا۔ پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ مسیح موعود
کی پیشگوئی میں دمشق کے شہر کا ذکر کریں تا اس
بات پر متنبہ کریں کہ یہ سرزمین منبع فساد اور نصرانی
فتنوں کے پیدا ہونے کی جگہ ہے اور بندہ کو خدا
بنانے کے فتنوں کا سرچشمہ ہے۔ عنقریب ایک
توحید پرست بندہ آخری زمانہ میں یہاں
اشاعت توحید کی خاطر پہنچے گا۔ جیسے
پولوس شرک اور کفر اور اس خباثت کی اشاعت
کے لیے اپنے نفس کی تلبیس سے وہاں پہنچا تھا تا
نصاریٰ کی آنکھوں میں اسے ایک مقام حاصل
ہوجائے۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ دمشق نصاریٰ
کے فتنوں کا منبع اور فساد اور حیلہ سازوں کے
حیلوں کا مبداء تھا۔ پس اللہ نے اپنے بندوں کو
بشارت دی کہ الوہیت مسیح کا فتنہ جڑ سے اکھیڑ

حتى من دمشق الذی کان مبدؤها
ومنبعها وینتهی کمال التوحید الیه
کما ابتدأت الفتن منه وهذا فعل
الله وعجیب فی اعین الذین لا یؤمنون
بعجائب رحمة ارحم الراحمین ۔

واما قتل الدجال الذی هو من
علامات المسیح فاعلموا ایها
الاعزة ایّدکم الله ان لفظ الدجال
لیس اسم احد سماه ابواه به بل هو
فی اللغة فئة عظیمة یقطعون نواحی
الارض سیرًا ویغطون الحق علی الباطل
ویرونه کالحق الخالص المحض وینجسون
وجه الارض بالتمویهات والتلبیسات
ویفوقون مکرًا وکیدًا کل مکار
وکائد وتعم الارض کلها بلیاتهم و
آفاتهم ولو کان المراد من لفظ الدجال
رجلاً خاصًا لبیّن النبیّ صلے الله علیه
وسلم اسم ذلك الرجل الذی لقب
بالدجال اعنی الاسم الذی سماه
والداه وبین اسم والدیه ولکن لم
یبین ولم یصرح اسم ابیه وامه

دیا جائیگا اور وہ تمام زمین سے حتّٰی کہ دمشق سے جو اسکا
مبداء اور منبع تھی زائل کر دیا جائیگا اور کمال توحید
اسکی طرف پہنچیگی جیسا کہ اس سے فتنوں کی ابتداء ہوئی اور
یہ اللہ کا فعل ہے اور ان لوگوں کی نظر میں عجیب بات ہے جو
سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالے خدا کے عجائبات پر ایمان
نہیں لاتے اور قتلِ دجّال، جو علاماتِ مسیح میں سے ایک
ہے۔ اس کے متعلق اے عزیزو! (اللہ تمہاری تائید
کرے) جان لو کہ لفظ دجّال کسی شخص کا نام نہیں جو اس کے
والدین نے رکھا ہو بلکہ لغت کے لحاظ سے وہ ایک بڑا گروہ
ہے جو زمین کے کناروں تک سفر کرے گا اور
حق کا باطل پر ملمع کریگا اور لوگ اسے خالص
اور کھرے حق کی طرح خیال کریں گے اور وہ
زمین کو ملمع سازیوں اور فریب کاریوں سے پلید کریگا
مکر اور فریب میں وہ ہر مکّار اور فریبی سے فوقیت
لے جائیگا اور اس کی بلائیں اور آفتیں زمین پر
عام ہو جائیں گی اور اگر دجال سے کوئی خاص شخص
مراد ہوتا تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس
شخص کا نام بتاتے، جسے دجّال کا لقب دیا گیا۔
یعنی وہ نام بتاتے جو اس کے والدین نے
اس کا رکھا اور پھر اس کے والدین کا نام
بتاتے، لیکن آپؐ نے اس کے باپ اور ماں کے

فوجب علينا ان لا نخت من عند انفسنا
رجلا خاصا بل ننظر في لسان العرب
ونقدم معنى يهدي اليه لغة قريش
فاذا ثبت معناه انه فئة الكائدين۔
فوجب بضرورة التزام معنى اللفظ
ان نقر بانه فئة عظيمة فاقوا مكرا
وكيدا وتلبيسا اهل زمانهم ونجسوا
الارض كلها بخيالاتهم الفاسدة ثم
اذا رجعنا الى القرآن ونظرنا فيه هل
هو يبين ذكر رجل خاص مسمى دجالا
فلا نجد فيه منه اثرا ولا اليه اشارة
مع انه كفل ذكر واقعات عظيمة لها
دخل في الدين وقال ما فرطنا في الكتب
من شئ وقال في مقامات كثيرة ان
في القرآن تفصيل كل شئ ولكن لا نجد
في القرآن ذكر الدجال الذي هو فرد
خاص بزعم القوم اجمالا فضلا عن
التفصيلات نعم انا نرى ان القرآن
قد ذكر صريحا فئة مفسدة في الدين
وذكر ان في آخر الزمان يكون قوما
مكارين مفسدين ينسلون من كل

ناموں کو بالصراحت بیان نہیں فرمایا۔ پس ہم پر واجب
ہے کہ ہم اپنے پاس سے کوئی خاص شخص تجویز نہ کریں بلکہ
لُغت عرب کو دیکھیں اور ان معنوں کو مقدم کریں جس
کی طرف لُغت قریش ہماری راہنمائی کرتی ہے۔ پس
جبکہ اس کے معنی یہ ثابت ہوجائیں کہ وہ مکاروں کا
ایک ٹولہ ہے تو لفظ کے معنی کے التزام کی ضرورت کے
ساتھ واجب ہوا کہ ہم اس بات کا اقرار کریں کہ وہ ایک
بڑا گروہ ہے جو مکر و تدبیر اور فریب میں اپنے زمانہ کے
لوگوں پر فوقیت لے گیا اور اُنھوں نے اپنے فاسد
خیالات کے ساتھ تمام زمین کو پلید کر دیا۔ پھر جب ہم قرآن
کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس میں یہ دیکھتے ہیں کہ آیا
اس نے دجّال نامی کسی خاص شخص کا ذکر کیا ہے تو ہم اس
میں کوئی ایسا نشان اور اشارہ نہیں پاتے، حالانکہ وہ تمام
ان واقعات کو بیان کرنیکا کفیل ہے جن کا دین میں دخل
ہے اور اس نے کہا ما فرطنا فی الکتب من شئی (ہم نے
قرآن میں کوئی چیز بیان کرنے میں کوتاہی نہیں کی) اور اس
نے اور بہت سے مقامات میں فرمایا ہے کہ قرآن میں ہر چیز کی
تفصیل موجود ہے، لیکن ہم قرآن میں اس دجّال (جو لوگوں
کے خیال میں ایک خاص فرد ہے) کا تفصیلی تو درکنار،
اجمالی ذکر بھی نہیں پاتے۔ ہاں ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن نے
بالصراحت دین میں فساد کرنیوالے ایک گروہ کا ذکر کیا

حدب ويهيجون الفتن في الارض
كامواج البحار فتلك هي الفئة التي
سميت في الاحاديث دجالاً والله يعلم
ان هذا الامر حق وظهرت العلامات
كلها الا ترى انهم اشاعوا الكفر والشرك
اكثر مما اشاع الكفار كلهم من وقت آدم
الى هذا الوقت والاماكن التي مرّوا
بها وتسلطوا عليها فقد بذروا فيها
بذر الكذب والفتنة والفساد والتنازعات
على جيفة الدنيا واموالها واراضيها
وعماراتها وامارتها وقد هيجوا
بعض الناس على بعض بلطائف الحيل
والتدابير الموقعة في المجادلات وقد
اشاعوا الفسق والالحاد والزندقة
وعلّموا اهل الدنيا سيرًا دجالية و
فتنًا لطيفة وما بقيت الامانة في هذه
الديار ولا الديانة ولا الصدق ولا الوفاء
ولا العهد ولا الحياء ولا فكر الآخرة الا
ماشاء رب العلمين ۔

يتوادون للدنيا ويتباغضون
للدنيا ويلاقون للدنيا ويفارقون للدنيا

ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک
مفسد اور مکّار گروہ ہوگا جو ہر بلندی سے اُتریگا اور وہ سمندر
کی موجوں کی طرح زمین میں فتنے اُٹھائیگا۔ پس یہی وہ گروہ ہے
جسکا نام احادیث میں دجّال رکھا گیا ہے اور اللہ جانتا ہے
کہ یہ بات حق ہے اور ساری علامات ظاہر ہوگئی ہیں۔ کیا
تو نہیں جانتا کہ اُنھوں نے کفر و شرک کو اس سے زیادہ
پھیلایا ہے جو آدمؑ سے لیکر اب تک سب کفّار نے پھیلایا
ہے اور جن جگہوں سے وہ گذرے اور اُنپر اپنا تسلّط جمایا۔
وہاں انھوں نے جیفۂ دنیا کے لیے اموال اور زمینوں،
عمارتوں اور سرداریوں کے لیے جھوٹ، فتنہ و فساد اور
تنازعات کا بیج بو دیا اور عجیب حیلوں اور جھگڑوں پر منتج ہونیوالی
تدبیروں سے لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکایا
اور اُنھوں نے فسق، الحاد اور زندقہ کو پھیلایا۔ اور
اہلِ دنیا کو دجّالی عادتیں اور لطیف فتنے
سکھائے اور ان علاقوں میں امانت، دیانت
سچائی، وفا، عہد، حیا اور فکرِ آخرت
میں کوئی بھی باقی نہ رہا سوائے اس
کے کہ جو اللہ ربّ العالمین نے
چاہا۔

وہ دُنیا کے لیے ایک دوسرے سے محبّت
رکھتے ہیں اور دُنیا کے لیے ایک دوسرے سے بغض

ولا يستبشرون الا بذكر الدنيا وزخارفها وفيهم لصوص وخداعون وغاصبون يتمنون موت الشركاء بل موت الآباء لمتاع قليل من الدنيا وعرضها واراهم من موتهم غافلين۔ والحاصل ان قوم النصارٰى قوم قويّ الهمّة في اشاعة الفتن والضلالات والقاء التفرقة في الاقوام والقبائل شديد الهيبة صاحب البطش وصاحب الدولة والمال الجزيل مبدء الفتن كلها لا يامنهم قريب ولا بعيد وجدوا اهل هٰذه الديار كعصفور فنتفوا من ريشهم و اكلوا من لحمهم وتركوهم في مكاره الدنيا وشدائدها وجعلوهم كانفسهم ضالّين ومضلّين۔

وقد تعسّرت عليهم تجاراتهم وسوقهم وكسبهم ونهبت ايمانهم رياح الضلالات وقد ضل احداثهم ونساءهم وذراريهم من هٰذه الفتن الهائجة كالطوفان العظيم وتنصّر خلق كثير من سادات القوم ومن اولاد

رکھتے ہیں اور وہ دُنیا کے لیے ملتے اور دُنیا کے لیے علیحدہ ہوتے ہیں اور وہ صرف دُنیا اور اس کی زینت کی چیزوں کے ذکر سے ہی خوش ہوتے ہیں اور ان میں چور، دھوکہ باز اور غاصب ہیں۔ وہ دُنیا کی معمولی منفعت اور سامان کے لیے اپنے شرکاء بلکہ اپنے آباء کی موت کی تمنّا کرتے ہیں اور میں اُنھیں اپنی موت سے غافل دیکھتا ہوں اور حاصل کلام یہ ہے کہ نصاریٰ ایسی قوم ہے جو فتنوں کی اشاعت، گمراہیوں کی تشہیر اور اقوام و قبائل میں تفرقہ ڈالنے میں بڑی ہمّت والی ہے۔ وہ شدید ہیبت والی، گرفت کرنیوالی، صاحب دولت، مالِ کثیر والی اور تمام فتنوں کا منبع ہے۔ دُور و نزدیک کوئی بھی ان سے امن میں نہیں۔ اُنھوں نے ان علاقوں کے لوگوں کو ایک چڑیا کیطرح پایا اور انکے پَر نوچ ڈالے اور گوشت کھا لیا اور اُنھیں دُنیا کی تکالیف اور مصائب میں چھوڑ دیا۔ اور اُنھیں اپنی طرح گمراہ اور گمراہ کرنیوالا بنا دیا۔

ان کی تجارتیں، بازار اور کمائیاں ان پر تنگ ہو گئیں اور گمراہیوں کی ہواؤں نے انکا ایمان چھین لیا اور ان کے نوجوان، عورتیں اور اولادیں اس طوفانِ عظیم کی طرح جوش مارنیوالے فتنوں سے گمراہ ہو گئیں اور قوم کے سرداروں، مشائخ، علماء اور امراء کی اولادیں سے بہت سے عیسائی ہو گئے۔

مشائخهم وعلمائهم وامراءهم فبعضهم
ارتدوا طمعًا فی اموالهم وبعضهم
طمعًا فی نساءهم وبعضهم طمعًا
فی الخمر وطرق الفسق والحرية
النصرانية التی قد بلغت الی
الغاية وبعضهم من الترغيب فی حكومة
الدنيا وسلطانها ومناصبها ولذاتها
وشهواتها واما الذين حماهم فضل الله
وعنايته فابرياء منهم وقليل ماهم
فهذه مصيبة عظيمة علی الاسلام
وداهية يرتعد منه روح الكرام ولا
تخلص منها الا بعناية تنزل من السماء
لان همم المسلمين قد تقاصرت و
المصائب عليهم قد نزلت والمعاصی
قد كثرت اكبوا علی الدنيا وزخارفها
واكثرهم هلكوا مع الهالكين فلا تكن
من الممترين فی كون النصاری دجالًا
معهودًا ومظهرًا عظيمًا للشيطان
وانظر الی فتنهم وسحرهم وتسخيرهم
المياه والادخنة والجبال والبحار و
الانهار واخراجهم خزائن الارض

ان میں سے بعض اموال کی لالچ میں اور بعض
ان کی عورتوں ، شراب ، فسق کے طریقوں
اور انتہا کو پہنچنے والی مسیحی آزادی کے
شوق میں مُرتد ہو گئے اور بعض دنیوی
حکومت اور اس کے غلبہ ، اس کے عہدوں،
لذّتوں اور شہوات میں رغبت کی وجہ سے
مُرتد ہو گئے اور جن لوگوں کی اللہ کے فضل اور
عنایت نے حفاظت کی ، وہ ان سے محفوظ ہیں اور
وہ بہت کم ہیں ۔ پس اسلام پر یہ عظیم مصیبت اور
آفت ہے جس سے شرفا کی روح کانپ اُٹھتی
ہے اور اس سے تو سوائے عنایتِ خداوندی کے
جو آسمان سے اُترتی ہے خلاصی نہیں پا سکتا کیونکہ
مسلمانوں کی ہمتیں پست ہو گئی ہیں اور ان پر مصائب
نازل ہوئے ہیں اور گناہ زیادہ ہو گئے ہیں وہ دُنیا اور
اس کی دولت پر جُھک گئے ہیں اور ان میں سے
اکثر ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو گئے
ہیں پس تو نصاریٰ کے دجّال معہود ہونے اور شیطان
کا مظہرِ عظیم ہونے میں شک نہ کر اور ان کے
فتنوں ، جادوؤں اور پانیوں اور بھاپ،
پہاڑوں ، سمندروں اور دریاؤں کو مسخر
کرنے ، زمین سے خزانے نکالنے ، ان کے کروں

ومكائدهم واضلالهم هل تجد	اور گمراہ کرنے کی طرف دیکھ۔ کیا تو اوّلین و آخرین
نظيرهم في الاوّلين والأخرين۔	میں ان کی کوئی نظیر دیکھتا ہے
واما قول بعض علماء الاسلام	اور بعض علمائے اسلام کا یہ کہنا کہ مسیح
ان المسيح الموعود يحارب النصارى	موعود نصاریٰ سے لڑائی کرے گا اور سوائے ان
ولا يرضى الا بقتلهم او اسلامهم فهذا	کے قتل یا اسلام لانے کے راضی نہ ہوگا
افتراء على كتاب الله ورسوله فانا اذا	یہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول پر افترار
نظرنا الصحاح بنظر الامعان فما وجدنا	ہے کیونکہ جب ہم صحاح کی طرف غور سے دیکھتے ہیں تو
اثره فيها ونعلم مستيقنًا ان العلماء	ان میں اس کا کوئی نشان نہیں پاتے اور ہم یقین
قد اخطأوا في فهم تلك الاحاديث	سے جانتے ہیں کہ علماء نے ان احادیث کو سمجھنے
ووضعوا الالفاظ في غير موضعها الم	میں غلطی کی ہے اور انھوں نے ان الفاظ کو ایسی جگہ
يعلموا ان القرآن لا يصدق هذا	رکھا ہے جو ان کی حقیقی جگہ نہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے
البيان والبخاري الذي هو اصح الكتب	کہ قرآن اس بیان کی تصدیق نہیں کرتا اور بخاری جو قرآن
بعد كتاب الله يكذبه بالبيان الصريح	کے بعد اصح الکتب ہے وہ بیان صریح سے اسکی تکذیب
وقد جاء فيه حديث ذكر فيه ان	کرتی ہے اور اس میں ایک حدیث آئی ہے جس
عيسى يضع الحرب فهذه اشارة	میں ذکر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام لڑائی کو ختم کریگا۔
صريحة الى انه لا يحارب بالسيف	پس یہ اس کی طرف صریح اشارہ ہے کہ وہ تلوار اور
والسنان ثم انصفوا رحمكم الله ان	نیزہ سے نہیں لڑیگا۔ پھر اللہ تم پر رحم کرے انصاف
النصارى لا يحاربون المسلمين لاشاعة	کرو کہ نصاریٰ اپنے دین کی اشاعت کے لیے ہمارے
دينهم في زماننا هذا ولا يصدونهم	اس زمانہ میں مسلمانوں سے نہیں لڑتے نہ انھیں اپنے
عن دين الله بايديهم فكيف يجوز	ہاتھوں سے دین سے روکتے ہیں۔ پس کس طرح جائز
للمسلمين ان يحاربوهم مع كونهم	ہے کہ مسلمان ان سے لڑیں، حالانکہ وہ اس سے

ممنوعین۔	رد کئے گئے ہیں۔
بل الدولة البرطانية محسنة الی المسلمین والملکة المکرمة التی نحن رعایا لھا یرجح الاسلام فی باطنھا علی ملل اخری بل سمعنا ازید من ھذا ولکن لا نری ان نذکرھا فالحاصل انھا کریمة والقی اللہ فی قلبھا حب الاسلام فلھذا السبب جعلھا اللہ مواسیة للمسلمین حتی انھا تحب ان یشاع الاسلام فی بلادھا وتقرء بعض کتب لساننا من مسلم اواہ عندھا وسرت بشیوع دیننا فی بلادھا المغربیة بل اسلمت طائفة من قومھا فی بلدة قریبة من دار دولتھا فرحمتھم واحسنت الیھم واشاعت کتبھم فی اقاربھا ترید ان تؤوی بعضھم فی اعزة امراءھا وامرتھم ان یعمروا مساجد لعبادتھم ویعبدوا ربھم آمنین۔	بلکہ دولتِ برطانیہ تو مسلمانوں کی محسن ہے اور ملکہ مکرمہ جس کی ہم رعایا ہیں اپنے دل میں اسلام کو دوسرے دینوں پر ترجیح دیتی ہے بلکہ ہم نے تو اس سے بھی زیادہ سنا ہے، لیکن ہم اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ وہ شریف النفس ہے اور اللہ نے اس کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی ہے۔ پس اسی وجہ سے اللہ نے اُسے مسلمانوں کا ہمدرد بنایا ہے یہانتک کہ وہ پسند کرتی ہے کہ اس کے علاقوں میں اسلام کی اشاعت کی جائے اور وہ ہماری زبان کی بعض کتب پڑھتی ہے جو ایک مسلمان کی لکھی ہوئی ہیں جس کو اس نے اپنے پاس پناہ دے رکھی ہے اور وہ اپنے مغربی علاقہ میں ہمارے دین کی اشاعت سے خوش ہے بلکہ اس کے دار الخلافہ سے قریب ایک شہر میں ایک جماعت نے اسلام قبول کیا تو اس نے اپنی مہربانی اور احسان کیا اور ان کی کتب کو اپنے اقارب میں پھیلایا اور وہ چاہتی ہے کہ ان میں سے بعض کو اپنے معزز امراء میں شامل کرے اور اس نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ اپنی عبادت کیلئے مساجد تعمیر کریں اور امن سے اپنے رب کی عبادت کریں۔
ونحن نعیش تحت ظلھا بالامن والعافیة والحریة التامة نصلی ونصوم	اور ہم اس کے زیر سایہ امن وعافیت اور پوری آزادی کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہم نماز

ونأمر بالمعروف وننهى عن المنكر
ونرد على النصارى كيف نشاء ولا مانع
ولا حارج ولا مزاحم وهذا كله من حسن
نيتها وصفاء قلبها وكمال عدلها
ووالله لو هاجرنا الى بلاد ملوك اسلام
لما رأينا امنًا وراحةً ازيد من هذا و
قد احسنت الينا والى آبائنا بآلاء لا
نستطيع شكرها ومن اعظم الاحسانات
انها وامراءها لا يدخلون في ديننا
مثقال ذرة ولا يمنعنا احد منهم
من فرائضنا وسنننا ونوافلنا وردّنا
على مذهب قومهم ولا يبخلون في
النعماء الدنيوية وانهم لمن العادلين

فلا يجوز عندي ان يسلك
رعايا الهند من المسلمين مسلك
البغاوة وان يرفعوا على هذه الدولة
المحسنة سيوفهم او يعينوا احدًا
في هذا الامر ويعاونوا على شر احد
من المخالفين بالقول او الفعل او
الاشارة او المال او التدابير المفسدة
بل هذه الامور حرام قطعي ومن ارادها

ادا کرتے ہیں — روزے رکھتے ہیں — نیکی کا حکم دیتے ہیں
اور بدی سے روکتے ہیں اور ہم نصاریٰ کی جیسے چاہتے ہیں
تردید کرتے ہیں اور اس سے کوئی مانع وحارج نہیں ہوتا
اور سب کچھ اس ملکہ مکرمہ کی حسن نیت اور صفائی قلب اور
کمال عدل کا نتیجہ ہے اور بخدا اگر ہم اسلامی بادشاہوں کے ممالک
کی طرف ہجرت کر جائیں تو اس سے زیادہ امن اور راحت
نہ دیکھیں گے اور اس نے ہم پر اور ہمارے ماں باپ پر طرح
طرح کی نعمتوں کے ساتھ احسان کیا ہے جنکا ہم شکر ادا نہیں
کر سکتے اور ان کے سب سے بڑے احسانات میں سے یہ ہے کہ
وہ خود اور اس کے حکام اعلیٰ ہمارے دین میں ذرہ بھر
مداخلت نہیں کرتے اور ان میں سے کوئی ہمیں ہمارے فرائض
سنتوں اور نوافل اور ان کی قوم کے مذہب کی تردید سے منع نہیں
کرتا اور وہ دنیوی نعمتوں میں بخل نہیں کرتے اور عادلوں میں سے ہیں

پس میرے نزدیک یہ جائز نہیں کہ ہندوستان
کی مسلمان رعایا بغاوت کے رستہ پر چلے اور اس
محسن گورنمنٹ پر اپنی تلواریں اٹھائے یا اس امر میں کسی
اور کی مدد کرے اور کسی مخالفت سے قولاً یا فعلاً یا اشارۃً
یا مالی لحاظ سے یا بُری تدابیر سے شرارت میں
تعاون کرے بلکہ یہ ساری باتیں قطعی طور پر
ممنوع ہیں اور جس نے اس کا ارادہ کیا اس نے
اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی اور کھلی

فقد عصى الله ورسوله وضل ضلالًا
مبينًا بل الشكر واجب ومن لم يشكر
الناس ولم يشكر الله وايذاء المحسن
شر وخبث وخروج من طريق الانصاف
والديانة الاسلامية والله لا يحب
المعتدين. نعم ان علماء النصارى
يفسدون في الارض باتخاذهم العبد
الهًا ودعوتهم الى طاغوتهم واشاعتهم
مذهب التنصّر في الاكناف والاقطار
والقريب والبعيد ولكن ولا شك ان
ذيل هذه الدولة منزه عن مثل هذه
الامور وتحريكاتها وما اظن ان احدًا
من عقلائهم يعتقد بأن عيسى اله
في الحقيقة بل يضحكون على مثل هذه
الاعتقادات ويميلون الى الاسلام
يومًا فيومًا بل اننا نرى ان في دار
دولة المملكة المكرمة قد هبت رياح
نفحات الاسلام ونرى الناس يدخلون
فيه افواجًا في كل سنة ويردون
على النصارى بالحرية التامة وان
امرائهم الذين ارسلوا الى ديار الهند

گمراہی میں پڑگیا بلکہ ہم پر شکر واجب ہے، کیونکہ
جو شخص لوگوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر گذار بھی
نہیں ہوتا اور محسن کو دکھ دینا برائی خباثت نیز انصاف
اور اسلامی دیانت کے طریق سے نکلنا ہے اور
اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ہاں
نصاریٰ کے علماء ایک بندہ کو معبود بنا کر اور اپنے
اس باطل معبود کی طرف دعوت دیکر اور اطراف و
جوانب اور دُور و نزدیک نصرانی مذہب کی اشاعت
کرکے زمین میں فساد کرتے ہیں، لیکن اس میں شک
نہیں کہ اس حکومت کا دامن ان امور اور تحریکات سے
منزہ ہے اور میں گمان نہیں کرتا کہ ان کے عقلمندوں
میں سے کوئی یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام
فی الحقیقت معبود ہیں بلکہ وہ اس قسم کے اعتقادات
پر ہنستے ہیں اور روز بروز اسلام کی طرف مائل ہو
رہے ہیں بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ملکہ مکرمہ کی حکومت
میں اسلام کی معطّر ہوائیں چلی ہیں اور ہم
دیکھتے ہیں کہ لوگ اس میں فوج در فوج ہر سال
داخل ہوتے ہیں اور وہ پوری آزادی سے نصاریٰ
کی تردید کرتے ہیں اور ملکہ کے وہ حکّام جو
ہندوستان میں نظم و نسق قائم رکھنے کے لیے
بھیجے گئے ہیں وہ جابروں کے ظلم کی طرح لوگوں

لتظمها ونسقها لا يظلمون الناس
كظلم الجبارين ولا يستعجلون في
فصل القضايا وينظرون الى رعايا
بعين واحدة ولا يظلمون الناس
ويعيش كل قوم تحتهم آمنين۔
والذين من القسيسين يدعون
الى الانجيل وتعاليمه الباطلة المحرفة
فهم لا يظلموننا بايدينا ولا يرفعون
السيف علينا ولا يقتلون لمذهبهم
قومنا ولا يسبون ذرارينا ولا ينهبون
اموالنا بل يصل شرهم الينا من طريق
التاليفات المفسدة والتقريرات المضلّة
وتوهين سيّدنا ونبيّنا صلى الله عليه
وسلّم والرّد على الفرقان الكريم وتعليمه
والدولة البرطانية لا تعينهم في امر
من الامور ولا ترجّحهم على المسلمين
بل نرى ان هذه الدولة العادلة
قد اعطت كل قوم حرية تامة و
اجازتهم الى حد القانون فيفعل
الناس برعاية قانونهم ما يشاءون
ويرد كل مذهب على مذهب آخر

پر ظلم نہیں کرتے۔ اور مقدمات کے فیصلے کرنے
میں جلدی نہیں کرتے اور اپنی رعایا کی طرف ایک
آنکھ سے دیکھتے ہیں اور لوگوں پر ظلم نہیں کرتے
اور ہر قوم ان کے زیر سایہ امن سے
زندگی بسر کرتی ہے۔
اور پادریوں میں سے جو لوگ انجیل اور اس کی
باطل اور محرف تعلیم کی طرف بلاتے ہیں۔ وہ بھی اپنے
ہاتھوں سے ہم پر ظلم نہیں کرتے اور ہم پر تلوار نہیں اُٹھاتے
اور اپنے مذہب کی خاطر ہماری قوم سے نہیں لڑتے۔
اور نہ ہماری اولاد کو گالیاں دیتے ہیں اور نہ ہمارے
مال لُوٹتے ہیں بلکہ ان کی برائی ہم تک گندی تالیفات
گمراہ کن تقاریر اور ہمارے آقا و نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی توہین اور قرآن اور اس کی تعلیم پر حملہ کرنے کے
ذریعے پہنچتی ہے اور حکومتِ برطانیہ ایسے کسی امر میں
انکی مدد نہیں کرتی اور نہ اُنہیں مسلمانوں پر ترجیح دیتی
ہے بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس عادل حکومت نے ہر
قوم کو پوری آزادی دی ہے اور قانون کی حد تک
ان کو اجازت دی ہے۔ پس لوگ قانون کی رعایت
رکھتے ہوئے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور ہر مذہب
دوسرے مذہب پر اعتراض کرتا ہے اور ان
علاقوں میں مناظرے سمندر کی موجوں کی طرح

تجري المناظرات في هٰذه الديار كامواج	طرح ہوتے ہیں اور حکومت ان میں مداخلت نہیں
البحار والدولة لاتداخل فيهم	کرتی اور ان کو جھگڑتے ہوئے چھوڑ دیتی ہے پھر میں
وتتركهم مجادلين۔ ثم لم ازل اتحدق	اس گہرے ازمیں تنظر دوڑاتا ہوں یعنی اس امر میں کہ اللہ نے مسیح
في هٰذا السر الغامض اعني في ان الله	موعود کو تلوار اور نیزہ کے ساتھ کیوں نہیں
تعالٰى لم لم يرسل المسيح الموعود	بھیجا بلکہ اسے نرمی، عاجزی، تواضع، نرم گفتگو
بالسيف والسنان بل امره للرفق	اور حکمت سے مناظرہ کرنے اور مدارات اور حسنِ بیان
والغربة والتواضع ولين القول والمجادلة	کا کیوں حکم دیا ہے بلکہ اس نے منع کیا ہے کہ کسی
بالحكمت والمدارات وحسن البيان	پر زیادتی کی جائے۔ میں اس پر غور کر رہا
بل منعه ان يزيد على ذٰلك فكنت	تھا کہ اللہ نے یہ راز مجھ پر کھول دیا پس
افكر في هٰذا حتّٰى كشف الله عليّ	میں نے جان لیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ
هٰذا السر فعلمت ان الله تبارك و	کسی مصلح، خواہ وہ رسول ہو یا مجدد
تعالٰى لا يرسل مصلحًا رسولًا كان	کو ان اصلاحات کے ساتھ ہی بھیجتا
او مجدّدًا الا باصلاحات اقتضتها	ہے جن کا زمانہ اور اہلِ زمین کے مفاسد
كوائف مفاسد الزّمان واهل الارضين	کی کیفیات تقاضا کرتی ہیں۔
فقد يتفق ان الناس مع شركهم	کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگ اپنے شرک
وفساد عقيدتهم يكونون قومًا جبارين	اور فسادِ عقیدہ کے ساتھ ساتھ جابر قوم بن جاتے
معتدين فاسقين يظلمون الضعفآ	ہیں۔ زیادتی، نافرمانی اور کمزوروں پر ظلم کرتے
ويعادون اهل الحق عداوة منجرة	ہیں اور اہلِ حق سے ایسی عداوت کرتے ہیں جو
الى القتل والنهب والسبي ويسفكون	قتل اور لوٹ اور قیدی بنانے تک پہنچتی ہے
دماءهم وينهبون اموالهم ويسبون	اور وہ ان کا خون بہاتے ہیں اور اموال لوٹتے
ذراريهم ويعثون في الارض مفسدين	ہیں اور ان کی اولادوں کو قید کرتے ہیں۔ اور

ويعطيهم الله ابتلاءً من عنده قوة
في الجسم وكثرة في المال وامارة في
الارض فيكفرون نعم الله ولا يتوجهون
الى وعظ واعظ ولا نداء مناد ولا الى
اسرار حكمة تخرج من افواه الحكماء
بل عندهم جواب كلها السيف او
الرمح ويعيشون كالانعام او كالسكارى
ولهم قلوب لا يفقهون بها ولهم
اذان لا يسمعون بها ولهم اعين لا
يبصرون بها ويتكبرون بما اعطاهم
الله من ملك ورياسة ومال وثروة
ويؤذون الذين يدخلون في دين الله
وكادوا يقتلونهم ويصدون عن
سبيل الله مستكبرين - ويتعامون
بعد رؤية الآيات ومشاهدة البينات
وقد تمت عليهم حجة الله فلا
يبالونها بل يزيدون في الظلم
والعصبية وحمية الجاهلية
والقساوة وايذاء المبلغين -

فيغضب الله غضبا شديدا
على تلك الاقوام ويريد ان يفك

وہ زمین میں فسادی بن کر گھومتے ہیں اور
اللہ انھیں اپنے پاس سے جسمانی قوت، کثرت
اموال اور زمین میں حکومت دیتا ہے پھر وہ اللہ
کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں اور وہ کسی واعظ کے
وعظ اور کسی منادی کی ندار اور حکماء کے منہ سے
نکلنے والی حکمت کے اسرار کی طرف توجہ نہیں دیتے بلکہ انکا
ہر جواب تلوار یا نیزہ ہے اور وہ جانوروں یا بدمستوں کی طرح
زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کے دل تو ہیں، مگر وہ انکے
ذریعہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ان کے کان تو ہیں،
لیکن وہ ان سے سنتے نہیں اور ان کی آنکھیں تو ہیں،
مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو انہیں
ملک، ریاست، مال اور دولت دی ہے، اس پر تکبر کرتے
ہیں اور اللہ کے دین میں داخل ہونیوالوں کو دکھ دیتے ہیں
بلکہ قتل کرنے کے قریب ہوتے ہیں اور تکبر کرتے ہوئے اللہ
کے راستہ سے روکتے ہیں اور وہ آیات اور کھلے نشانات کا
مشاہدہ کرنیکے بعد اندھے بن جاتے ہیں اور ان پر اللہ کی حجت
پوری ہو چکی ہے، لیکن وہ اسکی پروا نہیں کرتے بلکہ ظلم عصبیت
اور جاہلیت کے جوش اور سختی اور مبلغوں کو ایذا دینے
میں بڑھتے جاتے ہیں۔

تب اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر بہت ناراض ہوتا
ہے اور چاہتا ہے کہ ان کے نظام کو توڑ دے اور ان

نظامهم ويجعل اعزتهم اذلة و
ينزل عليهم عذابًا من الارض او
من السماء او يجعلهم شيعًا
ليذيق بعضهم باس بعض ويامر
رسوله ليؤدبهم بالسيف والسنان
ويستخلص المسلمين منهم و
يكسر هامة الظالمين ۔ فيقتل
الرسول المامور قتلاً مهيبًا ويثخن
فى الارض اثخانًا عجيبًا حتّٰى يضعف
المستكبرون ويتقوى المستضعفون
ويبدل لهم الله من بعد خوفهم امنًا
فيعبدونه مطمئنين ويدخلون
فى دينه آمنين ۔ وان تطلب نظير
هذا النوع من الفساد فتجد فى زمان
كليم الله وخاتم النبيّين ۔

وقد يتفق ان الناس يضيعون
دينهم وديانتهم ولكنهم لا يقاتلون
انبياء الله ومرسليه للدّين ولا
يفسدون فى الارض بالسيف والسنان
بل بتقارير المضلة وزيغ البيان و
لا يريدون ان يطفئوا شعائر الاسلام

کے معزّزین کو ذلیل کر دے اور ان پر آسمان یا زمین
سے عذاب نازل کرے یا ان کو گروہ در گروہ بنا دے تا
وہ ایک دوسرے کے ساتھ جنگ کا مزہ چکھیں ۔ اور اپنے
رسُول کو حکم دیتا ہے کہ وہ ان کی تلوار اور نیزہ سے
تادیب کرے اور فرمانبرداروں کو ان سے چھڑائے
اور ظالموں کی کھوپڑی توڑے ۔ پس مامور رسولؐ
ان سے خوفناک لڑائی کرتا ہے اور زمین میں
عجیب طور پر خُون بہاتا ہے ۔ یہاں تک کہ
متکبر، کمزور ہو جاتے ہیں اور کمزور مضبوط
ہو جاتے ہیں اور اللہ اُنھیں خوف کے
بعد امن دیتا ہے ۔ پس وہ اس کی عبادت
اطمینان سے کرتے ہیں اور اس کے دین میں امن سے
داخل ہوتے ہیں اور اگر تو اس قسم کے فساد کی نظیر طلب
کرے تو وہ موسیٰ علیہ السلام اور خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ
وسلّم کے زمانہ میں پائیگا۔

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ لوگ اپنے دین
اور دیانت کو ضائع کرتے ہیں، لیکن وہ اللہ کے
انبیاء اور رسولوں سے دین کی خاطر لڑتے
نہیں اور نہ زمین میں سیف و سنان سے فساد کرتے
ہیں بلکہ وہ گمراہ کن تقاریر اور کج بیانی سے فساد
کرتے ہیں ۔ وہ شعارِ اسلام کو نیزوں اور تیروں

بالرماح والسهام بل بالمكائد وسحر الكلام ولا يؤذون طالب الحق اذا اراد ان يقبل الحق وكذلك يفعلون لوجه من الوجهين احدهما اذا كانت تلك الاقوام الذين ارسل اليهم رسول ومحدّث ضعفاء غير قادرين على ايذاء احد فلا يظلمون المرسلين لعدم قدرة الظلم وفقدان اسباب البطش والقتل والسفك ويرى الله انهم مع خبث نفسهم وكثرة مكائدهم لا يستطيعون ان يؤذوا احدًا او يظلموا مصلحًا ويرى انهم مستضعفون مغلوبون وقد يكون سبب هذا الضعف مشاجرات وقعت بينهم وسلبت طاقتهم وقد يكون سببه استيلاء قوم آخرين و قد يجتمعان فيزيدان عجزًا وضعفًا وثانيهما اذا كانت تلك الاقوام مهذبين مع كونهم ملوكا وسلاطين فلا يمنعون رسل الله من دعواتهم ولا يظلمون ولا يؤذون بل تكون حكومتهم حكومة الامن ولا يعثون

سے نہیں بلکہ تدابیر اور جادو بیانی سے باطل کرنا چاہتے ہیں اور وہ طالبِ حق کو جب وہ قبول حق کا ارادہ کرے ایذا نہیں دیتے اور وہ ایسا دو وجہ سے کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ اقوام جن کی طرف کوئی رسول یا محدّث بھیجا جاتا ہے کمزور ہوں اور کسی کو دُکھ دینے پر قادر نہ ہوں تو وہ ظلم کی طاقت نہ رکھنے اور گرفت، قتل اور خون بہانے کے اسباب نہ ہونے کی وجہ سے رسولوں پر ظلم نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالےٰ دیکھتا ہے کہ وہ خباثتِ نفس اور کثرتِ حِیَل کے باوجود کسی کو ایذا دینے یا کسی مصلح پر ظلم کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے اور وہ دیکھتا ہے کہ وہ کمزور اور مغلوب ہیں اور کبھی اس ضعف کا سبب ان کے باہمی جھگڑے ہوتے ہیں جو ان کی طاقت سلب کر لیتے ہیں اور کبھی اس کا سبب کسی اور قوم کا ان پر غلبہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دونوں سبب جمع ہو جاتے ہیں اور وہ عجز اور ضعف کو زیادہ کر دیتے ہیں اور ان میں سے دوسری وجہ یہ ہے کہ جب یہ قومیں ملوک و سلاطین ہوتے ہوئے مہذّب ہوتی ہیں اور اللہ کے رسولوں کو ان کی دعوتوں سے منع نہیں کرتیں اور نہ وہ ظلم کرتے ہیں، نہ دکھ دیتے ہیں بلکہ ان کی حکومت امن کی حکومت ہوتی ہے اور وہ زمین

في الارض ظالمين سفاكين صادين عن سبيل الله ولا يسلّون السيوف لاشاعة الباطل كالمعتدين بل يكيدون ويمكرون ويدعون الناس الى دينهم بلطائف الحيل ويفسدون النفوس ولا يؤذون الاجسام بل يتركون الناس منعمين۔

وان تطلب نظير هذا النوع من الاقوام فتجد في زمان عيسٰى عليه السلام لان عيسٰى ارسل الى قوم قد مزّقوا كل ممزّق من قبل مجيئه وضربت عليهم الذلة والمسكنة واضمحلت رياساتهم وبطلت اماراتهم وكانت الدولة الرومية لا تداخل في دين اليهود فما رأى عيسى عليه السلام ان يقاتلهم لان المرسلين يدعون بالرفق والحلم والرحمة ولا يرفعون السيف الا على الذين يرفعون عليهم ويصلحون فساد العقل بالعقل وفساد السيف بالسيف ويداوون كل مرض كما يليق وينبغي السيف بالسيف والكلام

ہیں ظالم اور سفاک اور اللہ کے رستے سے روکنے والے بن کر نہیں پھرتے اور باطل کی اشاعت کے لیے حد سے بڑھتے ہوئے تلواریں نہیں سونتتے بلکہ وہ تدابیر کرتے ہیں اور لوگوں کو اپنے دین کی طرف لطیف حیلوں سے بلاتے ہیں اور نفوس کو خراب کرتے ہیں اور وہ جسموں کو دکھ نہیں دیتے بلکہ وہ لوگوں کو آرام سے زندگی بسر کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

اور اگر تو اقوام میں سے اِس قسم کی نظیر طلب کرے تو تُو وہ نظیر عیسٰی علیہ السلام کے زمانہ میں پائیگا کیونکہ عیسٰی علیہ السلام ایک ایسی قوم کی طرف بھیجے گئے جو ان کے آنے سے قبل ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی تھی اور ان پر ذلّت اور مسکنت مسلط کر دی گئی تھی اور ان کی ریاستیں کمزور ہوگئیں اور حکومتیں مٹ گئی تھیں اور رُومی حکومت یہود کے دین میں دخل نہ دیتی تھی پس عیسٰیؑ نے مناسب نہ جانا کہ ان سے لڑائی کرے کیونکہ رسول نرمی حلم اور رحمت کے ساتھ دعوت دیتے ہیں اور وہ تلوار کو صرف ان لوگوں پر اُٹھاتے ہیں جو ان پر تلوار اُٹھاتے ہیں اور وہ فسادِ عقل کی اصلاح عقل سے کرتے ہیں اور تلوار کے فساد کی اصلاح تلوار سے کرتے ہیں اور وہ ہر مرض کا علاج جیساکہ چاہیے کرتے ہیں۔ تلوار کا تلوار کے ساتھ اور کلام کا کلام

بالکلام ولا یحبون ان یکون من المعتدین
وکذلک ارسلت **مجددًا**
محدّثًا لآخر الزمان ووجدت
اعداء دین الاسلام لا یقاتلون المسلمین
للدین وما سلّوا سیوفًا وما قوموا رماحًا
لاشاعة دینهم بل یشیعون دینهم
بالمکائد والحیل العقلیة وتالیف
الکتب المضلة المغلطة ویمکرون
ویمکر الله والله خیر الماکرین فما
کان الله ان یسل علیهم السیف و
کیف یقتل الله قومًا لایبارزون
بالسیوف بل یطلبون الدلائل کالفیلسوف
ومع ذلک انهم قوم غافلون جاؤا
من اقصی البلاد لایعرفون شیئًا من
القراٰن وانواره ولطائفه ودقائقه و
قد نشؤا فی الدیار البعیدة من الاسلام
فلما لاقوا المسلمین ووردوا فی دیارنا
وجدوا المسلمین فی انواع الظلام
من الاٰثام فقست قلوبهم برؤیة
المبتدعین وکانوا من کلام الله غافلین
وما آذونا وما قتلونا وما سعوا فی الارض

کے ساتھ اور وہ اعتدا کرنیوالوں میں سے بننا پسند نہیں کرتے۔
اور اسی طرح مجھے آخری زمانہ کے لیے **مجدّد**
اور **محدّث** بنا کر بھیجا گیا اور میں نے دیکھا کہ دین
اسلام کے دشمن مُسلمانوں سے دین کی خاطر نہیں
لڑتے اور نہ اُنھوں نے تلواریں سونتی ہیں اور نہ اپنے
دین کی اشاعت کے لیے نیزے سیدھے کئے ہیں بلکہ
وہ اپنے دین کی اشاعت، تدابیر، عقلی حیلوں، گمراہ کن
اور گندی کتب کی تالیف کے ذریعہ کرتے ہیں۔ وہ بھی
تدبیر کرتے ہیں اور اللہ بھی تدبیر کرتا ہے اور اللہ بہتر
تدبیر کرنیوالا ہے۔ پس اللہ کیسے ان پر تلوار سونت سکتا
ہے اور کس طرح ان لوگوں کو قتل کر سکتا ہے جو تلواروں
کے ساتھ مقابلہ کے لیے نہیں نکلتے بلکہ وہ ایک فلسفی
کی طرح دلائل طلب کرتے ہیں اور بایں ہمہ وہ غافل
لوگ ہیں جو دُور کے ممالک سے آئے ہیں۔ وہ حقائق
قرآنیہ اور اس کے انوار و لطائف اور دقائق کچھ بھی
جانتے نہیں۔ ان لوگوں نے اسلام سے دُور کے
علاقوں میں پرورش پائی ہے۔ پس جب وہ مسلمانوں
سے ملے اور ہمارے ملک میں وارد ہوئے تو انہوں
نے مسلمانوں کو گوناگوں گناہوں کے اندھیروں میں پایا
پس بدعتیوں کو دیکھ کر ان کے دل سخت ہو گئے۔
وہ کلام اللہ سے غافل تھے۔ انھوں نے نہ ہمیں دُکھ دیا

سفاكين فلا يرضى عقل سليم وفهم مستقيم ان ندفع الحسنة بالسيئة ونؤذي قوما احسنوا الينا ونرفع السيف على اعناقهم قبل ان نتم الحجة على قلوبهم وقبل ان نسكتهم بالبراهين العقلية والآيات السماوية وقبل ان يظهر انهم عصوا عمدا بعد ما رأوا الآيات وبعد ما تبيّن الرشد من الغي فلو نترك الرحم والرفق والمداراة ونقوم عليهم سفاكين جبارين فلا يكون ذنب اكبر منه واذًا كنّا اخبث الظالمين۔

نہ قتل کرنیکی کوشش کی اور نہ وہ زمین میں سفاک بنکر دوڑے پس کوئی عقلِ سلیم اور فہم مستقیم پسند نہیں کرتا کہ ہم نیکی کا بدلہ برائی سے دیں اور ہم اس قوم کو دُکھ دیں جس نے ہم پر احسان کیا قبل اس کے کہ ہم ان کے دلوں پر حجت کریں اور پیشتر اس کے کہ ہم ان کو براہینِ عقلیہ سے اور آیات سماویہ سے خاموش کریں اور پہلے اس سے کہ یہ بات ظاہر ہو جائے کہ انھوں نے نشانات دیکھنے اور ہدایت کے گمراہی سے ممتاز ہو جانے کے بعد عمداً نافرمانی کی ہے پس اگر ہم رحم، نرمی اور مدارات کو چھوڑ دیں اور ہم ان پر سفاک اور جبار بن کر کھڑے ہو جائیں تو اس سے بڑا کوئی گناہ نہ ہوگا اور تب ہم خبیث ترین ظالم ہوں گے۔

فهذا هو السبب الذي ارسلني الله تعالى على قدم المسيح فانه رأى زماني كزمنه وقومًا كقومه ورأى النعل طابق بالنعل فارسلني قبل عذاب من السماء لانذر قوما ما انذر آباؤهم ولتستبين سبيل المجرمين وانت ترى ان اكثر المسلمين اتبعوا شهواتهم واضاعوا الصوم والصلوٰة وقست قلوبهم وفسدت طبائعهم وما بقي فيهم الا اسم الاسلام ورسم الدخول في المساجد

پس اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح کے قدم پر بھیجا کیونکہ اس نے میرے زمانہ کو اس کے زمانہ کی مانند اور میری قوم کو اس کی قوم کی مانند دیکھا اور اس نے دیکھا کہ قدم قدم کے مطابق ہے۔ پس اس نے مجھے آسمانی عذاب سے پہلے بھیجا تا میں اس قوم کو ڈراؤں جس کے باپ دادوں کو نہیں ڈرایا گیا تھا اور تا مجرموں کی راہ واضح ہو جائے اور تو دیکھتا ہے کہ اکثر مسلمان اپنی خواہشات کے تابع ہو گئے ہیں اور انھوں نے روزہ اور نماز کو ضائع کر دیا ہے اور انکے دل سخت ہو گئے ہیں اور ان کی طبائع خراب ہو گئی ہیں اور ان میں سوائے

ولا یعلمون ما الاخلاص وما الذوق
وما الشوق وکثیر منهم یزنون و
یشربون الخمر ویکذبون ویحبون
المال حبًّا جمًّا یعملون السیئات
ویؤثرون البدعات علی هدی
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فکیف
الکافرون الغافلون الذین لا
یعلمون شیئًا و لا یعقلون و لا
یتکلمون الا کغطیط النائم و ما
یدرون ما سبل الاسلام وما البراهین
فظهر من ههنا ان العقیدة التی
استحکمت فی قلوب العوام ان
المهدی والمسیح یظهران
فی اٰخر الزمان ویقتلان کل من لم
یسلم لیس بشیءٍ وبل انه لخطأ مبین
ایفتی العقل السلیم ان اللّٰہ
الذی هو الرحیم والکریم یاخذ الغافلین
فی غفلتهم ویهلکهم بالسیف وعذاب
السماء ولما یفهموا حقیقة الاسلام
وبراهینه ولم یعلموا ما الایمان و
لا الدین ثم اذا کان مدار الرحم

اسلام کے نام اور مساجد میں داخل ہونے کی رسم کے کچھ
بھی باقی نہ رہا اور وہ نہیں جانتے کہ اخلاص کیا ہے اور
ذوق وشوق کیا ہے اور ان میں سے بہت سے زنا کرتے
شراب پیتے، جھوٹ بولتے اور مال سے بے پناہ
محبت کرتے ہیں برائیوں کے مرتکب ہوتے اور بدعات
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر ترجیح دیتے
ہیں۔ پس یہ کیسے کافر ہیں جو نہ کچھ جانتے ہیں، نہ عقل سے
کام لیتے ہیں اور سوئے ہوئے شخص کے خراٹوں کی مانند
کلام کرتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ اسلام کے راستے
اور دلائل کیا ہیں۔ پس اس سے ظاہر ہوا کہ
یہ عقیدہ جو عوام کے دلوں میں مستحکم
ہو گیا ہے۔ کہ مہدی اور مسیح
دونوں آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے
اور وہ ہر اس شخص سے لڑیں گے جو مسلمان نہ ہوگا۔
کچھ بھی نہیں بلکہ کھلی کھلی غلطی ہے۔
کیا عقل اس بات کا فتویٰ دیتی ہے کہ
اللہ جو رحیم کریم ہے غافلوں کو ان کی غفلت میں پکڑ
لے اور ان کو تلوار سے یا آسمانی عذاب سے
ہلاک کر دے؛ حالانکہ ابھی انھوں نے اسلام کی
حقیقت اور براہین کو سمجھا ہی نہیں اور نہ انھیں
ایمان اور دین کا کچھ پتہ ہے۔ پھر جب رحم اور

والشفقة ازالة آفة قد احاطت و كثرت فكيف يجوز علاج مفاسد الاقلام بالسيوف والسهام بل هذا اقرار صريح بانا لا نقدر على الجواب وليس عندنا جواب الادلة المضلة الا ضرب السيف البتار وقتل الكفار وكيف يطمئن قلب المعترض الشاك الغافل بضرب من السيف او السوط او جرح من الرمح والسهم بل هذه الافعال كلها تزيد ريب المرتابين۔

شفقت کا مدار اس آفت کو زائل کرنا ہو جس نے سب کو گھیر لیا ہو اور وہ زیادہ ہو گئی ہو تو اقلام کے مفاسد کا علاج تلواروں اور تیروں سے کیوں ہو؟ بلکہ یہ اس بات کا صریح اقرار ہے کہ ہم جواب پر قدرت نہیں رکھتے اور ہمارے پاس گمراہ کُن دلائل کا سوائے کاٹنے والی تلوار کی ضرب اور کافروں کو قتل کرنے کے کوئی جواب نہیں اور شک کرنیوالے غافل معترض کا دل تلوار یا کوڑا مارنے یا تیر اور نیزہ سے زخم پہنچانے سے کیسے مطمئن ہو سکتا ہے بلکہ یہ سب کام تو شک کرنیوالوں کے شک کو زیادہ کرتے ہیں۔

ثم اعلم ان غضب الله ليس كغضب الانسان وهو لا يتوجه الا الى قوم قد تمت الحجة عليهم وازيلت شكوكهم ودفعت شبهاتهم ورؤا الآيات ثم جحدوا مع استيقان القلب وقاموا على ضلالاتهم مبصرين والعجب من اخواننا انهم يعلمون ان عذاب الله لا ينزل على قوم الا بعد اتمام الحجة ثم يتكلمون بمثل هذه الكلمات والعجب الآخر انهم ينتظرون المهدی مع انهم يقرؤن فی صحيح

پھر جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا غضب انسان کے غضب کی مانند نہیں اور وہ صرف اس قوم کی جانب توجّہ کرتا ہے جن پر حجّت پوری ہو چکی ہو اور ان کے شکوک زائل کر دیے گئے ہوں اور ان کے شبہات دُور کر دیے گئے ہوں اور انھوں نے نشانات دیکھ کر اور باوجود یقین قلب کے انکار کر دیا ہو اور اپنی گمراہیوں کو دیکھتے ہوئے اُن پر ڈٹ گئے ہوں اور ہمیں اپنے بھائیوں پر تعجّب ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ کا عذاب کسی قوم پر صرف اتمامِ حجّت کے بعد ہی نازل ہوتا ہے پھر وہ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں اور دوسرے اس بات پر تعجّب ہے کہ وہ مہدی کا انتظار کرتے ہیں اور

ابن ماجة والمستدرك حديث لا
مهدی الا عیسٰی ویعلمون ان
الصحیحین قد ترکا ذکرہ لضعف احادیث
سمعت فی امرہ ویعلمون ان احادیث
ظهور المهدی کلها ضعیفة مجروحة بل
بعضها موضوعة ما ثبت منها شیء ثم یصرون
علی مجیئه کانهم لیسوا بعالمین۔
واما الاختلافات التی وقعت فی
خبر نزول المسیح فالاصل فی هذا الباب
ان الاخبار المستقبلة المتعلقة بالدنیا
لا تخلو عن الابتلاء وکذالک یرید الله
منها فتنة قوم واصطفاء قوم فیجعل
فی مثل هذه الاخبار استعارات ومجازات
ویدقق ماخذها ویجعلها غامضة
دقیقة فتنة للذین یکذبون المرسلین
ویظنون ظن السوء کالمستعجلین۔
الا تری الی الیهود کیف شقوا فی رد
الرسول الصادق الذی جاء کطلوع الشمس
مع وجود خبر مجیئه فی کتبهم ولو
شاء الله لکتب فی توراة کلما یهدیهم
الی صراط مستقیم ولاخبرهم عن

باوجود دیکھ وہ صحیح ابن ماجہ اور مستدرک میں حدیث "لا
مہدی الا عیسٰی" (مہدی عیسٰی ہی ہوں گے) پڑھتے ہیں
اور وہ جانتے ہیں کہ صحیحین نے اس کے ذکر کو ترک کر
دیا ہے بوجہ ان احادیث کے ضعف کے جو اسکے بارے میں
سُنی گئیں اور وہ جانتے ہیں کہ ظہور مہدی کی تمام احادیث
ضعیف اور مجروح ہیں بلکہ ان میں سے بعض موضوع ہیں جن سے
کچھ بھی ثابت نہیں۔ پھر وہ اُسکے آنے پر مُصر ہیں گویا وہ کچھ جانتے
ہی نہیں۔ اور جو اختلاف نزولِ مسیح کی اخبار میں واقع ہوئے
ہیں اس باب کا اصل یہ ہے کہ مستقبل دنیا سے متعلق
خبریں ابتلا سے خالی نہیں ہوتیں اور اس طرح جب اللہ
ان سے کسی قوم کو آزمانا اور برگزیدہ بنانا چاہتا ہے تو وہ
اس قسم کی خبروں میں استعارات اور مجازات رکھ
دیتا ہے اور ان کے ماخذ کو باریک اور دقیق اور مخفی
بنا دیتا ہے تا ان لوگوں کو آزمائے جو مرسلین کی
تکذیب کرتے ہیں اور جلد بازوں کی مانند بدظنی سے کام
لیتے ہیں۔ کیا تو یہود کو نہیں دیکھتا کہ کس طرح وہ اس
سچے رسول کو رد کر کے بدبخت بنے جس کا آنا طلوعِ
آفتاب کی طرح تھا اور اس کے آنے کی خبر ان کی
کتابوں میں موجود تھی اور اگر اللہ چاہتا تو تورات
میں وہ سب کچھ رکھ دیتا جو اُنھیں صراطِ مستقیم کی طرف
ہدایت دیتا اور ان لوگوں کو خاتم الانبیاء صلی اللہ

اسم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم وعن اسم والدہ واسم بلدتہ وزمان ظہورہ واسم صحابتہ واسم دار ھجرتہ ولکتب صریحًا انہ یاتی من بنی اسمٰعیل ولکن ما فعل اللہ کذٰلک بل کتب فی التوراتہ انہ یکون منکم من اخوانکم فمالت آراء الیھود الی ان نبی اٰخر الزمان یکون من بنی اسرائیل ووقعوا من ھٰذا اللفظ المجمل فی ابتلاء عظیم فھلک الذین ما نظروا حق النظر وظنوا ان یخرج النبیّ من قومھم ومن بلادھم وکذبوا خاتم النبیّن۔

واعلم ان ھٰذہ السنّۃ لیست من قبیل الظلم بل من جمیل احسانات اللہ علی عبادہ الصالحین۔ لانھم یبتلون عند الانباء النظریۃ الدقیقۃ بابتلاء دقیق من ربھم ثم یعرفون بنور عقلھم ولطافۃ فراستھم الصراط المستقیم۔ فیتحقق لھم الاجر عند ربّھم ویرفع اللہ درجاتھم ویمیزھم من غیرھم ویلحقھم بالواصلین و

علیہ وسلّم کا نام، آپؐ کی والدہ کا نام اور آپؐ کے شہر کا نام اور زمانۂ ظہورؐ اور آپؐ کے صحابہؓ اور دار الھجرت کے نام بتا دیتا اور صریح طور پر ان کی کتب میں لکھ دیتا کہ وہ بنو اسمٰعیل میں سے ہوگا، لیکن اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس نے تورات میں لکھ دیا کہ وہ تم میں سے تمہارے بھائیوں میں سے ہوگا۔ پس یہود کی آراء اس طرف مائل ہوگئیں کہ نبی آخرِ زماں بنی اسرائیل سے ہوگا اور وہ لوگ اس مجمل لفظ کی وجہ سے ایک بڑے ابتلاء میں پڑ گئے۔ جنھوں نے صحیح طور پر غور نہ کیا اور خیال کیا کہ موعود نبی ان کی قوم سے اور انہی کے شہروں سے ہوگا اور انھوں نے خاتم النبیّین (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی تکذیب کی۔

پس جان لے کہ یہ سنّت ظلم کی قسم سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اپنے نیک بندوں پر احسانات میں سے ہے۔ کیونکہ وہ ان نظری اور دقیق خبروں کے وقت اپنے ربّ کی طرف سے ایک باریک ابتلاء میں مبتلا کیے جاتے ہیں پھر وہ اپنی عقل کے نور اور اپنی فراست کی لطافت سے صراطِ مستقیم کو پہچان لیتے ہیں، تب ان کے لیے ان کے ربّ کی طرف سے اجر متحقق ہو جاتا ہے اور اللہ ان کے درجات کو بلند کرتا اور انھیں ان کے غیر سے ممتاز کرتا اور

لوكان الخبر مشتملاً على انكشاف تام
وعلامات بديهة واضحة لجاوز
الامر من حد الايمان ولا قرّ به المفسد
المعاند كما اقرّ به المؤمن المطيع وما
بقي على وجه الارض احد من المنكرين
الا ترى ان اهل الملل والنحل كلهم مع
اختلافاتهم الكثيرة لا يختلفون في
ان الليل مظلم والنهار منير وان الواحد
نصف الاثنين وان لكل انسان لسانًا
واذنين وانفًا وعينين ولكن الله ما
جعل الايمانيات من البديهيات و
لو جعل لضاع الثواب وبطل العمل
فتفكر فان الله يهدي المتفكرين و
من كان عالمًا صالحًا مجتهدًا في طلب
الحق ينور الله قلبه ويريه طريقه و
يعطيه فراسته من عنده وان الله
لا يضيع اجر المحسنين والذين
كفّروني ولعنوني ما تدبروا في كتاب
الله حق التدبر وظنوا ظن السوء وما
تفكروا في انفسهم ان العاقل لا يختار
السوء والضلالة لنفسه ولا يفتري

اور انھیں واصل باللہ لوگوں سے ملا دیتا ہے اور اگر خبر
انکشاف تام اور واضح اور بدیہی علامات پر مشتمل ہوتی
تو معاملہ حدِّ ایمان سے تجاوز کر جاتا اور جس طرح ایک
مطیع مومن اس کا اقرار کرتا اسی طرح ایک مفسد معاند
بھی اقرار کر لیتا ہے۔ اور سطح زمین پر کوئی انکار کرنیوالا
باقی نہ رہتا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ تمام ملتوں اور جماعتوں
کے افراد باوجود اپنے بہت سے باہمی اختلافات کے
اس بات میں اختلاف نہیں کرتے کہ رات تاریک
اور دن روشن ہے اور ایک، دو کا نصف ہے اور ہر انسان
کی ایک زبان، دو کان، ایک ناک اور دو آنکھیں ہیں لیکن
اللہ نے ایمانیات کو بدیہیات سے نہیں بنایا اور
اگر وہ ایسا کرتا تو ثواب ضائع ہو جاتا اور کام باطل ہو
جاتا۔ پس تو غور و فکر کر۔ اللہ غور و فکر کرنیوالوں کو
ہدایت دیتا ہے اور جو کوئی عالم صالح اور طلب حق
میں کوشش کرنے والا ہو تو اللہ اس کے قلب کو
منور کر دیتا ہے اور اسے اپنا رستہ دکھاتا اور اسے
اپنے پاس سے فراست عطا کرتا ہے اور اللہ احسان
کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ اور جن لوگوں نے
میری تکفیر کی اور مجھ پر لعنت کی، انھوں نے کتاب اللہ
میں پورا تدبر نہیں کیا اور بدگمانی سے کام لیا اور انھوں
نے اپنی جانوں پر غور نہیں کیا کہ عاقل اپنے لیے برائی اور

على الله وكيف يختار طريقا ويعلم ان
فيه هلاكة واىّ شئ يحمله على ذلك
الوبال مع علمه انه طريق الخسران
فى الدنيا والآخرة ولا يخفى على اعدائى
انى امرءٌ قد نفد عمرى فى تائيد الدين
حتى جاء فى الشيب من الشباب فكيف
يظن عاقل ان اختار الكفر والالحاد
فى كبر سنى ووهن جسمى وقربى من
القبر سبحان ربى ان هذا الا ظلمٌ
مبين ۔ وها انا برئٌ من بهتانهم و
ما اجد عند النظر فى عقائدى من
سريان الوهم بهذا والله يعلم ما فى
قلبى وقلوبهم وتوكلت عليه وما حمل
عقلاءهم على مخالفتى الا حب الدنيا
وناموسها والحسد الذى لا ينفك
من اكثر العلماء الا من حفظه الله
برحمته وقد جرت عادة اكثر العلماء
هكذا انهم اذا رأوا رجلاً يقول قولا
فوق افهامهم فلا يتفكرون فيه ولا
يسئلون القائل ليبين لهم حقيقته
بل يشتعلون بمجرد السماع ويكفرونه

ضلالت کو اختیار نہیں کرتا اور اللہ پر افترا نہیں کرتا ، اور وہ اس راستہ کو کیسے اختیار کر سکتا ہے جس میں وہ اپنی ہلاکت جانتا ہے اور کونسی چیز ہے جو اس کے علم کے باوجود کہ یہ دُنیا اور آخرت میں گھاٹے کا رستہ ہے اسے اس وبال پر آمادہ کرسکتی ہے اور میرے دشمنوں پر یہ امر مخفی نہیں کہ مَیں وہ شخص ہوں جس نے اپنی ساری عمر تائید دین میں صرف کی ہے ۔ یہانتک کہ جوانی سے بڑھاپا آگیا ہے پس کیسے کوئی عاقل یہ خیال کر سکتا ہے کہ میں کفر اور الحاد کو بُڑھاپے جسمانی کمزوری اور قبر کے قریب ہونے کے وقت اختیار کروں گا ۔ میرا رب پاک ہے ۔ یہ تو کھُلا کھُلا ظُلم ہے اور سُنو مَیں ان کے بہتان سے بَری ہوں اور مَیں اپنے عقائد پر نظر کر کے اس وہم کا اثر تک نہیں پاتا ۔ اور اللہ جانتا ہے جو میرے دل میں اور ان کے دل میں ہے اور مَیں نے اسی پر توکل کیا ہے اور ان کے عقلمندوں کو میری مخالفت پر دنیا کی محبت عزت اور حسد نے اکسایا ہے جو اکثر علماء میں موجود ہے سوائے ان کے جن کی اللہ نے اپنی رحمت سے حفاظت کی اور اسی طرح اکثر علماء کی عادت چلی آتی ہے کہ جب وہ کسی کو ایسی بات کہتے سنتے ہیں جو ان کے فہم سے بالا ہو ، تو وہ اس پر غور نہیں کرتے اور نہ وہ کہنے والے سے پُوچھتے ہیں کہ وہ اس کی حقیقت ان کے لیے بیان کر دے بلکہ وہ سُنتے ہی مشتعل ہو جاتے

فی اوّل مجلس ویلعنونه ویکثرون
القول فیه وکادوا ان یقتلوه مشتغلین
وقال الله عزّوجل یاحسرةً علی العباد
ما یاتیهم من رسول الا کانوا به
یستهزءون - والامر الحق الذی یعلمه
الله ان المسلمین کانوا فی هذا الزمان
کافراخ العصافیر ما بلغوا اشد هم
الروحانیة وسقطوا من اکنانهم و
اوکارهم واعشاشهم فاراد الله ان
یجمعهم تحت جناحی وین یقهم
حلاوة الایمان ولذة انس الرحمٰن
ویجعلهم من العارفین - فمن کان
عاقلاً طالباً للنجاة فلیبادر الیّ و لا
یبادر الیّ الا الذی یخاف الله وینبذ
الدنیا من اید یه وعرضها وناموسها
ویبادر الی الاٰخرة ویرتضی لنفسه کل
لعن وطعن واقوال الاعداء هجر الاحباء
وسب السابین -

التنبیه

اعلم یا اخی اراك الله من عنده

ہیں اور اسے پہلی مجلس میں ہی کافر قرار دیتے ہیں
اور اس پر لعنت کرتے اور اس کے بارہ میں باتیں
بناتے رہتے ہیں اور وہ اشتعال کی حالت میں اسے قتل
کرنے کے قریب ہوتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا ہے "یاحسرة
علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون" (ہائے
افسوس ان بندوں پر کہ نہیں آیا انکے پاس کوئی رسول مگر
اُنھوں نے اس کے ساتھ استہزاء کیا) اور امرِ حق وہی ہے
جسے اللہ جانتا ہے کہ مُسلمان اس زمانہ میں چڑیوں کے بچّوں
کی مانند ہیں اور وہ اپنی روحانی بلوغت کو نہیں پہنچے اور وہ
اپنے گھونسلوں سے گر گئے ہیں پس اللہ نے ارادہ کیا کہ انکو میرے
بازو کے نیچے جمع کر دے اور ان کو حلاوتِ ایمان اور
خدائے رحمان سے محبت کا مزہ چکھائے اور اُنھیں عارف
بنائے پس جو عاقل اور نجات کا طالب ہو اسے چاہیے
کہ وہ جلدی سے میری طرف آئے اور میری طرف صرف
وہی جلدی سے آتا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اور دُنیا کی عزت
اور ناموس کو اپنے ہاتھوں سے پھینک دیتا ہے اور آخرت
کی طرف جلدی کرتا ہے اور اپنے نفس کیلئے ہر لعن طعن، دشمنوں
کی باتوں اور اپنے احباب اور سب و شتم کرنیوالوں سے لاتعلقی
اختیار کرتا ہے۔

تنبیہ

اے میرے بھائی تو جان لے۔ اللہ تجھے اپنی جناب

طرق الصواب ان الذين يعتقدون نزول عيسٰى عليه السلام وصعوده بجسمه العنصري الى السّماء فتد يستدلون علٰى حيٰوته بقوله تعالٰى و ان من اهل الكتٰب الا ليؤمنن به قبل موته والله يعلم انهم خاطئون في هذا الاستدلال وان هم الّا يظنّون ويضلون الناس بغير علم ثم ينهضون لايذاء اهل الحق بالسنة حداد و لا يخافون الله ويسمّون المؤمنين كافرين انما مثلهم كمثل قومٍ اتخذوا مسجدًا ضرارًا وكفرًا وتفريقًا بين المؤمنين - وانت تعلم انا لوفرضنا ان اليهود كلهم يؤمنون بعيسٰى عليه السلام قبل موته كما فهموا من هذه الاٰية للزم المحال الصريح من هذا المعنى وللزم ان يبقى بنو اسرائيل كلهم الى نزول عيسٰى عليه السلام احياء سالمين - لان امر ايمان اليهود كلهم لايتم بحيوة المسيح فقط بل يجب لاتمامه حيوة كفار

سے سیدھے راستے دکھائے۔ جو لوگ عیسٰی علیہ السلام کے جسم عنصری کے ساتھ نزول اور آسمان کی طرف انکے صعود کا عقیدہ رکھتے ہیں، وہ ان کی حیات پر اللہ کے اس قول سے استدلال کرتے ہیں" ان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہٖ[۱] اور اللہ جانتا ہے کہ وہ اس استدلال میں غلطی پر ہیں اور وہ محض گمان سے کام لیتے ہیں اور لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کرتے ہیں۔ پھر وہ اہلِ حق کو تیز زبانوں سے ایذا دینے کے لیے مستعد ہو جاتے ہیں اور اللہ سے نہیں ڈرتے اور مومنوں کا نام کافر رکھتے ہیں۔ ان کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جنھوں نے مسجد ضرر، کفر اور مومنوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے کیلئے بنائی اور تو جانتا ہے کہ اگر ہم یہ فرض کریں کہ تمام یہودی حضرت عیسٰیؑ پر آپ کی وفات سے قبل ایمان لے آئیں گے جیسا کہ وہ اس آیت سے سمجھتے ہیں تو ان معنوں سے محال صریح لازم آئیگا اور یہ ضروری قرار پائیگا کہ تمام بنی اسرائیل نزولِ عیسٰی تک زندہ اور صحیح سالم رہیں کیونکہ سب یہود کے ایمان کا معاملہ صرف حیاتِ مسیح کے ساتھ پورا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے پورا کرنے کے لیے بنی اسرائیل کے تمام کفار کا اوّل زمانہ

---

[۱] اہلِ کتاب میں سے ایک بھی نہیں جو اس واقعہ پر اپنی موت سے پہلے ایمان نہ لائے۔

بنی اسرائیل کلهم من اوّل الزمان
الی یوم القیامة ومع ذلك یجب حیٰوة
المسیح الی یوم الدین ومعلوم ان
کثیرا من الیهود قد ماتوا ودفنوا و
لم یؤمنوا بعیسٰی علیه السلام فکیف
یستقیم ان یقال ان الیهود کلهم
یؤمنون بالمسیح قبل موته فلا شك
ان هٰذا المعنی بدیهی البطلان
وظاهر الفساد ولا سبیل الی صحته
فتفکر ان کنت من المتفکرین۔ ثم اذا
نظرنا نظرًا اٰخر وتأملنا فی قولهم
وعقیدتهم واتفاق ندوتهم علی
ان الموجودین فی زمان نزول المسیح
یدخلون فی دین الاسلام کلهم ولا
تبقی نفس واحدة منهم منکرةً
للاسلام وتهلك الملل کلها الا الاسلام
فما وجدنا هٰذه العقیدة موافقة
لتعلیم القراٰن بل وجدناها مخالفة
لقول رب العالمین فان القراٰن یعلّم
بتعلیم واضح ویشهد بصوتٍ عال
علی ان الیهود والنصارٰی یبقون

سے قیامت تک زندہ رہنا ضروری ہے اور اس کے
ساتھ مسیح کی قیامت تک کیلئے زندگی ضروری ہے اور
یہ بات ظاہر ہے کہ بہت سے یہودی مرگئے اور دفن
کیے گئے اور وہ عیسٰی علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے
پس یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ سب یہودی مسیح
پر اس کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے. پس بلاریب
ان معنوں کا بطلان واضح ہے۔ ان کا فساد ظاہر ہے
اور ان کے صحیح ہونے کی کوئی صورت نہیں. پس
اگر تو غور کرنے والوں سے ہے، تو غور کر۔ پھر
جب ہم دوسری بار نظر کرتے ہیں اور ان کے
عقیدہ اور اقوال اور ان کی مجلس کے اس اتفاق
پر غور کرتے ہیں کہ جو لوگ عیسٰی علیہ السلام کے
زمانۂ نزول میں موجود ہوں گے وہ سب کے سب
اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور ان میں سے
ایک فرد بھی اسلام کا منکر نہیں رہے گا۔
اور اسلام کے سوا تمام ملتیں ہلاک ہو جائیں
گی تو ہم اس عقیدہ کو قرآن کریم کے موافق
نہیں پاتے بلکہ اسے رب العالمین کے قول کے
مخالف پاتے ہیں کیونکہ قرآن واضح تعلیم دیتا ہے
اور بلند آواز سے شہادت دیتا ہے کہ یہود
اور نصارٰی قیامت تک باقی رہیں گے جیسا

الى يوم القيامة كما قال عزوجل فاغرينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيامة ومعلوم ان وجود العداوة والبغضاء فرع لوجود المعاندين والمباغضين ولا يتحقق الا بعد وجودهم ولقد وصلنا لهم القول وقلنا غير مرة لعلهم يتذكرون او يكونون من الخائفين - فكيف نؤمن بان اهل الملل كلها تهلك في وقت من الاوقات أنكفر بايات كتاب مبين وقد قال الله تعالى والقينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيامة وقال وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة ومعلوم ان كون اليهود مغلوبين الى يوم القيمة يقتضي وجودهم وبقائهم وكفرهم الى يوم الدين - ومعلوم ان كلما يعارض اخبار القرآن ويخالفه فهو كذب صريح وليس من احاديث اصدق الصادقين بل المراد من هلاك الملل كلها هلاكهم بالبينة ولا شك انه من

کہ اس نے فرمایا "فاغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ[1]" اور یہ بات ظاہر ہے کہ عداوت اور بُغض کا وجود معاندین اور بُغض رکھنے والوں کے وجود کی فرع ہے اور اُن کے وجود کے بغیر متحقق نہیں ہو سکتی اور ہم نے انھیں پئے در پئے کہا اور ایک سے زائد بار کہا تا وہ نصیحت پکڑیں اور ڈرنے والوں سے ہوجائیں پس ہم کس طرح ایمان لائیں کہ تمام ملتیں کسی وقت ہلاک ہوجائیں گی۔ کیا ہم کتاب مبین کی آیات کا انکار کر دیں؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے "والقینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ[2]" اور کہا ہے "وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ[3]" اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہود کا قیامت تک مغلوب ہونا، قیامت تک ان کے وجود، بقا اور کفر کا جزا و سزا کے دن تک تقاضا کرتا ہے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ ہر وہ بات جو قرآن کی خبروں کی معارض اور مخالف ہو وہ صریح جھوٹ ہے اور سب سے زیادہ سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث

---

[1] ہم نے ان کے درمیان قیامت کے دن تک عداوت اور سخت دشمنی ڈال دی ہے۔

[2] اور ہم نے قیامت تک کے لیے ان کے درمیان عداوت اور بغض پیدا کر دیا ہے۔

[3] اور جو تیرے پیرو ہیں انہیں ان لوگوں پر جو منکر ہیں قیامت کے دن تک غالب رکھوں گا۔

هلك من بينة فقد هلك ومن اتم الحجة على احد فقد اهلكه فتفكر كالمتوسمين ۔

واعلم ان حديث هلاك الملل صحيح ولكن اخطاء العلماء فی فهمه وما فهموا من هلاك اهل الاديان فهو ليس بصحيح بل المعنى الصحيح هو الذی يشير اليه القرآن فی اٰية هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دين الحق ليظهره على الدين كلّه فقد اشار فی هٰذه الاٰية على غلبة دين الاسلام على كل مذهب ودين وانت تعلم ان دينًا اذا صار مغلوبًا مقهورًا فهو نوع من هلاك اهله بسلطان مبين فثبت من هٰذا التحقيق ان تاويل اٰية قبل موته بنحو ذكره العلماء تاويل فاسد وقد بلغك كلام رب العالمين ۔

واما ماروی فی البخاری عن ابی هريرة رضی الله عنه فی هذا الباب فلا تحسبه شيئًا يتوجه اليه

سے نہیں بلکہ تمام ملتوں کی ہلاکت سے مراد انکا دلائل سے ہلاک ہونا ہے بیشک جو دلیل سے ہلاک ہوا وہ ہلاک ہوگیا اور جسنے کسی پر حجت پوری کی اُس نے اُسے ہلاک کر دیا پس تو صاحب فراست لوگوں کا سا فکر کر

اور جان لے کہ تمام ملتوں کے ہلاک ہونے والی حدیث صحیح ہے، لیکن علماء نے اس کے سمجھنے میں غلطی کی ہے اور اُنھوں نے تمام ادیان کے ہلاک ہونے کا جو مفہوم لیا ہے وہ صحیح نہیں بلکہ صحیح معنے وہ ہیں جن کی طرف قرآن کریم "ھوالذی ارسل رسولہ بالھدٰی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلّہٖ" والی آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔ پس اس آیت میں قرآن نے ہر مذہب و دین پر اسلام کے غلبہ کیطرف اشارہ کیا ہے اور تو جانتا ہے کہ جب کوئی دین مغلوب و مقہور ہو جائے تو وہ اس دین کے ماننے والوں کی واضح دلیل کے ساتھ ہلاکت کی ہی ایک قسم ہے۔ پس اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ آیت قبل موتہ کی جو تاویل علماء نے کی ہے، وہ فاسد ہے اور اب تجھے رب العالمین کا کلام پہنچ چکا ہے۔

اور بخاری میں اس باب میں ابوہریرہؓ سے جو روایت ہے تو اسے قابلِ توجہ چیز نہ سمجھ اور

[1] وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دیکر بھیجا ہے تا وہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔

وعندنا كتاب الله فلا تطلب الهدى من	ہمارے پاس قرآن ہے۔ پس تو اس کے غیر سے
غيره فترجع بالخيبة ولن تكون من	ہدایت طلب نہ کر ورنہ تو ناکام لوٹے گا اور ہرگز
المهتدين قال صاحب التفسير المظهري	ہدایت نہ پائیگا اور صاحب تفسیر مظہری نے کہا ہے
ان اباهريرة صحابي جليل القدر	کہ ابوہریرہ جلیل القدر صحابی ہیں لیکن انھوں نے اس
ولكنه اخطاء في هذا التاويل ولا يوجد	تاویل میں غلطی کھائی ہے اور کوئی حدیث
في حديث ما يؤيّد زعمه ولا نرى	ان کے خیال کی تائید نہیں کرتی۔ جو کچھ
مستفاداً من الآية ما فهمه فلا شك	اُنھوں نے سمجھا وہ ہمارے نزدیک اس آیت سے نہیں
انه خالف الحق المبين ۔	نکلتا بیشک انھوں نے کھلے کھلے حق کی مخالفت کی ہے۔
وما ثبت ان ماخذ قوله من	اور یہ ثابت نہیں ہوا کہ ان کے قول کا مآخذ
مشكوة النبوة والسنة المطهرة بل	مشکوٰۃ نبوت اور سنّت مُطہّرہ ہے بلکہ وہ ایک
هو رائ سطحي وكان رضي الله عنه	سطحی رائے ہے اور اُنھوں نے اپنے بعض اجتہادات
كثير الخطاء في بعض اجتهاداته كما	میں بہت غلطیاں کھائی ہیں جیسا کہ آپ کی غلطی اس
ثبت خطاءه في حديث ذكره البخاري	حدیث سے ثابت ہے جسکا ذکر امام بخاری نے
في صحيحه قال حدثني عبد الله	اپنی صحیح میں کیا ہے، وہ کہتے ہیں مجھے عبداللہ بن
ابن محمد قال حدثنا عبد الرزاق	محمد نے بتایا اس نے کہا مجھے عبدالرزاق نے بتایا
قال اخبرنا معمر عن الزهري عن	اس نے کہا مجھے معمر نے زہری سے بتایا۔ زہری
سعيد ابن مسيب عن ابي هريرة	نے سعید بن مسیّب سے اور اس نے ابوہریرہ
قال ان النبي صلى الله عليه وسلم	سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کوئی
قال ما من مولود يولد الا والشيطان	بچّہ پیدا نہیں ہوتا مگر شیطان اسے پیدائش کے
يمسه حين يولد فيستهل صارخاً	وقت چھوتا ہے۔ پس وہ شیطان کے چھونے
من مس الشيطان اياه الا مريم وابنها	کیوجہ سے چیخ اُٹھتا ہے، سوائے مریم اور اس کے

يقول ابو هريرة واقرؤا ان شئتم وانى اعيذها بك وذريتها من الشيطان الرجيم هذا ما زعم ابو هريرة ولكن الذى اغترف شيئًا من بحر كلام الله فيعلم بالبداهة ان هذا الزعم فاسد ويعلم ان اباهريرة استعجل فى هذا الراى وما ارصد نفسه لشهادة بيّنات القرآن الم يعلم ان الله تعالىٰ جعل نبيّنا اول المعصومين وقد طعن الزمخشرى فى معنى هذا الحديث وتوقف فى صحته وكيف يجوز ان نخص ابن مريم وامه فى العصمة من مس الشيطان وقد قال الله تعالىٰ ان عبادى ليس لك عليهم سلطان و قال سلام عليه يوم ولد ويوم يموت و يوم يبعث حيًا وما معنى السلام الا الحفظ والعصمة وقال الا عبادك منهم المخلصين فلا يصح هذا الحديث الا ان نريد من ابن مريم وامه معنًى عامًا ونقول ان كل تقى ونقى كان فى صفتهما فهو ابن مريم وامه واليه اشار الزمخشرى رحمه الله ولا يستبعد هذا التاويل

بیٹے کے۔ ابوہریرہ کہتے ہیں اگر تم چاہو تو پڑھو" وانی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطٰن الرجیم[1]" یہ ہے جو ابوہریرہ نے خیال کیا، لیکن جس نے کلام اللہ کے سمندر سے چلّو بھرا ہو وہ بالبداہت جانتا ہے کہ یہ خیال فاسد ہے اور وہ یہ جانتا ہے کہ ابوہریرہؓ نے اس رائے کے [اظہار] کرنے میں جلدی کی ہے اور اس نے اپنے نفس کو بیّنات قرآن کی شہادت کے لیے گھات میں نہیں لگایا۔ کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ اللہ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اوّل المعصومین قرار دیا ہے اور زمخشری نے اس حدیث میں طعن کیا ہے اور اس کی صحت کے بارے میں توقف کیا ہے اور یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ ہم ابن مریمؑ اور اس کی ماں کی مسّ شیطان سے محفوظ رہنے میں تخصیص کریں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "ان عبادی لیس لک علیھم سلطان[2]" اور فرمایا ہے" سلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیاً[3]" اور اسلام کے معنی حفاظت اور عصمت کے ہی ہیں اور فرمایا" الا عبادک منھم المخلصین[4]" پس یہ حدیث

---

[1] اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کے حملہ سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

[2] جو میرے بندے ہیں اُنپر ہرگز تیرا تسلّط نہیں ہو سکتا۔

[3] اور جب وہ پیدا ہوا تب بھی اس پر سلامتی تھی اور جب وہ مریگا اور جب وہ زندہ کر کے اٹھایا جائیگا۔ تب بھی اس پر سلامتی ہوگی۔

[4] سوائے ان میں سے تیرے چیدہ بندوں کے۔

فان الانبیاء قد یتکلّمون فی حلل المجازات والاستعارات ومثل ذلك کثیر فی کلام سیّدنا ومولانا خاتم النبیّین۔ ومن ھذا الباب قوله صلّی الله علیه وسلّم ان عیسٰی ابن مریم لینزلن فیکم یعنی یبعث رجل منکم علٰی صفته فینزل منزلة عیسٰی فما فھم اکثر الناس معنی ھذین الحدیثین واعتقدوا ان عیسٰی الذی کان نبیًّا من بنی اسرائیل ینزل من السماء وان ھذا لاخطاء مبین۔

ثم القرینة الثانیة علٰی خطاء ابی ھریرة فی اٰیة **قبل موته** ماجاء فی قرأة ابیّ بن کعب اعنی **موتھم** فانّه یقرء ھٰکذا وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موتھم فثبت من ھذه القراءة ان ضمیر لفظ موته لا یرجع الی عیسٰی علیه السلام بل یرجع الی اھل الکتاب فالٰی ای ثبوت حاجة بعد قرأة اُبیّ بن کعب لقوم طالبین۔ ثم مع ذٰلك قد اختلف اھل التفسیر

صحیح نہیں ہو سکتی سوائے اسکے کہ ابنِ مریم اور اس کی ماں سے عام معنی مراد لیں اور کہیں ہر متقی اور برگزیدہ انسان جو انکی صفات اپنے اندر رکھتا ہو، وہ ابنِ مریم اور اسکی ماں ہے اور اسی کی طرف زمخشری نے اشارہ کیا ہے اور یہ تاویل مستبعد نہیں کیونکہ انبیاء مجازات اور استعارات کے لباس میں کلام کرتے ہیں اور اسکی مثالیں ہمارے آقا و مولا حضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں بکثرت ملتی ہیں؛

چنانچہ آپکا یہ قول ہے کہ عیسٰی بن مریم تم میں نازل ہوگا یعنی اسکی صفات رکھنے والا ایک شخص تم میں مبعوث ہوگا پس وہ عیسٰی کا قائم مقام ہوگا، لیکن اکثر لوگ ان دونوں حدیثوں کے معنی نہیں سمجھے اور انھوں نے یہ عقیدہ بنالیا کہ عیسٰی جو بنی اسرائیل کا ایک نبی تھا آسمان سے نازل ہوگا اور یہ ایک کھلی کھلی غلطی ہے۔

آیت قبل موتہٖ میں ابو ہریرہ کی غلطی پر دوسرا قرینہ ابی بن کعب کی قرآت "موتہم" میں ہے کیونکہ وہ اس طرح پڑھا کرتے تھے: "وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موتھم"[1] پس اس قرأت سے ثابت ہوا کہ لفظ "موتہٖ" میں ضمیر ہ عیسٰی علیہ السلام کی طرف راجع نہیں ہوتی بلکہ وہ اہلِ کتاب کی طرف راجع ہوتی ہے۔ پس اب ابی بن کعب کی قرآت کے بعد طالبانِ حق کے لیے اور کس ثبوت کی ضرورت ہے۔ پھر اس کے ساتھ مفسرین نے بھی بہٖ کی ضمیر کے مرجع کے متعلق اختلاف کیا ہے

[1] سب اہلِ کتاب اس واقعہ پر اپنی موت سے پہلے ایمان لاتے رہیں گے۔

فی مرجع ضمیر بہٖ فقال بعضہم ان ھٰذا
الضمیر الذی یوجد فی اٰیۃ **لیؤمنن**
بہٖ راجع الی نبیّنا صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم
ارجع الاقوال وقال بعضہم انّہ راجع
الی الفرقان قال بعضہم راجع الی اللّٰہ
تعالٰی وقیل انّہ راجع الی عیسٰی وھٰذا
قول ضعیف ما التفت الیہ احد من
المحققین فیا حسرۃ علی اعدائنا المخالفین
انہم یترکون القراٰن وبیّناتہ بل
قلوبہم فی غمرۃ من ھٰذا ویقولون
بافواھہم انا نتبع اخبار رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ولیسوا بمتبعین
بل یترکون اقوالاً ثابتۃ من رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم ویبدلون الخبیث
بالطیب ویکتمون الحق وکانوا عارفین۔
انما مثلہم کمثل سبّع اعتاد
اکل المیتۃ فلا یتوجہ الی الاغذیۃ
اللطیفۃ النظیفۃ من الثمرات وسواھا
ویسعی فی البراری لھا ویحتفر القبور
ویطلب کل جیفۃ من حمار او کلب او
خنزیر فان وجدھا فیکون بھا اصفی

ان میں سے بعض نے کہا ہے۔ لیؤمنن بہ میں ہ کی ضمیر نبی
صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف راجع ہے اور بعض نے کہا
ہے کہ یہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اور یہ بھی
کہا گیا ہے کہ یہ ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے
اور یہ قول ضعیف ہے، محققین نے اس کی طرف التفات
نہیں کی۔ پس ہمارے مخالف دشمنوں پر افسوس ہے۔ وہ
قرآن اور اس کی بیّنات کو چھوڑتے ہیں
بلکہ ان کے دل اس سے پردہ میں ہیں
اور وہ اپنے مونہوں سے کہتے ہیں
کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی احادیث کی پیروی کرتے ہیں، لیکن
حقیقت میں وہ پیروی کرنیوالے نہیں بلکہ وہ ان
اقوال کو چھوڑ دیتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے ثابت ہیں اور خبیث کو طیب سے بدل لیتے ہیں
اور وہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہیں۔
ان کی مثال اس درندہ کی سی ہے
جسے مُردہ کھانے کی عادت پڑ جائے تو وہ پھلوں
ایسی لطیف اور پاکیزہ غذاؤں کی طرف متوجہ
نہیں ہوتا بلکہ جنگلوں کی طرف بھاگ جاتا ہے اور
قبروں کو کھودتا ہے اور ہر مُردار تلاش کرتا ہے
وہ گدھا ہو، کُتّا ہو یا سؤر۔ اور اگر وہ کوئی مُردار

فرحا او فی مرحًا ولا یفارقها بطرد الطاردین۔ الا یعلمون ان لفظ التوفی الذی یوجد فی القراٰن قد استعمله الله للموتی الذین خلوا من قبله او ماتوا من بعده اولم یکف شهادة رب العلمین اولم یکف لهم ما اعتاده العرب الیٰ هٰذا الوقت واذا قیل لجاهل اُمّی من العرب ان الفلان توفی فیعرف انه مات فانظر ما تریٰ هٰذا المحاورة جاریة فیهم ثم انظر انهم کیف فرّوا معرضین۔

پالے، تو وہ بہت خوش ہوتا ہے اور دھتکارنے والوں کے دھتکارنے پر وہ اس سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ لفظ توفّی جو قرآن میں پایا جاتا ہے اس کو اللہ نے ان مردوں کے لیے استعمال کیا ہے جو اس سے پہلے گذر گئے یا اس کے بعد وفات پا گئے کیا رب العالمین کی شہادت کافی نہیں۔ کیا ان کیلئے جسکے عرب اب تک عادی ہیں کافی نہیں۔ اور جب کسی اُمّی جاہل عرب کو کہا جاتا ہے کہ فلاں کا توفی ہوگیا ہے تو وہ جان لیتا ہے کہ وہ مر گیا پس غور کر کیا تجھے عربوں میں یہ محاورہ مروّج نظر نہیں آتا۔ پھر دیکھ کہ وہ کس طرح اعراض کرکے بھاگ نکلے۔

وقال بعضهم ان اٰیة فلما توفیتنی حق ولا شك انها یدل علیٰ وفاة عیسیٰ علیه السلام بدلالةٍ قطعیةٍ وانه مات وانا نؤمن به وکتب التفسیر مملوّة من هٰذا البیان ولکنه علیه السلام ما بقی میّتًا بل بعث حیًا بعد ثلثة ایام او سبع ساعات ثم رفع الی السماء بجسده العنصری ثم ینزل فی اٰخر الزمان علی الارض ویمکث اربعین سنة ثم یموت مرةً ثانیةً ویدفن

اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ آیت فلما توفیتنی برحق ہے اور بیشک وہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قطعی طور پر دلالت کرتی ہے اور وہ وفات پا گئے ہیں اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور تفسیر کی کتب اس بیان سے بھری پڑی ہیں، لیکن عیسیٰ علیہ السلام مردہ نہیں رہے بلکہ وہ تین دن کے بعد یا سات گھڑیوں کے بعد زندہ ہوگئے اور پھر بجسدِ عنصری آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر وہ آخری زمانہ میں زمین پر اُتریں گے اور چالیس سال زمین میں رہیں گے

في ارض المدينة في قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فحاصل كلامهم ان للخلق كلهم موتا واحدًا وللمسيح موتين ولكنا اذا نظرنا في كتاب الله سبحانه فوجدنا هذا القول مخالفا للنصوص البينة الاترى ان الله تبارك وتعالى قال في كتابه المحكم حكايةً عن مؤمن مغبطًا نفسه بما اعطاه الله من الخلد في الجنة والاقامة في دار الكرامة بلا موت افما نحن بميتين الا موتتنا الاولى وما نحن بمعذبين - ان هذا لهو الفوز العظيم -

فانظر ايها العزيز كيف اشار الله تعالى الى امتناع الموت الثاني بعد الموتة الاولى - وبشرنا بالخلود في العالم الثاني بعد الموت فلا تكن من المنكرين - وانت تعلم ان الهمزة في جملة **افما نحن بميتين** للاستفهام التقريري وفيها معنى التعجب والفاء ههنا للعطف على محذوف اي انحن مخلدون منعمون

اور پھر دوسری دفعہ وفات پائیں گے اور مدینہ میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن ہوں گے۔ ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام مخلوق کے لیے ایک موت ہے لیکن مسیح ؑ کے لیے دو موتیں ہیں۔ لیکن جب ہم قرآن میں دیکھتے ہیں تو وہاں اس قول کو نصوصِ بیّنہ کے خلاف پاتے ہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم کتاب میں ایک ایسے مومن سے جو جنت میں ہمیشہ کی زندگی عطا ہونے اور عزت کی جگہ پر بغیر موت کے ٹھہرائے جانے پر اپنے آپ پر رشک کرتا ہے۔ حکایتاً بیان کرتا ہے: "افما نحن بمیتین الا موتتنا الاولیٰ وما نحن بمعذبین۔ ان ھذا لھو الفوز العظیم[1]"

اے عزیز! دیکھ کس طرح اللہ نے پہلی موت کے بعد دوسری موت نہ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور اس موت کے بعد عالم ثانی میں ہمیں ہمیشہ رہنے کی بشارت دی ہے پس تُو انکار کرنیوالوں میں سے نہ بن۔ تو جانتا ہے کہ جملہ "**افما نحن بمیتین**" میں ہمزہ استفہام تقریری کے لیے ہے اور اس میں تعجب کے معنی پائے جاتے

[1] کیا سوائے پہلی موت کے ہمارے لیے اور کوئی موت نہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا۔ یہ بیشک بڑی کامیابی ہے۔

مع قلة اعمالنا وما نحن بميتين ف اعلم
ان هذا سوال من اهل الجنة حين
يسمعون قول الله تعالىٰ كلوا واشربوا
هنيئا بما كنتم تعملون كما روى عن
ابن عباس فی تفسير قوله تعالىٰ هنيئا
فعند ذلك يقولون افما نحن بميّتين
الا موتتنا الاولىٰ واعلم ان قولهم
هذا يكون على طريقة الابتهاج والسرور
ثم اعلم ان الاستثناء ههنا مفرغ و
قيل منقطع بمعنى لكن وفي كل حال
يثبت من هذه الاية ان اهل الجنة
يبشرون بالدوام والخلد ويبشرون
بان لهم لا موت الا موتتهم الاولى
وهذا دليل صريح على ان الله ما
جعل لاهل الجنة موتتين بل بشرهم
بالحيوة الابدية بعد الموت الذي
قد قدر لكل رجل وقال في اخر هذه
الاية ان هذا لهو الفوز العظيم فاشار
الى ان دوام الحيوة وعدم الموت مع
نعيم وسرور وجود من التفضلات
العظيمة فاذا تقرر هذا فكيف يتصوّر

رہیں اور "فا" یہاں عطف علی المحذوف ہے یعنی کیا ہم اپنے
قلّتِ اعمال کے باوجود جنّت کی نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے
اور ہمیں موت نہیں آئیگی اور جان لے کہ یہ اہلِ جنّت
کا اسوقت کا سوال ہے جب وہ اللہ کا یہ قول سُنیں گے
مزا کھاؤ اور پیو یہ تمہارے اعمال کیوجہ سے تمہارے لئے بابرکت ہوگا
جیسا کہ ھنیئا کی تفسیر میں ابن عباسؓ سے روایت ہے پس اسوقت وہ کہینگے
کہ اب بتاؤ کہ کیا سوائے پہلی موت کے ہمارے لیے اور
کوئی موت نہیں اور جان لے کہ ان کا یہ قول خوشی اور
انبساط کے طور پر ہے۔ مدِّنظر رہے کہ یہاں استثناء
مفرغ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ منقطع بمعنی لکن ہے
اور ہر حالت میں اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ اہلِ جنت کو دوام اور خلود کی بشارت دی جائے گی
اور انھیں یہ بشارت دی جائیگی کہ سوائے پہلی موت
کے انکے لیے اور کوئی موت نہیں اور یہ صریح دلیل ہے
کہ اللہ نے اہلِ جنّت کے لیے دو موتیں نہیں بنائیں
بلکہ اس نے اُنھیں اس موت کے بعد جو ہر شخص
کے لیے مقدر ہے ابدی حیات کی بشارت دی ہے
اور اس آیت کے آخر میں فرمایا ہے "یہ بیشک
بڑی کامیابی ہے۔ ان ھذا لھو الفوز العظیم۔ اس میں
اس نے احسانات عظیمہ، نعمتوں اور خوشیوں اور سُرور
سے معمور حیاتِ دائمی اور عدم موت کی طرف اشارہ

ويظن ان نبيًّا كمثل عيسٰى مع كونه من
المقرّبين محروم من هٰذا التفضل
العظيم وكيف يتصور ان الله يخلف
وعده ويرده الى الدنيا والامها وأفاتها
ومصائبها وشدائدها ومرارتها ثم
يميته مرة ثانية سبحانه هٰذا بهتان
عظيم وما كان لاحد ان يعود لمثله بعد
ما اطلع على خطائه ان كان من المؤمنين
وان الانبياء لا ينقلون من هٰذه
الدنيا الى دار الأخرة الا بعد تكميل
رسالات قد ارسلوا لتبليغها ولكل
برهةٍ من الزمان مناسبته بوجود
نبي فيرسل كل نبي برعاية المناسبات
والى هٰذه الاشارة فى قوله تعالٰى ولٰكن
رسول الله وخاتم النبيين۔ فلو لم
يكن لرسولنا صلى الله عليه وسلّم و
كتاب الله القرٰان مناسبة لجميع
الازمنة الأتية واهلها علاجًا ومداواةً
لما ارسل ذٰلك النبيّ العظيم الكريم
لاصلاحهم ومداواتهم للدوام الى
يوم القيامة فلا حاجة لنا الى نبي بعد

کیا ہے پس جب ثابت ہوگیا تو یہ کیسے تصور اور گمان کیا جا
سکتا ہے کہ عیسٰی کی مانند ایک نبی مقرب ہونے کے باوجود
اس فضلِ عظیم سے محروم ہو اور کس طرح تصور کیا جا سکتا ہے کہ
اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرے اور اسے دنیا اور اس
کے دکھوں اور آفات اور مصائب و شدائد اور تلخیوں کی طرف
لوٹائے پھر اسے دوسری مرتبہ موت دے۔ پاک ہے وہ ذات
یہ بہت بڑا بہتان ہے اور کسی کے شایانِ شان نہیں کہ اپنی خطا
پر اطلاع پانیکے بعد دوبارہ ایسی بات کا اعادہ کرے۔ اگر مومن ہے
اور انبیار اس دنیا سے دارالآخرت کی طرف
منتقل نہیں ہوتے، مگر ان رسالات کی تکمیل کے بعد
جن کی تبلیغ کے لیے وہ مبعوث ہوتے ہیں اور زمانہ کے
ہر حصّہ کو ایک نبی کے وجود سے مناسبت ہوتی ہے
پس ہر نبی انہی مناسبات کی رعایت سے مبعوث ہوتا
ہے اور اس کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس
قول میں "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین[1]" پس اگر ہمارے
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم اور قرآن کریم کو سب
آئندہ زمانوں سے اور انکے رہنے والوں سے علاج اور اصلاح
کے لحاظ سے مناسبت نہ ہوتی تو یہ نبیٔ عظیم انکی اصلاح
اور علاج کے لیے قیامت تک کے لیے مبعوث نہ
ہوتے۔ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی اور نبی کی

---

[1] لیکن آپ اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کرنیوالے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقد احاطت
برکاته کل ازمنة وفیوضه واردة علی
قلوب الاولیاء والاقطاب والمحدثین
بل علی الخلق کلهم وان لم یعلموا
انها فائضة منه فله المنّة العظمی
علی الناس اجمعین -

والذین کثر علیهم فیضان العلوم
والمعارف من هذا النبی الرسول الامی
فمنهم قوم توجهوا الی کتاب الله
والتدبر فیه واستنباط دقائقه و
قوم اخرون کانت همتهم اخذ العلوم
من الله تبارك وتعالی فهم الحکماء
المحدثون اهل الحکمة الربّانیّة
وکل یأخذون من تلك العین المبارکة
ویربّون من فیوضه الی یوم الدین - و
الی هذا اشار الله عزوجل فی قوله و
اخرین منهم لما یلحقوا بهم یعنی
یزکی النبی الکریم اخرین من امته
بتوجهاته الباطنیة کما کان یزکی
صحابته فتفکر فی هذه الآیة و
استعذ بالله من شر کل مستعجل

ضرورت نہیں کیونکہ آپ کی برکات نے ہر زمانہ کا احاطہ
کر لیا ہے اور آپؐ کے فیوض تمام اولیاء، اقطاب اور
محدثین بلکہ تمام مخلوقات کے دلوں پر وارد ہوتے
ہیں اور اگرچہ انھیں علم نہ ہو کہ یہ فیض اسی کی طرف
سے جاری ہیں پس آپ کا تمام لوگوں پر بڑا
احسان ہے۔

اور جن لوگوں پر اس نبی اور رسول اُمّی کے
علوم و معارف کا فیضان زیادہ ہوا ہے ان میں سے
بعض نے کتاب اللہ ـــــ پر تدبر اور اس
کے دقائق کو مستنبط کرنے کی طرف توجہ کی ہے
اور کچھ لوگ اور ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ سے علوم
کے حاصل کرنے نے فکرمند اور بے چین کر رکھا ہے۔
پس یہی حکماء اور محدّث ہیں جو ربّانی حکمت والے ہیں اور وہ
تمام اس مبارک چشمہ سے لینگے اور قیامت تک اسکے فیوض سے تربیت
حاصل کرتے رہیں گے اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ
نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے " وآخرین
منہم لما یلحقوا بہم[1] " یعنی نبی کریم اپنی اُمّت کے بعد میں
آنیوالوں کا اپنی باطنی توجہات کے ساتھ اسی طرح
تزکیہ کرینگے جیسے آپؐ نے اپنے صحابہؓ کا تزکیہ کیا۔ پس
اس آیت پر غور کرو اور ہر ایک جلدباز کے شر سے

[1] اور ان میں سے کچھ اور لوگ بھی ہیں جو ابھی تک ان سے نہیں ملے۔

ولو كان عندك له كرامة وعزازة او كان من عشيرتك الاقربين ولن تجد في الارض احدًا من الصالحين ان يتبدّى مرشده او ما تفوق من كأس النبي صلى الله عليه وسلّم فدع عنك الالتفات الى غيره نبيًّا كان او من المرسلين وعليك ان تقبل ما قيل وتتحامى القال والقيل واعلم انه خاتم الانبياء ولا يطلع بعد شمسه الانجم التابعين الذين يستفيضون من نوره هو منبع الانوار وكاد يحل نوره بساحة قوم منكرين۔

ثم نرجع الى كلماتنا الاولى ونقول ان الأية التي ذكرناها آنفًا اعني قوله تعالى الا موتتنا الاولى قد استدل بها الخليفة الاول ابوبكر الصديق رضي الله عنه اذ توفي رسول الله صلى الله عليه وسلّم واختلف الناس في وفاته وقال عمر ما مات رسول الله صلى الله عليه وسلّم بموت حقيقي بل يأتي مرة ثانية في الدنيا ويقطع انوف المنافقين وايديهم وآذانهم فانكره الصديق ومنعه من

اللہ کی پناہ مانگ گو تمہارے پاس اسے عزت اور رتبہ حاصل ہو یا وہ تمہارے قریبی رشتہ داروں سے ہو اور تو زمین میں کوئی ایسا صالح ہرگز نہیں پائیگا جو اپنے مرشد سے آگے نکل جائے اور نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیالہ سے سبقت لے جا سکتا ہے۔ پس آپ کے غیر کی طرف وہ نبی ہو یا مرسل ملتفت نہ ہو اور تجھ پر لازم ہے کہ جو کچھ کہا گیا ہے اسے قبول کر اور قیل و قال سے بچ اور جان لے کہ آپؐ خاتم انبیاء ہیں اور آپؐ کے سورج کے بعد ان پیروکاروں کا ستارہ ہی طلوع ہو سکتا ہے جو آپؐ کے نور سے فیض حاصل کرتے ہیں اور آپ منبع انوار ہیں اور قریب ہے کہ آپکا نور منکر قوم کے صحن میں بھی نازل ہو جائے۔

پھر ہم اپنی پہلی باتوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس آیت کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے یعنی "الا موتتنا الاولیٰ" اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات پر خلیفہ اوّل حضرت ابوبکرؓ نے استدلال کیا جبکہ لوگوں نے آپ کی وفات کے بارہ میں اختلاف کیا اور حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر حقیقی موت وارد نہیں ہوئی بلکہ آپ دوسری بار دُنیا میں آئیں گے اور منافقوں کے ناک، ہاتھ اور کان کاٹیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس سے انکار کیا اور آپؓ کو اس سے منع فرمایا۔ پھر آپؓ جلدی

ذلك ثم بادر الی بیت عائشة رضی الله
عنها واتی رسول الله صلی الله علیه
وسلم وکان میتًا علی الفراش فنزع عن
وجهه الرداء وقبّله وبکیٰ وقال انك طیب
حیًّا ومیتًا لن یجمع الله علیك الموتین
الا موتتك الاولیٰ فرد بذلك القول
قول عمر وکان مأخذ قوله قوله تعالیٰ
الا موتتنا الاولیٰ وکانت لابی بکر رضی الله
تعالیٰ عنه مناسبة عجیبة بدقائق
القرآن ورموزه واسراره ومعارفه و
کان له ملکة کاملة فی استنباط المسائل
من القرآن الکریم فلذلك هُدی قلبه
الی الحق وفهم ان الرجوع الی الدنیا
موتة ثانیة وهی لا یجوز علیٰ اهل
الجنة بدلیل قوله تعالیٰ حکایةً عن
اهلها الا موتتنا الاولیٰ وما نحن
بمعذبین - فان رجوع اهل الجنة
الی الدنیا ثم موتهم وورود الآلام
السکرات والامراض علیهم نوع من
التعذیب وقد نجا الله ایاهم من کل
عذاب وآواهم عنده باعطاء کل

سے حضرت عائشہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ رسول کریم
صلّی اللہ علیہ وسلّم کی میّت مبارک چارپائی پر
پڑی تھی۔ انھوں نے آپؐ کے چہرہ مبارک سے چادر
ہٹائی، اُسے بوسہ دیا اور روئے۔ پھر فرمایا! یارسول اللہ
آپؐ پاک ہیں زندگی اور موت دونوں حالتوں میں۔ اللہ
تعالیٰ آپؐ پر آپؐ کی پہلی موت کے سوا دو موتیں
جمع نہیں کریگا۔ پس اس طرح آپؓ نے حضرت عمرؓ
کے قول کی تردید کی اور آپ کے قول کا مآخذ یہی آیت
تھی کہ "الا موتتنا الاولیٰ" اور حضرت ابوبکرؓ کو قرآن کریم
کے دقائق، اسرار و رموز اور معارف سے عجیب مناسبت
تھی اور آپ کو قرآن کریم سے استنباط کرنے کا کامل
ملکہ حاصل تھا۔ پس اسی وجہ سے آپ کا دل حق کی
طرف ہدایت پا گیا اور آپؓ سمجھ گئے کہ دنیا کی طرف
رجوع کرنا دُوسری موت ہے اور وہ جنّتیوں کیلئے
جائز نہیں اور اس کی دلیل یہ خدا کا قول ہے
جو اس نے جنّتیوں سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا
ہے "الا موتتنا الاولیٰ وما نحن بمعذبین"۔ پس جنّتیوں کا
دُنیا کی طرف لوٹنا پھر ان پر موت کا آنا اور ان پر
سکرات موت کے دُکھوں اور امراض کا وارد ہونا
عذاب ہی کی ایک قسم ہے اور اللہ نے ان کو ہر
عذاب سے نجات دی ہے اور ان کو دارالآخرت

جبور وسرور من يوم انتقالهم الى الدار الأخرة فكيف يمكن ان يرجعوا الى دار التعذيب مرة ثانية فهذا معنى قول اهل الجنة وما نحن بمعذبين۔

فحاصل الكلام ان ابابكر الصديق ردّ بهذه الاية قول عمر رضي الله عنه ثم ما اكتفى على ذلك بل قصد المسجد وانطلق معه رهط من الصحابة فجاء و صعد المنبر وجمع حوله كل من كان موجودا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلّم ثم اثنى على الله وصلى على رسوله صلى الله عليه وسلّم وقال ايها النّاس اعلموا ان رسول الله صلى الله عليه وسلّم قد توفى فمن كان يعبد محمدًا صلى الله عليه وسلّم فليعلم انه قد مات ومن كان يعبد الله فانه حي لا يموت ثم قرأ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات اوقتل انقلبتم على اعقابكم فاستدل بهذه الاية على موت رسول الله صلى الله عليه وسلّم بناءً على ان الانبياءَ

کی طرف منتقل کرنیکے دن سے ہر ایک خوشی اور سرور عطا کرکے اپنے پاس پناہ دی ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس عذاب کے گھر یعنی دنیا کی طرف دوبارہ لوٹیں۔ پس اہلِ جنت کے اس قول (ومانحن بمعذبین) کے یہی معنی ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس آیت کے ساتھ حضرت عمرؓ کے قول کی تردید کی۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپؓ نے مسجد کا قصد کیا اور آپؓ کے ساتھ صحابہؓ کا ایک گروہ بھی تھا۔ آپؓ آکر منبر پر کھڑے ہوئے اور صحابۂ رسولؐ میں سے جو موجود تھے ان کو اپنے گرد جمع کیا۔ پھر آپؓ نے اللہ کی ثنا کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر درود بھیجا اور فرمایا۔ اے لوگو! جان لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم وفات پا گئے ہیں۔ پس جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کی عبادت کرتا تھا۔ وہ جان لے کہ آپ وفات پاگئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا، تو اللہ زندہ ہے اور اس پر موت نہیں آئیگی۔ پھر آپؓ نے یہ آیت پڑھی "وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات اوقتل انقلبتم على اعقابكم[1]" اور اس آیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات پر اس بناء

[1] اور محمدؐ صرف ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں پس اگر وہ وفات پا جائے یا قتل کیا جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے؟

كلهم قد ماتوا فلما سمع الصحابة قول الصديق رضي الله عنه ما رد احد على قوله وما قال احد له ايها الرجل انك كذبت او اخطأت في استدلالك او ذكرت استدلالا ناقصا وما كنت من المصيبين۔

فلو كانوا معتقدين بان عيسى حي الى ذلك الزمان لردوا على ابي بكر وقالوا كيف تفهم من هذه الأية موت الانبياء كلهم الا تعلم ان عيسى قد رفع الى السماء حيًّا ويأتي في اخر الزمان فاذا كان عيسى راجعا الى الدنيا مرة ثانية وانت تؤمن به فاي حرج ومضايقة في ان يأتينا رسولنا صلى الله عليه وسلم ايضًا كما زعمه عمر الذي يجري الحق على لسانه وله شان عظيم في الرأي الصائب ولرأيه موافقة باحكام القرآن في مواضع ومع ذلك هو ملهم ومن المحدثين۔ وان وفاة نبينا صلى الله عليه وسلم للمسلمين مصيبة ما اصيبوا بمثله فليس

پر استدلال کیا کہ سب انبیاء وفات پا گئے ہیں پس جب صحابہؓ نے صدیقؓ کا قول سُنا تو آپکے قول کی کسی صحابی نے تردید نہیں کی اور کسی نے یہ نہیں کہا۔ اے شخص تُو نے جھوٹ بولا ہے یا تُو نے اپنے استدلال میں غلطی کی ہے یا تو نے ناقص استدلال کیا اور تیری رائے درست نہیں۔

پس اگر وہ اس بات کے معتقد ہوتے کہ عیسٰے علیہ السلام اسوقت تک زندہ ہیں تو وہ حضرت ابوبکرؓ کی تردید کرتے اور کہتے، آپ اس آیت سے تمام نبیوں کا وفات پا جانا کیسے سمجھتے ہیں۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ عیسٰی علیہ السّلام آسمان کی طرف زندہ اُٹھائے گئے ہیں اور آخری زمانہ میں آئیں گے۔ پس جب عیسٰی علیہ السلام دُوسری بار دُنیا میں آنیوالے ہیں اور تم اس پر ایمان رکھتے ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے دُنیا میں دوبارہ آنے میں کیا حرج اور مضائقہ ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے خیال کیا جن کی زبان پر حق جاری ہوتا اور جو صائب الرائے ہونے میں عظیم الشان، اور جن کی رائے کئی مقام پر قرآن کے موافق ہوئی اور اس کے ساتھ وہ ملہم اور محدثین سے ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات مسلمانوں کے لیے ایک بڑی مصیبت تھی اور ایسی اور کوئی مصیبت ان پر نہیں آئی۔ پس کیا یہ

من العجب ان يرجع نبيّنا صلى الله عليه وسلّم الى الدنيا بل رجوعه الى الدنيا احق واولیٰ وانفع من رجوع المسيح وحاجة المسلمين الىٰ وجوده المبارك اشد وازيد من حاجتهم الىٰ وجود المسيح لكنهم ما ردوا على الصديق رضؓ بهذه الكلمات بل سكتوا كلهم ونبذوا من ايديهم سهام الانكار وقبلوا قوله وبكوا وقالوا انّا لله و انّا اليه راجعون ونظروا الىٰ موت الانبياء كلّهم واطمئنوا بها فانهم ماتوا كلهم وما كان احدٌ منهم من الخالدين ۔ واذا ثبت ان رجوع اهل الجنة والذين قعدوا عند مليك مقتدر بحبور وسرور ممنوع وخروجهم من نعيمهم ولذاتهم يخالف وعد الله فكيف يجوز العاقل المؤمن ان المسيح عليه السلام محروم من هذا الفوز العظيم ولكل بشر موت وله موتان اليس هذا امرا يخالف نصوص القرآن فتدبر وسل الله يهب لك فهم

عجیب بات نہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم دُنیا کی طرف دوبارہ لوٹ آئیں بلکہ آپؐ کا آنا مسیح کے لوٹ آنے سے زیادہ درست اور زیادہ مفید ہے اور آپؐ کے وجود مبارک کی حاجت مسیح سے شدید اور زیادہ ہے ——— لیکن اُنھوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ان کلمات کے ساتھ تردید نہیں کی بلکہ وہ تمام خاموش ہو گئے اور انھوں نے اپنے ہاتھ سے انکار کے تیر پھینک دیے اور آپؓ کی بات قبول کر لی اور رو پڑے ۔ اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور تمام انبیاء کی موت کیطرف نظر کی اور اِس سے مطمئن ہو گئے کہ وہ سب وفات پا گئے ہیں اور اُن میں سے کوئی دنیا میں ہمیشہ رہنے والا نہیں تھا پس جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ اہلِ جنّت اور ان لوگوں کا واپس آنا جو خدائے ملیک ومقتدر کے پاس خوشی اور سُرور کے ساتھ بیٹھے ہیں ممنوع ہے اور ان کا اپنی نعمتوں اور لذات سے باہر آنا اللہ کے وعدہ کے خلاف ہے تو ایک عاقل اور مومن شخص کس طرح جائز قرار دے سکتا ہے کہ مسیح علیہ السلام اس عظیم کامیابی سے محروم ہیں اور ہر بشر کے لیے ایک موت ہے اور اس کے لیے دو موتیں ہیں کیا یہ بات نصوصِ قرآنیہ کے مخالف نہیں ۔ پس تو تدبّر کر اور

المتدبرين - وقد قال الله تعالىٰ في
مقامات اخرىٰ وما هم منها بمخرجينؔ
وقال ويمسك الّتي قضىٰ عليها الموتؔ
وقال حرام علىٰ قرية اهلكناها انهمؔ
لا يرجعون - فانظر ايها العزيز كيف نترك
هذا الحق الصريح بناءً علىٰ خيالاتٍ
واهية وتحكماتٍ فاسدة فتفكر و
اتق الله ان الله يحب المتقين -

وربّما يختلج في قلبك ان رجوع
الموتىٰ الى الدنيا بعد دخولهم في
الجنة ممنوع ولكن اي حرج في
رجوع كان قبل دخول الجنة فاعلم
ان اٰيات القراٰن كلّها تدل علىٰ ان
الميّت لا يرجع الى الدنيا اصلاً سواء
كان في الجنة او في جهنم او خارجًا
منهما وقد قرأنا عليك آنفا آية و
يمسك التي قضى عليها الموت و
انهم لا يرجعون ولا شك ان هٰذه
الاٰيات تدل بدلالة صريحة علىٰ
ان الذاهبين من هٰذه الدنيا لا
يرجعون اليها ابدًا بالرجوع الحقيقي

اللہ سے دُعا کر کہ وہ تجھے تدبر کرنیوالوں کا فہم عطا کرے
اور اللہ تعالیٰ نے دُوسرے مقامات میں کہا ہے" وما ھم
منھا بمخرجین" کہ وہ اس سے نکلیں گے نہیں - اور اس نے
کہا" ویمسک التی قضیٰ علیھا الموت[1]" اور اس نے فرمایا" حرام
علیٰ قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون[2]" پس اے عزیز دیکھ کہ ہم
اس حق صریح کو کمزور خیالات اور فاسد تحکمات کی بنا
پر کیسے ترک کر دیں - پس تو فکر کر اور اللہ کا تقویٰ اختیار
کر کہ اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے -

اور شاید تیرے دل میں یہ بات کھٹکے کہ یہ بات
ٹھیک ہے کہ مُردوں کا جنت میں داخل ہونے کے
بعد دُنیا کی طرف واپس آنا ممنوع ہے لیکن جنت
میں داخل ہونے سے قبل واپس آنے میں کیا حرج
ہے - پس تو جان لے کہ قرآن کی تمام آیات اس بات
پر دلالت کرتی ہیں کہ مُردہ دُنیا کی طرف کبھی نہیں
لوٹے گا - وہ جنت میں ہو یا جہنم میں یا ان دونوں سے
باہر اور ابھی ہم نے تمہارے سامنے یہ آیت پڑھی ہے
"یمسک التی قضیٰ علیھا الموت انھم لا یرجعون" - بیشک یہ
آیات اس بات پر صریح دلالت کرتی ہیں کہ اس

---

[1] پھر وہ اس کی روح کو روکے رکھتا ہے جس کی موت
کا حکم جاری کر چکا ہوتا ہے -
[2] اور ہر ایک بستی جسے ہم نے ہلاک کیا ہے اس کیلئے
فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس کے بسنے والے لوٹ کر اس دُنیا
میں نہیں آئیں گے -

واعني من الرجوع الحقيقي رجوع
الموتیٰ الی الدنیا بجمیع شهواتها
ولوازمها ومع کسب الاعمال من خیر
وشر ومع استحقاق الاجر علیٰ ما
کسبوا ومعنٰی ذلك اعنی من الرجوع
الحقیقی لحوق الموتیٰ بالذین فارقوهم
من الاٰباء والابناء والاخوان والازواج
والعشیرة الذین هم موجودون فی
الدنیا وکذٰلك رجوعهم الیٰ اموالهم
التی کانوا اقترفوها ومساکنهم التی
کانوا بنوها وزروعهم التی کانوا زرعوها
وخزائنهم التی کانوا جمعوها ثم
من شرائط الرجوع الحقیقی ان یعیشوا
فی الدنیا کما کانوا یعیشون من قبل
ویتزوجوا ان کانوا الی النکاح محتاجین
وان یؤمنوا بالله ورسوله فیقبل
ایمانهم ولا ینظر الیٰ کفرهم الذی
ماتوا علیه بل ینفعهم ایمانهم بعد
رجوعهم الی الدنیا وکونهم من المؤمنین
ولکنا لا نجد فی القراٰن شیئًا من هٰذه
المواعید ولا سورة ذکرت فیها هٰذه

دنیا سے جانیوالے اسکی طرف حقیقی طور پر کبھی واپس نہیں آئیں
گے اور رجوعِ حقیقی سے میری مراد مُردوں کا اپنی تمام شہوات
اور لوازم اور بُرے اور اچھے اعمال کرنے اور اپنے اعمال
پر اجر کے استحقاق کے ساتھ واپس آنا ہے اور
اس رجوع حقیقی سے میری مراد مُردوں کا ان
لوگوں کے ساتھ ملنا ہے جن لوگوں سے وہ جدا ہوئے
یعنی باپ، دادے، بیٹے بھائی، بیویاں یا شوہر اور
قبیلہ جو اس دنیا میں موجود ہیں اور اسی طرح ان
کا رجوع اپنے اموال کی طرف جو انھوں نے کمائے
ان گھروں کی طرف جو انھوں نے بنائے اور ان
کھیتوں کی طرف جو اُنھوں نے بوئے اور ان خزانوں
کی طرف جو انھوں نے جمع کئے۔ پھر حقیقی رجوع کی
شرائط سے یہ بھی ہے کہ وہ دنیا میں ویسے ہی زندگی بسر
کریں جیسے وہ پہلے بسر کرتے تھے اور شادی کریں اگر
وہ شادی کے محتاج ہوں اور یہ کہ وہ اللہ اور رسولؐ
پر ایمان لائیں، تو ان کا ایمان قبول کیا جائے اور
ان کے اس کفر کی طرف نہ توجّہ کی جائے جس پر وہ
مرے تھے بلکہ دنیا کی طرف واپس آجانے اور
مومنوں میں سے ہو جانے کے بعد ان کا ایمان انہیں
نفع دے، لیکن ہم قرآن میں ان وعدوں سے کوئی
چیز نہیں پاتے اور نہ کوئی ایسی سورت پاتے

المسائل بل نجد ما يخالفه كما قال الله تعالىٰ انّ الذين كفروا وماتوا و هم كفار اولٰئك عليهم لعنة الله والملائكة والناس اجمعين خالدين فيها فانظر كيف وعد الله للكافرين لعنةً ابديةً فلو رجعوا الى الدنيا وآمنوا بكتبه ورسله لوجب ان لا يقبل عنهم ايمانهم ولا ينزع عنهم اللعنة الموعودة الى الابد كما هو منطوق الاٰية وانت تعلم ان هذا الامر يخالف هذا ايات القراٰن كما لا يخفىٰ على المتفقهين۔

واما احياء الموتىٰ من دون هذه اللوازم التى ذكرناها واماتة الاحياء لساعة واحدة ثم احياءهم من غير توقفٍ كما نجد بيانه فى قصص القراٰن الكريم فهو امر اٰخر و سرّ من اسرار الله تعالىٰ ولا توجد فيه اٰثار الحيٰوة الحقيقية ولا علامات الموت الحقيقى بل هو من اٰيات الله تعالىٰ واعجازات بعض انبياءه نؤمن به وان لم نعلم حقيقته ولكنا لا

ہیں جن میں ان مسائل کا ذکر ہو بلکہ ہم اس کے خلاف پاتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان الذین کفروا و ماتوا وھم کفار اولٰئک علیہم لعنۃ اللہ والملآئکۃ والناس اجمعین خالدین فیہا"[1] پس دیکھ کہ اللہ نے کس طرح کافروں کے لیے ابدی لعنت کا وعدہ کیا ہے پس اگر وہ دُنیا کی طرف رجوع کریں اور اللہ کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان لائیں تو ضروری ہے کہ ان سے انکا ایمان قبول نہ کیا جائے اور موعودہ لعنت ابد تک ان سے نہ ہٹائی جائے جیساکہ اس آیت کا مفہوم ہے اور تو جانتا ہے کہ یہ بات ہدایات قرآن کے مخالف ہے جیساکہ سمجھداروں پر مخفی نہیں۔

لیکن مُردوں کا ان لوازم کے بغیر جن کا ہم نے ذکر کیا ہے زندہ ہونا یا زندوں کا ایک ساعت کے لیے مرجانا۔ پھر ان کا بغیر کسی توقف کے زندہ ہونا جیساکہ ہم قصصِ قرآنیہ میں اس کا بیان پاتے ہیں، اور بات ہے اور اسرارِ الٰہی میں سے ایک راز ہے اور اس میں حقیقی زندگی یا حقیقی موت کی علامات نہیں پائی جاتیں بلکہ وہ اللہ کے نشانات میں سے ایک نشان اور

[1] جن لوگوں نے انکار کیا اور کفر کی حالت میں مرگئے، ایسے لوگوں پر یقیناً اللہ کی اور فرشتوں اور لوگوں کی سب کی لعنت ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

نسمیۃ احیاء حقیقیا ولا اماتۃ حقیقیۃ فان رجلاً مثلاً اُحی بعد الف سنۃٍ باعجاز نبی ثم امیت بلا توقف وما رجع الی بیتہ وما عاد الی اھلہ والی شھوات الدنیا ولذاتھا وما کان لہ خیرۃ من ان ترد الیہ زوجہ و اموالہ وکل ما ملکت یمینہ من ورثاء اٰخرین۔ بل ما مس شیئًا منھا و مات بلا مکث ولحق بالمیتین۔ فلا نسمی مثل ھٰذا الاحیاء احیاءً ا حقیقیًا بل نسمیہ اٰیۃ من اٰیات اللہ تعالٰی ونفوض حقیقتہ الی رب العٰلمین۔

اور اس کے بعض انبیاء کے معجزات سے ہے اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں، اگرچہ اس کی حقیقت سے ہم ناواقف ہیں لیکن ہم اسکا نام حقیقی زندگی یا حقیقی موت نہیں رکھتے مثلاً اگر ایک شخص کسی نبی کے معجزہ کے ایک ہزار سال بعد زندہ ہو اور پھر بلا توقف اسے مار دیا جائے اور وہ اپنے گھر، اہل اور دُنیا کی شہوات اور لذات کیطرف نہ لوٹے اور اسکو یہ اختیار نہ ہو کہ اسکی بیوی، اموال اور دُوسرے ورثاء میں سے جنکا مالک اسکا داہنا ہاتھ ہوا، اسکی طرف لوٹ آئے۔ بلکہ اس نے ان میں سے کسی چیز کو چھُوا بھی نہ ہو اور بلا توقف مرگیا ہو اور مُردوں سے مل گیا ہو۔ پس ہم ایسے زندہ ہونیکا نام حقیقی احیاء نہیں رکھتے بلکہ ہم اسے اللہ کا ایک نشان کہیں گے اور اس کی حقیقت رب العالمین کے سپرد کردیں گے۔

ولاشك ان احیاء الموتٰی و ارسالھم الی الدنیا یقلب کتاب اللہ بل یثبت انہ ناقص ویوجب فتنًا کثیرۃ فی دین الناس ودنیاھم واکبرھا فتن الدین مثلاً کانت امراۃ نکحت زوجًا فتوفی فنکحت زوجا اٰخر فتوفی فنکحت ثالثا فتوفی فاحیاھم اللہ تعالٰی فی وقت واحدٍ فاختصموا فیھا

اور بیشک مُردوں کا زندہ کرنا اور ان کا دُنیا کی طرف بھیجا جانا کتاب اللہ کو پلٹا دیتا ہے بلکہ ثابت کرتا ہے کہ وہ ناقص ہے اور لوگوں کے دین اور دُنیا میں بہت سے فتنے کا موجب بنتا ہے اور ان فتنوں میں سب سے بڑے فتنے دین کے ہیں۔ مثلاً ایک عورت نے ایک خاوند سے نکاح کیا اور وہ مرگیا۔ تو اس نے ایک اور خاوند سے نکاح کرلیا پھر وہ بھی وفات پاگیا۔ تو اُس نے تیسرے خاوند سے نکاح کرلیا اور وہ بھی وفات پاگیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُنھیں ایک ہی وقت میں

بقولها وادعی کل واحد منهم انها
زوجته فمن احق منهم فی کتاب اللہ
الذی اکمل احکامه وحدوده و
کیف یحکم فیهم القاضی وکیف یحکم
فی اموالهم واملاکهم وبیوتهم من
کتاب اللہ اتؤخذ من الورثاء وترد
الی الموتی الذین صاروا من الاحیاء
بینوا توجروا ان کنتم علی قول اللہ
ورسوله مطلعین۔

وکذلک الاماتة التی کانت لساعةٍ
اوساعتین ثم احیی المیت فلیست
اماتةً حقیقیة بل اٰیة من اٰیات اللہ
تعالیٰ ولا یعلم حقیقته الا هو وانت تعلم
انّ اللہ ما وعد بحشر الموتی فی القراٰن
الا وعدًا واحدًا وهو الذی یظهر عند
یوم القیامة واخبر عن عدم رجوع
الموتی قبل یوم القیامة فنحن نؤمن
بما اخبر وننزه القراٰن عن الاختلافات
والتناقضات ونؤمن باٰیة ویمسک التی
قضٰی علیها الموت ونؤمن باٰیة وما
هم منها بمخرجین۔

زندہ کر دیا، تو اس کے خاوندوں نے اس کے بارہ میں
جھگڑا کیا اور ان میں سے ہر ایک نے یہ دعویٰ کیا کہ
وہ اس کی بیوی ہے۔ پس اللہ کی کتاب میں جس نے
اپنے احکام اور حدود کو مکمل کر دیا ہے ان میں سے کون
زیادہ حقدار ہوگا اور اس کے بارے میں قاضی کیسے فیصلہ کریگا
اور وہ ان کے اموال اور جائیدادوں اور گھروں سے متعلق اللہ
کی کتاب سے کیسے فیصلہ کریگا کیا وہ انکے ورثا سے واپس لے
لیے جائیں گے اور ان مردوں کو واپس کیے جائینگے جواب زندہ
ہوگئے ہیں اگر تم اللہ اور اسکے رسولؐ کے قول پر مطلع ہو تو
اس بات کو واضح کرو تم اجر پاؤگے۔

اور اسی طرح وہ موت جو ایک گھڑی یا دو گھڑیوں
کیلئے ہو اور پھر مُردہ زندہ کر دیا جائے۔ تو وہ موت حقیقی
موت نہیں ہوگی بلکہ وہ اللہ کے نشانات سے ایک نشان
ہوگی اور اس کی حقیقت کو سوائے اسکے اور کوئی نہیں جانتا
اور تُو جانتا ہے کہ حشر موتیٰ سے متعلق اللہ نے قرآن میں
ہی وعدہ کیا ہے اور وہ یہ ہے جو قیامت کیدن ظاہر ہوگا
اور اس نے قیامت سے پہلے مُردوں کے واپس نہ لوٹنے کی خبر
دی ہے اور ہم اس خبر پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم قرآن کو
اختلافات اور تناقضات سے پاک قرار دیتے ہیں اور اس
آیت پر ایمان لاتے ہیں کہ "ویمسک التی قضیٰ علیها الموت"
اور ہم اس آیت پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ "وما هم منها بمخرجین"۔

وانا لا نقول ان اهل الجنة بعد انتقالهم الی دار الأخرة يحبسون فی مكان بعيد من الجنة الی يوم القيمة ولا يدخل الجنة قبل القيامة الا الشهداء كلا بل الانبياء عندنا اوّل الداخلين ايظن المؤمن الذی يحب الله ورسوله ان النبيّين والصدّيقين يبعدون عن الجنة الی يوم البعث ولا يجدون منها رائحة واما الشهداء فيدخلونها من غير مكث خالدين -

فاعلم يا اخی ان هٰذه العقيدة ردية فاسدة ومملوّة من سوء الادب اما قرأت ما قال رسول الله صلی الله عليه وسلّم ان الجنة تحت قبری و قال ان قبر المؤمن روضة من رياض الجنة وقال عزوجل فی كتابه المحكم يا ايتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضية مرضية فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی وقال فی مقام اٰخر قيل ادخل الجنة وقص علينا قصة رجل مات ودخل الجنة وكان

اور ہم یہ نہیں کہتے کہ اہلِ جنت دارِ آخرت کی طرف انتقال کے بعد جنت سے دُور ایک مقام پر قیامت تک روکے جاتے ہیں اور قیامت سے قبل جنت میں صرف شہداء داخل ہوں گے۔ ہرگز نہیں بلکہ ہمارے نزدیک انبیاء پہلے داخل ہونیوالے ہیں۔ کیا وہ مومن جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہو یہ گمان کرسکتا ہے کہ نبیؐ اور صدیق قیامت تک جنت سے دُور رکھے جائیں گے اور اس کی کوئی بو نہیں پائیں گے اور شہداء ہمیشہ کے لیے بلاتوقف جنت میں داخل ہو جائیں گے؟

پس جان لے کہ یہ عقیدہ ردّی فاسد اور بے ادبی سے پُر ہے۔ کیا تُو نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ حدیث نہیں پڑھی کہ جنت میری قبر کے نیچے ہے اور آپؐ نے فرمایا کہ مومن کی قبر جنت کے باغیچوں سے ایک باغیچہ ہے اور خدائے عزّوجل نے اپنی محکم کتاب میں فرمایا ہے: "یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیةً مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنّتی[1]" اور دوسرے مقام میں فرمایا ہے" وقیل ادخل الجنّة[2]" اور اس نے ہم پر اس شخص

---

[1] اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف لوٹ اس حال میں کہ تو اسے پسند کرنیوالا ہے اور اس کا پسندیدہ: بھی ہے
[2] کہا گیا جنت میں داخل ہو جا۔

له صاحب فی الدنیا فاسق فمات صاحبه
ایضًا ودخل النار فذکر الذی دخل
الجنة قصة صاحبه عند اصحاب
الجنة وقال هل انتم مطلعون فاطلع
فراٰه فی سواء الجحیم قال تاللّٰه ان
کدت لتردین ولولا نعمة ربّی لکنت
من المحضرین ۔[۱]

وانت تعلم ان هٰذه القصة تدلّ
بدلالة صریحة علی ان المؤمنین
یدخلون الجنة بعد موتهم من غیر
مکثٍ ثم لا یخرجون منها ویتنعمون
فیها خٰلدین وکذٰلك یثبت من القراٰن
ان اهل جهنم یدخلونها بعد الموت
من غیر مکثٍ کما لا یخفٰی علی الذین
یتدبرون فی اٰیة فراٰه فی سواء الجحیم
وکما قال اللّٰه تعالٰی مما خطیٰاتهم اغرقوا
فادخلوا نارا[۲] وان کنت تطلب شاهدًا
من الحدیث فانظر الی احادیث المعراج
فان النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم راٰی
جهنم فی لیلة المعراج وکذٰلك راٰی
الجنة فراٰی فی الجنة اهلها وفی

کا قصہ بیان کیا ہے جو مرگیا اور جنت میں داخل ہوا اور دُنیا میں اس کا ایک فاسق دوست تھا پس اسکا دوست بھی مرگیا اور جہنم میں داخل ہوا پس جنتی نے اپنے اس دوست کا قصہ جنتیوں کے پاس بیان کیا اور کہا: "ھل انتم مطلعون فاطلع فراہ فی سواء الجحیم قال تاللہ ان کدت لتردین ولولا نعمة ربی لکنت من المحضرین[۱]"۔

اور تُو جانتا ہے کہ یہ قصہ صریح طور پر دلالت کرتا ہے کہ مومن اپنی موت کے بعد بلا توقف جنت میں داخل ہوں گے اور پھر اس سے نکلیں گے نہیں اور اس میں ہمیشہ تنعم کی زندگی بسر کریں گے اور اسی طرح قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل جہنم، جہنم میں موت کے بعد بلا توقف داخل ہوں گے جیسا کہ یہ بات ان لوگوں پر مخفی نہیں جو آیت "فراہ فی سواء الجحیم" پر غور کرتے ہیں اور جیسا کہ اللہ نے فرمایا: "مما خطیٰتھم اغرقوا فادخلوا نارا[۲]" اور اگر تو حدیث سے کوئی گواہ طلب کرے تو احادیث معراج کی طرف دیکھ کیونکہ رسول اللہ

---

[۱] وہ کہے گا کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو جھانک کر دیکھے پھر وہ خود جھانکے گا تو اس (اپنے ساتھی) کو جہنم میں پڑا ہوا دیکھے گا۔ پھر اس سے کہے گا: خدا کی قسم! تو تُو مجھے بھی ہلاک کرنے لگا تھا اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی آج دوزخ کے سامنے حاضر کئے جانے والوں میں سے ہوتا

[۲] اور وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے غرق کیے گئے اور آگ میں داخل کئے گئے۔

جهنم اهلها فريقاً في النعيم وفريقاً من المعذبين۔

وان قلت ان كتاب الله والاخبار الصحيحة شاهدة على ان البعث حق والميزان حق وسوال الله عن عباده حق واقع لاشبهة فيه ثم بعد كل هٰذه الواقعات يعني بعد حشر الاجساد والحساب ووزن الاعمال يدخلون اهل الجنة مقام جنتهم ويدخلون اهل النار مقام نارهم وان كان هٰذا هو الحق فكيف يمكن دخول اهل الجنة واهل جهنم في مقامهم الا بعد حشر الاجساد ووزن الاعمال وغيرها كما تقرر في عقائد المسلمين۔ قلنا لو حملنا الفاظ تلك الآيات على ظواهرها لاختل نظام كتاب الله وما بقي توافق آيات الله بل وجب في هٰذه الصورة ان نقر بان القرآن مملوّ من الاختلافات والتناقضات وبعض آياته يعارض بعضاً الاخرى الآيات التي تدل على

صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جہنم کو دیکھا اور اسی طرح جنت کو دیکھا۔ پس آپ نے جنت میں جنتی اور جہنم میں جہنمی دیکھے ایک فریق نعمتوں میں اور دوسرا فریق عذاب دیے جانے والوں سے تھا۔

اور اگر تو کہے کہ کتاب اللہ اور اخبار صحیحہ اس بات پر گواہ ہیں کہ دوبارہ اٹھایا جانا حق ہے اور میزان حق ہے اور اللہ کا سوال اپنے بندوں سے حق ہے اور واقع ہونیوالا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں اور ان واقعات یعنی حشر اجساد۔ حساب اور اعمال کے وزن ہونے کے بعد جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں اپنے مقام پر داخل ہونگے اور اگر یہ بات حق ہے تو پھر جنتیوں کا جنت میں اور جہنمیوں کا جہنم میں داخل ہونا حشر اجساد اور اعمال کے وزن وغیرہ کے بعد ہی ممکن ہے جیسا کہ مسلمانوں کے عقائد سے ثابت ہے تو ہمارا جواب یہ ہے کہ اگر ہم ان آیات کے الفاظ کو ظاہری معنوں پر محمول کریں، تو کلام اللہ کے نظام میں خلل واقع ہوگا اور آیات کی باہم موافقت باقی نہیں رہے گی بلکہ اس صورت میں واجب ہوگا کہ ہم اس بات کا اقرار کریں کہ قرآن اختلافات اور تناقضات سے بھرا پڑا ہے اور اس کی بعض آیات دوسری آیات کی معارض ہیں۔

دخول اهل الجنة واهل جهنم فی
ریاض الخلد ونیران السعیر من
غیر مکثٍ وتوقف فاعلم ان فی هٰذہ
الأیات لیست مخالفة ولیس المراد من
الحساب ووزن الاعمال وحشر الاجساد
ان یخرج اهل الجنة من جنتهم ومقام
عزتهم وانهم یؤخذون ویحاسبون
لعلهم کانوا من اهل النار ویخرج اهل
النار من نارهم وینظر فی امرهم لعلهم
کانوا من اهل الجنة لان الله تعالیٰ
یعلم الغیب ویعلم ایمان الناس و
کفرهم قبل ان یخلقوا ولا یعجز علمه
عن درك المغیبات بل الحساب
والمیزان لاظهار مکارم المکرمین و
اراءة مفاسد المفسدین ولا شك
ان اهل الصلاح واهل المعصیة
یرون ثمرات اعمالهم بعد الموت
بغیر مکث طرفة عین وجنتهم ونارهم
معهم حیث ما کانوا ولا تفارقانهما
فی آن الا تنظر الی ما قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم ان القبر روضة

کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ آیات جو جنتیوں اور جہنمیوں کے
(علی الترتیب) ہمیشہ رہنے والے باغوں اور بھڑکنے
والی آگ میں بلا توقف داخل ہونے پر دلالت کرتی
ہیں۔ تو جان لے کہ یہ آیات باہم مخالف نہیں اور
حساب، وزنِ اعمال اور حشرِ اجساد سے یہ مراد نہیں
کہ جنتی جنت اور اپنے مقامِ عزت سے باہر نکلیں گے
اور ان سے مؤاخذہ اور محاسبہ کیا جائیگا کہ شاید
وہ دوزخیوں سے ہوں اور دوزخ والے دوزخ سے
باہر نکلیں گے اور ان کے معاملہ میں غور کیا جائیگا
کہ شاید وہ جنت والوں سے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ غیب اور
لوگوں کے ایمان اور کفر کو ان کی پیدائش سے پیشتر
ہی جانتا ہے اور اس کا علم غائب چیزوں کے
پانے سے عاجز نہیں بلکہ حساب اور وزنِ اعمال
معززین کی خوبیوں کے اظہار اور مفسدوں کی خرابیوں
کو دکھانے کے لیے ہے اور اس میں کوئی شک نہیں
کہ اہلِ صلاح اور اہلِ معصیت دونوں اپنے اعمال
کے ثمرات موت کے بعد آنکھ جھپکنے کے توقف کے
بغیر دیکھیں گے اور ان کی جنت اور ان کی آگ
ان کے ساتھ ہوگی جہاں کہیں وہ ہوں اور وہ ان سے
کسی وقت بھی جدا نہیں ہوگی۔ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اس فرمان کی طرف نہیں دیکھتا کہ قبر

من روضات الجنة او حفرة من حفر	جنّت کے باغیچوں سے ایک باغیچہ ہے یا آگ کے گڑھوں
النار والمیت قد یدفن وقد یحرق و	سے ایک گڑھا ہے اور میّت کو کبھی دفن کیا جاتا ہے اور
قد یاکله الذئب وقد یغرق فی البحر	کبھی جلایا جاتا ہے، کبھی اس کو بھیڑیا کھا جاتا ہے اور
وفی کل صورة لا یفارقه روضة جنته	کبھی وہ دریا میں غرق ہو جاتی ہے۔ اور ہر صورت میں
او حفرة ناره وقد ثبت ان کلّ مؤمن	اسکی جنّت کا باغیچہ یا اس کی جہنّم کا گڑھا اس سے جُدا
وکافر یعطی من جسم بعد موته و	نہیں ہوگا اور یہ بات ثابت ہے کہ ہر مومن اور کافر کو
یوضع جنته او جهنمه فی قبره ثم	اس کی موت کے بعد ایک جسم دیا جاتا ہے اور اس کی
اذا کان یوم القیامة فیبعث کل میت	جنّت یا جہنّم اسکی قبر میں رکھدی جاتی ہے پھر جب قیامت
بعث جدید ویحضرون لوزن	کا دن آئیگا تو ہر میّت کو نئی بعثت میں دوبارہ اٹھایا جائے
اعمالهم وتمشی معهم جنتهم	گا اور وہ اپنے اعمال کے وزن کے لیے حاضر ہونگے۔
ونارهم ونورهم وغبارهم ثم بعد	اور ان کی جنّت، ان کی آگ، ان کا نُور اور ان کا غبار
حساب الاعمال والسوال بطریق	انکے ساتھ چلیں گے اور اعمال کے حساب اور اظہار عزّت
اظهار العزة او اراءة الذلّة والوبال	یا ذلت اور وبال کے دکھانے کے لیے سوال کے بعد
وبعد الوزن وغیرها من الامور التی	اور وزن اعمال وغیرہ امور کے بعد جن پر ہم ایمان لاتے
نؤمن بها تقتضی رحمة الله تعالیٰ	ہیں اللہ کی رحمت اور اس کا غضب نئی تجلیات
وغضبه تجلیات جدیدة فیمثل الله	کا تقاضا کریں گے۔ پس اللہ جنتیوں کی آنکھوں میں
الجنّة فی اعین اهلها بصورة ما رأتها	جنّت نمونہ کے طور پر اس صورت میں دکھائیگا جس
اعینهم قط کما وعد فی کتابه للمسلمین	صورت میں انکی آنکھوں نے کبھی اسے نہیں دیکھا ہوگا۔
فیکون لهم ذالک الیوم یوم المسرة	جیسا کہ اس نے اپنی کتاب میں مسلمانوں کے لیے وعدہ کیا ہے
العظمیٰ والسعادة الکبریٰ فیدخلونها	پس ان کیلئے یہ دن مسرّتِ عظمیٰ اور سعادتِ کبریٰ کا دن ہوگا
فرحین امنین۔	پس وہ اس میں خوش و خرم اور امن میں داخل ہوں گے۔

وكذلك تمثل جهنم فی اعين اهلها ويريها فی صورة يفجعهم رؤيتها ويسمعون تغيظها وزفيرها وشهيقها ويحسبون انهم مارا وا مثلها من قبل وما دخلوها فيكون لهم ذلك اليوم يوم الفزع الاكبر و لله مجالی كثيرة فی اقداره واسراره وحكمه فلا تعجبوا من مجالی الله و ادعوا الله يهديكم طرق المهتدين۔ وكل ذلك مكتوب فی كلام الله وما كتبنا حرفاً من عندنا وما حرفنا و ما افترينا ومن كذب القرآن فهو هالك ومن اختار سبيلاً غيره فيتب وتاكله السماء بانيابها فاستمسك بكتاب الله ولا تركن الی غيره فتضل وحسبنا كتاب الله ان كنا مؤمنين۔

ويكفی لك فی شان كتاب الله ما اثنی الله عليه وقال ما فرطنا فی الكتاب من شئ فيه تفصيل كل شئ وما جاء فی حديث مسلم عن زيد

اور اسی طرح جہنّیوں کی نظر میں جہنّم متمثل ہوگی اور وہ اسے اس صورت میں دیکھیں گے کہ اس کا دیکھنا انھیں مصیبت میں ڈال دیگا۔ وہ اس کی ناراضگی اور وہ اس کے لمبے اور چھوٹے سانسوں کی آواز سُنیں گے اور خیال کریں گے کہ اُنھوں نے اس جیسی کوئی چیز پہلے نہیں دیکھی اور وہ اس میں داخل نہیں ہوتے۔ پس انکے لیے یہ دن بڑی گھبراہٹ کا دن ہوگا۔ اللہ کی اِن اقدار اور اسرار اور حکمتوں میں بہت سی تجلّیاں ہیں۔ پس تم اللہ کی تجلیوں پر تعجّب نہ کرو اور اللہ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں الہام کے ذریعہ ہدایت یافتوں کے راستے دکھائے اور یہ سب کچھ کلام اللہ میں لکھا ہے اور ہم نے ایک حرف بھی اپنی طرف سے نہیں لکھا اور نہ ہم نے تحریف اور افترا کیا۔ اور جو قرآن کو جھٹلائے وہ ہلاک ہونیوالا ہے اور جس نے اس کے سوا کوئی اور رستہ اختیار کیا، پس وہ ہلاک ہوگا اسکو آسمان اپنی کچلیوں کے ساتھ کھا جائیگا پس اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑ اور اسکے غیر کیطرف نہ جھک کیونکہ تو گمراہ ہوجائیگا اور اگر ہم مومن ہوں تو ہمیں کتاب اللہ کافی ہے

اور کتاب اللہ کی شان کے بارہ میں تجھے وہ ثنا کافی ہے جو اللہ نے اس کی کی اور فرمایا: "ما فرطنا فی الکتاب من شئیٍ[1] فیہ تفصیل کل شئیٍ[2]"۔ اور جو حدیث مسلم

[1] ہم نے اس کتاب میں کچھ بھی کمی نہیں کی۔
[2] اس میں ہر بات کی پوری تفصیل ہے۔

بن ارقم قال قام رسول الله صلى الله
عليه وسلم يوماً فينا خطيباً بماء يدعى
خماً بين مكة والمدينة فحمد الله
واثنى عليه ووعظ وذكر ثم قال
اما بعد الا يأيها الناس انما انا بشر
يوشك ان يأتيني رسول ربي فاجيب
وانا تارك فيكم الثقلين اولهما
كتاب الله فيه الهدى والنور فخذوا
بكتاب الله واستمسكوا به فحث
على كتاب الله ورغّب فيه ثم قال و
اهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي
وكتاب الله هو حبل الله من اتبعه
كان على الهدى ومن تركه كان على
الضلالة فانظر كيف رغب فيه وخوف
من تركه معرضا عنه بحيث اخذ
غيره الذي يعارضه فاعلم ان
القرآن امام ونور ويهدى الى الحق
وانه تنزيل رب العالمين -
والذين يؤثرون الاحاديث على
كتاب الله هم ينسون عظمة كتاب
الله ولا يتبعونه الا قليلا ويريدون

میں آیا ہے کہ زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام پر جسے خم کہا جاتا ہے ہمارے درمیان خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے۔ پس آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور وعظ و نصیحت کے بعد فرمایا: اے لوگو! سنو۔ میں بھی ایک بشر ہوں قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا رسول آئے اور میں اس کو جواب دوں۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ ان میں سے پہلے اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس تم اللہ کی کتاب کو پکڑو اور اسے مضبوطی سے تھامو۔ پس آپؐ نے کتاب اللہ پر عمل کی ترغیب دلائی اور اس کی محبت پیدا کی۔ اور پھر فرمایا: اور میرے اہلِ بیت۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتا ہوں ——— اور کتاب اللہ ہی حبل اللہ (اللہ کی رسّی) ہے جو اسکی پیروی کریگا وہ ہدایت پر ہوگا اور جو اسے چھوڑیگا وہ گمراہی میں ہوگا۔ پس دیکھ کہ کس طرح اللہ نے اس کے بارہ میں ترغیب دی ہے اور اس شخص کو ڈرایا ہے جو اعراض کرتے ہوئے اسکو چھوڑ دے کیونکہ وہ اس کی معارض اور مخالف چیز کو پکڑ لے گا۔ پس جان لے کہ قرآن امام اور نور ہے اور حق کیطرف ہدایت دیتا ہے اور وہ رب العالمین کی طرف سے اتارا گیا ہے۔

اور جو لوگ قرآن کریم پر احادیث کو ترجیح دیتے ہیں وہ کتاب اللہ کی عظمت کو بھول جاتے ہیں اور وہ اسکی

ان يجعلوا مقام الاحاديث ارفع من
مقام كتاب الله ولا يخافون الله ولا
يبالون ولا يتقون ويقولون انا الفينا
علىٰ هٰذا اٰباءنا اولو كانوا اباءهم
من الغفلين المتعصبين لا يخفي
على الله الموقعون منهم والخادعون
الذين يقولون للغافلين الاميين
هلم الينا انا كنا مهتدين وان هؤلاء
لمن الكافرين ايجعلون قصص
الاحاديث كقصص كتاب الله لا
يستوون عند الله وباي حديث
بعد الله واٰياته يؤمنون ان كانوا مؤمنين
ام حسبوا ان يرضى عنهم ربهم
بالاحاديث وما يسئلون عن ترك
كلام الله كلا بل انهم من المسئولين
وكم من دلائل اقمت علىٰ هٰذه
المسئلة في كتبي واسروا الندامة
لما رأوا انها الحق ولكن ما رجعوا وما
كانوا راجعين - اعلم ايها العزيز ان
مدار النجاة تعليم القراٰن ولا يدخل
احد الجنة او النار الا من ادخله

کم ہی پیروی کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ احادیث کے مقام
کو کتاب اللہ کے مقام سے بلند قرار دیں اور اللہ سے
ڈرتے نہیں اور نہ پروا کرتے ہیں اور تقویٰ اختیار نہیں
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو اس
پر پایا ہے، اگرچہ ان کے باپ دادے غافل اور متعصب ہی
ہوں اور ان میں سے رکاوٹ ڈالنے والے اور دھوکہ دینے
والے اللہ پر مخفی نہیں جو غافل اُمیوں کو کہتے ہیں ہماری
طرف آؤ۔ ہم ہدایت یافتہ ہیں اور یہ لوگ کافر ہیں۔ کیا
وہ احادیث کے قصوں کو قرآنی قصوں کی طرح قرار
دیتے ہیں۔ یہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ
اور اس کی آیات کے بعد وہ کس بات پر
ایمان لائیں گے۔
کیا اُنھوں نے سمجھ لیا ہے کہ ان کا ربّ ان سے
باتوں میں راضی ہو جائے گا، اور کلام اللہ کو ترک کرنے
سے متعلق ان سے پرسش نہیں ہوگی بلکہ وہ ضرور پوچھے جائینگے
اور کتنے ہی دلائل ہیں جو میں نے اس مسئلہ
پر اپنی کتابوں میں بیان کیے ہیں اور انھوں نے
جب دیکھا کہ یہ حق ہے تو انھوں نے اپنی ندامت
کو چھپایا، لیکن انھوں نے رجوع نہیں کیا اور نہ ہی
وہ رجوع کرنیوالے تھے۔ اے عزیز جان لے کہ نجات
کا مدار تعلیم قرآن ہے اور کوئی شخص جنت یا دوزخ میں

القرآن ولا يبقى فى النار الا من قد
حبسه كتاب الله فاعتصموا بكتاب
فيه نجاتكم وقوموا لله قانتين - وقد
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
فى اخر وصايا ه التى توفى بعدها
خذوا بكتاب الله واستمسكوا به
واوصى بكتاب الله وهذا الكتاب
الذى هدى الله به رسولكم فخذوا
به تهتدوا و ما عندنا شئ الا كتاب الله
فخذوا بكتاب الله حسبكم القرآن
ما كان من شرط ليس فى كتاب الله
فهو باطل قضاء الله احق حسبنا كتاب
الله - انظروا صحيح البخارى ومسلم
فان هذه الاحاديث كلها موجودة
فيهما وقال صاحب التلويح انما خبر
الواحد يرد من معارضة الكتاب فاتفق
اهل الحق على ان كتاب الله مقدم على
كل قول فانه كتاب احكمت اياته
لا يأتيه الباطل من بين يديه و لا
من خلفه وقد حفظه الله وعصمه
وما مسه ايدى الناس وما اختلط

داخل نہیں ہوگا۔ سوائے اس کے جسے قرآن داخل کرے
اور کوئی آگ میں باقی نہ رہے گا۔ مگر وہ جسے کتاب اللہ
وہاں روکے۔ پس تم قرآن کو مضبوطی سے پکڑو اسی میں
تمہاری نجات ہے اور اللہ کیلئے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری وصیت میں جسکے
بعد آپؐ وفات پا گئے فرمایا: تم اللہ کی کتاب کو لو اور
اسی کو مضبوطی سے پکڑو اور آپؐ نے اللہ کی کتاب کے متعلق
تاکیدی وصیت فرمائی اور یہ وہ کتاب ہے کہ جس کے ذریعہ
اللہ نے اپنے رسولؐ کو ہدایت دی پس تم اسے پکڑو تم ہدایت
پا جاؤ گے۔ ہمارے پاس سوائے کتاب اللہ کے اور کچھ نہیں
پس تم کتاب اللہ کو پکڑو تمہیں قرآن کافی ہے۔ کوئی شرط جو
کتاب اللہ میں نہیں وہ باطل ہے اور اللہ کا فیصلہ ہی زیادہ
درست ہے ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ تم صحیح بخاری
اور مسلم کو دیکھو کیونکہ یہ ساری حدیثیں ان میں موجود
ہیں اور صاحب تلویح نے کہا ہے۔ خبر واحد کتاب اللہ
کے معارض ہونے کی وجہ سے رد ہو جاتی ہے اور اہل حق
اس پر متفق ہیں کہ کتاب اللہ ہر قول پر مقدم ہے کیونکہ
وہ ایسی کتاب ہے جس کی آیات محکم ہیں کہ باطل نہ اس
کے سامنے سے اور نہ پیچھے سے آ سکتا ہے اور اللہ نے
اس کی حفاظت کی اور اسے بچایا اور لوگوں کے
ہاتھوں نے اسے نہیں چھوا۔ مخلوقات کے اقوال سے

فيه شئ من شؤون المخلوقين۔
ولنرجع الى بياننا الاول فنقول
ان القرآن كما منع من رجوع اهل الجنة
الى الدنيا كذلك منع رجوع اهل النار
اليها فقال وقال الذين اتبعوا لو ان
لنا كرة فنتبرء منهم كما تبرءوا منا
كذلك يريهم الله اعمالهم حسرات
عليهم وما هم بخارجين من النار
ثم قال فى مقام اخر لايبغون عنها حولا
ثم قال فى مقام اخر يريدون ان يخرجوا
من النار وما هم بخارجين منها۔ ثم
قال فى مقام اخر فلا يستطيعون
توصية ولا الى اهلهم يرجعون وقد
علمت ان اهل الجنة والسعير
يدخلون مقاميهما بعد موتهم من
غير مكث ولا ينظرون القيامة وقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم من
مات فقد قامت قيامته ولولا كان
الانعام والايلام مرواصلا الى الميت
بمجرد موته فما معنى قيام القيامة
فى حقه واذا اقررنا بان الميت يعذب

کوئی چیز اس میں مختلط نہیں ہوئی۔
اب ہم اپنے پہلے بیان کی طرف لوٹتے ہیں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم نے جس طرح جنتیوں کو دنیا کی طرف رجوع کرنے سے منع کیا ہے، اسی طرح جہنمیوں کو بھی دنیا کیطرف رجوع کرنے سے روکا ہے۔ پس اس نے کہا ہے: "وقال الذین اتبعوا لو ان لنا کرۃ فنتبرأ منھم کما تبرءوا منا کذلک یریھم اللہ اعمالھم حسرات علیھم وما ھم بخارجین من النار"[1] پھر اس نے ایک اور مقام پر فرمایا: "لا یبغون عنھا حولا"[2] پھر اس نے ایک اور جگہ فرمایا: "یریدون ان یخرجوا من النار وما ھم بخارجین منھا"[3] پھر اس نے ایک جگہ فرمایا: "فلا یستطیعون توصیۃ ولا الی اھلھم یرجعون"[4] اور تو نے ابھی جان لیا ہے کہ اہلِ جنت اور اہلِ جہنم دونوں اپنے اپنے مقامات میں اپنی موت کے بعد بلا توقف داخل ہوں گے اور وہ قیامت کا انتظار نہیں کرینگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو مر گیا اس کی قیامت

[1] اور جو لوگ متبع تھے کہیں گے کہ کاش ہمیں ایک دفعہ واپس جانا نصیب ہوتا تو ہم بھی ان سے الگ ہو جاتے جس طرح یہ لوگ ہم سے الگ ہو گئے۔ اسی طرح اللہ انھیں بتائیگا کہ ان کے اعمال حسرتیں ہیں جو ان پر وبال ہو کر پڑیں گی اور وہ دوزخ کی آگ میں سے ہرگز نہیں نکل سکیں گے۔

[2] وہ ان سے الگ ہونا نہیں چاہیں گے۔

[3] وہ آگ سے نکلنا چاہیں گے، مگر ہرگز اس سے نکل نہیں سکیں گے۔

[4] اس وقت نہ تو وہ ایک دوسرے کو کوئی نصیحت کر سکیں گے اور نہ اپنے اہل و عیال کی طرف واپس جا سکیں گے۔

اوينعم عليه بعد الموت من غير توقف	قائم ہوگئی اور اگر انعام اور دُکھ میّت کو محض اپنی موت کیساتھ
فقد لزمنا ان نقربان عذاب جهنم و	ہی پہنچنے والا نہ ہوتا تو پھر اسکے لیے قیامت قائم ہونے کے
انعام الجنة يبدو بمجرد واقعة الموت	کیا معنی۔ اور جب ہم نے اقرار کر لیا کہ میّت کو موت
من غير مكث ولاجل ذالك جاء في	کے بعد بلا توقف عذاب یا انعام
الاحاديث ان ادنىٰ نعيم المؤمنين	دیا جاتا ہے، تو ہم پر لازم ہے کہ ہم اقرار کریں کہ جہنّم کا عذاب
في القبر ان الجنة تزلف لهم وتفتح	اور جنّت کا انعام مجرد واقعہ موت کے ساتھ بلا توقف ظاہر
له غرفة من غرفاتها فياتيهم في كل	ہوتا ہے اور اسی لیے احادیث میں آیا ہے کہ مومن کی ادنیٰ نعمت
وقتٍ روح الجنة وريحانها من هٰذه	قبر میں یہ ہوگی کہ جنّت اسکے قریب کر دی جاتی ہے اور
الغرفة وان ادنىٰ عذاب الكافر في	جنّت کے بالاخانوں سے ایک بالاخانہ اسکے لیے کھولا
القبران تبرز الجحيم له وتفتح له	جائیگا۔ پس ہر وقت اُن کے پاس اس بالاخانہ سے جنّت
حفرة منها فياتيه في كل وقت لظى	کی ہوا اور خوشبو آتی ہے۔ اور قبر میں کافر کا ادنیٰ عذاب یہ ہو
النار من تلك الحفرة ويوسع الله	کہ اسکے لیے جہنّم ظاہر ہو جاتی ہے اور اسکا ایک گڑھا اسکے
للمؤمنين بفضله ورحمته الوسيعة	لیے کھول دیا جاتا ہے۔ پس ہر وقت اس گڑھے سے آگ کی لپٹ
غرفة الجنة من خيرات جارية و	آتی ہے۔ اللہ اپنے فضل اور وسیع رحمت سے
باقيات صالحات تركها المؤمن لنفسه	ان صدقات جاریہ اور باقی رہنے والے مناسب اعمال
في الدنيا او من دعا ابناءه واخوانه	کی وجہ سے جو مومن نے اپنے لئے دُنیا میں چھوڑے ہوتے ہیں،
الصالحين - فيزيد الغرفة يوماً فيوماً	اور اپنے بچّوں اور نیک دوستوں کی دعاؤں کے باعث
حتى يصير قبر المؤمن روضة من	جنّت کے بلند مقامات میں وسعت عطا فرمادے گا۔ وہ جگہ دن بدن
روضات الجنة فانظر الى هٰذه الاحاديث	کشادہ ہوتی چلی جائیگی۔ حتّٰی کہ مومن کی قبر جنّت کے باغات میں سے
كيف يبين رسول الله صلى الله عليه	ایک باغ بن جائے گی۔ پس ان احادیث کو دیکھو کہ رسول اللہ
وسلّم ثم انظر الى الذين يقولون	صلی اللہ علیہ وسلّم نے کیسے وضاحت سے بیان کیا ہے۔ پھر ان

لا نخوانهم انا نحن المؤمنون بالقرآن
واحاديث رسول الله صلى الله عليه
وسلم ومع ذالك يصرون على ان
الدخول فى الجنة مخصوص بالشهداء
والذين هم غيرهم من الانبياء
والصديقين حتى سيدنا المصطفٰى
صلى الله عليه وسلم فهم مبعدون
عن الجنة لا يصل اليهم روحها
وريحانها وما كان لهم ان يدخلوها
الا بعد يوم القيامة فتعساً لهم و
لاقوالهم ما اتقوا الله وفضلوا الشهداء
على خاتم النبيين ـ ثم لا يخفى عليك
ان الموتى بعد وفاتهم لا يحبسون
معطلين بل يكونون اما فى نعيم و
اما فى عذاب وما هذا الا الجنة والنار
فتدبر مع المتدبرين *

هذا ما ذكرنا من نصوص القرآن
على وفاة المسيح وعلى نفى صعوده مع
الجسم العنصرى ونفى رجوعه الى
الدنيا واما الاحاديث النبوية فلن

لوگوں کی طرف دیکھو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہم
قرآن اور حدیثِ نبویؐ پر ایمان لاتے ہیں اور
اس کے ساتھ وہ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ
جنت میں داخل ہونا شہداء سے مخصوص ہے اور
ان کے علاوہ دوسرے لوگ یعنی انبیاء اور
صدیق، یہاں تک کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی
جنت سے دُور رہیں گے۔ ان تک جنت کی ہوا
اور خوشبو نہیں پہنچے گی اور وہ اس میں قیامت
کے بعد ہی داخل ہو سکیں گے۔ پس
ان کے لیے اور ان کے اقوال کے لیے
ہلاکت ہے۔ انھوں نے اللہ کا تقویٰ اختیار
نہیں کیا اور شہداء کو خاتم النبیین پر فضیلت دی ہے
پھر تجھ پر یہ بات بھی مخفی نہیں کہ مُردے اپنی
وفات کے بعد معطل نہیں رکھے جاتے بلکہ وہ یا تو نعمتوں
میں ہوتے ہیں یا عذاب میں اور یہ جنت اور جہنم ہی ہیں۔
پس تدبر کرنیوالوں کے ساتھ تدبر کر۔

یہ وہ ذکر ہے جو ہم نے مسیح کی وفات اس
کے جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر نہ جانے اور اس
کے دُنیا کی طرف رجوع نہ کرنے کے بارہ میں
نصوصِ قرآنیہ سے کیا ہے اور جہاں تک احادیث

حاشیہ: قال بعض الناس الذى لا علم عنده

حاشیہ: اور بعض بے علم لوگوں نے کہا ہے کہ آیت

* دیکھو اس پر نوٹ کتاب کے آخر پر

تجد فیھا اثرًا من رفع المسیح بجسمه العنصری وتجد فی کل مقام ذکر وفاته کما ذکرنا قلیلًا منھا ولا حاجة الی الاعادة وما نجد فی حدیث معنی التوفی رفع رجل الی السماء مع جسمه بل جاء فی البخاری عن ابن عباس فی تفسیر اٰیة یا عیسٰی انی متوفیک

نبوّیہ کا تعلق ہے تو ان میں مسیح کے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانے کا کوئی نشان نہیں پائے گا اور تو ہر جگہ اس کی وفات کا ذکر پائیگا جیساکہ ہم نے تھوڑا سا ذکر کیا ہے اور دہرانے کی ضرورت نہیں اور ہم حدیث میں توفّی کے معنی کسی شخص کا جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جانا نہیں پاتے بلکہ بخاری میں ابنِ عباس سے آیت یا عیسٰی انی متوفیک

ان اٰیة وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبه لھم واٰیة بل رفعه الله الیه دلیل علی ان المسیح رفع حیا بجسمه العنصری ھٰذا قوله واستدلاله ولکن لو کان ھٰذا الرجل مطلعًا علی شان نزول ھٰذہ الاٰیة لرجع من قوله بل ما التفت الی معنی یخالف طریق المعقول و المنقول وما تکلم بالفضول وکان من المتندمین فاسمع ایھا العزیز ان الیھود کانوا یقرؤن فی التوراة ان الکاذب فی دعوی النبوّة یقتل وان الذی صلب

وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم (اور نہ انھوں نے اسے قتل کیا اور نہ اسے صلیب پر لٹکا کر مارا بلکہ ان کیلئے مشابہ بنا دیا گیا-) اور آیت بل رفعہ اللہ الیہ اس بات پر دلیل ہے کہ مسیح جسم عنصری کے ساتھ زندہ اٹھائے گئے یہ ہے اس کا قول اور استدلال، لیکن اگر یہ شخص اس آیت کے شان نزول پر مطلع ہوتا تو اپنے قول سے رجوع کر لیتا اور ایسے معنی کی طرف متوجہ نہ ہوتا جو معقول اور منقول دونوں طریق کے خلاف ہے اور فضول کلام نہ کرتا اور نادم ہوتا- پس اے عزیز! سن یہود تورات میں یہ پڑھتے تھے کہ جھوٹا مدعی نبوّت قتل ہوتا ہے اور جو صلیب دیا جائے وہ ملعون

مميتك وما خالفه في هذا التفسير
احد من اصحاب رسول الله صلى
الله عليه وسلم فاذا تحقق ان معنى
التوفي الوفاة لا غيره فلا يقال ان اماتة
المسيح التي رويت عن ابن عباس
وعد غير واقع الى هذا الوقت بل

کی تفسیر میں ممیتک (یعنی میں تجھے موت دینے والا ہوں
آیا ہے اور اس کی مخالفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے صحابہ میں سے کسی نے نہیں کی۔ پس جب یہ
بات ثابت ہوگئی کہ توفی کے معنی وفات کے
ہیں نہ کہ کوئی اور۔ تو یہ نہیں کہا جائیگا کہ مسیح علیہ السلام
کی موت (جو ابن عباسؓ سے روایت ہے) ایسا وعدہ

فهو ملعون لا يرفع الى الله وكانت
عقيدتهم مستحكمة على ذلك
ثم شبه لهم ابتلاءً من عند الله
كانهم صلبوا المسيح ابن مريم
وقتلوه فحسبوه ملعونًا غير مرفوع
ورتبوا الشكل هكذا المسيح ابن
مريم مصلوب وكل مصلوب
ملعون وليس بمرفوع فثبت
عندهم من الشكل الاول الذي
هو بين الانتاج ان عيسٰى (نعوذ بالله)
ملعون ليس بمرفوع فاراد الله
ان يزيل هذا الوهم ويبرّئ عيسٰى
من هذا البهتان فقال ما قتلوه
وما صلبوه ولكن شبّه لهم بل

ہوتا ہے۔ اس کا اللہ کی طرف رفع نہیں ہوتا
اور انکا اس پر پختہ عقیدہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ابتلاء کے طور پر انھیں
مسیح مشابہ بالمصلوب کرکے دکھائے گئے کہ
گویا انھوں نے مسیح ابن مریم کو صلیب دیدیا۔
اور آپکو قتل کر دیا۔ پس انھوں نے خیال کیا
کہ آپؑ ملعون ہیں اور آپکا رفع الی اللہ نہیں ہوا۔
اور انھوں نے شکل کو اس طرح ترتیب دیا
کہ مسیح ابن مریم مصلوب ہے اور ہر مصلوب
ملعون ہے اور اسکا رفع الی اللہ نہیں ہوا۔ پس
انکے نزدیک شکلِ اوّل سے جسکا نتیجہ واضح ہے
یہ ثابت ہوا کہ عیسٰی علیہ السلام (نعوذ باللہ) ملعون
ہیں انکا رفع الی اللہ نہیں ہوا۔ پس اللہ نے
ارادہ کیا کہ اس وہم کو دُور کرے اور حضرت عیسٰی

يقع في آخر الزمان لان المواعيد التي ذكرت في هذه الأية بالترتيب قد وقعت و تمت كلّها على ترتيبها الذي يوجد في تلك الأية و وعد التوفي مقدم عليها في الترتيب وانت تعلم ان وعد رافعك اليّ قد وقع و هكذا وعد مطهرك من الذين كفروا وقع وتمّ ببعث نبيّنا صلى الله عليه

ہے جو ابتک پورا نہیں ہوا۔ بلکہ وہ آخری زمانہ میں واقع ہوگا کیونکہ وہ وعدے جنکا اس آیت میں بالترتیب ذکر ہے واقع ہوگئے ہیں اور اسی ترتیب سے سب کے سب پورے ہوگئے ہیں جو اس آیت میں پائی جاتی ہے اور توفی کا وعدہ ان سب پر مقدّم ہے اور تو جانتا ہے کہ رافعک الیّ کا وعدہ پورا ہوگیا ہے۔ اسی طرح و مطهرک من الذین کفروا کا وعدہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت

بل رفعه الله وحاصل كلام تعالى ان شان عيسى منزه عن الصلب والنّتيجة التي هي الملعونية و عدم الرفع بل هو مات حتف انفه ورفع الى الله كما يرفع المقربون وما كان من الملعونين۔ وهذا هو سبب الذي ذكر الله تعالى لاجله قصّة قدم صلب عيسى وبرّاه ممّا قالوا۔ والافايّ ضرورة كانت داعية الى ذكر هذه القصة وما كان موت القتل نقصا لانبيائه وكسرًا لشانهم وعزتهم وكايّ

نتیجہ

نتیجہ

کو اس بہتان سے بری قرار دے۔ پس اس نے کہا "وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم بل رفعه الله" اور اللہ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شان صلیب دیے جانے اور اس کے نتیجہ یعنی ملعونیت اور عدم رفع سے پاک ہے بلکہ آپ اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے اور آپکا اسی طرح اللہ کی طرف رفع ہوا ہے جیسے دوسرے مقربین کا ہوتا ہے اور آپ ملعون نہیں تھے اور یہ وہ سبب ہے جس کی وجہ سے اللہ نے عیسیٰ ؑ کے صلیب پر نہ مارے جانے کا ذکر کیا اور اسکو لوگوں کے بہتان سے بری ٹھہرایا؛ ورنہ اس قصہ کے بیان کرنیکی کیا ضرورت تھی۔ قتل کے ذریعہ

وسلم وقد شهد القرآن علی ان المسیح وامّه مبرّآن مما قالت الیهود فقال ما المسیح ابن مریم الّا رسول قد خلت من قبله الرّسل وامّه صدیقة وقال وجیها فی الدنیا والاٰخرة ومن المقربین۔ وکذا تمّ وعد وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا وقد وقع کما وعد وما نری الیهود الا مغلوبین ومقهورین وانت تعلم ان فی ترتیب هٰذہ الاٰیة کانت هٰذہ المواعید کلها بعد وعد التوفی وکان وعد التوفی مقدما علی کلها وقد اتفق القوم علی انها وقعت بترتیب یوجد فی الاٰیة فلو فرضنا ان لفظ التوفی مؤخر من لفظ الرفع للزمنا ان نقر بان

کے ذریعہ پورا ہوگیا ہے اور قرآن نے شہادت دی ہے کہ مسیح اور اس کی ماں یہود کے بہتانوں سے بری ہیں۔ پس اس نے فرمایا "ما المسیح ابن مریم الّا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامّہ صدیقة" (اور مسیح ابن مریمؑ صرف ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے سب انبیاء وفات پاچکے ہیں) اور اس نے فرمایا "وجیھًا فی الدنیا والاٰخرة ومن المقربین" (وہ دنیا اور آخرت میں صاحب منزلت ہوگا اور مقربوں میں سے ہوگا) اور اسی طرح اسکا یہ وعدہ پورا ہوگیا۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا۔ اور اسی طرح واقع ہوا جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا اور ہم یہود کو مقہور و مغلوب ہی دیکھتے ہیں۔ اور تو جانتا ہے کہ اس آیت کی ترتیب میں سارے وعدے توفی کے وعدہ کے بعد ہیں اور توفی کا وعدہ سب مقدّم ہے اور لوگ متفق ہیں کہ یہ سب وعدے اسی ترتیب سے واقع ہوئے ہیں جو آیت میں پائی جاتی ہے۔ پس اگر ہم فرض کریں کہ لفظ توفی لفظ رفع سے مؤخر ہے تو یہ اقرار لازم آئیگا کہ مسیح علیہ السلام

حاشیہ: من النّبیین قتلوا فی سبیل اللّٰه کیحیٰی علیه السلام وابیه فتفکر واطلب صراط المهتدین ولا تجلس مع الغاوین۔ منه

حاشیہ: موت اللہ کے انبیاء کیلئے کوئی نقص اور انکی کسرشان اور عزّت کا موجب نہیں اور کتنے ہی نبی ہیں جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے جیسے حضرت یحیٰؑ اور اپکے باپ زکریاؑ پس سوچ اور ہدایت یافتوں کا رستہ طلب کر اور گمراہوں کیساتھ نہ بیٹھ۔ منہ

عيسى عليه السّلام قد توفي بعد الرفع
وقبل وقوع المواعيد الباقية وهذا
مما لا يعتقد به احد من المخالفين
ولو قلنا ان لفظ التوفي مؤخر من
جملة ومطهرك من الذين كفروا
ومقدم من وعد وقع في ترتيب الآية
بعدها للزمنا ان نقر بان وفاة عيسى
عليه السّلام كان بعد نبينا صلى الله
عليه وسلم من غير مكث قبل غلبة
اتباعه على اعداءهم وهذا باطل
ايضا بزعم القوم فانهم قد اعتقدوا
ان المسيح لا يموت الا بعد هلاك
الملل كلها فلو رجعنا من هذه الاقوال
كلها وقلنا ان المسيح لا يموت الا بعد
تكميل وعد الغلبة الممتدة الى يوم
القيامة كما صرحت آية وجاعل الذين
اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم
القيامة للزمنا ان نقر بان المسيح
لا يموت الا بعد يوم القيامة فان
الوعد قد امتد الى يوم القيامة ولا
يمكن نزول المسيح الا بعد وقوعه

رفع کے بعد اور باقی مواعید کے واقع ہونے سے
قبل وفات پا گئے اور یہ ایسی بات ہے جس کا عقیدہ
کوئی مخالف بھی نہیں رکھتا اور اگر ہم کہیں کہ لفظ
توفی جملہ "ومطہرک من الذین کفروا" سے مؤخر ہے اور
ان وعدوں سے مقدم ہے جو آیت کی
ترتیب میں اس کے بعد واقع ہوئے ہیں
تو ہم پر لازم ہے کہ یہ اقرار کریں کہ وفاتِ عیسیٰ
علیہ السّلام ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
بلا توقف اس کے متبعین کے دشمنوں پر غالب آنے
سے پیشتر ہوئی اور یہ بھی ان لوگوں کے خیال میں باطل
ہے کیونکہ انکا عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام سب
ملتوں کے تباہ ہونے کے بعد وفات پائیں
گے، پس اگر ہم ان سب اقوال سے رجوع کریں،
اور ہم کہیں کہ مسیح علیہ السلام اس غلبہ کی تکمیل کے بعد
وفات پائیں گے جو قیامت کے دن تک ممتد ہے۔
جیسا کہ آیت وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا
الی یوم القیامۃ صراحت کرتی ہے اور ہم پر یہ اقرار بھی
لازم ہے کہ مسیح قیامت کے دن کے بعد ہی وفات پائے
کیونکہ وعدہ قیامت کے دن تک ممتد ہے اور مسیح کا
نزول اس وعدہ کے مکمل اور اتم طور پر وقوع پذیر
ہونے کے بعد ہی ممکن ہے۔ پس

على الوجه الاتم والاكمل فما نجد له
موضع قدم في كتاب الله الا بعد يوم
الحشر على طريق فرض المحال وليت
شعري ان اعداءنا يقولون بافواههم
ان لفظ متوفيك في اٰية يا عيسٰى انى
متوفيك مؤخر في الحقيقة وليس
هٰذا الموضع موضعه ولكنهم لم
ينبئونا بان لو نرفع هٰذا اللفظ من
هٰذا المقام فاين نضعه انسقطه
من كتاب الله كالمحرفين۔

والذين يقولون ان لفظ التوفي
مؤخر من لفظ الرفع ومقدم على مواعيد
اخرٰى فيضحك العاقل من قولهم و
يتعجب من حمقهم الا يعلمون ان
هٰذا القول خلاف ما يعتقدون في
وقت وفاة المسيح بزعمهم وانا ذكرنا
اٰنفا انهم يعتقدون ان وعد التوفي
لا يظهر ولا يقع الا بعد هلاك اهل
الملل كلها فلزمهم ان يعتقدوا ان
لفظ التوفي مؤخر من هٰذا الوعد
الاٰخر لا من الرفع فقط فان التاخر

ہم اس کے لیے کتاب اللہ میں سوائے
حشر کے دن کے بعد کے قدم رکھنے
کی جگہ بھی نہیں پاتے۔ اور وہ بھی فرض محال
کے طور پر۔ اور کاش میں جانتا کہ ہمارے دشمن جو اپنے مونہوں سے
یہ کہتے ہیں کہ لفظ متوفیک آیت یا عیسیٰ انی متوفیک
میں فی الحقیقت مؤخر ہے اور یہ جگہ اس کی
جگہ نہیں، لیکن وہ ہمیں یہ نہیں بتاتے کہ اگر
ہم اس لفظ کو موجودہ مقام سے اُٹھائیں تو اسے
کہاں رکھیں۔ کیا ہم اسے تحریف کرنیوالوں کی مانند
کتاب اللہ سے نکال دیں؟

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ لفظ توفی رفع
سے مؤخر اور باقی مواعید پر مقدم ہے تو عقلمند
انسان ان کی بات پر ہنستا ہے اور ان کی
حماقت پر تعجب کرتا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ یہ
قول ان کے اپنے زعمی عقیدہ وفات مسیح کے
خلاف ہے اور ہم نے ابھی ذکر کیا ہے کہ ان کا
یہ عقیدہ ہے کہ توفّی کا وعدہ تمام ملتوں کے
ہلاک ہونے کے بعد ہی ظاہر اور واقع ہو گا
پس ان پر لازم ہو گیا کہ وہ یہ عقیدہ رکھیں کہ
لفظ توفی اس دوسرے وعدہ سے مؤخر ہے۔ نہ صرف
رفع سے، کیونکہ تاخر وضعی تاخر طبعی کا تابع ہے

الوضعي يتبع التاخر الطبعي كما لا يخفى على المتفكرين۔ ثم ما كان لنا ان نؤخر من عند انفسنا ما قدم الله تعالى فى كتابه المحكم من غير سند من الله ورسوله وما هذا الا التحريف الذى لعن الله لاجله اليهود فاتقوه ولا تقلبوا آيات الله بعد ترتيبها ان كنتم خائفين۔ وقد علمتم ان آية فلما توفيتنى شاهدة اخرى على وفات عيسى عليه السلام فان رسول الله صلى الله عليه وسلم استعمل لنفسه جملة فلمّا توفيتنى من غير تغيير وتبديل ومن غير تفسير يخالف اصل التفسير وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلم النّاس بمعانى القرآن ورموزه واسراره فلو كان معنى التوفى فى هذه الآية رفع الجسم حيًّا الى السماء لما جعل نفسه مصداق هذه الآية ولكنه نسب هذه الآية الى نفسه كما هى نسبت الى المسيح فهذا اول دليل على ان لفظ توفيتنى

جیسا کہ غور کرنیوالوں پر مخفی نہیں۔ پھر ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم بغیر اللہ اور رسولؐ کی سند کے اپنے پاس سے اس کو مؤخر کریں جسے اللہ نے اپنی کتاب محکم میں مقدم کیا ہے اور یہ وہی تحریف ہے جس کی وجہ سے اللہ نے یہود پر لعنت کی ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کی آیات کی ترتیب نہ بدلو' اگر تم خوف رکھنے والے ہو اور تم نے جان لیا ہے کہ آیت فلما توفیتنی وفات مسیح پر ایک اور گواہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ فلما توفیتنی کو بغیر تغیرّ و تبدل اور بغیر ایسی تفسیر کے جو اصل تفسیر کے مخالف ہو اپنے لیے استعمال کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے معانی ، رموز اور اسرار کو سب لوگوں سے زیادہ جانتے تھے۔ پس اگر اس آیت میں توفّی کے معنے جسم کا زندہ آسمان کی طرف اُٹھائے جانا ہوتے تو آپ اپنی ذات کو اس کا مصداق قرار نہ دیتے ، لیکن آپؐ نے اس آیت کو اپنی ذات کی طرف اسی طرح منسوب فرمایا ہے جیسا کہ یہ حضرت مسیحؑ کی طرف منسوب ہے۔ پس یہ اس بات پر پہلی

فی هٰذه الآیة بمعنی امتّنی فهٰذا
هو السبب الذی استدل البخاری
فی صحیحه علیٰ وفاة المسیح بهٰذه
الآیة واکدّ هٰذا المعنی بقول ابن
عباس متوفیك ممیتك فایّ دلیل
اوضح من هٰذا علیٰ موت عیسیٰ
علیه السلام لقوم طالبین۔ وقد
بیّن الله فی هٰذه الآیة وقت وفاة
المسیح فکانه قال ایها الناس اذا
رأیتم ان النصاریٰ اتخذوا عیسیٰ
الٰها وافسدوا مذهبهم فاعلموا
ان عیسیٰ قد مات فانظر کیف
اتضح وانکشف معنی التوفی
بتفسیر رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم
بتفسیر ابن عباس وانظر کیف ثبت
وقوع موته من قبل فساد مذهب
النصاریٰ واتخاذهم عیسیٰ الٰها
وانت تعلم انا اذا فرضنا ان عیسیٰ
حیٌّ الیٰ هٰذا الوقت فلزمنا ان نقر بان
مذهب النصاریٰ صحیح خالص
الیٰ هٰذا الزمان ما اختلط به شیء

دلیل ہے کہ اس آیت میں لفظ توفیتنی کے معنے امتنی یعنی
مجھے موت دیدی کے ہیں۔ پس یہ وہ سبب ہے جس
کی وجہ سے بخاریؒ نے اس آیت سے اپنی صحیح میں
وفاتِ مسیحؑ پر استدلال کیا ہے اور ان معنوں کو ابن
عباسؓ کے قول متوفیک ممیتک کے ساتھ مؤکد فرمایا
ہے۔ پس طالبانِ حق کے لیے موتِ عیسیٰؑ پر اس سے
واضح دلیل اور کون سی ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے اس
آیت میں مسیحؑ کی وفات کا وقت بتا دیا ہے۔ گویا کہ اس
نے فرمایا: اے لوگو! جب تم دیکھو کہ نصاریٰ نے
عیسیٰؑ کو معبود بنا لیا ہے اور انھوں نے اپنے مذہب
کو خراب کر دیا ہے تو جان لو کہ عیسیٰؑ وفات پا
گئے ہیں۔ پس دیکھو کہ توفی کے معنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر ابنِ عباسؓ
کی تفسیر کے ساتھ کیسے منکشف اور واضح
ہو گئے ہیں اور دیکھو کہ کس طرح اس کی
وفات مذہب نصاریٰ کے خراب ہونے اور
عیسیٰؑ کو معبود بنا لینے سے پہلے ثابت ہو گئی ہے
اور تو جانتا ہے کہ اگر ہم یہ فرض کریں کہ عیسیٰؑ
اس وقت تک زندہ ہیں تو ہم پر لازم آئیگا
کہ اقرار کریں کہ نصاریٰ کا مذہب اس زمانہ تک
خالص اور صحیح ہے اس میں شرک کا کوئی حصہ نہیں ملا۔ پس تو

من الشرك فتفكر وسل المتفكرين۔
قال بعض المستعجلين ان لفظ التوفي قد جاء في القرآن بمعنى الانامة ايضًا كما قال الله تعالى الله يتوفى الانفس حين موتها والتي لم تمت في منامها وكما قال الله تعالىٰ وهو الذي يتوفاكم بالّيل ويعلم ما جرحتم بالنهار ثم يبعثكم فيه ليقضىٰ اجل مسمًّى فاعلم ان الله تعالىٰ ما اراد في هٰذه الآيات من لفظ التوفي الا الاماتة وقبض الروح فلاجل ذٰلك اقام القرائن وقال والتي لم تمت في منامها يعني والتي لم تمت بموت حقيقي يتوفاه الله في منامها بموتٍ مجازي فانظر كيف اشار في هٰذه الآية الى ان قبض الروح في النوم موت مجازي فذكر لفظ التوفي هٰهنا باقامة قرينة المنام تنبيهًا على ان لفظ التوفي هٰهنا قد نقل من المعنى الحقيقي الى المعنى المجازي واشارة الى ان معنى لفظ

سوچ اور فکر کرنیوالوں سے دریافت کرلے۔
بعض جلد بازوں نے کہا ہے کہ قرآن میں لفظ توفّی اسی طرح سُلانے کے معنوں میں آیا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" اللہ یتوفی الانفس حین موتہا و التی لم تمت فی منامھا" (اللہ ہر شخص کی رُوح اس کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جس کو موت نہیں آتی اسکی رُوح اس کی نیند کیوقت قبض کرتا ہے) اور جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" وھو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنھار ثم یبعثکم فیہ لیقضی اجل مسمّی" (اور وہی ہے جو رات کیوقت تمہاری رُوح قبض کرتا ہے اور دن کیوقت جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے پھر تمہیں دن کیوقت اٹھاتا ہے تاکہ ایک مدت جو مقرر ہو چکی ہے پوری کی جائے) پس جان لے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں لفظ توفّی سے موت دینے اور قبض روح کے معنی ہی مراد لیے ہیں۔ پس اسی لیے اس نے قرینے قائم کئے ہیں اور فرمایا وَالتی لم تمت فی منامھا یعنی جو موت حقیقی کیساتھ نہیں مرے انکو نیند میں موت مجازی دیتا ہے۔ پس دیکھ کس طرح اس نے اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے کہ نیند میں قبضِ رُوح مجازی موت ہے۔ پس اس نے یہاں توفّی کا لفظ نیند کا قرینہ قائم کرکے بیان کیا ہے۔ یہ بتانے کے لیے کہ یہاں لفظ اپنے حقیقی معنوں سے مجازی معنی کی طرف منتقل کیا گیا ہے اور اس طرف اشارہ ہے کہ لفظ

التوفی حقیقۃ ھوالموت لاغیرہ۔
وکذلک اقام قرینۃ قولہ ثم یبعثکم
وقرینہ الیل فی آیۃ اخرے اعنی
آیۃ ھوالذی یتوفاکم بالیل الخ
تنبیھا علیٰ ان لفظ التوفی ھھنا لیس
بمعنی الانامۃ بل المقصود الاماتۃ
والبعث بعد الاماتۃ لیکون دلیلا
علےٰ بعث یوم الدین۔

فلاجل ذلک ذکر بعث یوم القیامۃ
بعد ھٰذہ الآیۃ وقال ثم الیہ مرجعکم
لیجعل ھٰذا الموت المجازی والبعث
المجازی دلیلاً علی الموت الحقیقی
والبعث الحقیقی فلا تقعد بعد الذکری
مع القوم الظالمین الا تنظر کیف ذکر
لفظ البعث بعد ذکر التوفی وقال ثم
یبعثکم فیہ ومعلوم ان للنائمین
یستعمل لفظ الایقاظ لا لفظ البعث
فلوکان مراداً من لفظ التوفی ھٰھنا
الانامۃ لقال ھوالذی یتوفاکم
باللیل ویعلم ماجرحتم بالنہار ثم
یوقظکم فیہ ولٰکنہ تعالیٰ ما قال

توفّی کے معنے حقیقتاً موت کے ہیں نہ کوئی اور اسی طرح اپنے اس
قول کا قرینہ قائم کیا ہے کہ ثم یبعثکم۔ پھر ایک اور آیت میں رات
کا قرینہ قائم کیا ہے یعنی آیت ھوالذی یتوفاکم بالیل الخ
میں یہ بتانے کیلئے کہ لفظ توفی یہاں سُلانے کے معنوں میں
نہیں بلکہ اس سے مقصود موت اور
موت کے بعد اٹھانا ہے، تاکہ
جزا وسزا کے دن اُٹھائے جانے
پر دلیل ہو۔

پس اسی لیے اس نے قیامت کے دن
اٹھائے جانے کا ذکر اس آیت کے بعد کیا اور
فرمایا: "ثم الیہ مرجعکم" (پھر اسی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے) تا اس
مجازی موت اور مجازی بعث کو حقیقی موت اور حقیقی بعث
پر دلیل ٹھہرائے پس یاددہانی کے بعد ظالم قوم کے
ساتھ نہ بیٹھو۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ کس طرح اس
نے لفظ بعث کا ذکر توفی کے بعد کیا ہے اور فرمایا
ہے ثم یبعثکم فیہ اور یہ بات ظاہر ہے کہ سونے والوں
کے لیے لفظ **ایقاظ** کا استعمال کیا جاتا ہے نہ کہ
لفظ بعث۔ اگر لفظ توفی سے مراد یہاں سلانا ہوتا
تو وہ یہ کہتا ھوالذی یتوفاکم باللیل ویعلم ماجرحتم بالنہار
ثم یوقظکم فیہ" لیکن اس نے ثم یوقظکم فیہ ـــــ
نہیں فرمایا ـــ بلکہ اس نے فرمایا ہے

ثم یوقظکم فیه بل قال ثم یبعثکم فیه فای دلیل اوضح من هذا فان البعث یتعلق بالموتی لا بالنائمین۔

ومثل هذه الاستعارة کثیر فی القرآن کما قال عزوجل اعلموا ان الله یحیی الارض بعد موتها فلا یقال ان لفظ یحیی ههنا بمعنی ینبت من حیث اللغة بل هو استعارة والمقصود منه تشبیه الانبات بالاحیاء لیستدل به علی بعث الموتی وکما قال عزوجل فاصمهم واعمی ابصارهم فلا یقال ان لفظ اصمهم واعمی بمعنی اضلهم من حیث اللغة بل هی استعارة والمقصود منها تشبیه الضالین المعرضین بالصم والعمی فلا تطمع ولا تتعب نفسك فی ان تجعل معنی التوفی الانامة من حیث اللغة فانه ان کان ذلك هو الحق فلزمك ان تقر بان لفظ یحیی فی اٰیة یحیی الارض بمعنی ینبت ثم تثبتها

"ثم یبعثکم فیه"۔ پس اس سے زیادہ واضح اور کونسی دلیل ہے کیونکہ بعث کا تعلق مُردوں سے ہے نہ کہ سونیوالوں سے۔

اس قسم کے استعارات کی مثالیں قرآنِ کریم میں بہت ہیں۔ جیسا کہ خدائے عزوجل نے فرمایا: "اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا" (جان لو کہ اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے) پس یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہاں یحیی کے معنی لغت کے لحاظ سے یُنْبِتُ کے ہیں بلکہ وہ ایک استعارہ ہے اور اس سے مقصود انبات کو احیاء کے ساتھ تشبیہ دینا ہے تا اس سے مُردوں کے اٹھائے جانے پر استدلال کرے اور جیسا کہ خدائے عزوجل نے کہا ہے: "فاصمّھم واعمٰی ابصارھم"۔ (پس انکو بہرہ کردیا ہے اور اندھا بنادیا ہے) پس یہ نہ کہا جائیگا کہ لفظ اصمھم واعمی کے معنے لغت کے لحاظ سے انہیں گمراہ کرنے کے ہیں بلکہ یہ ایک استعارہ ہے اور اس سے مقصود اعراض کرنے والے گمراہوں کو بہروں اور اندھوں کیساتھ تشبیہ دینا ہے۔ پس تو طمع نہ کر اور اس بات میں اپنے نفس کو نہ تھکا کہ تو لغت کے لحاظ سے توفّی کے معنے سلانے کے کرے کیونکہ اگر یہ درست ہوتا تو تجھ پر لازم تھا کہ تو اقرار کرے کہ آیت یحیی الارض میں لفظ یحیی کے معنی یُنبت کے ہیں اور پھر تو اسے لُغت کی کتابوں سے

من كتب اللغة وكذلك ان اصررت على هذا فنلزمك ان تقربان لفظ فاصمهم ولفظ واعمى ابصارهم بمعنى اضلهم وابعدهم عن الحق وازاغ قلوبهم ثم ترينا من كتب لغة العرب هذا المعنى واين لك هذا فلا تتبع الفكر المشرب بالوهم ولا بد ان تقبل ما ثبت وتلحق بقوم صادقين۔

واعلم انك لن تجد اثرًا من هذه المعاني التي تتخيل في بادي النظر في الأيات المتقدمة في كتاب من كتب لسان العرب على وجه الحقيقة والقرآن مملو من هذه النظائر ان كنت من الناظرين وقد تقرر عند القوم ان المعنى الحقيقي هو الذي كثر استعماله في موضع من غير ان يقام القرينة عليه فعليك ان تنظر القرآن تدبرا ليتبين لك ان استعمال لفظ التوفي مطلقًا من غير اقامة قرينة ما جاء في القرآن الا في معنى الاماتة ولن

ثابت کرے اور اسی طرح اگر تو اس پر اصرار کرے تو تجھ پر یہ اقرار کرنا لازم ہے کہ لفظ اصمہم اور لفظ اعمیٰ ابصارھم کے معنے اضلہم وابعدہم عن الحق (انہیں گمراہ کر دیا اور انہیں حق سے دُور کر دیا) وازاغ قلوبہم ہیں (اور ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا) پھر تو لغت عرب کی کتابوں سے ہمیں یہ معنی دکھائے اور یہ تجھے کہاں سے ملیں گے۔ پس تو وہم کی ملونی والی سوچ کی پیروی نہ کر اور ضروری ہے کہ تو ثابت شدہ بات کو قبول کرے اور سچے لوگوں کے ساتھ مل جائے۔

اور جان لے کہ تو ان معانی کا کوئی نشان حقیقی طور پر عربی زبان کی کسی کتاب میں ہرگز نہیں پائیگا جو ظاہری نظر میں پہلی آیات سے متصور ہوتے ہیں اور اگر تو دیکھنے والا ہے تو قرآن اس کی امثال ونظائر سے بھرا ہوا ہے اور لوگوں کے نزدیک یہ قرار پاگیا ہے کہ حقیقی معنی وہ ہوتے ہیں جن کا استعمال کسی جگہ بغیر قرینہ قائم کرنے کے زیادہ ہو۔ پس تجھ پر لازم ہے کہ قرآن کو تدبر سے دیکھے تا تیرے لیے ظاہر ہو جائے کہ لفظ توفّی کا مطلق استعمال بغیر قرینہ کے قرآن کریم میں صرف موت دینے کے معنوں میں آیا ہے اور تو کسی حدیث میں یا

تجد في حديث او في شعر شاعر اذا
نسب التوفي الى الله تعالىٰ وكان
الانسان مفعولا به معنًى اخر من
غير الاماتة فاخرج لنا وخذ منا
ما وعدنا من الانعام ان كنت
من الصادقين ۔

والذين قالوا ان لفظ متوفيك
في اٰية يا عيسى اني متوفيك بمعنى اني
منيمك ما كان خطأهم خطاءً
واحدًا بل جمعوا انواع العثرات
في قولهم وتركوا تفسير رسول الله
صلى الله عليه وسلم وهو خير البشر
وكان تكلمه بالروح الرحماني وكان
قوله خيرا من الاقوال كلها وقد
احاطت كلماته طرق الذوق والوجدان
والعلم والعرفان والنور الذي
اعطىٰ له من الرحمان وتركوا ما قال
ابن عباس في معنى متوفيك وما
نظروا الى القراٰن وطريق استعماله
في هذا اللفظ وورودة فيه بمعنى
الاماتة بالتواتر والتتابع فضلوا و

کسی شاعر کے شعر میں یہ نہیں پائیگا کہ جب توفی کا لفظ
اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو اور انسان مفعول بہ ہو
تو اُس کے معنے موت دینے کے سوا کوئی اور ہوں
پس اگر تو سچا ہے تو ہمارے لیے (اس کی کوئی مثال)
نکال اور ہم سے وہ انعام حاصل کر جس کا ہم نے
وعدہ کیا ہے۔

اور جن لوگوں نے کہا ہے کہ آیت یا عیسےٰ
انی متوفیک میں لفظ متوفیک بمعنی انی منیمک (یعنی
میں تجھے سُلانیوالا ہوں) ہے۔ اُنھوں نے ایک
ہی غلطی نہیں بلکہ اپنے قول میں کئی قسم کی لغزشیں
جمع کر دی ہیں اور اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلّم کی تفسیر کو چھوڑ دیا ہے، حالانکہ آپؐ خیر البشر
ہیں اور آپؐ کا کلام کرنا رُوحِ رحمانی سے تھا اور
آپؐ کا قول سب اقوال سے بہتر تھا اور آپ کے
کلمات نے ذوق وجدان، علم، عرفان اور اُس
نُور کے سب طریقوں کا احاطہ کر لیا ہے جو آپؐ
کو خدائے رحمان کی طرف سے دیا گیا تھا اور
اُنھوں نے متوفیک کے معنی کے بارہ میں
ابنِ عباسؓ کے قول کو چھوڑ دیا اور قرآن کریم
اور اس میں اس لفظ کے طریقِ استعمال اور اس
میں متواتر اور پے درپے موت دینے کے معنوں

اضلوا وما کانوا من المهتدین۔

ثم اذا فرضنا ان التوفی بمعنی الانامة فما نری ان ینفعهم هذا المعنی مثقال ذرة فان النوم مراد من قبض الروح وتعطل حواس الجسم مع بقاء تعلق بین الروح والجسد فمن این یثبت من هذا ان الله قبض جسم المسیح الا تنظر الی سنة الله القدیمة فانه یقبض الارواح فی حالة النوم ویترک الاجسام علی الارض فمن این علمت ان لفظ متوفیک مشعر برفع الجسد والخلق ینامون کلهم ولکن لا یقبض الله جسم احد منهم فاترک التحکم والمکابرة وانظر ایمانًا ودیانتًا لینفخ الله فی روعک ویجعلک من العارفین۔

وعلی تقدیر فرض هذا المعنی یلزم فساد اٰخر وهو ان لفظ التوفی فی هذه الاٰیة وعد محدث من الله تعالٰی کمواعید اخری التی ذکرها

کی طرف نظر نہیں کی اور خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور انھوں نے ہدایت نہ پائی۔

پھر اگر ہم فرض کریں کہ توفّی کا لفظ سلانے کے معنوں میں ہے تو ہم اس معنی کو ان کے لیے ذرّہ بھر فائدہ مند نہیں دیکھتے کیونکہ نیند سے مُراد قبضِ رُوح اور جسمانی حواس کا رُوح اور جسم کا تعلق باقی رہتے ہوئے معطّل ہونا ہے۔ پس اس سے یہ کہاں ثابت ہُوا کہ اللہ نے مسیح کے جسم کو قبض کر لیا۔ کیا تو اللہ کی سنّتِ قدیمہ کی طرف نہیں دیکھتا کہ وہ نیند کی حالت میں رُوحوں کو قبض کر لیتا ہے اور اجسام کو زمین پر چھوڑ دیتا ہے پس تو نے کہاں سے معلوم کر لیا کہ لفظ متوفیک جسم کے اُٹھائے جانے کو ظاہر کرتا ہے؛ حالانکہ سب لوگ سوتے ہیں لیکن اللہ ان میں سے کسی کے جسم کو بھی قبض نہیں کرتا۔ پس تحکم اور مکابرہ کو چھوڑ اور ایمان اور دیانت سے دیکھ تا اللہ تیرے دل میں نفخ کرے اور تجھ کو عارفوں سے بنا دے۔

اور اس معنی کو فرض کر لینے سے ایک اور خرابی لازم آتی ہے اور وہ یہ کہ آیت میں لفظ توفّی اللہ تعالےٰ کی طرف سے دُوسرے وعدوں کی طرح ایک نیا وعدہ ہے

الله فيها ولو كان هذا المعنى
هو الحق فيلزم منه ان يكون
نوم المسيح عند الرفع اول امر ورد
عليه في عمره ويلزمهم ان يعتقدوا
ان عيسى عليه السلام كان لا ينام قبل
الرفع قط فان الامر الذي قد وقع عليه
في حياته غير مرة كيف يمكن ان
يذكره الله في مواعيد جديدة محدثة
فان وعد الشيء يدل على عدم وجود
الشيء قبل الوعد والا فيلزم تحصيل
حاصل وهو فعل لغو لا يليق بشان
الله تعالى ووجب ان ينزه عنه وعد
رب العلمين ـ ثم لو كان هذا المعنى
هو الصحيح فما تقول في اٰية فلما
توفيتني كنت انت الرقيب عليهم
أتظن ان النصارى اتخذوا المسيح
الٰهاً بعد نومه لا بعد وفاته وتظن
ان المسيح ما نام قط في عمره الا في
وقت ضلالة النصارى ولم تذق عينه
طعم النوم قط الا عند الرفع وكان
قبل الرفع مستيقظا دائما فانظر منصفا

اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے اور اگر یہ معنی
ہی درست ہوں تو اس سے لازم آئیگا
کہ رفع کے بعد مسیح کی نیند پہلا امر ہے
جو اس کی عمر میں واقع ہوا، اور ان
پر لازم آئے گا کہ یہ عقیدہ رکھیں کہ عیسیٰ
علیہ السلام رفع سے پہلے کبھی نہ سوتے تھے
پس جو امر آپ کی زندگی میں کئی بار واقع ہوا،
اس کا نئے وعدوں کے ساتھ ذکر کرنا کیسے ممکن
ہے کیونکہ کسی چیز کا وعدہ وعدہ سے قبل اس چیز
کے نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے ورنہ تحصیل حاصل
لازم آئیگی اور وہ لغو فعل ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان
کے لائق نہیں اور ضروری ہے کہ ربّ العالمین کا
وعدہ اس سے منزہ ہو۔ پھر اگر یہ معنے صحیح ہوں
تو تو آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم
کے بارہ میں کیا کہے گا۔ کیا تو خیال کرتا ہے کہ نصاریٰ
نے مسیح کو انکی نیند کے بعد معبود بنایا، نہ کہ وفات
کے بعد اور تو خیال کرتا ہے کہ مسیح سوائے نصاریٰ
کے گمراہ ہونے کے وقت اپنی زندگی میں کبھی
نہیں سویا، اور اس کی آنکھوں نے صرف رفع
کے وقت نیند کا مزہ چکھا ہے اور رفع
سے پہلے وہ ہمیشہ بیدار رہتا تھا،

ايستقيم هٰذا المعنى فى هٰذا الموضع ويحصل منه ثلج القلب وسكينة الروح واطمينان الباطن وانت تعلم انه مستبعد جدًّا وفاسد بالبداهة و ماكان ان يصلحه تاويل المؤوّلين. فهٰذه غفلة شديدة من العلماء المكفرين حيث حكموا على المعنى الفاسد بالصلاح فاسمعوا ان كنتم سامعين.

پس انصاف سے دیکھ کہ کیا یہ معنی اس جگہ درست لگتے ہیں اور اس سے دل کا اطمینان، روح کی سکینت اور باطن کی تسلی میسّر آتی ہے اور تو جانتا ہے کہ یہ معنی بہت بعید ہیں اور بالبداہت فاسد ہیں اور اس کی اصلاح تاویل کرنیوالوں کی تاویل بھی نہیں کرتی۔ پس یہ مکفرین علماء کی سخت غفلت ہے کہ انھوں نے فاسد معنوں کو درست قرار دینے میں تحکم سے کام لیا ہے پس اگر تم سننے والے ہو تو سنو!

ثم مع ذٰلك قد جاء فى البخارى عن ابن عباس رضى الله عنه فى معنى التوفى شرح واضح فقال متوفيك مميتك وتبعه سائر الصحبة والتابعين ومن تبعهم ولم يشذ احد منهم بخلاف فاىّ دليل يكون اوضح من هٰذا ان كان رجل من الطالبين.

پھر اس کے ساتھ بخاری میں لفظ توفی کے بارہ میں ابن عباسؓ کی واضح تفسیر آئی ہے اور آپؓ نے فرمایا ہے متوفیک کے معنی ممیتک (میں تجھے مارنیوالا ہوں) کے ہیں اور آپؓ کی دوسرے صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین نے پیروی کی ہے جن میں سے کوئی بھی مخالفت کرتے ہوئے علیحدہ نہیں ہوا پس طالب حق کیلئے اس سے واضح دلیل کونسی ہے۔

وقد ذكرت آنفا انا لو فرضنا على سبيل التنزل وقلنا ان التوفى ههنا اعنى فى آية يا عيسى انى متوفيك بمعنى الانامة لكانت هٰذه الواقعة واقعة اخرى ولا ينفع الاستدلال بها قومًا مخالفين. فان مطلوب المخالفين

اور میں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ اگر ہم تنزّل کے طور پر فرض کرلیں اور یہ کہیں کہ توفی کا لفظ یہاں آیت یا عیسٰی انی متوفیک میں سُلانے کے معنوں میں آیا ہے تو یہ واقعہ دوسرا واقعہ ہوگا اور یہ استدلال مخالف قوم کو کوئی فائدہ نہیں دے گا، کیونکہ مخالفوں کا مقصد

من خبطهم ان یثبتوا رفع المسیح مع جسمه العنصری ولکن لا یحصل هذا المطلوب من هذا المعنی بل یحصل ما یخالفه فان معنی الآیة فی هذه الصورة یکون هکذا یا عیسی انی قابض روحك وتارك جسدك علی الارض مع بقاء علاقة بین الجسد والروح فان النوم عبارة عن قبض الروح وترك الجسد مع بقاء علاقتهما علیٰ وجهٍ تامٍ فانظر انی یحصل مطلوب المخالفین من هذا المعنی واین یثبت منه رفع جسد عیسی علیه السلام الی السماء بل الامر بقی علیٰ حاله مع حمل معنی التوفی علیٰ غیر محله ولا شك ان کل منصف یفهم قولنا هذا وینتفع به الا الذی لم یبق انصافه علیٰ صحافته واختلطت به ظلمة التعصب ودخان الحقد فلا ینفع الدلائل والبراهین قومًا متعصبین ثم ان دققت النظر فی هذه الآیة وتحملها علیٰ احسن وجوهها

اپنے خطبات سے یہ ہے کہ وہ مسیحؑ کا جسم عنصری کے ساتھ رفع کو ثابت کریں لیکن اس معنی سے ان کا مطلب حل نہیں ہوتا بلکہ وہ چیز حاصل ہوتی ہے جو خلاف مقصود ہے، کیونکہ آیت کے معنی اس صورت میں یوں ہوں گے "یا عیسیٰ انی قابض روحک وتارک جسدک علی الارض مع بقاء علاقۃ بین الجسد والروح" (اے عیسیٰ میں تیری روح کو قبض کرنیوالا ہوں اور تیرے جسم کو زمین پر جسم و روح کے درمیان تعلق باقی رکھتے ہوئے چھوڑنیوالا ہوں۔) کیونکہ نیند قبض رُوح اور جسم کو چھوڑنے، اور دونوں کے درمیان تعلّق باقی ہونے سے عبارت ہے پس دیکھ کہ ان معنوں سے مخالفوں کا مطلب کیسے حل ہوتا ہے اور اس سے عیسیٰ علیہ السّلام کا آسمان کی طرف اُٹھایا جانا کیسے ثابت ہوتا ہے بلکہ توفّی کے معنوں کو غیر محل پر محمول کرنے کے باوجود معاملہ وہیں رہا اور بیشک ہماری اس بات کو ہر منصف مزاج سمجھے گا اور اس سے فائدہ اٹھائیگا سوائے اس شخص کے جسکا انصاف اپنے رُخ پر نہیں رہا اور اس سے تعصب کی تاریکی اور کینہ کا دھوآں مل گیا ہو پس متعصب لوگوں کو دلائل و براہین فائدہ نہیں دیتے۔ پھر اگر تو اس آیت میں باریک نظر سے دیکھے اور اسے احسن وجوہ اور معانی پر حمل کرے

ومعانيها فلا يخفٰى عليك ان مفهومها وسياق عبارتها يدل على وفاة المسيح كما يدل عليه منطوقها فان الله قد ذكر بعد قوله يا عيسٰى انى متوفيك ورافعك الىّ كلمات فيها تسلية للمسيح وتبشير له واخبار عن ايام فتح متبعيه وغلبتهم على اعدائهم بعد وفاته و هٰذا دليل واضح على ان موت عيسٰى عليه السلام كان قبل نصر من الله وقبل غلبة كان ينتظرها ويسئل الله فتحه والاصل فى هٰذا الباب ان الله قد فطر انبياءه على انهم يحبون ان تعلٰى كلمة الحق على ايديهم ويجمع شمل امتهم بهم امام اعينهم و يريدون ان تهلك الملل كلها الا الحق وكذالك جرت عادة الله تعالٰى بهم فانه قد يريهم غلبتهم وفتحهم وذلّة اعدائهم ولا يتوفاهم الا بعد الفتح المبين ونظير ذالك سوانح رسولنا صلى الله عليه وسلّم فان الله لما رأى ان الكفار يكذبون

تو تجھ پر مخفی نہ رہے گا کہ اس کا مفہوم اور سیاق عبارت وفات مسیح پر اس طرح دلالت کرتا ہے جیسے اس کا منطوق وفات مسیح پر دلالت کرتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے قول "یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ" کے بعد ایسی باتوں کا ذکر کیا ہے جن میں مسیح کو تسلّی اور بشارت دی ہے اور ان میں اسکے متبعین کے زمانۂ فتح اور دشمنوں پر اس کی وفات بعد غلبہ کی خبر ہے اور یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت اللہ کی نصرت اور اس غلبہ سے پہلے ہے جس کا وہ انتظار کر رہا تھا اور اللہ سے اپنی فتح کے لیے دعا کر رہا تھا اور اس باب کا اصل یہ ہے کہ اللہ نے انبیاء کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے ہاتھ سے کلمۂ حق بلند ہو اور ان کی وجہ سے ان کے ذریعے امّت کا شیرازہ مجتمع ہو اور وہ چاہتے ہیں کہ حق کے سوا باقی سب ملّتیں ہلاک ہو جائیں اور ان کے ساتھ اسی طرح سنت اللہ جاری ہے کیونکہ وہ انہیں ان کا غلبہ اور فتح اور دشمنوں کی ذلّت دکھاتا ہے اور انہیں واضح فتح کے بعد ہی وفات دیتا ہے اور اس کی نظیر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے سوانح ہیں کیونکہ جب اللہ نے دیکھا کہ کفار

رسوله ويتلاعبون بوحی الله ويستهزؤن	اس کے رسولؐ کی تکذیب کرتے ہیں اور اللہ کی وحی کے
ويؤذون فايد نبيه ونصره واخزیٰ	ساتھ مذاق کرتے ہیں اور استہزاء کرتے ہیں اور دُکھ دیتے
كل من عاداه واهلكه حتی ماز الخبيث	ہیں تو اس نے اپنے نبیؐ کی تائید کی، اس کی مدد کی اور اس کے
من الطيب واریٰ نبيه ان الناس	ہر دشمن کو ذلیل کیا اور ہلاک کیا یہاں تک کہ خبیث طیب سے
يدخلون فی دين الله افواجـًا	میتز ہوگیا اور اس نے اپنے نبیؐ کو دکھایا کہ لوگ اللہ کے
واراه ان الحق قد حق وان الباطل	دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں اور حق ثابت ہوگیا
قد بطل وتبين الرشد من الغی	اور باطل مٹ گیا اور ہدایت گمراہی سے واضح ہوگئی
وظهرت ذلة المفسدين ۔	اور مفسدوں کی ذلت ظاہر ہوگئی۔
وقد تقتضی حكمة الله تعالیٰ	اور کبھی اللہ کی حکمت اور اس کی مصلحتوں
ودقائق مصالحه انه يتوفی نبيًا قبل	کے دقائق اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ وہ اپنے
مجئ ايام فتحه واقباله فلا يتوفاه	نبیؐ کو اس کی فتح اور اقبال کے دن آنے سے پہلے
حزينا يائسًا بل يبشره بتبشيرات	وفات دیتا ہے، تو اس کو مایوس اور مغموم ہونے کی
متوالية متتابعة بغلبة متبعيه بعد	حالت میں وفات نہیں دیتا بلکہ وہ اسے اس کی
وفاته ليطمئن بها قلبه ولكی لايحزن	وفات کے بعد اس کے پیروکاروں کے غلبہ کی متواتر
ولكيلا يرجع الیٰ ربه بقلب اليم بل	اور پے در پے بشارتیں دیتا ہے تا اس کا دل
ينتقل من هٰذا العالم بسكينة وسرور	مطمئن ہو اور وہ غم نہ کھائے اور تا وہ اپنے رب کی
وحبور وقرة عين ولا يبقی له هم بعد	طرف دردمند دل کے ساتھ نہ لوٹے بلکہ وہ اس
تبشير الله ومواعيده الصادقة و	عالم سے سکینت اور سرور اور خوشی اور آنکھ کی ٹھنڈک
يذهب الیٰ ربه فرحان غير حزين	کے ساتھ منتقل ہوتا ہے اور اس کے لیے اللہ کی
فكذالك كان امر عيسیٰ عليه السلام	بشارت اور سچے وعدوں کے بعد کوئی غم باقی نہیں
فانه ما رایٰ غلبة فی زمن حياته	رہتا اور وہ اپنے ربّ کی طرف خوش خوش اور بغیر

واقترب يوم وفاته فبشره الله تعالىٰ بغلبة متبعيه بعد موته وما بشره بغلبته في ايام حياته فارجع الى الاٰية المتقدمة ودقق النظر فيها هل ترىٰ في هٰذا المعنى من فتور فكانه قال في هٰذه الاٰية يا عيسٰى اني متوفيك قبل ان ترىٰ ظفرك وفتحك وغلبتك واني معطيك مقام العزة والرفع والقرب علىٰ خلاف زعم اليهود فلا تبتئس بما تموت قبل رؤية غلبتك ولا تخش علىٰ ضعف متبعيك وكثرة اعدائك فاني خليفتك بعدك فامزّق اعدائك كل ممزّق واستاصلهم للابد واجعل الذين اتبعوك وتصدّقوا لخلافتك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة هٰذا تفسير ما قال احسن القائلين۔

کسی غم کے جاتا ہے پس عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ اسی طرح تھا کیونکہ انھوں نے اپنی زندگی میں غلبہ نہ دیکھا اور ان کی وفات کا دن قریب آگیا پس اللہ نے ان کی موت کے بعد ان کے متبعین کے غلبہ کی انھیں بشارت دی لیکن انکی زندگی میں ہی غلبہ کی بشارت نہیں دی۔ پس تو پہلی آیت کی طرف رجوع کر اور اس میں باریک نظر سے دیکھ۔ کیا تو ان معانی میں کوئی نقص دیکھتا ہے پس گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کہا ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے تیری کامیابی، فتح اور غلبہ سے پہلے وفات دینے والا اور تجھ کو یہود کے خیال کے خلاف عزت رفع اور قرب کا مقام دینے والا ہوں پس تو اپنے غلبہ کے دیکھنے سے پہلے موت پر غم نہ کر اور اپنے متبعین کی کمزوری اور دشمنوں کی کثرت کے متعلق خوف نہ کھا کیونکہ تیرے بعد میں تیرا نگران ہونگا پس میں تیرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا اور انہیں ہمیشہ کیلئے جڑ سے اکھیڑ دونگا اور میں تیرے متبعین کو اور تیری خلافت کے ماننے والوں کو کفر کرنیوالوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ یہ تفسیر ہے اس کی جو سب سے بہتر کہنے والے نے فرمایا۔

ولو كان عيسٰى نازلًا من السماء في وقت من الاوقات لما قال كذٰلك بل قال يا عيسٰى لا تخف ولا تحزن فانا لا نميتك بل نرفعك حيًا الى السماء

اگر عیسیٰ نے کسی وقت آسمان سے اُترنا ہوتا تو وہ اس طرح نہ کہتا بلکہ وہ یہ کہتا اے عیسیٰ تو خوف اور غم نہ کر کیونکہ ہم تجھے موت نہیں دینگے بلکہ تجھے زندہ آسمان کی طرف اُٹھائیں گے۔

ثم انا ننزلك الى الارض ونردك الى امتك ونجعلك غالباً على اعداءك ثم نجعل متبعيك غالبين عليهم الى يوم القيامة فلا تحسب نفسك من المغلوبين - ولكن الله ما وعد له ان ينزله من السماء ثم يجعله غالباً على اعدائه بل وعد له ان يجعل متبعيه غالبين على الكافرين الى يوم القيامة ففعل كما وعد ومضى عليه قرون كثيرة واما النزول فشيءٌ لا ترى اثره الى هذا الوقت فتفكر لم ما نزل مع ان عمر الدنيا قد بلغ الى اخر الزمان فالسر الكاشف لهذا الاشكال هو ان النزول ما كان داخلاً فى مواعيد الله بل كان من مفتريات الطبائع الزائغة والافكار المخطية فما خرج من زاوية العدم لانه ما كان من الله تعالے والمواعيد التى كانت من الله تعالى ظهرت كلها وتمت الا ترى ان الله تعالى كيف بعث رسولاً امياً بعد عيسى ليصدق وعده اعنى قوله ومطهرك

پھر ہم تجھے زمین کی طرف نازل کریں گے اور تجھے تیری اُمت کی طرف لوٹائیں گے اور تجھ کو تیرے دشمنوں پر غلبہ دینگے۔ پھر ہم تیرے پیروکاروں کو ان پر قیامت تک غالب رکھیں گے۔ پس تو اپنے آپ کو مغلوب نہ جان، لیکن اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ نہیں کیا کہ وہ اسے آسمان سے نازل کریگا اور پھر اسے اس کے دشمنوں پر غالب کریگا بلکہ اس نے یہ وعدہ دیا کہ وہ اس کے پیروکاروں کو کافروں پر قیامت تک غالب رکھیگا۔ پھر اس نے وعدہ کے موافق ہی کیا اور اس پر بہت صدیاں گذر گئیں اور پھر نزول ایک ایسی چیز ہے جس کا کوئی اثر اور نشان تو اس وقت تک نہیں دیکھتا۔ پس تو سوچ کر وہ آسمان سے کیوں نہ اترا جبکہ دنیا کی عمر بھی اب آخری زمانہ کو پہنچ گئی ہے پس اس اشکال کو دُور کرنیوالا راز یہ ہے کہ نزول اللہ کے وعدوں میں شامل نہیں تھا بلکہ کج طبیعتوں اور غلط افکار کے افتراؤں میں شامل تھا۔ پس وہ عدم کے کونہ سے نہ نکلا کیونکہ وہ (وعدہ) اللہ کی طرف سے نہ تھا، لیکن وہ وعدے جو اللہ کی طرف سے تھے، وہ تمام ظاہر اور پورے ہوئے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ کس طرح اللہ نے عیسیٰؑ کے بعد ایک اُمّی نبیؐ بھیجا تا وہ اپنے وعدے کو یعنی ومطہرک من الذین کفروا کو سچا کر دکھائے

من الذین کفروا ثم کیف جعل متبعی عیسٰی علیہ السلام غالبین علی الیہود لیصدق وعدہ وجاعل الذین اتبعوک الخ فلو کان وعد النزول جزءًا من ھذہ المواعید لظہر معہا فانظر این غاب وانعدم وعد النزول مع ظہور اجزاء اخری فو الذی نفسی بیدہٖ ان ھذا الذی قلت ھو الحق واما عقیدۃ النزول فلیس من اجزاء ھذہ المواعید وما ذکر معہا فی القراٰن بل لا یوجد اثر منہ فی کتاب اللّٰہ وان ھو الّا وھم المتوھمین فلما تبین الحق فلا تنظر الحق بعین الاحتقار والازدراء واتق اللّٰہ وکن من المتورعین ولا تجد فی القراٰن اشارۃ الی حیاتہ بل القراٰن یخبر عن وفاتہ بعد ما ترعرع وتکلم کھلًا وبعث وبلغ رسالات اللّٰہ واتم حجتہ علی المنکرین۔

فایھا الناس لا تکتموا شہادات الحق فی وقت تبیینہا ولا تفسدوا فی الارض وتوادوا ولا تباغضوا واتمروا

پھر کس طرح اس نے عیسٰی علیہ السلام کے پیرو کاروں کو یہود پر غالب کیا تا وہ اپنے وعدہ جاعل الذین اتبعوک الخ کو سچا کر دکھائے پس اگر نزول کا وعدہ بھی ان مواعید کا حصّہ ہوتا تو وہ بھی ان کے ساتھ ظاہر ہو جاتا۔ پس دیکھ کہ دوسرے اجزاء کے ظہور کے باوجود نزول کا وعدہ کہاں غائب اور معدوم ہوگیا اور مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جو کچھ مَیں نے کہا وہ سچ ہے اور نزول کا عقیدہ ان مواعید کا جزو نہیں اور نہ اسے ان کے ساتھ قرآن میں بیان کیا گیا ہے بلکہ اس کا کوئی نشان قرآن میں نہیں پایا جاتا اور یہ صرف وہم کرنیوالوں کا وہم ہے۔ پس جب حق ظاہر ہوگیا تو حق کو حقارت اور استخفاف کی نگاہ سے نہ دیکھ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر اور پرہیزگار بن جا اور تو قرآن میں اس کی زندگی کی طرف کوئی اشارہ نہیں پائے گا بلکہ قرآن اس کی وفات کی خبر دیتا ہے۔ بعد اس کے کہ وہ جوان ہُوا اس نے اُدھیڑ عمر میں کلام کی اور مامور کرکے بھیجا گیا اور اللہ کے پیغامات کو پہنچایا اور اس نے منکروں پر حُجّت پوری کی۔

پس اے لوگو! تم حق کی شہادت کو کھول کر بیان کرنیکے وقت نہ چھپاؤ، اور زمین میں فساد نہ کرو، اور باہم محبّت سے رہو، بغض نہ رکھو اور آپس میں نیکی کے بارہ میں مشورہ کرو اور نافرمانی نہ کرو حق کی پیروی کرو

بينكم في المعروف ولا تعاصوا واتبعوا الحق ولا تعتدوا وفكروا في انفسكم ولا تعجلوا واني اذكركم الله ربكم فاتقوه ان كنتم مؤمنين ۔ واعلموا ان الله يعلم ما تكتمون وما تقولون ولا يخفى عليه خافية فالذي عتا عن امر ربه وعصاه فسوف يريه عذابًا نكرًا ويحاسبه حسابًا شديدًا و يذيقه وبال امره و يدخله في الهالكين ۔

اور حد سے نہ بڑھو اور اپنے نفوس میں فکر کرو اور جلد بازی نہ کرو اور میں تمہیں تمہارا خدا یاد دلاتا ہوں۔ پس اگر تم مومن ہو تو اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ ، جو تم چھپاتے ہو اور جو تم کہتے ہو اسے جانتا ہے اور اس پر کوئی پوشیدہ چیز مخفی نہیں۔ پس جس نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور اس کی نافرمانی کی پس عنقریب وہ اس کو سخت عذاب دکھائیگا اور اس سے سخت محاسبہ کریگا اور اسے اُس کے بد کام کا وبال چکھائے گا اور اسے ہلاک شدہ لوگوں میں داخل کریگا۔

لا يقال ان الجملة الأتية في الأية المتقدمة يعني ورافعك اليّ يدل على رفع الجسد بعد الانامة فانه لما ثبت وتحقق ان معنى التوفي قبض الروح فقط لا قبض الجسم ثبت من ههنا ان الرفع يتعلق بالروح لا بالجسم فان الله لا يرفع الا الشيء الذي قبضه ومعلوم ان الله لا يقبض الاجسام بل يقبض الارواح فقط وانت تعلم ان القرآن يشهد على هذا في كل مواضعه

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پہلی آیت کا اگلا جملہ یعنی رافعک الیّ۔ نیند کے بعد جسم کے اُٹھائے جانے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ جب یہ بات ثابت اور متحقق ہو گئی کہ توفّی کے معنی صرف قبضِ رُوح کے ہیں نہ کہ قبضِ جسم کے تو اس سے ثابت ہوا کہ رفع کا تعلق روح سے ہے ، جسم سے نہیں۔ پس اللہ صرف اس چیز کا رفع کرتا ہے جس کو اس نے قبض کر لیا ہو اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ اجسام کو قبض نہیں کرتا بلکہ وہ صرف روحوں کو قبض کرتا ہے اور تو جانتا ہے کہ قرآن ہر جگہ اس پر گواہی دیتا ہے اور تو قرآن میں ہرگز کوئی ایسا

ولن تجد فی القراٰن لفظًا من الفاظ التوفی الذی کان معناہ رفع الجسم مع الروح وکذٰلک جرت عادۃ اللہ تعالیٰ من یوم خلق اٰدم الیٰ ھٰذا الیوم فانہ یقبض الارواح ویترک الاجسام مطروحۃً علی الارض او السرر او الفرش فالشیٔ الذی ما قبضہ اللہ تعالیٰ کیف یرفع الیہ فان القبض شرط ضروری للرفع ثم اذا تفحصنا عن الفاظ التوفی فی القراٰن فوجدناھا فی خمسۃ وعشرین موضعًا من مواضعہ ولکن اللہ لم یستعملہ فی موضع الا بمعنی قبض الروح فانظر القراٰن من اولہ الیٰ اٰخرہ ھل تجد فیہ معنًی یخالف ھٰذا البیان وانظر فی قولہ تعالیٰ ربنا افرغ علینا صبرًا وتوفّنا مسلمین وفی قولہ تعالیٰ توفنی مسلمًا والحقنی بالصالحین وفی قولہ تعالیٰ واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک وفی قولہ تعالیٰ ولکن اعبد اللہ الذی

لفظ توفی نہیں پائیگا جس کے معنی جسم کے ساتھ روح کے قبض کرنے کے ہوں اور اسی طرح آدم کی پیدائش سے لے کر اس وقت تک خدا کی سنّت جاری ہے کہ وہ روحوں کو قبض کرتا ہے اور جسموں کو زمین، چارپائیوں اور بستروں پر پڑا ہوا چھوڑ دیتا ہے۔ پس جس چیز کو خدا نے قبض نہ کیا ہو اس کا اس کی طرف رفع کیسے ہوگا کیونکہ قبض رفع کے لیے ضروری شرط ہے۔ پھر جب ہم قرآن میں توفّی کے الفاظ کو تلاش کرتے ہیں تو ہم انھیں پچیس جگہ پاتے ہیں، لیکن اللہ نے اُسے ایک جگہ بھی قبض روح کے سوا کسی اور معنی میں استعمال نہیں کیا۔ پس قرآن کو اوّل سے آخر تک دیکھ۔ کیا تو اس بیان کے خلاف کوئی معنی پاتا ہے اور اللہ کے اس قول میں نظر کر "ربنا افرغ علینا صبرًا و توفّنا مسلمین" (اے ہمارے رب ہم پر قوّتِ برداشت نازل کر اور ہم کو مسلمان ہونے کی حالت میں موت دے) اور پھر اس بات میں کہ "توفنی مسلمًا و الحقنی بالصالحین" مجھے اپنی خاص فرمانبرداری کی حالت میں وفات دے اور صالحین کے ساتھ ملادے) اور اس کے قول میں "واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک"، اور جبکہ ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں اگر ہم اس کا کوئی حصّہ تیرے سامنے بھیج کر تجھے دکھا دیں یا تجھے وفات دیدیں)

يتوفاكم وفي قوله تعالیٰ حتی یتوفاهن
الموت وفي قوله تعالیٰ اذا جاءتهم
رسلنا یتوفونهم وفي اقوال اخریٰ
وتامل فی هذه الالفاظ اعنی التوفی
هل تجد معناه الاماتة فی هذه
الآیات او معانی اخریٰ وامانظائره
فی الصحاح الستة واحادیث اخریٰ
وكلام الشعراء فلا تحصی کثرة
ففکر ولا تکن من المستنکرین و
ینبغی ان تحتاط فی فکرك ولا
تجیب كالمستعجلین واعلموا
ان الذین خالفوا بیاننا هذا وقالوا
ان التوفی فی آیة یا عیسیٰ انی
متوفیك وفي آیة فلما توفیتنی انما
جاء بمعنی الرفع مع الجسد فهو
قول لا دلیل علیه وما نصوا علیٰ ذلك
وما استدلوا بمحاورة کلام الله وتفسیر
رسوله او اصحابه او شهادة احد
من اهل اللسان فلا شك انه
تحکم محض کما هو عادة المتعصبین
واذا ثبت ان لفظ التوفی فی

اور اس کے اس قول میں کہ "ولکن اعبد اللہ الذی یتوفاکم"
(بلکہ میں اللہ کی پرستش کرتا ہوں جو تم کو وفات دیگا) اور اس کے
اس قول میں "حتیٰ یتوفاھن الموت" (اس وقت تک کہ انھیں
موت آجائے) اور اس کے اس قول میں "اذا جاءتھم رسلنا
یتوفونھم" (جب ان کے پاس ہمارے رسول (فرشتے) انکی
جانیں نکالنے کے لیے آجائیں) اور دوسرے اقوال میں اور توفی
کے الفاظ میں غور کر کیا تو ان آیات میں اس کے معنے موت
دینے کے پاتا ہے یا کوئی اور اور اسکی مثالیں صحاح ستہ یا
دوسری کتب احادیث اور کلام شعراء میں اَن گنت پائی
جاتی ہیں۔ پس تو فکر کر اور ناواقفوں سے نہ بن اور چاہیے کہ
تو اپنی فکر میں احتیاط کرے اور جلد بازوں کی طرح جواب نہ دے
اور جان لو کہ جن لوگوں نے ہمارے اس بیان کی مخالفت کی
اور انھوں نے کہا کہ آیات یا عیسیٰ انی متوفیک اور فلما
توفیتنی میں توفی کا لفظ جسم کے ساتھ اٹھانے کے معنوں
میں آیا ہے تو یہ ایسا قول ہے جس پر کوئی دلیل نہیں اور
انھوں نے اس پر کوئی نص پیش نہیں کی اور نہ اللہ کے
کلام کے محاورہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے
صحابہؓ کے کلام سے استدلال کیا اور نہ اہلِ زبان سے
کسی کی شہادت پیش کی۔ پس بیشک یہ محض تحکم ہے جیسا کہ
متعصب لوگوں کی عادت ہے۔

اور جب ثابت ہو گیا کہ قرآن میں ہر جگہ توفی کا

القرآن فی کل مواضعها ماجاء الا للاماتة وقبض الروح فما ظنك فی هذا اللفظ التوفی الذی جاء فی ایة یاعیسٰی انی متوفیك اهو عندك مثل هذه الالفاظ التی تجدها فی القرآن بمعنی الاماتة و قبض الروح بالتواتر والتتابع فی کل موضع من مواضعه امله معنی مخصوص الذی لایوجد فی القرآن مثله ولا فی حدیث ولا فی قول صحابی ولا فی کلمات بلغاء العرب وشعراءهم من الاولین الی الأخرین فان کنت تظن ان لهذا المعنی الذی نحته العلماء فی لفظ متوفیك بالتکلفات الباردة الرکیکة امثالاً اخری فی لسان العرب والقرآن المجید واحادیث رسول الله صلی الله علیه وسلم فأت بها ان کنت من الصادقین - وان لم تأتوا بها ومن تأتوا بها فاتقوا الله الذی الیه ترجعون ثم تسئلون عما تعلمون

لفظ موت دینے اور قبض روح کے معنوں میں آیا ہے تو تمہارا اس توفی کے لفظ کے بارہ میں کیا خیال ہے جو آیت انی متوفیک میں آیا ہے۔ کیا یہ انہی الفاظ کی مانند ہے جسے تو قرآن میں متواتر اور ہر جگہ موت دینے اور قبض روح کے معنوں میں پاتا ہے یا اس کے کوئی مخصوص معنی ہیں جن کی نظیر قرآن، حدیث میں کسی صحابی کے قول میں بلغاء عرب اور اوّلین و آخرین تمام شعراء کے کلام میں ----- نہیں پائی جاتی۔ پس اگر تو یہ خیال کرتا ہے کہ جو معنے علماء نے لفظ متوفیک کے کمزور اور ناقص تکلفات کے ساتھ گھڑے ہیں، اس کی اور مثالیں عربی زبان اور قرآن مجید اور احادیث نبویؐ میں پائی جاتی ہیں، تو انہیں پیش کر اگر تو سچا ہے اور اگر تم انہیں پیش نہ کر سکے اور تم ہرگز پیش نہیں کر سکو گے تو اس ذات سے ڈرو جس کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ پھر تم سے تمہارے علم اور عمل کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

وتعلمون واللہ یعلم ما فی صدور العالمین۔

وبوجه الله وعزته أنی قرأت کتاب اللہ آیة آیة وتدبرت فیه ثم قرأت کتب الحدیث بنظر عمیق و تدبرت فیها فما وجدت لفظ التوفی فی القرآن ولا فی الاحادیث (اذا کان الله فاعله واحد من الناس مفعولا به) الا بمعنی الاماتة وقبض الروح ومن یثبت خلاف تحقیقی هذا فله الف من الدراهم المروجة انعاماً منی کذلك وعدت فی کتبی التی طبعتها واشعتها للمنکرین وللذین یظنون ان لفظ التوفی لا یختص بقبض الروح والاماتة عند استعمال الله لعبد من عباده بل جاء بمعنی عام فی الاحادیث وکتاب رب العلمین۔

والحق ان لفظ التوفی اذا جاء فی کلام وکان فاعله الله والمفعول به احد من بنی آدم صریحاً او اشارة

اور اللہ عالمین کے سینوں کے بھید جانتا ہے۔

اور اللہ کی ذات اور اس کی ذات کی عزت کی قسم! میں نے قرآن کو آیت آیت کرکے پڑھا ہے اور میں نے اس میں تدبر کیا ہے۔ پھر میں نے کتب حدیث کا گہری نظر سے مطالعہ کیا اور ان میں غور کیا ہے۔ پس میں نے قرآن اور حدیث میں کوئی لفظ توفی ایسا نہیں پایا (جب اسکا فاعل اللہ ہو اور لوگوں میں سے کوئی مفعول بہ ہو) جس کے معنے اماتت اور قبض روح کے نہ ہوں اور جو شخص میری اس تحقیق کے خلاف کوئی بات ثابت کرے اس کو مروج سکہ سے ایک ہزار درہم میری طرف سے بطور انعام دیے جائینگے اور اسی طرح میں نے اپنی کتابوں میں جنھیں میں چھپوا کر شائع کر چکا ہوں یہ وعدہ کیا ہے منکروں اور ان لوگوں کے لیے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ توفی کا لفظ جب اللہ اپنے بندہ کے لیے استعمال کرے قبض روح اور امانت کے لیے مخصوص نہیں بلکہ وہ احادیث اور رب العالمین کی کتاب میں عام معنی میں آیا ہے۔

اور حق بات یہ ہے کہ جب لفظ توفّی کسی کلام میں آئے اور اس کا فاعل اللہ اور مفعول بہ صراحتاً یا اشارۃً بنی آدم میں سے

مثلاً اذا کان الکلام ھٰکذا توفی اللّٰہ زیداً اوتوفی اللّٰہ بکراً او توفی خالد فلا یکون معناہ فی لسان العرب الا الاماتۃ و الاھلاک ولن تجد ما یخالفہ فی کلام اللّٰہ ولا فی کلام رسولہ ولا فی کلام احد من الشعراء العرب ونوابغھم فانظر الی کل جھۃ ھل صدقنا فی قولنا ھٰذا ام کنا من الکاذبین وقد اطنبنا فی تقریرنا ھٰذا لیتدبر من کان من المتدبرین۔

والعجب من بعض الجھلاء انھم اذا سمعوا منا ھٰذہ الحجۃ فما قبلوھا کالمسترشدین۔ بل نھضوا معارضین وقرءوا اٰیۃ ثم توفی کل نفس ونحوھا نقضاً منھم و لم یعلموا من حمقھم و شدۃ جھلھم ان ھٰذہ الاٰیات التی یقرؤن رداً علینا ھی کلھا من باب التفعیل لا من باب التفعل الذی ھو محل النزاع فانظر کیف یسعون ھٰؤلاء الی کل جھۃ لیطفؤا نور

کوئی ہو مثلاً کلام اس طرح ہو کہ توفی اللّٰہ زیداً (اللہ نے زید کو وفات دی) یا توفی اللّٰہ بکراً (اللہ نے بکر کو وفات دی) یا توفی خالدٌ تو اس کے معنی عربی زبان میں صرف مارنے اور ہلاک کرنے کے ہونگے اور تو اس کے خلاف اللہ کی کلام۔ کلامِ رسولؐ۔ عرب کے شعراء اور ان کے ماہرینِ ادب کی کلام میں کوئی معنی نہ پائیگا۔ پس ہر طرف دیکھ۔ کیا ہم نے یہ سچ کہا ہے یا ہم جھوٹے ہیں اور ہم نے اپنی اس تقریر کو بہت طول دیا ہے تا جو تدبر کرنیوالے ہوں وہ تدبّر کریں۔

اور بعض جہلاء پر تعجب ہے کہ جب انھوں نے ہم سے اس دلیل کو سُنا تو اُنھوں نے اسے ہدایت چاہنے والوں کی طرح قبول نہیں کیا بلکہ وہ اعتراض کرتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے اپنی طرف سے نقض کے طور پر یہ آیت "ثم توفّٰی کل نفس" اور اس جیسی اور آیات پڑھیں اور اُنھوں نے اپنی حماقت اور شدّتِ جہالت کی وجہ سے یہ نہ جانا کہ یہ آیات جو وہ ہمارے ردّ میں پڑھتے ہیں سب کی سب بابِ تفعیل سے ہیں نہ کہ بابِ تفعّل سے جو اس وقت محلِ نزاع ہے۔ پس دیکھ کہ وہ کس طرح ہر جہت سے نورِ حق کو بجھانے

الحق ثم انظر كيف ينقلبون خائبين
وكاين من اية في القران يقرؤنها
ثم يمرون عليها غافلين وابطرهم
كثرتهم فيظلمون الضعفاء متكبرين

واعلم حماك الله وحفظك و
رخص درن اوزارك ان للمخالفين
اعتراضات قد نشئت من سوء
فهمهم وقلة تدبرهم فاردنا ان
نكتبها في كتابنا هذا مع جوابها
لينتفع بها كل من كان رشيدا من
الناس مصطفى مبرءا من دنس
التعصب وكان من الطالبين۔

فمنها انهم يقولون ان
الملائكة ينزلون الى الارض كنزول
الانسان من جبل الى حضيض
فيبعدون عن مقرهم ويتركون
مقاماتهم خالية الى ان يرجعوا
اليها صاعدين۔ هذه عقيدتهم
التي يبينون وانا لا نقبلها ونقول
انهم ليسوا فيها على الحق فاشتد
غيظهم وقالوا ان هؤلاء خرجوا

کے لیے کوشش کرتے ہیں پھر دیکھ کہ وہ کس طرح
ناکام ونامراد لوٹتے ہیں اور کتنی ہی آیاتِ قرآنیہ وہ
پڑھتے ہیں اور پھر ان سے غفلت کی حالت میں گذر جاتے ہیں اور انکی
کثرت نے انہیں مغرور بنا دیا پس وہ تکبّر سے کمزوروں پر ظلم کرتے ہیں۔

اور جان لے اللہ تمہاری حفاظت کرے اور
تمہارے گناہوں کی مَیل دور کرے مخالفین کے بعض
اور اعتراضات بھی ہیں جو ان کے سُوءِ فہم اور قلّتِ
تدبّر سے پیدا ہوئے ہیں۔ پس ہم نے ارادہ کیا ہے
کہ انھیں مع جواب اپنی اس کتاب میں لکھیں تا اس سے
ہر وہ شخص فائدہ اٹھائے جو عقلمند ہو
اور تعصب کی مَیل سے بَری اور صاف ہو اور
حق کو طلب کرنے والا ہو۔

ان اعتراضات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کہتے
ہیں۔ فرشتے زمین کی طرف اس طرح اترتے ہیں
جس طرح انسان پہاڑ سے پست زمین کی طرف
اُترتا ہے۔ پس وہ اپنی قرار گاہ سے دُور ہو جاتے
ہیں اور اپنے مقامات کو خالی چھوڑ دیتے ہیں
تا آں کہ وہ دوبارہ ان کی طرف چڑھ جائیں
یہ انکا عقیدہ ہے جسے وہ بیان کرتے ہیں ہم اسے قبول
نہیں کرتے کہتے ہیں کہ وہ اس میں حق پر نہیں ہیں پس
انکا غیظ وغضب شدید ہو جاتا ہے اور وہ کہتے ہیں

من عقائد اهل السنة والجماعة بل كفروا وارتدوا فقاموا علينا معترضين۔

واما الجواب فاعلم انهم قد اخطأوا اذ قاسوا الملائكة بالناس ولا يخفى على الذى خلق من طينة الحرية وتنوق در الدراية اليقينية ان الملائكة لا يشابهون الناس فى صفة من الصفات اصلاً ولم يقم دليل من الكتاب ولا السنة و لا الاجماع على انهم اذا نزلوا الى الارض فيتركون السماوات خالية كبلدة خرجت اهلها منها ويقصدون الناس بشق الانفس ويصلون الارض بعد مكابدة الاسفار والآلام بعد الشقة ومتاعبها وشدائدها ومعاناة كل مشقة وجهد بل القرآن الكريم يبين ان الملائكة يشابهون بصفاتهم صفات الله تعالىٰ كما قال عزوجل وجاء ربك والملك صفاً صفاً۔ فانظر رزقك الله دقائق

یہ لوگ اہل سنت والجماعت کے عقائد چھوڑ گئے ہیں بلکہ کافر اور مُرتد ہو گئے ہیں۔ پس وہ ہم پر اعتراض کرنے کیسے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

اور اس کا جواب یہ ہے (کہ اے مخاطب) تو جان لے۔ ان لوگوں نے ملائکہ کو لوگوں پر قیاس کرکے غلطی کی ہے اور یہ بات اس شخص پر مخفی نہیں جو آزادی کی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور اس نے وثوق سے یقینی درایت کا دودھ پیا ہے کہ ملائکہ کسی صفت میں بھی انسانوں سے قطعاً مشابہ نہیں اور اس بات پر کتاب وسنت اور اجماع سے کوئی دلیل قائم کی گئی ہے کہ جب وہ زمین پر اُترتے ہیں تو آسمان کو ایک ایسے شہر کی مانند چھوڑ دیتے ہیں جس سے اس کے باشندے نکل گئے ہوں۔ اور وہ اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر لوگوں کا قصد کرتے ہیں اور وہ سفروں کی تکلیف برداشت کرنے اور دُکھوں کے بعد اور مسافت اور اس کی تھکن اور شدائد اور مشقت اور محنت کی تکلیف کے بعد زمین تک پہنچتے ہیں بلکہ قرآن یہ بتاتا ہے کہ ملائکہ اپنی صفات میں خدا تعالیٰ کی صفات سے مشابہت رکھتے ہیں جیسا کہ اس نے فرمایا "وجاء ربک والملک صفاً صفاً (اور تیرا ربّ اس شان میں آئیگا کہ فرشتے صفیں باندھے کھڑے ہوں گے)

المعرفة انه تعالیٰ کیف اشار فی هٰذه الاٰیة الی ان مجیئه ومجی الملائکة ونزوله ونزول الملائکة متحدٌ فی الحقیقة والکیفیة ولاحاجة الی ان نذکّرك ما ثبت من نزول الله تعالیٰ من العرش فی الثلث الاٰخر من اللیل فانك تعرفهٗ ومع ذٰلك ما اظن ان تحمل ذٰلك النزول علی النزول الجسمانی وتعتقد ان الله تعالیٰ اذا ما نزل الی السماء الدنیا فبقی العرش خالیًا من وجوده فاعلم ان نزول الملائکة کمثل نزول الله کما تشیر الیه الاٰیات المتقدمة والله ادخل وجود الملائکة فی الایمانیات کما ادخل فیها نفسه وقال ولٰکن البر من اٰمن بالله والیوم الاٰخر والملٰئکة والکتاب والنّبیین وقال ولا یعلم جنود ربك الا هو فبیّن للناس ان حقیقة الملٰئکة وحقیقة صفاتهم متعالیة عن طور العقل ولا یعلمها احد الّا الله فلا تضربوا لله وللملائکة الامثال واٰتوه مسلمینَ

پس دیکھ اللہ تعالیٰ تجھے دقائق معرفت عطا کرے کہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے کس طرح اشارہ کیا ہے کہ اسکا اور فرشتوں کا آنا اور اس کا اور فرشتوں کا اُترنا حقیقت اور کیفیت میں متحّد ہے اور اس بات کی ضرورت نہیں کہ ہم تجھے وہ یاد دلائیں جو رات کے تیسرے حصّہ میں اللہ کے عرش سے اترنے سے متعلق ثابت ہے. کیونکہ تو اسے جانتا ہے اور اس کے ساتھ میں یہ خیال نہیں کرتا کہ تو اس نزول کو نزولِ جسمانی پر محمول کرتا ہوگا اور تو عقیدہ رکھتا ہوگا کہ اللہ جب قریب کے آسمان کی طرف آتا ہے تو عرش اس کے وجود سے خالی رہ جاتا ہے. پس تو جان لے کہ نزولِ ملائکہ اللہ کے نزول کی مانند ہے جیساکہ مذکورۃ الصدر آیات اس کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور اللہ نے ملائکہ کے وجود کو ایمانیات میں داخل کیا ہے جیسے اس نے اپنے نفس کو ان میں. داخل کیا ہے اور اس نے فرمایا ہے: ـــ "لیکن کامل نیک وہ شخص ہے جو اللہ، آخرت، فرشتوں، کتاب اللہ اور سب نبیوں پر ایمان رکھتا ہو" اور اس نے فرمایا ہے: "اور تیرے ربّ کے لشکروں کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا ـ پس لوگوں کے لئے اس نے واضح کر دیا ہے کہ ملائکہ اور انکی صفات کی حقیقت عقل انسانی سے بالا ہے اور اسے صرف اللہ ہی جانتا ہے. پس تم اللہ اور اسکے ملائکہ کیلئے مثالیں بیان نہ کرو اور اسکے حضور فرمانبردار ہو کر آجاؤ.

وانت تعلم ان کل مسلم مؤمن	اور تو جانتا ہے کہ ہر مسلمان مومن یہ عقیدہ رکھتا
یعتقد ان اللہ ینزل الی السماء الدنیا	ہے کہ اللہ تعالےٰ رات کے آخری تیسرے حصہ میں
فی الثلث الاخر من اللیل مع وجودہ	سماء دُنیا کی طرف اُترتا ہے باوجودیکہ وہ عرش پر
واستوائہ علی العرش ولا یتوجہ	موجود اور قائم ہوتا ہے اور اس عقیدہ کی وجہ سے
الیہ یوم لائم ولا طعن طاعن لاجل	اس پر کوئی ملامت کرنیوالا، ملامت یا طعن کرنیوالا
ھذہ العقیدۃ بل المسلمون	طعن نہیں کرتا بلکہ مسلمان اس پر متفق ہیں اور ان
قد اتفقوا علیھا وما حاجھم احد	سے کوئی مومن نہیں جھگڑتا۔ اسی طرح ملائکہ اپنے مقاماتِ
من المؤمنین فکذلک الملائکۃ	معلومہ میں قرار پانے اور ثابت ہونے کے باوجود
ینزلون الی الارض مع قرارھم و	زمین کی طرف نازل ہوتے ہیں اور یہ اس کے
ثباتھم فی مقامات معلومۃ وھذا	اسرارِ قدرت میں سے ایک بھید ہے اور اگر یہ اسرار
سر من اسرار قدرتہ ولولا الاسرار	نہ ہوتے تو ربِّ قہار کو نہ پہچانا جاتا اور اس
لما عرف الرب القھار ومقامات	میں شک نہیں کہ فرشتوں کے آسمانوں میں مقامات
الملائکۃ فی السموات ثابتۃ لاریب	ثابت ہیں جیساکہ اللہ نے ان کی طرف سے حکایتاً کہا ہے
فیھا کما قال عزوجل حکایتًا عنھم	"وما منّا الا لہ مقام معلوم (اور ہم سب کے لیے ایک
وما منّا الّا لہ مقام معلوم وما نری	مقررہ مقام ہے) اور ہم قرآن میں ایسی کوئی آیت
فی القرآن اٰیۃ تشیر الیٰ انھم یترکون	نہیں دیکھتے جو اس طرف اشارہ کرتی ہو کہ
مقاماتھم فی وقت من الاوقات	وہ کسی وقت اپنے ان مقامات کو چھوڑ دیتے ہیں
بل القرآن یشیر الیٰ انھم لا یترکون	جن پر اللہ تعالےٰ نے ان کو قائم کیا ہے اور یہ کہ
مقاماتھم التی ثبتھم اللہ علیھا و	وہ زمین پر اُترتے اور اللہ کے اذن سے
مع ذٰلک ینزلون الی الارض و	اہلِ زمین کو پکڑتے ہیں اور وہ بہت سی
یدرکون اھلھا باذن اللہ تعالیٰ	شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پس کبھی وہ

ویتبرزون فی برزاتٍ کثیرة فمارة یتمثلون الانبیاء فی صور بنی اٰدم ومرة یتراءون کالنور وکرة یراھم اھل الکشف کالاطفال واخرٰی کالامارد ویخلق لھم اللہ فی الارض اجساداً اجدیدة غیر اجسادھم الاصلیة بقدرتہ اللطیفة المحیطة ومع ذٰلک تکون لھم اجساد فی السماء وھم لا یفارقون اجسادھم السماویة ولا یبرحون مقاماتھم ویجیئون الانبیاء وکل من ارسلوا الیہ مع انھم لا یترکون المقامات وھٰذا سر من اسرار اللہ فلا تعجب منہ الم تعلم ان اللہ علٰی کل شیءٍ قدیر۔ فلا تکن من المکذّبین۔

انبیاء کے لیے بنی آدم کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی وہ نور کی مانند نظر آتے ہیں اور کبھی اہلِ کشف ان کو بچوں کی طرح دیکھتے ہیں اور کبھی بے ریش نوجوانوں کی طرح اور اللہ اپنی لطیف اور محیط قدرت سے ان کے اصلی اجسام کے علاوہ زمین میں ان کے لیے نئے اجسام پیدا کرتا ہے اور ساتھ ہی آسمانوں میں بھی ان کے جسم ہوتے ہیں اور وہ اپنے آسمانی جسموں سے علیحدہ نہیں ہوتے اور نہ اپنے مقامات سے ہٹتے ہیں اور انبیاء اور دوسرے سب لوگوں کی طرف جن کی طرف وہ بھیجے جائیں آتے ہیں لیکن وہ اپنے اصلی مقامات کو بھی نہیں چھوڑتے اور یہ اللہ کے بھیدوں سے ایک بھید ہے۔ پس تو اس پر تعجب نہ کر۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ پس تو جھٹلانے والوں سے نہ بن۔

وانظر الی الملائکة کیف جعلھم اللہ کجوارحہ وجعلھم وسائط قدرہ فی الامور فیکونیتہ فی کل امر ینفخون فی الصور علٰی مکانتھم و یبلغون صیحتھم الٰی من یشاءون

اور فرشتوں کی طرف دیکھ کہ کس طرح اللہ نے انہیں اپنے جوارح کی طرح بنایا ہے۔ اور مختلف امور میں انھیں اپنی قضا و قدر کا وسیلہ بنایا۔ کن فیکونیت کن فیکون سے مرکب ہے یعنی ہر امر میں وہ اپنی بگل میں پھونک مارتے ہیں وہ اپنی آواز جن لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں

ولا يعجز احد منهم عن ان يدرك	اور ان میں کوئی اس بات سے عاجز نہیں رہتا کہ
كل من فى المشارق والمغارب فى	وہ ہر ایک کو جو مشارق و مغارب میں ہے آنکھ جھپکنے
طرفة عين او فى اقل منها و لا	یا اس سے بھی کم وقت میں پالے اور اسے کوئی ایک
يشغله شان عن شان فانظروا مثلا	کام دُوسرے کام سے روک نہیں سکتا۔ مثلاً موت کے
الى ملك الموت الذى وكل بالناس	فرشتے کی طرف دیکھو جسے لوگوں پر مقرر کیا گیا ہے
كيف يقبض كل نفس فى الوقت المقدر	کہ کس طرح وہ وقتِ مقدر میں ہر جان کو قبض کرتا
وان كان احد من الذين يتوفون	ہے خواہ ان میں سے جو ایک وقت میں مرتے ہیں۔
فى آن واحد فى اقصى المشرق	ایک شخص اقصائے مشرق میں اور دوسرا مغربی
والآخر فى منتها بلاد المغرب فلو	علاقوں کے آخر میں ہو پس اگر نظامِ الٰہی کا یہ سلسلہ
كانت سلسلة هذا النظام الالهى	ملائکہ کے آسمان سے زمین کی طرف اور پھر
موقوفة على نقل خطوات الملائكة	ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک
من السماء الى الارض ثم من بلدة	سے دوسرے ملک کی طرف قدم اُٹھا کر جانے
الى بلدة ومن ملك الى ملك لفسد	پر موقوف ہوتا تو یہ امری نظام (حکم الٰہی کا نظام) فاسد
هذا النظام الامرى ولتطرق حرج	ہو جاتا اور اللہ کی قضا و قدر میں عظیم حرج راہ
عظيم فى امور قضاء الله وقدره و	پا جاتا اور کسی فرشتہ کے لیے ایک جگہ سے
لما كان لملك عند انتقاله من	دُوسری جگہ منتقل ہونے میں یہ ممکن نہ ہوتا۔
مكان الى مكان ان يأمن اضاعة	کہ وہ ضیاعِ وقت اور امرِ مقصود کے فوت ہو
الوقت وفوت الامر المقصود ولورد	جانے سے اُمن میں رہے اور کسی وقت وہ موردِ عتاب
فى وقت من الاوقات مورد العتاب	بھی ہوتا۔ اور کسی دن وہ بوجہ کوئی کام وقت
ولارهق فى يوم من الايام بعتبة	پر نہ کرنے کے رب الارباب کی ڈیوڑھی پر
رب الارباب لاجل ما فاته فعل الامر	ڈال دیا جاتا اور اسے قسم قسم کی سزائیں ملتیں

علیٰ ذمتہ ولاخذ بانواع العقاب انت تعلم ان شان الملائکۃ منزہ عن ھٰذا و ھم یفعلون من غیر مکث وفعلھم فعل اللہ من غیر تفاوت فتدبر ولا تکن من الغافلین۔

اور تو جانتا ہے کہ ملائکہ کی شان اس سے پاک ہے اور وہ بلا توقف کام کرتے ہیں اور بلا تفاوت ان کا فعل اللہ کا فعل ہے۔ پس تو غور کر اور غافلوں میں سے نہ ہو ☼

ھٰھنا سوال ینشأ طبعًا فی کل فھم سلیم وھو ان الملائکۃ ھل یستطیعون ان یفعلوا ما امروا فی مقدار وقت لا یکتفی لانتقالھم من مکان الیٰ مکان بل ینبغی قبل ان یقوموا من مقامھم اولا فان قیل فی جوابہ انھم یستطیعون فالنزول عبث وداخل فی تضیع الاوقات بل ھو من امارۃ العجز بل الحق انہ نوع من العصیان والغفلۃ ومن غفل متعمدا فقد عصٰی فان قیل انھم لا یستطیعون فھٰذا یوجب ان ینتظر اللہ تعالیٰ مطلوبہ الیٰ مدۃ نزول الملائکۃ الی الارض ولا یخفی فساد ھٰذا

یہاں طبعی طور پر ہر فہم سلیم میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ملائکہ کوئی کام جس کا انھیں حکم دیا جائے اتنے وقت میں کر سکتے ہیں یا نہیں جو ان کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کے لیے کافی نہ ہو بلکہ ان کے اپنے مقام میں کھڑے ہونے میں ختم ہو جائے۔ پس اگر اس کے جواب میں یہ کہا جائے کہ وہ طاقت رکھتے ہیں تو پھر نزول عبث اور تضیع اوقات میں داخل ہے بلکہ وہ عجز کی علامت ہے بلکہ حق یہ ہے کہ وہ نافرمانی اور غفلت کی ایک قسم ہے اور جس نے جان بوجھ کر غفلت کی۔ اس نے نافرمانی کی۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ طاقت نہیں رکھتے تو اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ اللہ فرشتوں کے زمین پر اُترنے تک اپنے

ثم تدبر نصرك الله ورزقك الاقبال على المعارف ان الملائكة

پھر غور وفکر کر اللہ تعالیٰ تیری مدد فرمائے اور معارف کے قبول کرنے کی تجھے توفیق عطا فرمائے کہ جسم

القول على العقلاء فان نقص الانتظار على الله محال ولا يصح عليه ان يتطرق في ارادته حرج وفي مشيئته توقف ويأتي عليه زمان كالمنتظرين۔ فان الوقت مقدار غير قار فلا شك ان وقت النزول غير جزء الذي كان هو وقت القيام و سماع الكلام من الله العلام وانت تعلم انما امره اذا اراد شيئا فانما يقول له كن فيكون اتحسبون ان ملائكة الله كانوا اقل همة و قوة من صاحب سليمان الذي ماقام من مجلسه وما نقل الى مكان واتى بعرش بلقيس قبل ان يرتد طرف سليمان فتدبر والاشارة مكتفية للعاقلين۔ منه

مطلوب کے انتظار میں رہے اور عقلمندوں پر اِس بات کی خرابی ظاہر ہے کیونکہ اللہ کے لیے انتظار کا نقص محال ہے اور یہ صحیح نہیں کہ اِس کے ارادہ میں کوئی حرج راہ پاتے اور اس کی مشیّت میں توقف ہو اور اس پر کوئی زمانہ انتظار کرنیوالوں کی مانند آئے۔ پس وقت ٹھہرنے والی مقدار نہیں۔ پس بیشک نزول کا وقت قیام کے وقت اور خدائے علّام سے کلام سُننے کے وقت کا حِصّہ نہیں اور تو جانتا ہے کہ اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہوجا اور وہ ہوجاتی ہے۔ کیا تم گمان کرتے ہو کہ اللہ کے فرشتے سلیمانؑ کے ساتھی سے بھی کم ہمت اور قوت والے ہیں جو نہ تو اپنے بیٹھنے کی جگہ سے کھڑا ہوا اور نہ ایک جگہ سے دوسری جگہ گیا اور سلیمانؑ کی آنکھ جھپکنے سے قبل بلقیس کا تخت لے آیا۔ پس غور کر اور اشارہ عاقل کے لیے کافی ہوتا ہے۔ منہ

اعظم جسما من كل ما في السموات
والارض كما ثبت من النصوص القرآنية
والحديثية فلا شك انه لو نزل احد
منهم الى الارض بجسمه العظيم
القوي لغشي الاقاليم كلها واهلك
اهلها وما وسعتها الارض فالحق
انهم ينزلون كنزول تمثلي ولا تنزل
اجسامهم الاصلية من السموات
ولكن الله يخلق لهم اجسادا اخرى
على الارض بحيث تسعها الارض
وتقتضيها المعدات الخارجية
بقدر تدركه ابصار المبصرين۔

ففكر في قولنا هذا كما هو شرط
الفكر ولا تعجل بل تكلف الفهم
لبثةً وانظر كلامي هذا بنظر الانصاف
كرةً وتفتش حقيقة كلمتي مرةً
واستمع عني نفثتي تارةً ثم لك
الخيار من بعد وبيدك القبول
والرد وحاصل قولنا ان الملائكة
قد خلقوا حاملين للقدرة الابدية
الالهية منزهين عن التعب واللغب

کے لحاظ سے ملائکہ آسمان و زمین کی ہر چیز سے بڑے ہیں
جیسا کہ نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ سے ثابت
ہے۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ان
میں سے کوئی اپنے عظیم اور قوی جسم کے ساتھ زمین
پر نازل ہو تو وہ تمام اقالیم کو ڈھانپ لے
اور ان کے رہنے والوں کو ہلاک کر دے اور وہ
زمین میں سما نہ سکے۔ پس حق یہ ہے کہ ان کا نزول
تمثلی نزول ہوتا ہے اور ان کے اصل اجسام آسمانوں
سے نہیں اُترتے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے زمین پر
دُوسرے جسم پیدا کر دیتا ہے جو زمین میں ہی
سما سکتے ہیں اور خارجی اسباب اسکا تقاضا کرتے ہیں
ایک ایسے اندازہ سے جسے دیکھنے والوں کی آنکھیں دیکھ لیں۔

پس تو ہمارے اس قول میں فکر کر جیسا کہ فکر
کرنے کا حق ہے اور جلدی نہ کر بلکہ سمجھنے کے لیے
کچھ دیر کوشش کرے اور میری اس کلام کو ایک بار
انصاف کی نظر سے دیکھ اور ایک دفعہ میری بات
کی حقیقت کو تلاش کر اور ایک بار مجھ سے میری بات
کو سُن پھر اس کے بعد تجھ کو اختیار ہے اور قبول کرنا
یا ردّ کرنا، اور ہماری بات کا
خلاصہ یہ ہے کہ ملائکہ اس طور پر پیدا کیے گئے ہیں
کہ وہ خدا کی اَبدی قدرت کو اٹھانے والے تھکان اور

والمشقة ولا يجوز عليهم مشقة السفر وتعب طي المراحل والوصول الى المنازل والمقاصد بشق الانفس وصرف الاوقات وانهم بمنزلة جوارح الله لاتمام اغراضه بمجرد ارادته من غير مكث فلو كان نزولهم وصعودهم على طرز صعود الانسان ونزوله لاختل نظام ملكوت السموات وفسد كل ما فيهما ولعاد كل هذا النقص الى الله الذى اقامهم مقامه فى المهمات الربوبية والخالقية وغيرها فانهم مدبرات امره والحافظون من لدنه على كل شئ وانما امرهم اذا ارادوا شيئا فيكون الشئ المقصود من غير توقف فأنى ههنا السفر واين طى المراحل وترك المقامات والنزول الى الارض بصرف وقت فلا تمار فى هذا ولا تستفت الذين اعتراهم جنون التعصب فكانوا بجنونهم محجوبين ۔

وقد ثبت من رسول الله صلى

مشقت سے پاک ہیں، سفر کی مشقت، مراحل کو طے کرنے کی تکان اور منزلوں اور مقاصد تک جان کو تکلیف میں ڈال کر اور وقت صرف کر کے پہنچنا ان کے لیے درست نہیں کیونکہ وہ اللہ کی اغراض کو مجرّد ارادہ سے بغیر کسی توقف کے پورا کرنے کے لیے اس کے اعضاء کے طور پر ہیں۔ اور اگر انکا نزول اور صعود انسانی نزول اور صعود کی طرح ہوتا تو آسمانی حکومت کا نظام مختل ہو جاتا اور جو کچھ ان میں ہے تباہ ہو جاتا۔ اور یہ سارا نقص اللہ کی طرف لوٹتا جس نے اُنھیں مہمات ربوبیت خالقیت وغیرہ میں اپنا قائم مقام بنایا ہے۔ پس وہ اس کے کام کی تدبیر کرنے والے اور اس کی طرف سے ہر چیز کے محافظ ہیں اور ان کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کریں تو وہ چیز بلا توقف ہو جاتی ہے۔ پس یہاں سفر اور مراحل کے طے کرنے اور مقامات کو چھوڑنے اور وقت صرف کر کے زمین کی طرف اُترنے کا سوال کہاں پیدا ہوا۔ پس تو اس بارہ میں جھگڑا نہ کر اور ان لوگوں سے فتویٰ طلب نہ کر جنھیں تعصب کا جنون لاحق ہو گیا ہے پس انپر انکے جنون کا پردہ پڑ گیا اور وہ اپنے جنون کیوجہ سے حجاب میں ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو

الله عليه وسلم ما يؤيد قولنا هذا
من عدم نزول الملائكة كما جاء
عن عائشة رضي الله عنها قالت
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ما في السماء موضع قدم الا عليه ملك
ساجد او قائم و ذلك قول الملائكة
وما منا الا له مقام معلوم فعلم رحمك
الله ان هذا دليل قطعي على ان الملائكة
لا يتركون مقاماتهم والا فكيف يصح
ان يقال انه لا يوجد في السماء موضع
قدم الا عليه ملك وكيف تبقى هذه
الصورة عند نزول الملائكة الى
الارض الا تعتقدون ان لجبرئيل
جسما يملأ المشرق والمغرب
فاذا نزل جبرائيل بذلك الجسم
العظيم الى الارض وبقيت السماء
خالية منه ففكر في مقدار خالى و
تذكر حديث موضع قدم وكن
من المتندمين ۔

ثم اذا فكرت في سورة ليلة
القدر فيكون لك ندامة وحسرة

ثابت ہے وہ ہمارے اس قول کی تائید کرتا ہے کہ
ملائکہ (اپنے اصلی جسموں کے ساتھ) نازل نہیں ہوتے جیسا
کہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؓ نے بیان کیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان میں
ایک قدم بھی جگہ ایسی نہیں جس پر ایک فرشتہ
سجدہ نہ کر رہا ہو اور یہ ملائکہ کا قول ہے کہ ہم
میں سے ہر ایک کے لیے ایک مقررہ اور معلوم جگہ
ہے۔ پس اللہ تجھ پر رحم کرے۔ تو جان لے کہ یہ اس بات
پر قطعی دلیل ہے کہ فرشتے اپنی جگہ کو چھوڑتے نہیں؛ ورنہ یہ
کہنا کس طرح درست ہو سکتا ہے کہ آسمان میں ایک قدم
جگہ بھی ایسی نہیں جس پر ایک فرشتہ نہ ہو۔ فرشتوں
کے زمین پر اتر آنے کے وقت یہ صورت
کیسے باقی رہ سکتی ہے۔ کیا تم یہ عقیدہ نہیں رکھتے
کہ جبرئیلؑ کا ایک جسم ہے جو مشرق و مغرب کو پُر
کر دیتا ہے۔ پس جب جبرئیلؑ اس عظیم جسم کے
ساتھ زمین پر نازل ہوگا اور آسمان اس سے خالی
رہ جائیگا، تو اس خالی جگہ کے متعلق
سوچ اور پھر موضع قدم والی حدیث یاد کر
اور ندامت اختیار کر۔

پھر جب تو سورہ لیلۃ القدر میں غور
کریگا تو تجھے اس سے بھی زیادہ ندامت

ازيد من هذا فان الله عزوجل يقول في هذه السورة ان الملائكة والروح تنزلون في تلك الليلة باذن ربهم ويمكثون في الارض الى مطلع الفجر فاذا نزلت الملائكة كلهم في تلك الليلة الى الارض فلزم بناءً على اعتقادك ان تبقى السماء كلها خالية بعد نزولهم وهذا كما تقدم في حديث موضع قدم فلا تنقل قدمك الى الضلالة البديهية و انت تعلم ان الرشد قد تبين من الغيّ ولن تستطيع ان تخرج لنا حديثاً دالاً على ان السماء تبقى خالية بعد نزول الملائكة الى الارض فلا تجترء على الله ورسوله ولا تقف ماليس لك به علم فتقعد ملوماً مخذولا وتدخل في الضالّين ۔

ان الذين يطلبون سبل الله لا يصرون على ما قالوا او فعلوا و اذا رأوا انهم قد ضلوا فرجعوا الى الحق مستغفرين فهنالك ترى

اور حسرت ہوگی کیونکہ اللہ نے اس سورہ میں بیان فرمایا ہے کہ ملائکہ اور ارواح اس رات اپنے ربکے اذن سے نازل ہوتے ہیں اور طلوعِ فجر تک زمین میں ٹھہرتے ہیں۔ پس جب تمام ملائکہ اس رات زمین پر اُتر آئے تو تیرے اس اعتقاد کی بنا پر لازم ہوگا کہ ان کے اُترنے کے بعد سارا آسمان خالی رہ جائے گا اور یہ ایسے ہی ہے جیسے موضعِ قدم والی حدیث میں گذر چکا ہے۔ پس تو اپنا قدم واضح گمراہی کی طرف نہ اُٹھا اور تو جانتا ہے کہ ہدایت گمراہی سے ممتز ہو گئی ہے اور تو ہرگز اس بات کی طاقت نہ پائیگا کہ کوئی ایسی حدیث ہمارے لئے نکالدے جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ فرشتوں کے زمین پر اترنے کے بعد آسمان خالی رہ جاتا ہے۔ پس اللہ اور اسکے رسول[۴] کے خلاف (افترا پر) جرأت نہ کر اور اس چیز کے پیچھے نہ پڑ جسکا تجھے علم نہیں؛ ورنہ تو ملامت کا نشانہ بن کر (نصرتِ الٰہی سے) محروم بیٹھ رہیگا اور گمراہی میں داخل ہو جائیگا۔

جو لوگ اللہ کے رستوں کو طلب کرتے ہیں وہ اپنے قول و فعل پر اصرار نہیں کرتے اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ وہ غلطی خوردہ ہیں تو استغفار کرتے ہوئے حق کی طرف لوٹ آتے ہیں۔

اعينهم تفيض من الدمع ربنا اغفرلنا
انا كنّا خاطئين ۔ فيغفر لهم ربهم
ويتوب عليهم رحمةً وفضلاً والله
يحب التوّابين ويحب المتطهرين ۔
واعلم ان الله ورسوله الذى
اوتى جوامع الكلم كثيرا ما يستعملان
استعارات فى الكلام فيغلط فيها
رجل لا ينظر حق النظر والذى يفسّرها
قبل وقتها ويعتقد انها محمولة على
الظاهر وما هى محمولة عليه ولكنه
يخطى لدخله قبل وقت الدخل
فيصرّ على خطاءه او تدركه عناية
الله فيكون من المبصرين ۔
وقد جرت عادة الله تعالى
انه قد يكون فى انباءه المستقبلة
ومعارفه الدقيقة اللطيفة المزينة
بالاستعارات اجزاء تبتلى بها الناس
فالذين يكون فى قلوبهم مرض
فيزيدهم الله مرضا بتلك
الابتلاءات فيستعجلون ويكذبون
كلام الله او يكذبون الذى رزقه

وہاں ان کی آنکھوں کو تو آنسو بہاتے دیکھے گا (اور
وہ دعا کریں گے) کہ اے ہمارے رب تو ہمیں
بخش دے۔ ہم تو خطاکار تھے پس اللہ انھیں بخش دیگا
اور ان پر رحمت اور فضل کے ساتھ رجوع کرے گا۔
اور اللہ توبہ کرنیوالوں اور پاکباز لوگوں کو
پسند کرتا ہے اور جان لے کہ اللہ اور اس کا
رسولؐ جسے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں اپنے کلام میں
کثرت سے استعارات استعمال کرتے ہیں پس ان میں وہ شخص
غلطی کر جاتا ہے جو ان میں پورا غور نہیں کرتا اور جو انکی
قبل از وقت تفسیر کرتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ ظاہر
پر محمول ہیں، حالانکہ وہ اس پر محمول نہیں لیکن وہ دخل
کے وقت سے پیشتر غلطی کرتا ہے اور اپنی غلطی پر اصرار کرتا ہے۔
یا اُسے اللہ کی عنایت آ لیتی ہے اور صاحب بصیرت لوگوں سے ہو جاتا ہے
اور عادت اللہ اسی طور پر جاری ہے کہ کبھی اس کی
اخبار مستقبلہ اور دقیق اور لطیف معارف میں جو
استعارات سے مزین ہوتے ہیں بعض ایسے اجزاء
ہوتے ہیں جن سے لوگ ابتلاء میں ڈالے
جاتے ہیں۔ پس وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری
ہوتی ہے، اللہ ان کی بیماری کو ان ابتلاؤں
کے ساتھ زیادہ کرتا ہے۔ پس وہ جلدی کرتے
ہیں اور اللہ کے کلام کو جھٹلاتے ہیں یا اس

الله علمه ظلماً وعلواً او لا يتدبرون
خائفين ثم اذا ظهرت براءته وانارت
حجّته فيرجعون اليه متندمين او
يموتون في هوة التعصب ويستغني
الله والله غني عن العالمين - واما
من أوتي فراسة من عند الله ونورا
من لدنه فيمهر في العلم الالٰهي
ويعرف الحقيقة وينظر بنور الله
ويرزقه الله اصابة المحفوظين -
ولنرجع الى كلامنا الاوّل فنقول
ان الله تبارك وتعالى قال في كتابه
المحكم ان كلّ نفس لمّا
عليها حافظ فلمّا كانت الملائكة
حافظين لنفوس النجوم والشمس
والقمر والافلاك والعرش وكل
ما في الارض لزم ان لا يفارقوا ما
يحفظونه طرفة عين فانظر كيف
ظهر من هٰذا الامر الحق وبطل ما
زعم الزاعمون من نزولهم و
صعودهم باجسامهم الاصليّة
فلا مفرّ الى سبيل من قبول دقيقة

شخص کو ظلم اور تکبر کی وجہ سے جھٹلاتے ہیں جس کو اللہ
نے اپنا علم دیا ہوتا ہے اور ڈرتے ہوئے تدبر نہیں کرتے۔
پھر جب اسکی برأت ظاہر ہو جاتی ہے اور اسکی حجت
روشن ہو جاتی ہے تو وہ شرمندہ ہو کر لوٹتے ہیں یا تعصب
کے گڑھے میں گر کر مر جاتے ہیں اور اللہ سے استغنا
چاہتے ہیں، اور اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے
البتہ جسے اللہ کیطرف سے نورِ فراست عطا ہوتا ہے تو وہ علمِ الٰہی میں
مہارت حاصل کرتا ہے اور حقیقت کو پہچان لیتا ہے اور اللہ کے
ساتھ دیکھتا ہے اور اللہ اسے محفوظ لوگوں کی اصابت رائے عطا کرتا ہے
اور اب ہم پہلے کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی محکم کتاب میں فرماتا
ہے **ان کلّ نفس لمّا علیھا حافظ** (کوئی جان
ایسی نہیں جس پر خدا کی طرف سے نگران مقرر نہ ہو) پس جب
ملائکہ، سورج، چاند، ستارے، افلاک، عرش اور
ہر اس چیز پر جو آسمان اور زمین میں ہے محافظ
ہیں تو یہ بات لازم آئی کہ وہ اپنی زیرِ حفاظت
چیز سے طرفۃ العین کے لیے بھی جدا نہ ہوں۔ پس
دیکھ اس امر سے حق کیسے ظاہر ہوا اور ان کے
اپنے اصلی اجسام کے ساتھ نزول اور صعود کا عقیدہ
رکھنے والوں کا خیال باطل ہو گیا۔ پس اس
دقیق معرفت کے قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ

المعرفة التی کتبناها اعنی ان الملائکة لا ینزلون بنزول حقیقی ولا یرون وعثاء السفر بل اذا اراد اللّٰہ اراء تھم فی الناسوت فیخلق لھم وجودا تمثلیا فی الارض فتراھم العین التی تسرح فی روضات الکشف ولو لم یکن کذٰلک للزم ان یری الملائکة الناس کلھم عند نزولھم الی الارض لقبض الارواح وغیرھا من المھمات وللزم ان یری ملک الموت مثلاً کل من توفی احد من اقاربه ومن یواخیه ومن عشیرته وعقبه وقومه و اصدقائه امام عینه فان جسم الملائکة جسم کاجسام اخرٰی فلا وجه لعدم رویتھم مع نزولھم باجسامھم الاصلیة وانت تعلم ان خلقا کثیرا یموتون امام اعیننا فلا نری عند نزعھم وغمرة موتھم الملائکة التی توفتھم وما نسمع ما یسئلون الموتٰی وما یکلمونھم فالحق ان ھٰذا الامر

نہیں کہ جو ہم نے لکھا یعنی ملائکہ حقیقی طور پر نازل نہیں ہوتے اور وہ سفر کی مشقت برداشت نہیں کرتے بلکہ جب اللہ انھیں عالم ناسوت میں دکھانے کا ارادہ کرتا ہے تو ان کا ایک تمثیلی وجود زمین میں پیدا کرتا ہے۔ پس انہیں وہ آنکھ دیکھ لیتی ہے جو کشف کے باغوں میں پھرتی ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ لازم آتا کہ ملائکہ کو ارواح قبض کرنے اور دوسری مہمات کے لیے زمین پر نازل ہوتے وقت تمام لوگ دیکھتے اور یہ بات لازم آتی ہے مثلاً ملک الموت کو ہر وہ شخص اپنے سامنے دیکھ لیتا ہے جس کے اقارب اور اس کے بھائی بند، قبیلے، اولاد قوم اور دوستوں میں سے کوئی مرا ہوتا کیونکہ اگر ملائکہ کا جسم دوسرے اجسام کی مانند ہو تو ان کے نزول کے وقت اپنے اصلی جسم کیساتھ ان کے دکھائی نہ دینے کی کوئی وجہ نہیں اور تُو جانتا ہے کہ بہت سے لوگ ہمارے سامنے مرتے ہیں۔ پس ہم ان کے نزع اور غمراتِ موت کے وقت ان فرشتوں کو نہیں دیکھتے جو ان کی رُوح قبض کرتے ہیں اور ہم مُردوں سے ان کے سوال اور ان کی گفتگو نہیں سنتے۔ پس حق یہ ہے کہ یہ امر اس

وامثاله من عالم المثال الذی ما اراد اللہ	جیسے دیگر اُمور اُس عالم مثال سے تعلق رکھتے ہیں
کشف کنهه علی العقول والاعین و	جس کی کنہ کو اللہ نے عقلوں اور آنکھوں پر ظاہر
اما نظائر عالم المثال فکثیرة	کرنیکا ارادہ نہیں کیا اور البتہ عالم مثال کی نظیریں
و منها نزول الملائکة	بہت ہیں اور ان سے نزولِ ملائکہ بھی ہے اور جو
ومنها ماجاء فی الاحادیث ان قبر	احادیث میں آیا ہے کہ مومن کی قبر جنّت کے
المؤمن روضة من روضات الجنة	باغیچوں سے ایک باغیچہ یا جہنّم کے گڑھوں سے
اوحفرة من حفر النار ومنها ماجاء	ایک گڑھا اور ان میں سے وہ بھی ہے جو بعض
فی بعض الاحادیث ان اللہ یکشف	احادیث میں آیا ہے کہ اللہ مومن کی قبر
لمؤمن غرفة الی الجنة فی قبره	میں جنّت کی طرف ایک کھڑکی ظاہر کرے گا
ویکشف لکافر غرفة الی جهنم و	اور کافر کے لیے ایک کھڑکی جہنّم کی طرف ظاہر کریگا
لکنا ربما نزور القبور او نحفر ارضها	لیکن ہم بسا اوقات قبروں کی زیارت کرتے ہیں
فلا نری غرفة الی الجنة اوالی جهنم	یا ان کی زمین کھودتے ہیں تو جنّت یا جہنّم کی طرف
ولا نری فیها شجرة واحدة فضلاً	کوئی کھڑکی نہیں دیکھتے اور باغیچے تو کجا ہم اس میں
عن الروضات ولا جمرة من النار	ایک درخت بھی نہیں دیکھتے اور بھڑکتی ہوئی اور
فضلاً عن النیران الموقدة المحرقة	جلانے والی آگ تو درکنار ہم آگ کا کوئی انگارہ بھی
ولا نری هناك میّتا قاعداً اعائشاً	نہیں دیکھتے۔ اور نہ ہم وہاں کوئی مُردہ موت کے
بعد الموت کما اخبر عن قعود الموتی	بعد زندہ بیٹھا ہوا دیکھتے ہیں جیساکہ سوال وجواب کے
وحیاتهم عند السوال والجواب	وقت مُردوں کے بیٹھنے اور زندگی کے متعلق خبر
بل نری میّتاً مکفناً قد اکلت الارض	دی گئی ہے بلکہ ہم کفن میں لپٹی ہوئی لاش دیکھتے
لحمه وکفنه وقد جاء فی الاحادیث	ہیں جس کے گوشت اور کفن کو زمین نے کھا لیا ہو۔
ان الشهداء یرزقون من ثمرة الجنات	اور احادیث میں آیا ہے کہ شہداء کو جنّت کے پھل، دودھ

والبانها وشرابها الطهور ولكنا لا نرى في قبورهم التي هي روضة من روضات الجنة من ثمرة اوريحان او من قدح اللبن اوكاس خمر و ربما لا تدفن الموتى الى ايام فلا نرى مجيئ الملائكة عندهم و لا ذهابهم وقد اخبر الله تعالىٰ في كتابه ان الملائكة يضربون وجوه الكفار ولكنا لا نرى ملكاً ضارباً و لا اثر الضرب ولا نسمع صراخ المضروبين

وقد جاء في بعض الاحاديث ان الطفل الرضيع اذا مات قبل تكميل ايام الرضاعة فتتم ايامها في القبر ولكنا لا نرى مرضعا قاعدة في القبر ولا طفلاً يمصّ لبنها وقد جاء في بعض الآثار ان قبر المؤمن يوسع عليه بمقدار كذا وكذا و لكنا لا نرى اثراً من ذلك التوسيع بل نراه كقبر كافر من غير تفاوت سعة وضيق فكيف ندعي الحقيقة ولا نرى آثارها وكذلك قيل

اور شرابِ طہور دی جاتی ہے، لیکن ہم ان کی قبروں میں جو جنّت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہیں کوئی پھل یا خوشبودار پودہ یا دُودھ کا پیالہ یا شراب کا کوئی جام نہیں دیکھتے اور بعض اوقات مُردے کئی دنوں تک دفن نہیں کیے جاتے۔ اور ہم ان کے پاس فرشتوں کا آنا جانا نہیں دیکھتے اور اللہ نے اپنی کتاب میں یہ خبر دی ہے کہ فرشتے کفّار کے مونہہ پر تھپڑ مارتے جاتے ہیں، لیکن ہم نہ کوئی مارنیوالا فرشتہ اور نہ ضرب کا نشان دیکھتے ہیں اور نہ ہم مضروبوں کی چیخ اور پکار سُنتے ہیں۔

اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ دُودھ پینے والا بچّہ جب ایّامِ رضاعت کی تکمیل سے قبل مر جائے تو اس کے دُودھ پینے کے ایّام قبر میں پورے کیے جاتے ہیں، لیکن ہم قبر میں کوئی دُودھ پلانے والی بیٹھی ہوئی یا کوئی بچّہ اس کا دُودھ چُوستے ہوئے نہیں دیکھتے اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ مومن کی قبر اس پر اس حد تک وسیع کر دی جاتی ہے، لیکن ہم اس کی توسیع کا کوئی نشان نہیں دیکھتے۔ بلکہ ہم اسے وسعت اور تنگی میں بلا فرق کافر کی قبر کی مانند پاتے ہیں۔ پس ہم حقیقت کا دعویٰ کیسے کریں اس حال میں کہ ہم اس کے آثار نہیں

ان الشهداء احياء ياكلون ويشربون
ولكنا لا نرى انهم لاقوا النّاس
كالاحياء ووثبوا من قبورهم ورجعوا
الى دورهم فلو كانت هذه الامور
اعني نزول الملائكة وتوسيع قبور
المؤمنين ووجود الجنات فيها
وقعود الموتى في القبور احياءً وغيرها
التي يوجد ذكرها في القران والاحاديث
من الامور الحقيقية الحسية التي
هي من هذا العالم لا من عالم
المثال لرأيناه كما نرى اشياءً
اخرى التي توجد في هذه الدنيا
وانت تعلم ان احدًا منا لا يرى
هذه الواقعات بعين يرى بها
اشياء هذا العالم فانا نرى اشجار
هذا العالم وبساتينها عن بعيد
ونرى ثمرانها معلّقة باغصانها
ولكنا اذا كشفنا قبر شهيد من الشهداء
فلا نجد فيها اثرًا منها وقد امنا
بأن قبورهم اودعت لطائف النعيم
وضمخت بالطيب العميم وسيق

دیکھتے اور اسی طرح کہا گیا ہے کہ شہید زندہ ہیں
اور وہ کھاتے اور پیتے ہیں لیکن ہم نہیں دیکھتے کہ وہ
لوگوں کو زندوں کی مانند ملے ہوں اور وہ اپنی قبروں
سے باہر کود پڑے ہوں اور اپنے گھروں کو واپس آ گئے
ہوں۔ پس اگر یہ امور یعنی فرشتوں کا نزول، مومنوں
کی قبروں کا وسیع کیا جانا اور ان میں باغوں کا وجود
اور مردوں کا قبروں میں زندہ ہو کر بیٹھنا اور دیگر امور
جن کا ذکر قرآن و حدیث میں پایا جاتا ہے، حقیقی
اور حسی اُمور ہوتے جو اس عالم کے ہیں
نہ کہ عالم مثال سے تو ہم دوسری چیزوں کی طرح
انھیں دیکھ سکتے جو اس دنیا میں پائی جاتی ہیں
اور تو جانتا ہے کہ ہم میں سے کوئی ان
واقعات کو اس آنکھ سے نہیں دیکھتا
جس کے ساتھ وہ اس عالم کی دوسری اشیاء کو
دیکھتا ہے۔ پس ہم اس عالم کے درخت اور اس
کے باغات کو دور سے دیکھ لیتے ہیں اور ہم
دیکھتے ہیں کہ ان کے پھل ان کی ٹہنیوں سے
لٹکے ہوئے ہیں، لیکن جب ہم کسی شہید کی قبر
کھود کر دیکھتے ہیں تو اس میں ان کا کوئی نشان نہیں
پاتے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ان کی قبروں
کو تہہ بہ تہہ نعمتیں دی گئی ہیں اور ان پر بہت

اليها شرب من تسنيم واريج نسيم وفيها روضة من روضات الجنة وكاس من كاس اللبن والخمر ولكنا ماشاهدنا شيئًا منها باعيننا ولا تحسّسناه بحاسةٍ اُخرىٰ فلم نجد بُدًّا من تاويل فقلنا ان هٰذه الامور كلها اعني نزول الملائكة ونزول الجنة وغيرها متشابهة يشابه بعضها بعضًا ولا شك ان لها حقيقة واحدة من غير اختلاف وتفاوت ولا شك ان هٰذه الواقعات كلها منسلكة في سلك واحدٍ فتبصّر تسترح من سهام المعترضين ولا تركن الى الذين ظلموا واكتسوا ثوب الذل والخطاء بعد ما تبين الرشد من الغيّ واتبع قولاً قد انكشف كل الانكشاف ومزق رقعة تقليد الجهلاء شذر مذر ولا تبال اعذل احد او عذر وكن من الذين يقومون لله قانتين -

ولابد لك ان تؤمن وتعتقد ان نزول الملٰئكة وحيٰوة الموتٰى

خوشبو لگائی گئی ہے اور ان کی طرف تسنیم کا پانی چلا گیا ہے اور بادِ نسیم کی خوشبو بھیجی گئی ہے اور ان میں جنّت کے باغیچوں سے ایک باغیچہ ہے اور دُودھ اور شراب کے پیالوں سے ایک پیالہ ہے لیکن ہم نے ان میں سے کسی چیز کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اور نہ کسی دُوسری حِس سے اس کو محسوس کیا ہے۔ پس ہمیں تاویل کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ یہ تمام امور یعنی نزول ملائکہ۔ نزولِ جنّت وغیرہ متشابہ اُمور ہیں ان میں سے بعض بعض کے مشابہ ہیں اور اس میں شک نہیں کہ بغیر کسی اختلاف اور تفاوت کے انکی حقیقت ایک ہے بیشک یہ سب امور ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں پس تو بصیرت سے کام لے تو معترضین کے تیروں سے راحت پا جائیگا اور ان لوگوں کی طرف مائل نہ ہو جنھوں نے ظلم کیا اور ہدایت کے گمراہی سے ممیّز ہو جانے کے بعد ذِلّت اور خطا کا لباس پہن لیا اور اس قول کی پیروی کر جو پوری طرح منکشف ہوگیا اور جہلاء کی تقلید کے کپڑے کو ریزہ ریزہ کردے اور اس بات کی پروا نہ کر کہ کوئی ملامت کرتا ہے اور معذور گردانتا ہے اور ان لوگوں سے ہو جا جو اللہ کے فرمانبردار ہو چکے ہیں

اور اس بات کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ تو اس بات پر ایمان لائے کہ نزولِ ملائکہ اور مُردوں

في قبورهم وقعودهم في اجداثهم ووجود الجنة والسعير فيها ليس من واقعات هٰذا العالم ولا من مدركات هٰذه الحواس بل هي من عالم اٰخر ولا ينبغي لاحد ان يحملها على واقعات هٰذا العالم او يقيس عليه حقائق تلك العالم بل هي امور متعالية عن طور هٰذا العالم ومدركاته ولا يعلم كنهها الا الله فلا تضرب لها الامثال ولا تكن من المعتدين۔

کا اپنی قبروں میں زندہ ہونا اور بیٹھنا اور ان میں جنت و دوزخ کا وجود اس عالم کے واقعات میں سے نہیں اور وہ ان حواس سے محسوس نہیں ہو سکتے بلکہ وہ ایک اور عالم سے ہیں اور کسی کو نہیں چاہیے کہ وہ ان کو اس عالم کے واقعات پر حمل کرے یا اس دنیا پر اس عالم کے حقائق کا قیاس کرے بلکہ یہ چیزیں اس عالم کے طریق اور اسکے مدرکات سے بالا ہیں اور ان کی حقیقت کو اللہ ہی جانتا ہے۔ پس ان کے لیے مثالیں بیان نہ کر اور نہ تو حد سے گزرنے والوں سے بن۔

وانت تعلم ان الله تعالىٰ ما قال في كتابه ان الملائكة يشابهون الناس في صعودهم ونزولهم بل اشار في كثير من مقامات كتابه المحكم الى ان نزول الملائكة وصعودهم كنزوله تعالىٰ وصعوده ولا يخفى عليك ان الله تعالىٰ ينزل في الثلث الاخير من الليل الى السماء الدنيا فلا يقال ان العرش يبقى خاليًا عند نزوله و كذٰلك اشار الله في كتابه الى نزوله

اور تُو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ نہیں کہا کہ ملائکہ اپنے نزول وصعود میں انسانوں کی مانند ہیں بلکہ اس نے اپنی محکم کتاب میں کئی جگہوں پر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ ملائکہ کا نزول وصعود اللہ کے نزول و صعود کی مانند ہے اور تجھ پر یہ امر مخفی نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات کے آخری تیسرے حصہ میں سماء دُنیا کی طرف اُترتا ہے۔ پس یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے نزول کے وقت عرش خالی رہ جاتا ہے اور اسی طرح اس نے

فی ظلل من الغمام مع الملائکة
المقربین فاذا احل اللہ الارض
مع جمیع ملائکته فان کان هٰذا النزول
کنزول الاجسام فلا بد لك ان تعتقد
ان العرش والسموٰت تبقی خالیة
یومئذٍ لیس فیها الرحمٰن والملائکة
فاذّکر ان کنت من المذّکرین و
احسن النظر الیٰ ما قلنا واستعد
لقبول المعارف ان کنت من الطالبین
افتظن ان السماء لا تبقی علیٰ
حالة واحدة فقد تکون مملوة من
الملائکة مکتظة بجفالهم وقد تکون
کمواضع خالیة لیس احد فیها فان
کنت تصدق هٰذہ العقیدة الباطلة
وتصر علیٰ نزول الملائکة باجسامهم
فعلیك ان تثبتها من النصوص
القراٰنیة والحدیثیة کما ادعیتها
او تتوب کرجال متقین۔
وقد جاء فی بعض الاحادیث
ان جبرائیل علیه السلام مکث
علی الارض مع عیسٰی علیه السلام

اپنی کتاب میں بادلوں کے سایہ میں مقرب فرشتوں
کی معیت میں اپنے اُترنے کی طرف اشارہ کیا ہے
پس جب خدا اپنے تمام فرشتوں کے ساتھ زمین پر
اُتر آیا تو اگر یہ نزول جسمانی نزول کی طرح ہو تو ضروری
ہے کہ تُو یہ عقیدہ رکھے کہ عرش اور آسمان اس دن
خالی رہ جاتے ہیں اور ان میں نہ خدائے رحمان ہوتا ہے
اور نہ اسکے فرشتے۔ پس اگر تو یاد کرنیوالوں سے ہے تو یاد
کر اور جو کچھ ہم نے کہا ہے اس پر اچھی طرح نظر ڈال اور اگر
طالبانِ حق سے ہے تو معارف کو قبول کرنیکے لیے تیار ہو جا۔
کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ آسمان ایک حالت پر نہیں رہتا۔ کبھی تو
وہ فرشتوں سے بھرا ہوتا ہے اور ان کی کثرت کو مشکل
سے سمیٹے ہوئے ہوتا ہے اور بعض دفعہ وہ خالی جگہوں
کی طرح ہوتا ہے جن میں کوئی بھی نہیں ہوتا۔ پس اگر
تو اِس باطل عقیدہ کی تصدیق کرتا ہے اور فرشتوں
کے اپنے جسموں کے ساتھ نزول پر اصرار کرتا ہے تو تجھ
پر لازم ہے کہ تو اسے نصوصِ قرآنیہ یا حدیثیہ
سے ثابت کرے جیسا کہ تُو نے اس کا دعویٰ کیا ہے
یا پھر متقیوں کی طرح توبہ کرے۔
اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام
کیساتھ زمین پر عیسٰی علیہ السلام تیس سال تک ٹھہرے اور
وہ ان سے کسی وقت بھی جدا نہ ہوئے اور

الی ثلثین سنة ما فارقه فی وقت و
جاء فی احادیث اخری انه لا یلقی
الوحی الا حال کونه فی السماء ویلقی
الوحی من لدن ربه ثم یطلع علیه
اخرین ۔ فهذه مصیبة اخری
علیك ولن تقدر علی تطبیق هذه
الاحادیث وتوفیقها وربما یختلج فی
قلبك وهم وتقول انی لست قائلا
بخلو السموات بعد نزول الملائکة
فیقال لك انك تنسی عقیدتك
الست تعتقد ان الملائکة ینزلون
بنزول حقیقی فلزمك من هذا ان
تقول انهم ینزلون باجسامهم الاصلیة
وانت تعلم ان نزولهم باجسامهم
الاصلیة یستلزم خلو السموات بعد
النزول وان کنت تعتقد ان الملائکة
لا ینزلون باجسامهم الاصلیة بل
یخلق الله لهم فی الارض اجساما اخری
التی لا تدرك ولا تری فهذا هو مذهبنا
ولکنك اذا اصررت علی نزولهم
باجسامهم الاصلیة فهذا قول یخالف

دوسری احادیث میں آیا ہے کہ وہ آسمان میں
ہوتے ہوئے وحی کرتا ہے اور اپنے رب کے
پاس سے وحی کرتا ہے اور پھر اس پر دوسرے
مطلع ہوتے ہیں۔ پس یہ تجھ پر ایک اور مصیبت ہے
اور تو ان احادیث کو تطبیق دینے اور ان میں موافقت پیدا کرنے
پر قدرت نہ پائے گا، اور اکثر تیرے دل میں یہ وہم
کھٹکے گا اور تو کہے گا کہ میں نزولِ ملائکہ کے بعد
آسمان کے خالی رہنے کا قائل نہیں ہوں۔ تو تجھے
کہا جائے گا کہ یقیناً تو اپنے عقیدہ کو بھول گیا
ہے۔ کیا تو یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ ملائکہ کا نزول
حقیقی ہوتا ہے۔ پس اس سے تجھ پر لازم آیا کہ
تو کہے کہ وہ اپنے اصلی جسموں کے ساتھ نزول
کرتے ہیں اور تو جانتا ہے کہ اصلی جسموں کے ساتھ
ان کا نزول، نزول کے بعد آسمانوں کے خالی
ہونے کو مستلزم ہے اور اگر تو یہ عقیدہ رکھتا ہے
کہ ملائکہ اپنے اصلی جسموں کے ساتھ نزول نہیں
کرتے بلکہ اللہ ان کے لیے زمین میں دوسرے
اجسام پیدا کرتا ہے جنکا نہ ادراک ہو سکتا ہے
اور نہ انھیں کوئی دیکھا جا سکتا ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے،
لیکن اگر تو ان کے اصلی اجسام کے ساتھ نزول
پر اصرار کرے تو یہ قول قرآن عظیم کے

القرآن العظیم لان القرآن یدخل وجود الملائکۃ فی الایمانیات ویجعل لھم مقامات معلومۃ فی السماء اعنی المقامات التی اقامھم اللہ علیھا ولا یذکر انھم یترکون مقاماتھم فی حین من الاحیان واما ذکر نزولھم فھو کذکر نزول اللہ لا تفاوت بینھما فمنھم الصافون ومنھم المسبحون ومنھم الراکعون ومنھم الساجدون ومنھم القائمون کما اشار الیہ القرآن ولیس احد منھم قاعدا کالفارغین۔

فاذا نزل احد منھم بجسمہ العنصری فلزم ان یترک مقامہ خالیا ویخرج من صفہ ویبعد عن مقام تسبیحہ ورکوعہ او سجدتہ الذی اقامہ اللہ علیہ وینزل الی الارض کالمسافرین۔ وما نری فی القرآن اثرا من ھذا التعلیم بل جعل اللہ نزول الملائکۃ کنزول نفسہ وجعل مجیئھم کمجیئ ذاتہ الا تنظر الی ھذہ الآیۃ اعنی قولہ تعالٰی

مخالف ہے کیونکہ قرآن ملائکہ کے وجود کو ایمانیات میں داخل کرتا ہے اور ان کے لیے آسمانوں میں مقررہ مقام قرار دیتا ہے۔ یعنی وہ مقام جن پر اللہ نے اُنھیں قائم کیا ہے اور وہ یہ ذکر نہیں کرتا کہ وہ کسی وقت اپنے مقامات کو چھوڑ دیتے ہیں؛ البتہ ان کے نزول کا ذکر اللہ کے نزول کی مانند ہے اور ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ پس ان میں سے بعض صف باندھنے والے ہیں اور بعض تسبیح کرنیوالے ہیں اور کچھ رکوع کرنیوالے ہیں اور کچھ سجدہ کرنیوالے ہیں اور کچھ قیام کی حالت میں رہنے والے جیسا کہ اسکی طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے اور ان میں سے کوئی فارغ لوگوں کی طرح نہیں

پس جب ان میں سے کوئی اپنے جسم عنصری کے ساتھ نازل ہو تو لازم آئیگا کہ وہ اپنی جگہ کو خالی چھوڑ آئے اور اپنی صف سے نکل جائے اور اپنی تسبیح یا رکوع یا سجدہ کی جگہ سے دُور ہو جس پر اللہ نے اسے قائم کیا ہے اور زمین پر مسافروں کی طرح نازل ہو اور ہم قرآن میں اس تعلیم کا کوئی نشان نہیں دیکھتے بلکہ اللہ نے ملائکہ کے نزول کو اپنے نزول کی مانند اور ان کے آنے کو اپنے آنے کی مانند بنایا ہے۔ کیا تو اس آیت یعنی "وجاء ربک والملک صفا صفا" کی طرف اور

وجاء ربك والملك صفا صفا وقوله عزوجل هل ينظرون الا ان ياتيهم الله فی ظلل من الغمام والملائكة وقضى الامر والى الله ترجع الامور۔ وههنا نكتة اخرى وهی ان الله اذا نزل الى الارض مع ملائكته فلابد من ان ينزل الملائكة كلهم فان الملائكة جند الله فلا يجوز ان يتخلف احد منهم عند نزول رب العرش الى الارض فاذا تقرر هذا فيلزم منه ان تبقى كل سماء من العرش الى السماء الدنيا خالية عند نزول الله تعالى على الارض ليس فيها رب رحيم رب العرش ولا ملك من الملائكة واللازم باطل فالملزوم مثله كما لا يخفى على المتفكرين۔

ثم اذا فرضنا ان فی الارض مثلا مائة الف من الانبياء بعضهم فی المشرق وبعضهم فی المغرب وبعضهم فی نواحی الجنوب وبعضهم فی اقصى بلاد الشمال وامر الله

"هل ينظرون الا ان ياتيهم الله فی ظلل من الغمام والملائكة وقضى الامر والى الله ترجع الامور" (وہ لوگ اس کے سوا کس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ اور فرشتے ان کے پاس بادلوں کے سایہ میں آئیں اور بات کا فیصلہ کر دیا جائے اور تمام امور اللہ کی طرف پھیرے جاتے ہیں) کی طرف نہیں دیکھتا اور یہاں ایک اور نکتہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ اللہ جب اپنے ملائکہ کے ساتھ زمین کی طرف اُترتا ہے تو ضروری ہے کہ تمام ملائکہ اُتر آئیں کیونکہ ملائکہ اللہ کا لشکر ہیں پس یہ جائز نہیں کہ ان میں سے کوئی رب العرش کے زمین پر اُترنے کے وقت پیچھے رہ جائے اور جب یہ ثابت ہوگیا تو اس سے لازم آیا کہ ہر آسمان عرش سے لیکر سماءِ دُنیا تک اللہ کے زمین پر اُترنے کیوقت خالی رہ جائے۔ نہ اس میں رب رحیم اور رب العرش ہو اور نہ فرشتوں میں سے کوئی ہو اور یہ لازم باطل ہے پس ملزوم بھی ایسی ہی ہوگا جیسا کہ یہ بات غور کرنیوالوں پر مخفی نہیں۔

پھر اگر ہم یہ فرض کریں کہ مثلاً زمین میں ایک لاکھ انبیاء ہیں۔ ان میں سے بعض مشرق میں ہیں اور بعض مغرب میں ہیں اور بعض جنوب کی اطراف میں اور بعض شمال کے انتہائی دُور مقامات میں ہیں اور اللہ جبرئیل کو حکم دے کہ وہ ان

تعالیٰ لجبرائیل ان یوحی الیھم کلّھم فی اٰنٍ واحدٍ لا یتأخر منه احد ولا یتقدم او اذا فرضنا ان اللہ امر ملک الموت ان یتوفی مائة الف من الرجال الذین بعضھم فی المشرق و بعضھم فی المغرب فی طرفة عین لا یقدم و لا یؤخر فما ظنک ان جبرائیل او ملک الموت یعجز عن ذٰلک او یقدر علیٰ اتمام امر المغرب مع کونه فی المشرق فان کان قادرا فکذٰلک یقدر ان لا ینزل من السماء و یفعل کل ما یشاء کالنازلین ۔

ومثل اٰخر نستفسر ک جوابه و ھو ان ملک الموت حل بلدة عظیمة من البلاد المشرقیة فی ایام الوباء لیقبض ارواح سکان تلک البلدة فاشتدت الضرورة لقیامه فیھا الی الشھرین بما کثرت فیھا واقعات الموت مسلسلة متواترة وما فرغ من قبض نفس الاوجاء وقت قبض نفس اخریٰ فحبسه ھٰذہ السلسلة

سب کی طرف ایک ہی وقت میں وحی کرے کوئی ان میں سے آگے یا پیچھے نہ رہے۔ یا جب ہم فرض کریں کہ اللہ ملک الموت کو حکم دے کہ وہ ایک لاکھ مردوں کو آنکھ جھپکنے کی دیر میں مار دے اور اس میں تقدیم و تاخیر نہ ہو اور ان میں سے بعض مشرق میں ہوں اور بعض مغرب میں۔ پس تمہارا کیا خیال ہے کہ جبرئیلؑ یا ملک الموت اس سے عاجز رہ جائے گا۔ یا وہ مشرق میں ہوتے ہوئے مغرب والے حکم کو پورا کرنے پر قادر ہو گا۔ پس اگر وہ اس بات پر قادر ہے تو اسی طرح وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ آسمان سے نہ اُترے اور اُترنے والوں کی طرح سب کچھ کرے۔

اور ایسے ہی ہم ایک اور سوال کا جواب تم سے طلب کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ایامِ وبا میں ملک الموت بلادِ مشرقیہ سے ایک بڑے شہر میں اُترا تا وہ اس شہر کے رہنے والوں کی رُوحوں کو قبض کرے۔ پس اس کی اس شہر میں دو ماہ تک قیام کی سخت ضرورت پڑ گئی؛ کیونکہ اس میں موت کے واقعات زیادہ متواتر اور مسلسل تھے۔ وہ ایک رُوح کے قبض سے فارغ نہیں ہوتا تھا کہ دُوسری رُوح کے قبض کرنیکا وقت آ جاتا۔ پس اس پے در پے اور متواتر سلسلہ نے

المتوالية المتتابعة فيها وما كان يتحاميها قبل ان يتوفى اهلها فمكث فيها الى ان تمادى المقام وامتدت الايام الى الشهرين فما بال قوم قد جاء اجلهم فى تلك الايام فى البلاد المغربية وما قدر ملك الموت على ان يصلهم على وقتهم اهم يموتون من غير ان يحضرهم قابض الارواح او تطيش سهام منايا هم بينوا ان كنتم صادقين لا يقال ان ملك الموت قادر على ان يقبض نفوس المغربين مع كونه مقيما فى المشرق لانا نقول انه لو كان قادرًا على مثل تلك الافعال لما اضطر الى النزول من السماء وما كان محتاجًا الى سير الارضين۔

واذا قبلتم وسلمتم ان ملكا من الملائكة يتصرف على كل وجه الارض مع كونه فى بلدة من البلاد ولا يشغله شان عن شان ويتوفى المشرقى فى المشرق مع كونه فى المغرب فاىّ حرج فى ذلك ان تقول ان الملئكة

اس کو اس شہر میں روک لیا اور وہ اس سے اسوقت تک علیحدہ نہیں ہو سکتا تھا جبتک وہ اس کے رہنے والوں کو نہ مارے۔ پس وہ اس میں ٹھہرا یہاں تک کہ قیام لمبا ہو گیا اور یہ دن دو مہینوں تک پھیل گئے۔ پس ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جن کی موت کا وقت ان دنوں میں بلادِ مغربیہ میں آگیا ہو اور ملک الموت نے ان تک ان کے وقت میں جانیکی قدرت نہ رکھی ہو۔ کیا وہ اس حالت میں مر جائینگے کہ انکے پاس رُوحوں کا قبض کرنیوالا (فرشتہ) نہ پہنچے یا انکی موتوں کے تیر نشانوں سے چوک جائیں اگر تم سچے ہو تو اس مسئلہ کو واضح کرو۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ملک الموت مشرق میں قیام کرنے کے باوجود مغرب میں رہنے والے نفوس کی قبضِ روح پر قادر ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ ایسے افعال پر قادر ہے تو وہ آسمان سے نازل ہونے پر کیوں مجبور ہوا حالانکہ وہ زمینوں میں پھرنے کا محتاج نہیں۔

• اور جب تم نے یہ قبول کر لیا کہ کوئی فرشتہ کسی ملک میں ہوتے ہوئے تمام روئے زمین پر تصرف کر سکتا ہے اور کوئی کام اس کو دوسرے کام سے روک نہیں سکتا اور وہ مغرب میں ہونے کے باوجود مشرق میں رہنے والے کو مار سکتا ہے تو اس میں کیا حرج ہے کہ تو کہے کہ ملائکہ آسمان میں ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ

مع كونهم في السماء يتصرفون في الارض باذن الله تعالى او اى ضرورة اشتدت لنزولهم مع كونهم قادرين على ان يتصرفوا في سكان مكان مع كونهم في مكان آخر من الارضين

وان كنت تطلب منا من مثل ينكشف به عليك مذهبنا فاعلم انه امر ارفع وابعد عن ضرب الامثال وقد يقال تقريبا لا تحقيقا ان مثل نزول الملائكة الى الارض كمثل نجوم السماء تنطبع اشكالها في البحار والانهار والحياض والمرايا التي قابلتها والحق ان امر النزول امر متعالى عن طور العقل وضرب الامثال وان هو الا خلق جديد من القادر الذي هو بكل خلق عليم ولا تدرك الابصار كنه حكمه وكوائف اسراره فتشبيه نزول الملائكة بنزول الناس حمق وضلالة والانكار منه الحاد وزندقة وقبول معنى يليق بشان الملائكة الذين هم كجوارح

کے اذن سے زمین میں تصرف کرتے ہیں اور ان کے نزول کی کون سی شدید ضرورت پڑ گئی ہے جبکہ وہ زمین پر کسی جگہ ہوتے ہوئے دوسری جگہ کے رہنے والوں میں تصرف کرنے پر قادر ہیں۔

اور اگر تو ہم سے کوئی ایسی مثال طلب کرے کہ جس سے تجھ پر ہمارا مذہب منکشف ہو جائے تو جان لے کہ یہ امر مثالوں کے بیان کرنے سے بہت بلند اور دُور ہے حقیقتاً تو نہیں، البتہ قریباً کہا جا سکتا ہے کہ فرشتوں کا زمین پر نازل ہونا آسمان کے ستاروں کی مانند ہے جن کی شکلیں ان دریاؤں، نہروں، حوضوں، آئینوں میں ڈھل جاتی ہیں جو ان کے مقابل پر آتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ نزول کا امر عقل سے اور امثال کے بیان کرنے سے بلند ہے اور یہ خدائے قادر کی ایک نئی مخلوق ہے جو ہر مخلوق کو خوب جاننے والا ہے اور اس کی حکمتوں اور اسرار کے کوائف کی کنہ کو آنکھیں نہیں پا سکتیں۔ پس نزول ملائکہ کو انسانوں کے نزول سے تشبیہ دینا حماقت اور گمراہی ہے اور اس سے انکار، الحاد اور بے دینی ہے اور ایسے معنی قبول کرنا جو ان ملائکہ کی شان کے لائق ہوں

الله معرفة تامة وصراط مستقيم
رزقها الله لنا ولجميع عباده الصالحين
وهٰذا من احسن العبارات عن
معنى النزول الذى تشابه على اكثر
النّاس فخذها منى شاكرًا فانها
من علوم نفثها الله فى روعى وشرح
بها صدرى وانها هى السكينة الّتى
تنطق على لسان المحدثين حين يحتاج
الخلق الى ازالة اوهامهم فتفكر و
لاتعد منه ان كنت تطلب سبل
اليقين وقد جعلنى الله امامًا لحل
تلك الغوامض وان كانت طبعيتى
تابى الامامة وتانف منها ولكنّه فعل
كذٰلك فضلًا من لّدنه ليحسن الى
من كذّب ولعن وكفّر ويحسن الى
خلقه وليرى الاعداء انهم كانوا
كاذبين مخدوعين وليرزق ابناء الزمان
علومًا اقتضت طبائعهم كشفها والله
يفعل ما يشاء ما كان للناس ان يسئلوه
عما فعل وهم من المسئولين۔
والذى نفسى بيده انه نظر

جو اللہ کے اعضاء کی مانند ہیں معرفت تامہ اور صراط مستقیم ہے جو
اللہ نے ہمیں اور اپنے سب نیک بندوں کو عطا کی ہے۔
اور یہ نزول کے معنی کی عمدہ تعبیروں سے ہے جو
اکثر لوگوں پر مشتبہ ہو گئی ہے پس شکر گزار بنتے ہوئے تو
اسے مجھ سے لے کیونکہ یہ ان علوم سے ہے جو اللہ
نے میرے دل میں ڈالے ہیں اور ان کے ساتھ میرے
سینہ کو کھول دیا ہے اور یہ وہی سکینت ہے جو محدثین
کی زبان پر بولتی ہے جب لوگوں کو اپنے اوہام زائل
کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس تو غور کر اور اگر
تو یقین کے راستوں کا متلاشی ہے تو اس سے آگے
نہ بڑھ اور ان غوامض کو حل کرنے کے لیے اللہ نے
مجھے امام بنایا ہے۔ اگرچہ میری طبیعت امامت کو پسند
نہیں کرتی بلکہ اس کو ناپسند کرتی ہے لیکن اس
نے اپنے فضل سے ایسا ہی کیا تا وہ تکذیب، لعنت
اور تکفیر کیے جانیوالے پر احسان کرے اور اپنی مخلوق پر
احسان کرے اور تا وہ دشمنوں کو دکھا دے کہ وہ
جھوٹے اور فریب خوردہ ہیں اور تا وہ دنیاداروں
کو وہ علوم عطا کرے جنکے انکشاف کا تقاضا انکی طبائع کرتی
ہیں اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ لوگ اسکے فعل کے بارہ
میں سوال نہیں کر سکتے، لیکن ان سے سوال کیا جائیگا۔
اور مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ

الیّ فقبلنی واحسن الیّ وربّانی واعطانی من لدنہ فہماسلیما وعقلا مستقیما وکم من نور قذف فی قلبی فعرفت من القرآن مالا یعرف غیری ودرکت منہ ولا یدرک مخالفی ووصلت فی فہمہ الیٰ مرتبۃ تتقاصر عنہا افہام اکثر الناس وان ھٰذا الا احسانہ وھو خیر المحسنین۔

ومن اعتراضاتھم انھم اذا قرءوا کتابی التوضیح ووجدوا فیہ مکتوبًا ان للشمس والقمر والنجوم تاثیرات یربی اللہ بھا کلما یوجد فی الارضین فاعترضوا علیّ وقالوا ان ھٰذہ العقیدۃ عقیدۃ فاسدۃ تخالف ماجاء فی الاحادیث فیاحسرۃً علیھم انھم ما فھموا معنی الاحادیث وما فھموا معنی قولی وقاموا مستعجلین ظانّین ظن السوء وما استفسروا معنی کلماتی منی کدأب اھل الصلاح بل امتلئوا غضبًا وغیظًا وردّوا علیّ وکفّرونی واطالوا الالسنۃ وقالوا

یں میری جان ہے کہ اس نے میری طرف دیکھا اور مجھے قبول کرلیا اور مجھ پر احسان کیا اور میری تربیت کی اور مجھے اپنے حضور سے فہم سلیم اور عقل مستقیم عطا فرمائی اور کتنے ہی نور ہیں جو میرے دل میں ڈالے گئے اور مَیں نے قرآن سے وہ کچھ جانا جو میرے غیر نے نہ جانا اور مَیں نے اس سے وہ کچھ پایا جو میرے مخالف نے نہ پایا اور مَیں اسکے سمجھنے میں اس مرتبہ پر پہنچ گیا جس سے اکثر لوگوں کے فہم قاصر رہے اور یہ اس کے احسان کے سوا کچھ نہیں اور وہ بہتر احسان کرنیوالا ہے۔

اور ان کے اعتراضات میں سے ایک یہ ہے کہ جب اُنھوں نے میری کتاب توضیح مرام پڑھی اور اس میں اُنھوں نے یہ لکھا ہوا پایا کہ سورج، چاند اور ستاروں کے لیے تاثیرات ہیں۔ اللہ ان کے ساتھ ہر اس چیز کی تربیت کرتا ہے جو زمینوں میں ہے تو انھوں نے مجھ پر اعتراض کیا اور کہا کہ یہ عقیدہ فاسد ہے اور احادیث میں جو کچھ آیا ہے اس کے مخالف ہے۔ پس ہائے افسوس ان پر۔ اُنھوں نے احادیث کو نہ سمجھا اور میرے قول کے معنی بھی نہ سمجھے اور جلدی سے بدظنی کرتے ہوئے کھڑے ہوگئے اور اہلِ صلاح کی طرح انھوں نے میرے کلمات کے معنے مجھ سے دریافت نہ کیے بلکہ وہ غیظ وغضب سے بھر گئے اور اُنھوں نے میری تردید کی، مجھے کافر قرار دیا اور اپنی زبانوں کو لمبا اور لفظوں

الانظار واروا خبثهم وهتارهم وما هتكوا الا استارهم وما كانوا على جهلهم متنبهين۔	کو کم کیا اور اپنی خباثت اور بے ہودہ گوئی کا مظاہرہ کیا۔ اور اُنھوں نے اپنے ہی پردے پھاڑے اور اپنی جہالت پر متنبہ نہ ہوئے۔
فاعلموا یا اُولی الابصار الرامقة والبصائر الرائقة انا ما کتبنا فی کتاب شیئا یخالف النصوص القرآنیة او الحدیثیة وما تفوهنا به یوما من الدهر وقد اعاذنا الله من مثل ذٰلك ولکنهم یعترضون قبل ان یفهموا ویحسبوننا ضالین قبل ان یکونوا مهتدین۔ والله یعلم ونشهد الثقلین انا لا نعتقد ان احدا من الشمس والقمر والنجوم فاعل مستقل فی فعله ومؤثر بذاته اوله اختیار فی افاضة التاثیرات اوله دخل ارادی فی ایصال الانوار وانزال الامطار وتربیة الابدان والاجسام والثمرات ولا نعتقد ان احدا من تلك الاجرام النورانیة یستحق الحمد والشکر والعبادة علی افاضة اوله منة واحسان علی اهل الارض مثقال ذرة اوهو یسمع دعاء	پس اے گہری نظر اور پاکیزہ بصیرت والو! جان لو کہ ہم نے کسی کتاب میں نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ کے خلاف کچھ نہیں لکھا اور نہ ہم نے ایسی بات عمر بھر اپنے مُنہ سے نکالی ہے اور اللہ ہمیں ایسی باتوں سے اپنی پناہ میں رکھے، لیکن وہ سمجھنے سے پہلے اعتراض کرتے ہیں اور ہمیں گمراہ خیال کرتے ہیں۔ قبل اس کے کہ وہ ہدایت پانیوالے ہوں اور اللہ جانتا ہے اور ہم جنّ وانس کو بطور شاہد پیش کرتے ہیں کہ ہم یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ سورج چاند اور ستاروں سے کوئی اپنے فعل میں فاعل مستقل اور مؤثر بذاتہ ہے یا اُسے افاضۂ تاثیرات میں کوئی اختیار ہے یا انوار کے پہنچانے اور بارشوں کے برسانے اور ابدان، اجسام اور ثمرات کی تربیت میں اسے کوئی ارادی دخل ہے اور ہم یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ ان اجرامِ نورانیہ سے کوئی حمد، شکر اور عبادت کا افاضہ کی وجہ سے مستحق ہے یا اسکا اہلِ زمین پر ذرّہ بھر بھی احسان ہے یا وہ لوگوں کی دعاؤں کو سُنتا اور حمد کرنیوالوں سے

النّاس ويرضى عن الحامدين ومن
عزا الينا امرًا من هٰذه الامور فقد
ظلمنا والله يعلم انه مفترٍ كذّاب و
مجاهر بالقحة والفرية ويتبع
سبل الخادعين۔

بل نؤمن ونعتقد ان الله احد
صمد لا شريك له فى ذاته ولا فى جميع
صفاته لا فى السمٰوات ولا فى الارضين
ومن اشرك بالله شيئًا من اشياء
السماء او الارض فهو كافر مرتد عندنا
ومفارق لدين الاسلام وداخل فى
المشركين۔

ومع ذٰلك انا نعتقد ان خواص
الاشياء حق وفيها تاثيرات باذن
العليم الحكيم الذى ما خلق شيئًا بالملاو
نرى ان فى كلّ شئ خاصية واثرًا
ودعه الله حتّٰى البعوضة والذباب
والقمل والدود وما دونها فكيف
نظن ان خلق الشمس والقمر والنجوم
هى ادنٰى من هٰذه الاشياء وما فى
طبائعها من خاصة ونفع للنّاس و

راضی ہوتا ہے اور جس نے ہماری طرف ان امور سے کوئی امر
منسوب کیا تو اس نے ہم پر ظلم کیا اور اللہ جانتا
ہے کہ وہ مفتری ہے، کذّاب ہے اور ظلم اور افتراء
کو ظاہر کرنے والا ہے اور دھوکہ دینے
والوں کی پیروی کرتا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ہم ایمان لاتے ہیں اور
اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ ایک ہے، وہ بے نیاز
ہے۔ اس کی ذات اور جملہ صفات
میں اسکا کوئی شریک نہیں نہ آسمانوں اور نہ
زمینوں میں اور جس نے آسمان و زمین کی اشیاء
میں سے کسی کو خدا کا شریک ٹھہرایا تو وہ ہمارے
نزدیک کافر، مرتد اور اسلام سے الگ ہونیوالا اور مشرکوں میں داخل ہے

اور اس کے باوجود ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ
خواصِ اشیاء حق ہیں اور ان میں اس علیم و حکیم خدا
کے اذن سے جس نے کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں کی
بعض تاثیرات ہیں اور ہم ہر چیز میں کوئی خاصیت
اور اثر پاتے ہیں جو اللہ نے اس میں ودیعت
کیا ہے، حتّٰی کہ مچھر، مکھی، جوؤں اور کیڑوں اور ان سے
بھی ادنیٰ چیزوں میں پس یہ کیسے سمجھیں کہ سورج، چاند
اور ستاروں کی پیدائش ان اشیاء سے ادنیٰ ہے
اور ان کی طبائع میں کوئی خاصیت اور لوگوں

انما هی باطلة الحقیقة وخلقها الله
کاشیاء عبث وردیّ ما اودعها الله
منفعة عظیمة لعباده الا القلیل
الذی یقوم مقامه کثیر من الاشیاء
کما انت تزعم فی خلق النجوم وتقول
انها علامات هادیة للمسافرین۔
وانت تعلم ان الناس قد صنعوا و
عملوا لانفسهم لاسفار برّهم وبحرهم
طرقاً اخریٰ اغنتهم عن النجوم بل ما
بقی لهم حاجة الیٰ هٰذه العلامات
اصلاً ثم اذا انصفت فوجب علیك
ان تقول ان الناس لا یحتاجون الی
النجوم کلها لیتخذوها علامات
عند اسفارهم الا الیٰ کواکب معدودة
واما النجوم التی کثرت عدتها فی السماءٓ
حتیّٰ انکم لاتستطیعون ان تعدوها
فای حاجة للمسافرین الیها بیّنوا
توجروا ان کنتم لدعوا نکم مبیّنین
وان لم تبیّنوا ولن تبیّنوا فاتقوا الله
الذی لا یحب المبطلین۔
وکیف تظن ان الله خلق النجوم

کے لیے کوئی فائدہ نہیں اور یہ محض بے حقیقت ہیں اور
انکو اللہ نے ردّی اور بے فائدہ اشیاء کی مانند پیدا
کیا ہے اور اس میں اپنے بندوں کے لیے سوائے معمولی
فائدہ کے کوئی بڑا فائدہ پیدا نہیں کیا جس کی قائم
مقام بہت سی اشیاء ہو سکتی ہیں جیسا کہ تو ستاروں
کی پیدائش کے بارے میں خیال کرتا ہے اور کہتا ہے
کہ وہ مسافروں کے لیے رہنمائی کرنیوالی علامات ہیں
اور تو جانتا ہے کہ لوگوں نے اپنے لیے اور اپنے برّی اور
بحری سفروں کے لیے کئی اور طریقے بھی اختیار کئے
ہیں جنھوں نے انھیں ستاروں سے بے نیاز کر دیا ہے
بلکہ انھیں ان علامات کی بالکل کوئی حاجت نہیں۔
پھر جب تو انصاف کرے تو تجھ پر لازم ہوگا کہ تو کہے
کہ لوگ سوائے چند ستاروں کے باقی تمام ستاروں
کے محتاج نہیں کہ وہ انھیں اپنے سفروں کے لیے علامات
قرار دیں اور وہ ستارے جنکی آسمان میں اتنی کثرت
ہے یہانتک کہ انکا شمار ممکن نہیں انکی مسافروں کو کیا
حاجت ہے؟ اگر تم اپنے دعویٰ کو وضاحت سے
بیان کر سکتے ہو تو بیان کرو۔ اجر پاؤ گے۔
اور اگر تم نے بیان نہ کیا اور تم ہرگز بیان نہ کرسکوگے
تو اس اللہ سے ڈرو جو باطل پرستوں کو پسند نہیں کرتا۔
اور تو کیسے خیال کرتا ہے کہ اللہ نے ستاروں

باطلة الحقيقة وما خلق فيها تاثيرات عجيبة وانا نرى خواصًا وتاثيرات فى ادنى مخلوقاته وكيف نعتقد ان الله الذى وشّح تلك الاجرام بالانوار الظاهرة وزينها بالصور المنيرة المشرقة المعجبة لم يلتفت الى ان يودع بواطنها انوارًا اخرى اعنى تاثيرات مما ينفع النّاس وقد سخر الشمس والقمر والنجوم للنّاس واشار الى ان كل منها خلق لمصالح العباد والى ان وجود تلك الاجرام من اعظم احساناته وتفضلاته۔ وانه لم يذكر تاثيرات بعض الاشياء فى كتابه المحكم وانها قد ثبت عند اولى التجارب فما لنا ان لا نقر بتاثيرات اشياء قد ذكرها الله تعالٰى فى القراٰن العظيم بل فضلها على اكثر النعماء وحث عباده على ان يفكروا فى خلق السّمٰوات والارض وايٰاتها وقال ان فى خلق السّمٰوات والارض واختلاف الّيل والنّهار لاٰيات لاولى الالباب والحق ان

کو بے حقیقت پیدا کیا ہے اور ان میں تاثیرات عجیبہ نہیں رکھیں؛ حالانکہ ہم اس کی ادنیٰ مخلوقات میں بھی خواص اور تاثیرات دیکھتے ہیں اور ہم کس طرح عقیدہ رکھ سکتے ہیں کہ وہ اللہ جس نے ان اجرام کو ظاہری انوار اور روشن، چمکدار اور دل لبھانے والی صورتوں سے مزیّن کیا ہے وہ ان کے باطن میں دوسرے انوار یعنی ایسی تاثیرات ودیعت کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوا جو لوگوں کو فائدہ دیں اور اس نے سورج چاند اور ستاروں کو لوگوں کے لیے مسخر کیا اور اسطرف اشارہ کیا کہ ان میں سے ہر ایک بندوں کے مصالح کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ کہ ان اجرام کا وجود اس کے عظیم تفضلات اور احسانات میں سے ہے مگر اس نے بعض چیزوں کی تاثیرات کو اپنی محکم کتاب میں بیان نہیں کیا اور اہلِ تجربہ کے نزدیک یہ بات ثابت ہے پس ہمیں کیا ہے کہ ہم ان تاثیرات کا اقرار نہ کریں جنکا اللہ تعالےٰ نے قرآنِ عظیم میں ذکر کیا ہے بلکہ انھیں اکثر نعماء پر فضیلت دی ہے اور اپنے بندوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور ان کے نشانات میں غور کریں اور اس نے فرمایا: "ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف الّیل والنّھار لاٰیات لاولی الالباب"۔ (آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لیے یقیناً کئی نشان ہیں)

تاثیرات الشمس والقمر والنجوم شئ یراہ الخلق فی کل وقتٍ وحین ولا سبیل الیٰ انکارھا مثلاً اختلاف الفصول وطبائعھا وخصوصیۃ کل فصل بامراض مخصوصۃ ونباتات معروفۃ وحشرات مشهورۃ شئٌ نعرفہ فلاحاجۃ الیٰ تفصیلھا وانت تعلم انہ اذا طلعت الشمس وفاضت الانوار فلاشك لهذا الوقت تاثیر فی النباتات والجمادات والحیوانات ثم اذا ھرم النھار وکاد جُرُف الیوم ینھار ففی ذٰلک الوقت تاثیرات اُخریٰ والحاصل ان لبعد الشمس وقربھا اثرا جلیا وتاثیرات قویۃ فی الاشجار والاثمار والاحجار وامزجۃ بنی اٰدم ولابد من ان نقربھا والا فاین نفر من علوم حسیۃ بدیھۃ ثابتہ عند کل قوم وکم من خواص القمر یعلمھا الدھاقین وارباب الفلاحۃ فیا حسرۃً علی الذین یقولون انا نحن

اور حق یہ ہے کہ سورج، چاند اور ستاروں کی تاثیرات ایسی چیزیں ہیں جسے مخلوق ہر وقت دیکھتی ہے اور انکے انکار کی کوئی گنجائش نہیں مثلاً موسموں اور ان کے طبائع کا اختلاف اور ہر موسم کا مخصوص امراض معروف نباتات اور مشہور کیڑے مکوڑوں سے مخصوص ہونا ایسی چیز ہے جسے تو جانتا ہے اور اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں اور تو جانتا ہے کہ جب سورج چڑھے اور انوار پھیلیں تو بیشک اس وقت نباتات، جمادات اور حیوانات میں خاص اثر ہوتا ہے، حتّٰی کہ جب دن کا آخری حصّہ ہو اور دن ختم ہونے کے قریب ہو تو اس وقت کی بہت سی دوسری تاثیرات ہیں اور حاصل کلام یہ ہے کہ سورج سے قُرب و بُعد کا درختوں پھلوں پتھروں اور بنی آدم کے مزاجوں میں واضح اور قوی اثر ہوتا ہے۔ ان کے اقرار کے سوا کوئی چارہ نہیں پس ہم ان علوم حسیہ بدیہیہ سے کہاں بھاگ سکتے ہیں اور جو ہر قوم کے نزدیک ثابت ہیں اور چاند کی کتنی ہی خاصیتیں جنھیں کسان، زراعت پیشہ لوگ جانتے ہیں۔ پس ہائے افسوس ان لوگوں پر جو کہتے ہیں ہم علماء ہیں۔ پھر وہ ادنیٰ جاہلوں کی مانند کلام کرتے ہیں اور حکماء اس بات پر متفق

العلماء ثم يتكلمون کارذل الجاهلین۔	ہیں کہ لوگوں میں سے زیادہ معتدل خطِ استوا
وقد اتفق الحکماء علیٰ ان اعدل	کے قریب رہنے والے لوگ ہیں اور کوئی
اصناف الناس سکان خط الاستواء	خاص تاثیر ہی ان کی اچھی صحت، فہم وعقل کے
وماھٰذا الا التاثیر خاص یکون سببا	کے زیادہ ہونے کا سبب ہے اور بیشک یہ
لکمال صحتھم وزیادۃ فھمھم و	نظر آنے والے علومِ حسیہ بدیہیہ سے ہے
حزمھم ولاشك ان ھٰذا من العلوم	اور اس سے صرف وہی اعراض کرتا ہے
الحسیۃ البدیھۃ المرئیۃ و لا	جسے دلائل و براہین کی روشنی نصیب نہیں ہوئی
یعرض عنہ الا الذی لا یحظی بسراج	اور وہ اس شاہراہ سے ہٹ گیا ہے۔ پس
الحجۃ ویزیغ عن المعجۃ فتعسا	اعراض کرنیوالوں پر ہلاکت ہو اور ہمارے دین
للمعرضین۔ وقد تقرر فی دیننا ان	میں یہ بات مسلّم ہے کہ بعض اوقات مبارک
بعض الاوقات مبارکۃ تجاب فیھا	ہوتے ہیں جن میں دعائیں قبول ہوتی اور تضرعات
الدعوات وتسمع فیھا التضرعات	سُنی جاتی ہیں جیسے لیلۃ القدر اور رات کا
کلیلۃ القدر وثلث الاخیر من اللیل	آخری تیسرا حصّہ اور محققین نے کہا ہے کہ
وقال المحققون ان فی الاوقات التی	نماز کے مقررہ اوقات میں بہت سی برکات
عینت للصلوات برکات مخفیۃ فلذلك	پوشیدہ ہیں اسی لیے اللہ نے انھیں عبادات
خصّھا اللّٰہ للعبادات فمن حافظ	کے لیے مخصوص کیا ہے۔ پس جس نے ان کی حفاظت
علیھا وقضٰی کل صلوٰۃ بحضور القلب	کی اور ہر نماز حضورِ قلب سے وقت پر ادا کی اُسے
فی وقتھا فلاشك انہ یعطی برکاتھا	یقیناً اسکی برکات عطا ہوں گی اور ان سے حصّہ پائیگا
ویصیبہ حظ منھا وینال سعادۃ	اور مطلوبہ سعادت حاصل کریگا اور بُرے ساتھی سے
مطلوبۃ وینجی من بئس القرین۔	نجات پائیگا۔
فتأمل ھٰذا الموضع حق التامل	پس اس مقام پر خوب غور کر کیونکہ یہ بڑی عظمت

فانه موضع عظيم ومن جد في الطلب وجاهد فتقارنه العناية والتوفيق والاجتباء ويعصمه الله من الخذلان ويجعله من الموفقين۔

واذا عرفت هذا فان كنت ذا قلب سليم فقد عرفت الحقيقة و زالت عنك شكوك كثيرة وشبهات في هذا الباب وانجابت غشاوة الاسترابة وبانت امارة الحق وكشف عنك الغمى وهديت الى نور اليقين وان كنت لا يكفيك هذا او تجد في نفسك طلب الزيادة في الايضاح والافصاح فاعلم ان القرآن قد صرح بهذا في غير موضع كقوله عزّ وجلّ فقال لها وللارض ائتيا طوعاً او كرهاً قالتا أتينا طائعين فقضٰهن سبع سمٰوات في يومين واوحىٰ في كل سماء امرها وكقوله يتنزل الامر بينهن وكقوله يدبر الامر من السماء الى الارض فهذه الآيات كلها تدل على ان الله الحكيم العليم الرحيم الكريم

والا مقام ہے اور جس نے طلب کرنے میں کوشش کی اور محنت کی تو عنایت اور توفیق اور برگزیدگی اس کے ساتھ رہے گی اور اللہ اسے محرومی سے بچائیگا۔ اور اسے توفیق یافتگان سے بنائیگا۔

اور اگر تجھے اس کی معرفت حاصل ہو گئی اور تو صاحبِ قلبِ سلیم ہے تو تجھے حقیقت مل جائے گی اور تیرے بہت سے شکوک اور شبہات دُور ہو جائیں گے اور شکوک کا پردہ چھٹ جائیگا اور حق کی علامت ظاہر ہو جائیگی اور شبہات دور ہو جائیں گے۔ تو نورِ یقین کی طرف ہدایت پائیگا۔ اور اگر تجھے یہ کافی نہ ہو اور تو اپنے نفس میں زیادہ وضاحت اور فصاحت کی طلب پائے تو جان لے کہ قرآن نے اس کی دُوسرے مقام پر بھی تصریح کی ہے جیسا کہ خدائے عزّوجل نے فرمایا: "فقال لها وللارض ائتيا طوعاً او كرهاً قالتا أتينا طائعين فقضٰهن سبع سمٰوات في يومين واوحىٰ في كل سماء امرها" (پس اس نے اس سے (آسمان) اور زمین سے کہا دونوں اپنی مرضی سے یا مجبور ہو کر آجاؤ۔ ان دونوں نے کہا ہم فرمانبردار ہو کر آگئے ہیں پھر انکو سات آسمانوں کی صورت میں دو دور میں بنایا اور ہر آسمان میں جو کچھ ہونا تھا اس کی طاقت اس میں ودیعت کر دی) اور جیسے اسکا قول ہے "یتنزل الامر بینھن" (ان آسمانوں اور زمینوں کے درمیان اسکا حکم نازل ہوتا رہتا ہے) اور جیسے اس کا قول ہے:

المتفضل خلق السموات والارض كذكروانثى واقتضت حكمته ان يجمعهما من حيث الفعل والانفعال و يجعل بعضهما مؤثرا فى بعض وهذا معنى قوله فقال لها وللارض ائتيا ففكر فى هذه الاية حق الفكر ولا تفرط فى جنب الله وقم لكسب الحسنات وتلافى الهفوات قبل الوفاة ولا تكن من الغافلين ـ

ثم انظر انه تعالىٰ قال فى مقام اخر قد انزلنا عليكم لباسًا وقال انزلنا الحديد وانزل من الانعام ومعلوم ان هذه الاشيأ لا تنزل من السمأ فما عزاها الله اليها الا اشارة الى ان العلة الاولى من العلل التى قدر الله تعالىٰ لخلق تلك الاشياء وتولدها و تكونها تاثيرات فلكية وشمسية و قمرية ونجومية واشار عزوجل فى هذه الايات الى ان الارض كامرأة و السماء كبعلها ولا تتم فعل احدهما الا بالاخرىٰ فزوجهما حكمة من

"يدبر الامر من السمآ الى الارض (وہ آسمانوں سے زمین تک اپنے حکم کو اپنی تدبیر کے مطابق قائم کریگا ـ) پس یہ تمام آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ حکیم وعلیم، رحیم وکریم اور فضل کرنیوالا ہے اور اسنے آسمانوں اور زمین کو نر و مادہ کی مانند پیدا کیا ہے اور اسکی حکمت نے تقاضا کیا کہ ان دونوں کو مؤثرا ور متأثر کیفیت میں جمع کرے اور اس نے ان میں سے بعض کو بعض میں مؤثر کر دیا اور یہ اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ فقال لھا وللارض ائتیا پس تو اس بات پر خوب غور کر اور اللہ کے بارے میں افراط سے کام نہ لے اور نیکیاں کمانے اور وفات سے قبل لغزش کی تلافی کیلئے کھڑا ہو جا اور غافلوں سے نہ بن ـ

پھر دیکھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر فرمایا ہے: "قد انزلنا علیکم لباسًا" (ہم نے تمہارے لیے ایک لباس پیدا کیا ہے) اور فرمایا ہے: "انزلنا الحدید" (ہم نے لوہا اتارا) "وانزل لکم من الانعام (اور اسنے تمہارے لئے جانور اتارے یعنی پیدا کئے) اور ظاہر ہے یہ اشیاء آسمان سے نازل نہیں ہوتیں ـ پس اللہ نے انکو اپنی طرف یہ بتانے کے لیے منسوب کیا ہے کہ ان اشیاء کی پیدائش، تولد اور تکوین کی علتوں میں سے علت اولیٰ تاثیراتِ فلکیہ، شمسیہ، قمریہ اور نجومیہ ہیں اور اللہ نے ان آیات میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ زمین ایک عورت اور آسمان اس کے خاوند کی طرح ہے اور ان دونوں میں سے ایک کا فعل

عنده وكان الله عليما حكيما۔

فتدبر في هذه الآيات بنظر
عميق وكرر النظر فيها واعلم ان هذا
الموضع من اجل المواضع لمن حققه
وفهمه ونظره بدقة النظر ويؤيد
هذه الآيات قوله تعالى فلا اقسم
بمواقع النجوم وانت تفهم أن في
هذا القول اشارة الى ان للنجوم
ومواقعها دخل لتحسس زمان
النبوّة ونزول الوحي ولاجل ذلك
قيل ان بعض النجوم لا يطلع الا في
وقت ظهور نبي من الانبياء فطوبى
للذي يفهم اشارات الله ثم يقبلها
كالتقات ولا يصول كالذي هو خليع
الرسن ومديد الوسن ومن العصاة
ومن المتكبرين۔

وان كنت ما سمعت من قبل
بيانًا واضحًا كمثل بياننا هذا فلا
تعجب من ذلك فان لكل موطن رجال
ولكل وقتٍ مقال وان الله لا ينزل
دقائق المعارف ولا يبسطها كل

دوسرے کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا۔ پس ان دونوں کا جوڑا بنانا اس کی
اپنی حکمت سے ہے اور اللہ علیم اور حکیم ہے۔

پس تو ان آیات میں گہری نظر کیساتھ غور کر اور پھر
اس میں بار بار نظر دوڑا اور جان لے کہ یہ جگہ اس شخص
کے لیے سب سے بڑی جگہ ہے جس نے اس کی تحقیق کی۔ اسے
سمجھا اور ژرف نگاہی سے اس کا جائزہ لیا اور ان آیات
کی تائید اللہ کا یہ قول کرتا ہے: "فلا اقسم بمواقع النجوم"
(اس میں ستاروں کے ٹوٹنے کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں)
اور تو جانتا ہے کہ اس قول میں اس طرف اشارہ ہے کہ نجوم
اور ان کے مواقع کو زمانۂ نبوّت اور نزولِ وحی سے ایک
خاص تعلق ہے اور اسی لیے کہا گیا ہے کہ بعض ستارے
صرف کسی نبی کے ظہور کے وقت ہی طلوع ہوتے ہیں
پس خوشخبری ہے اس شخص کیلئے جو اللہ کے اشارات کو سمجھتا
اور پھر انھیں متقیوں کی طرح قبول کرتا ہے اور اس
شخص کیطرح حملہ نہیں کرتا جو نافرمان، متکبر اور بے لگام
اور آزاد ہو۔

اور اگر تو نے ہمارا اس سے پہلے کوئی واضح
بیان نہ سنا ہو تو اس سے تعجب نہ کر کیونکہ ہر
جگہ کے مناسب حال کچھ آدمی ہوتے ہیں اور ہر
بات کا ایک وقت ہوتا ہے اور اللہ دقیق معارف
اور ان کی تفصیل کو ضرورت کے وقت ہی

البسط الا في وقت ضرورتها وكم من لطائف ونكات تخفى من اهل زمان ثم يأتي وقت اظهارها في زمان اٰخر فيبعث الله مجددا في ذٰلك الوقت وينطق محدّث الوقت بتلك النكات فيفصل مجملات اقتضت حالة الزمان تفصيلها وتلقى علٰى لسانه معارف الله التي قد جاء وقت تبيينها فيبيّنها للنّاس علٰى وجه البصيرة بجاشٍ متين۔ فيقبله الذي ركن من الدنيا الى الله ويعرض عنه الجاهل لغباوته وغلبة شقاوته فاتق الله وكن من الصالحين۔

واعلم ان كثيرا من العلماء الراسخين ذهبوا الى ما ذهبنا في تفسير هٰذه الاٰيات المتقدمة وكانوا يعتقدون ان في الشمس والقمر والنجوم تاثيرات خلقها الله لمصالح عباده كما قال الرازي في تفسيره الكبير وهو هٰذا۔ فان الشمس سلطان النهار والقمر سلطان الليل ولولا الشمس لما

نازل کرتا ہے اور کتنے ہی لطائف اور نکات ہیں جو ایک زمانہ کے لوگوں سے مخفی رہتے ہیں۔ پھر دوسرے زمانہ میں ان کو ظاہر کرنے کا وقت آ جاتا ہے۔ پس اللہ اس وقت ایک مجدد کو بھیجتا ہے اور محدثِ وقت ان نکات کو بیان کرتا ہے اور حالاتِ زمانہ کے تقاضہ کے مطابق ان مجملات کی تفصیل بیان کرتا ہے اور اس کی زبان پر کتاب اللہ کے وہ معارف جاری کیے جاتے ہیں جن کے کھول کر بیان کرنیکا وقت آ جاتا ہے اور وہ انھیں علیٰ وجہ البصیرت مضبوط دل کیساتھ بیان کرتا ہے۔ پس دنیا سے خدا کی طرف مائل ہونیوالا شخص اسے قبول کر لیتا ہے اور جاہل اپنی غباوت اور غلبۂ بدبختی سے اس سے اعراض کرتا ہے پس اللہ کا تقویٰ اختیار کر اور نیکوں سے ہو جا۔

اور جان لے کہ اکثر راسخ علماء متذکرہ آیات کی تفسیر میں اس طرف گئے ہیں جس طرف ہم گئے ہیں اور وہ عقیدہ رکھتے تھے کہ سورج، چاند اور ستاروں میں تاثیرات ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی مصلحتوں کے لیے پیدا کیا ہے۔ جیساکہ امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں کہا ہے۔ سورج دن کا اور چاند رات کا بادشاہ ہے اور اگر سورج نہ ہوتا تو چاروں موسم حاصل نہ ہوتے

حصلت الفصول الاربعة ولولاها لاختلت مصالح العالم بالکلیة وقد ذکرنا منافع الشمس والقمر بالاستقصاء فی اول هذا الکتاب تم کلامه فتفکر فیه ولا تمر بها کالنائمین۔

وقال صاحب حجة اللہ البالغة اما الانواء والنجوم فلا یبعد ان یکون لهما حقیقة فان الشرع انما اتی بالنهی عن الاشتغال به لا نفی الحقیقة البتة وانما توارث من السلف الصالح ترك الاشتغال به وذم المشتغلین وعدم القبول بتلك التاثیرات لا القول بالعدم اصلا وان منها ما یلحق البدیهیات الاولیة کاختلاف الفصول باختلاف احوال الشمس والقمر ونحو ذلك و منها ما یدل علیه الحدس والتجربة والرصد کمثل ما تدل هذه علی حرارة الزنجبیل وبرودة الکافور ولا یبعد ان یکون تاثیرها علی وجهین وجه یشبه الطبائع فکما ان لکل نوع طبائع مختصة به من الحر والبرد

اور اگر یہ موسم نہ ہوتے تو مصالح عالم مکمل طور پر مختل ہو جاتے اور ہم نے سورج اور چاند کے فوائد اس کتاب کے شروع میں پوری تحقیق سے بیان کیے ہیں" (اسکا کلام پورا ہوا) پس تو اس میں فکر کر اور اس کے پاس سے خوابیدہ آدمیوں کی طرح نہ گزر جا۔

اور حجۃ اللہ البالغہ کے مصنف نے کہا ہے البتہ پچھتر اور دوسرے ستاروں کے بارے میں یہ بعید نہیں کہ ان دونوں کی کوئی حقیقت ہو کیونکہ شریعت نے صرف ان میں مشغول ہو جانے سے منع کیا ہے حقیقت کی کلی طور پر نفی نہیں کی اور سلف صالح سے ان چیزوں میں مشغول نہ ہونا اور شغل رکھنے والوں کی مذمت اور ان تاثیرات کا قبول نہ کرنا ثابت ہے نہ یہ بات کہ تاثیرات بالکل ہیں ہی نہیں۔ اور ان میں سے بعض چیزیں ایسی ہیں جو بدیہیات اولیہ کے درجہ کو پہنچ چکی ہیں جیسے شمس و قمر کے حالات وغیرہ کے اختلاف سے موسموں کا بدلنا وغیرہ۔ اور ان میں سے بعض باتیں ایسی ہیں جن پر علم قیاس، تجربہ اور علم نجوم دلالت کرتے ہیں جیسا کہ یہ علوم سونٹھ کے گرم اور کافور کے ٹھنڈا ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور یہ بعید نہیں کہ ان کی تاثیر دو رنگوں میں ہو۔ ایک رنگ طبائع سے مشابہ ہو۔ پس جیسا کہ ہر نوع کی تاثیرات ہوتی ہیں جو اسی نوع کے ساتھ

واليبوسة والرطوبة بها يتمسك فى
دفع الامراض فكذٰلك للافلاك
والكواكب طبائع وخواص كحر الشمس
ورطوبة القمر فاذا جاء ذٰلك الكوكب
فى محلّه ظهرت قوته فى الارض الا
تعلم ان المرارة انما اختصت
بعادات النساء واخلاقهن بشئ
يرجع الى طبيعتها وان خفى ادراكها
والرجل انما اختص بالجرأة
والجهورية ونحوهما المعنى فى مزاجه
فلا تنكر ان يكون لحلول قوى الزهرة
والمريخ بالارض اثر كاثر هٰذه الطبائع
الخفية وثانيهما وجه يشبه قوة
روحانية مشتركة مع الطبيعة و
ذٰلك مثل قوة نفسانية فى الجنين
من قبل اُمّه وابيه والمواليد بالنسبة
الى السمٰوات والارضين كالجنين
بالنسبة الى ابيه واُمّه فتلك القوة
تُهيّئ العالم لفيضان صورة حيوانية
ثم انسانية ولحلول تلك القوى
بحسب الاتصالات الفلكية انواع

مختص ہوتی ہیں۔ جیسے گرم و سرد ہونا، خشک و تر ہونا
وغیرہ جن سے بیماریوں کے دُور کرنے میں مدد لی جاتی ہے
اسی طرح افلاک اور ستاروں کی تاثیرات اور خواص ہیں
جیسے سورج کی گرمی اور چاند کی رطوبت۔ پس جب وہ
ستارہ اپنی (جگہ) پر آجاتا ہے، تو اس کی قوّت زمین
میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ تلخی عورتوں
کی طبیعت سے مخصوص ہے اور انکے اخلاق بھی
ان کی طبیعت سے مناسبت رکھتے ہیں اور مرد اپنے مزاج
کے لحاظ سے ایک رنگ میں جرأت اور مردانگی کی خصوصیت
رکھتے ہیں۔ پس تو اس بات سے انکار نہ کر کہ جسطرح
ان طبائع خفیہ کا اثر ہوتا ہے اسی طرح زہرہ اور مریخ
کی قوتوں کا زمین پر نازل ہونیکا اثر ہوتا ہے۔ اور
دوسرا رنگ قوّتِ روحانیہ اور طبیعت سے
مشابہ ہے اور یہ اس قوّتِ نفسانیہ کے مشابہ ہے
جو بچّہ میں اس کی ماں اور باپ کی طرف سے
پائی جاتی ہے اور عناصر ثلاثہ کو آسمان اور زمین
سے وہ نسبت ہے جو بچّہ کو ماں باپ سے ہوتی ہے
پس یہ قوّت عالم کو صورتِ حیوانیہ پھر
صورتِ انسانیہ کے فیضان کے لیے تیار کرتی ہے
اور فلکی اتصالات کے لحاظ سے ان قوتوں کا
حلول کئی اقسام کا ہوتا ہے اور ہر نوع کے لیے

ولكل نوع خواص فامعن قوم في	بعض خواص ہوتے ہیں۔پس ایک قوم نے اس علم
هذا العلم فحصل لهم علم النجوم	میں غور کیا تو انھیں ستاروں کا علم حاصل ہوگیا جسکے
يتعرفون به الوقائع الآتية غير ان	ساتھ وہ آئندہ کے واقعات کا علم حاصل کرتے ہیں۔ مگر
القضاء اذا انعقد على خلافه جعل	جب قضاءِ الٰہی اس کے خلاف مقرر ہو جاتی ہے
قوة الكواكب منصوّرة بصورة اخرى	تو ستاروں کی قوتِ متصورہ کو ایک دوسری صورہ میں ظاہر
قريبة من تلك الصورة وانم الله	کر دیتی ہے جو اس صورت کے قریب ہوتی ہے اور اللہ
قضاءه من غير ان ينخرم نظام الكواكب	اپنے حکم کو پورا کرتا ہے بغیر اس کے کہ ستاروں کے خواص کے
في خواصها تم كلامه رحمه الله۔	نظام میں کوئی خلل واقع ہو۔
فانظر ايها العزيز كان الله	پس اے عزیز! دیکھ اللہ تعالےٰ تیرے ساتھ
معك انّ هذا القائل بتاثير النجوم	ہو کہ تاثیراتِ نجوم کا قائل ایک یہ شخص ہند
عالم ربّاني من علماء الهند وكان	کے علماء میں سے ایک عالم ربّانی ہے جو اپنے وقت کا
هو مجدد زمانه وفضائله متبيّنة	مُجدّد تھا اور ان کے فضائل اس ملک میں مشہور
في هذه الديار وهو امام في اعين	ہیں اور بڑوں اور چھوٹوں کی نظر میں امام ہے۔اور مومنوں
الكبار والصغار ولا يختلف في	میں سے کوئی بھی اس کی علوشان میں اختلاف نہیں
علوشانه احد من المؤمنين	رکھتا۔پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایک
فويل للذين يطيلون لسنهم	مغلوب بے شرم کی طرح اپنی زبانیں مسلمانوں کی تکفیر
لتكفير المسلمين كالوقاح المتسلطة	کے لیے دراز کرتے ہیں اور وہ اپنے اماموں کے کلمات
ولا يتفكرون في كلمات أئمتهم و	پر غور نہیں کرتے اور وہ چاہتے ہیں کہ کفّار کو زیادہ
يريدون ان يزيدوا الكفار ويقللوا	اور مُسلمانوں کو کم کریں۔اور وہ چاہتے ہیں کہ
اهل الاسلام ويريدون ان يلقوا	اُمّتِ مُسلمہ کو سخت فتنہ میں ڈال دیں۔ان
الأمة في فتنة صماء يكفر بعضهم	میں سے بعض بعض کو کافر قرار دے رہے ہوں

بعضًا ويبيعون الايمان لفضالة المأكل وشمالة المنهل ويسقطون كالذباب على قيح ومخاط وبراز الناس ويتركون وردًا وريحانًا ومسكًا وعنبرًا وانهار ماءٍ معين۔ ثم اعلم ان الفاضل الذى كتبنا قليلاً من كلامه قال فى فيوض الحرمين ازيد من هذا فلنذكر قليلاً من عباراته التى فيها بيان تاثير النجوم الافلاك وهى هٰذه۔

ربما لم يكن الرجل شريفا فى الاصل ولٰكنه ولد فى زمان تقتضى الاتصالات الفلكية يومئذٍ نباهة نسبه وارىٰ ان ذٰلك بنوع امتزاج زحل مع الشمس والمشترى بحيث يكون الزحل مرأة ونور الشمس والمشترى منعكسًا فيه فحينئذٍ يكون والله اعلم براعة النسب والنباهة من اجله ويكون ذٰلك الاتصال بحيث ينحفظ فى صورته المفاضة حكم هٰذا الاتصال كما ينحفظ فى الاولاد

اور وہ اپنے ایمانوں کو دسترخوان کے بچے کھچے ٹکڑوں اور گھاٹ کی جھاگ کے لیے بیچ دیتے ہیں اور وہ مکھیوں کی طرح ، اینٹھ ، پیپ ، لوگوں کے پاخانہ پر گرتے ہیں۔ اور گلاب ، ریحان ، کستوری ، عنبر اور صاف پانی کی نہروں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر جان لو کہ وہ فاضل جسکے کلام کا تھوڑا سا حصہ ہم نے لکھا ہے اس نے "فیوض الحرمین" میں اس سے بھی زیادہ لکھا ہے۔ پس ہم اس کی عبارتوں سے جو ستاروں اور افلاک کی تاثیرات سے متعلق ہیں کچھ لکھتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

بسا اوقات ایک شخص شریف الاصل نہیں ہوتا ، لیکن اتفاق سے وہ ایسے زمانہ میں پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت اتصالاتِ فلکیہ اس کی شرافتِ نسب کا تقاضا کرتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسی وقت ہوتا ہے جب زحل کا سورج اور مشتری کیساتھ ایک لحاظ سے امتزاج ہو اور اس امتزاج کی صورت یہ ہوتی ہے کہ زحل کی حیثیت ایک آئینہ کی ہو اور سورج اور مشتری کا نور اس میں منعکس ہو رہا ہو پس اسکی وجہ سے اسوقت نسب کی بزرگی اور شرافت پیدا ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ اور یہ اتصال اس طرح ہوتا ہے کہ اتصال کا اثر اس کی صورت پر اسطرح محفوظ ہو جاتا ہے جس طرح بچے

اشکال الوالدین وتخاطیطهما و هٰذا الرجل لیس له شرف موروث ثم قال فی مقام اٰخر من کتابه الفیوض هاک ما فهمنی ربی انه یجیء من مدد السماء الاولیٰ نقول وتوسطات وزی ـ ومن السماءٔ الثانیة قواعد منضبطة فتکتب وتسطر وتعلم وتؤثر کابرًا عن کابر وتوقر بها الصدور وتملاء به الصحف ومن السماء الثالثة لون طبعی فتصیر طبیعته وتمیل الیه الطبائع وتهیج لها حمیة منهم فیحمونها وینصرونها ویناضلون دونها ویحبونها کحب الاموال والاولاد والانفس ـ ومن السماء الرابعة غلبة وقوة وتسخیر فیکون مسخّرًا لها اکابر الناس واصاغرهم علماءهم وامراءهم ومن السماء الخامسة نکائة وشدة فلن تریٰ منکرًا لها الا وقد امتحن بالمحن وابتلی بالبلایا ولعن وعوقب کان من الغیب

یں والدین کے نقوش اور خد و خال آجاتے ہیں۔ اب یہ جو مولود ہوتا ہے اس کو ورثہ میں بزرگی و نسب نہیں ملتا۔ پھر انھوں نے اپنی کتاب فیوض الحرمین میں ایک اور جگہ لکھا ہے کہ "اس ضمن میں جو میرے رب نے مجھے سمجھایا ہے یہ ہے کہ پہلے آسمان سے جو مدد نازل ہوتی ہے وہ نقول، توسطات اور لباس کی صورت میں ہوتی ہے اور دوسرے آسمان سے مدوّن و مرتّب قواعد جو لکھے جاتے ہیں، پڑھے جاتے ہیں اور سیکھے جاتے ہیں اور نسل در نسل مؤثر ہوتے ہیں اور ان کے ذریعے سے سینے معزز ہوتے ہیں اور ان سے صحیفے پُر ہوتے ہیں۔ اور تیسرے آسمان سے ایک طبعی رنگ کا فیضان ہوتا ہے اور یہ رنگ انسان کی طبیعت بن جاتا ہے اور لوگوں کی طبائع اس کی طرف مائل ہوتی ہیں اور اسی رنگ کیلئے ان کی حمیت جوش میں آتی ہے۔ پس وہ اسکی حمایت کرتے ہیں، اس کی مدد کرتے ہیں اور اس سے وہ مقابلہ کرتے ہیں اور اس سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسے وہ اپنے اموال سے اولاد سے اور اپنی جانوں سے محبت کرتے ہیں اور چوتھے آسمان سے غلبہ، قوّت اور تسخیر نازل ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے بڑے اور چھوٹے علماء و امراء سب کے سب اس کے لیے مسخر کر دیے جاتے ہیں۔ اور پانچویں آسمان سے تکلیف اور شدّت نازل ہوتی ہے اور تو دیکھے گا کہ اس کا منکر

ناصرًا لها ومن السماء السادسة هداية معظمة فيكون سببًا لاهتدائهم ومثابة للناس الى كمالهم ومن السابعة الشرف الدائم الذى كالندب فى الحجر لا يزال حتى تمزع اوصاله وتقطع اجزائه فهذه اركان سبعة تلتئم فى الملاء الاعلى فيكون جسدًا سوى فيهم فينفخ من التدلى الاعظم جذب فيها بمنزلة الروح فى الجسد فمن تلبس بتلك الاذكار والافكار وتزين بذالك الذى شملته الرحمة الالهية واتاه الجذب من فوقه ومن تحته و يمينه وشماله ومن حيث لا يحتسب ثم يربى هذا الطفل سادات الملاء الاعلى و يخدمه الملاء السافل فلا يزال يتقرر امره ويزداد شانه حتى يأتى امر الله على ذلك فهذه هى الطريقة وقس عليه المذهب فى الفروع والاصول

مصائب میں گرفتار اور دکھوا میں مبتلا کیا جائیگا اس پر لعنت کی جائیگی اور اسے عذاب دیا جائیگا. گویا غیب سے کوئی اسکی مدد کر رہا ہے اور چھٹے آسمان سے بڑی پُر عظمت ہدایت نازل ہوتی ہے۔ وہ شخص لوگوں کی ہدایت کا سبب بن جاتا ہے اور انکے کمالات کے حصول کی جگہ بن جاتا ہے اور ساتویں آسمان سے ایک مستقل شرف عطا ہوتا ہے جو پتھر میں اس نشان کی مانند ہوتا ہے کہ جبتک پتھر کے جوڑ جوڑ الگ نہ کیے جائیں اور اس کے اجزاء ٹکڑے ٹکڑے نہ کیے جائیں وہ اس سے زائل نہیں ہوتا. پس یہ سات ارکان ہیں جو تم ملاء اعلےٰ میں اس طرح پاتے ہو کہ ان تمام کا وہاں ایک جسم بن جاتا ہے پھر اس جسم میں تدلی اعظم کی طرف سے جذب کی روح پھونکی جاتی ہے جو اس کے لیے وہی حیثیت رکھتی ہے جو ایک انسانی جسم میں روح کی ہوتی ہے. پس جو ان اذکار اور افکار کا لباس پہن لیتا اور اس سے مزین ہو جاتا ہے تو رحمت الٰہیہ سے ڈھانپ لیتی ہے اور اس پر اوپر سے نیچے سے، دائیں سے بائیں سے اور ایسی جگہ سے جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتا جذب کا نزول ہوتا ہے پھر ملاء اعلیٰ کے اکابر اس بچہ کی تربیت کرتے ہیں اور ملاء سافل اسکی خدمت کرتے ہیں اور اس طرح اس کی حیثیت برابر مستقل ہوتی جاتی اور اسکی شان بڑھتی جاتی ہے. یہانتک کہ اسکے متعلق اللہ کا حکم صادر ہو جاتا ہے. پس یہی اصل طریق سلوک ہے اور تو

فکل من ادعى ان الله تعالى اعطا طريقة او مذهبا ولم يكن الذى اعطى كما وصفنا فقد عجز عن معرفة الامر على ما هو عليه ثم ليس كل احد يقضى له بالطريقة وليس عند الله جزاف ولا تخمين فى شئ من الاشياء بل انما يعطى من جبل مباركا زكيا فيه امداد الافلاك السبعة والملاء الاعلى والسافل وله رحمة خاصة من التدلى الاعظم وكم من عارف عظيم المعرفة او فانى باقى شديد الفناء سائغ البقاء ليس بمبارك زكى فلا يعطاها وكذلك لا يتعاطى حفظها كل احد بل لكل امر رجل خلق له و يسرت جبلة لذلك واما صورة ظهورها فنشأة اخرى وراء النشأة المتعارفة حقيقة بركة فائضة فى الاعراض والافعال تم كلامه رحمه الله فان كفرت احد بهذه العقائد نكفره اولا فان الفضل للمتقدمين من اعتراضاتهم انهم قالوا

مذہب کے فروع اور اصول کو اس پر قیاس کرے۔
ہر وہ شخص جو اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ سے سلوک کا کوئی طریق یا مذہب عطا کیا ہے اور وہ شخص جسے یہ طریق عطا کیا ہوا ایسا نہ ہو جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو وہ معاملہ کی حقیقت کو سمجھنے سے عاجز رہے گا، اور پھر آدمی ایسا ہوتا بھی نہیں کہ اسکے لیے کس طریق کا فیصلہ کیا جائے ورنہ اللہ تعالےٰ تو کسی چیز کے بارے میں ظن و تخمین سے کام نہیں لیتا، بلکہ وہ صرف ان عظیم المرتبت لوگوں کو عطا کرتا ہے جو مبارک اور پاکباز ہوں اور اس میں ساتوں آسمانوں اور ملاء اعلیٰ اور سافل کی امداد شامل ہوتی ہے اور اسکے لیے تدلی اعظم کی خاص رحمت ہوتی ہے اور کتنے ہی عارف ہیں جو بڑی معرفت والے ہیں اور مقام فنا میں انتہا تک پہنچے ہوئے اور مقام بقاء کے حامل ہیں لیکن چونکہ انکی جبلت مبارک اور پاک نہ تھی اس لیے ان کو یہ نعمت عطا نہ ہوئی اسی طرح طریقۂ سلوک کی حفاظت کا منصب ہر شخص کو عطا نہیں ہوتا بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ہر کام کیلئے ایک آدمی ہوتا ہے جو اس کام کے لیے پیدا ہوتا ہے اور اس میں اس کام کو کرنے کی جبلی استعداد ہوتی ہے؛ البتہ اسکے ظہور کی صورت معروف پیدائش سے ہٹ کے ایک اور پیدائش ہے۔ مصنف کا کلام پورا ہوا اللہ ان پر رحم کرے، پس اگر تو ان عقائد کی وجہ سے کسی کو کافر قرار دیتا ہے تو بیشک سب سے پہلے اسکو کافر قرار دے کیونکہ فضیلت متقدمین کو ہے۔
اور ان کا یہ بھی اعتراض ہے کہ یہ شخص مسیح۔

ان هذا الرجل يحقر معجزات المسيح ويستهزء بها ويقول انها ليست بشئ ولو اردت لأري مثلها بل اكبر منها ولكني اكره ولا اتوجه اليها كالشائقين ـ اما الجواب فاعلم ان المعجزة ليس من فعل العباد بل من افعال الله تعالیٰ فما كان لرجل ان يقول اني افعل كذا وكذا باختياري وارادتي وما يفعل انسان باختياره وارادته وتدبيره فهو فعل من افعال الانسان ولا نسميه معجزة بل هو مكيدة او سحر فافهم يا اخي زادك الله رشداً اني ما قلت كما فهم المستعجلون بل قلت متكلماً بزيّ رجل محمّدي نظراً علیٰ فضلٍ كان علیٰ سيّدنا محمّدنِ المصطفیٰ خاتم النّبيين وما ضحكتُ على المسيح و ما استهزءت بمعجزاته بل كان مرادي من كلماتي كلها انّا اوتينا ديناً كاملاً ونبيّاً كاملاً ولا شك انا نحن خير امة اخرجت للناس فكر من كمال يوجد

علیہ السلام کے معجزات کی تحقیر کرتا ، ان پر استہزاء کرتا اور کہتا ہے کہ وہ تو کچھ بھی نہیں اور اگر میں چاہوں تو اس جیسے بلکہ اس سے بڑے معجزات دکھا سکتا ہوں ، لیکن میں ناپسند کرتا ہوں اور ان کی طرف شائقین کی مانند توجہ نہیں کرتا ۔ اس کے جواب میں تو جان لے کہ معجزہ دکھانا بندوں کا فعل نہیں بلکہ اللہ کا فعل ہے ۔ پس کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ کہے میں یہ اپنے اختیار اور ارادہ سے کرتا ہوں اور انسان جو اپنے اختیار، ارادہ اور تدبیر سے کرتا ہے ، وہ انسانی فعل ہے اور ہم اسکا نام معجزہ نہیں رکھتے بلکہ وہ ایک تدبیر یا جادو ہے ۔ پس اے میرے بھائی تو سمجھ لے اللہ تجھے مزید ہدایت دے ۔ میں نے ایسے نہیں کہا جیسے جلد بازوں نے سمجھ لیا ہے بلکہ میں نے ایک محمدی شخص کے لباس میں اپنے آقا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونے والے فضل کو مدِ نظر رکھ کر بات کی ہے ۔

اور میں مسیح علیہ السلام پر ہنسا نہیں اور نہ میں نے اس کے معجزات پر استہزاء کیا ہے بلکہ میرے تمام کلمات سے میری مُراد یہ تھی کہ ہمیں ایک کامل دین اور کامل نبیؐ ملا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم ہی خیرِ اُمت ہیں جو لوگوں کے فائدہ

فی الانبیاء بالاصالۃ ویحصل لنا افضل
منہ واولیٰ منہ بالطریق الظلّی وھٰذا
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء الا تریٰ
الیٰ قول رسول اللہ صلی اللہ اذ قال
ان فی الجنۃ مکانا لاینالہ الا رجل واحد
وارجو ان اکون انا ھو فبکیٰ رجل من
سماع ھٰذا الکلام وقال یارسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلّم لا اصبر علیٰ فراقك
ولا استطیع ان تکون فی مکان وانا فی
مکان بعید عنك محجوباً عن رؤیۃ
وجہك فقال لہٗ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلّم انت تکون معی وفی
مکانی فانظر کیف فضّلہ علی الانبیاء
الذین لایجدون ذالك المکان ثم
انظر الیٰ قولہ تعالی ودعائہ الذی
علمنا اھدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیھم
فانا اُمرنا ان نقتدی الانبیاء کلّھم
ونطلب من اللہ کمالاتھم ولما کانت
کمالات الانبیاء کاجزاء متفرقۃ و
امرنا ان نطلبھا کلھا ونجمع مجموعۃ

کیلئے پیدا کئے گئے ہیں پس کتنے ہی کمال ایسے ہیں جو انبیاء
میں اصالتاً پائے جاتے ہیں اور ہمیں وہ افضل و اعلیٰ طور پر
ظلّی طریق سے حاصل ہوتے ہیں اور یہ اللہ کا فضل ہے
وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ کیا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم
کے قول کی طرف نہیں دیکھتا جب آپؐ نے فرمایا جنّت
میں ایک مکان ہے جسے ایک ہی شخص حاصل کر سکتا ہے اور
میں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ مَیں ہی ہوں۔ آپکی یہ بات سُنکر
ایک شخص رو پڑا اور اُس نے کہا یارسول اللہ میں آپ سے جُدا
ہونے پر صبر نہیں کر سکوں گا اور مَیں اس بات کی بھی طاقت
نہیں رکھتا کہ آپؐ ایک جگہ ہوں اور مَیں آپ سے دور دُوسری
جگہ اور آپکا چہرہ مبارک دیکھنے سے حجاب میں ہوں۔ تو
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تُو میرے ساتھ ہوگا
اور میری جگہ میں ہوگا۔ پس دیکھ کہ کیسے اللہ نے اسے
دُوسرے انبیاء پر فضیلت دی ہے جو اس جگہ کو نہیں
پا سکتے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اس قول اور اس دعا کیطرف
دیکھ جو اس نے ہمیں سکھائی یعنی "اھدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیھم" (ہمیں سیدھے راستہ پر چلا، ان لوگوں
کے راستہ پر جنپر تو نے انعام کیا۔) پس ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم
سب انبیاء کی پیروی کریں اور اللہ تعالےٰ سے انکے
کمالات طلب کریں اور جب انبیاء کے کمالات
متفرق اجزاء کی مانند ہیں اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ان سب کو

تلک الاجزاء فی انفسنا فلزم ان یحصل لنا شیٔ بالظلیۃ ومتابعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالم یحصل لفردٍ فردٍ من الانبیاء وقد اتفق علماء الاسلام انہ قد یوجد فضیلۃ جزئیۃ فی غیر نبیّ لا توجد فی نبیّ ثم انظر الی کلام ابن سیرین حین سئل عن مرتبۃ المھدی وقیل اھو کابی بکر فی فضائلہ قال بل ھو افضل من بعض الانبیاء وما اختلف اثنان من علماء ھذہ الامّۃ فی ان الفضائل الظلّیۃ التی توجد فی ھذہ الامۃ تفوق بعض الفضائل التی توجد فی الانبیاء بالاصالۃ ولذلک قیل ان الانبیاء السابقین کانوا ینظرون الی ھذہ الامۃ بعین الغبطۃ وتمنی اکثرھم ان یکونوا منھم فلو لم یکن فی ھذہ الامۃ شیٔ من انواع الفضائل التی لم توجد فی انبیاء بنی اسرائیل فلم سئلوا ربھم ان یجعلھم من ھذہ الامّۃ واماکراھتنا من بعض

طلب کریں اور اپنے نفوس میں ان اجزاء کا ایک مجموعہ جمع کریں تو لازم آیا کہ ہمیں ظلی رنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے وہ چیز حاصل ہو جائے جو انبیاءؑ کو فرداً فرداً حاصل نہیں ہوئی اور علماء اسلام اس پر متفق ہیں کہ کبھی کوئی جزوی فضیلت غیر نبی میں ایسی بھی پائی جاتی ہے جو کسی نبی میں نہیں پائی جاتی پھر ابن سیرین کے کلام کی طرف دیکھ جب ان سے مہدی کے مرتبے کے متعلق سوال کیا گیا اور کہا گیا کہ کیا وہ اپنے فضائل میں ابو بکرؓ کی مانند ہوگا تو فرمایا بلکہ وہ بعض انبیاء سے بھی افضل ہوگا اور اس امت کے علماء میں سے کسی دو نے بھی اس بات میں اختلاف نہیں کیا کہ وہ ظلی فضائل جو اس اُمت میں پائے جاتے ہیں وہ ان بعض فضائل پر فوقیت لے گئے ہیں جو انبیاءؑ میں اصالتاً پائے جاتے ہیں اور اسی لیے کہا گیا ہے کہ سابق انبیاء اسی اُمت کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان میں سے اکثر نے یہ تمنا کی ہے کہ وہ اس میں سے ہوں۔ پس اگر اس اُمت میں فضائل کی اقسام سے کوئی ایسی چیز نہ ہوتی جو بنی اسرائیل کے انبیاء میں نہ تھی تو انھوں نے اپنے رب سے یہ سوال کیوں کیا کہ وہ انھیں اس اُمت سے بنا دے؟ البتہ حضرت مسیحؑ کے بعض معجزات

معجزات المسیح فامر حق وکیف لا
نکرہ امورًا لا نوجد حلتها فی شریعتنا
مثلا قد کتب فی انجیل یوحنا الاصحاح
الثانی ان عیسٰی دُعی مع اُمّہ الی العرس
وجعل الماء خمرًا من اٰنیۃ لیشرب
الناس منها فانظر کیف لا نکرہ مثل
ھٰذہ الاٰیات فانا لا نشرب الخمر ولا
نحسبہ شیئًا طیبًا فکیف نرضی بمثل
ھٰذہ الاٰیۃ وکم من امور کانت من
سنن الانبیاء ولکنا نکرھها ولا نرضی
بها فان اٰدم صفی اللّٰہ کان یزوج
بنتہ ابنہ ونحن لا نحسب ھٰذا العمل
حسنًا طیبًا فی زماننا بل کُنّا کارھین۔
فلکلّ وقت حکم ولکل امّۃ منہج
وکذٰلک نکرہ ان یکون لنا اٰیۃ خلق الطیور
فان اللّٰہ ما اعطی رسولنا ھٰذا الاعجاز
وما خلق نبینا ذبابۃ فضلا عن
ان یخلق طیرًا عظیمًا وکان السرّ فی
ذٰلک اعلاء کلمۃ التوحید وتنجیۃ
الناس من کل ما ھو کان محل الخطر بل
قد یکون کبذر الشرک ھٰذا ما کان

سے ہماری کراہت حق بات ہے اور ہم کیسے ان اُمور
کو ناپسند نہ کریں جنکا جواز ہماری شریعت میں نہیں
ہے۔ مثلاً انجیل یوحنا کے باب۲ میں ہے کہ عیسٰی علیہ السلام
کو آپ کی والدہ کے ساتھ ایک شادی میں بلایا گیا۔
اور آپ نے ایک برتن کے پانی کو شراب بنا دیا تھا
تا لوگ اسے پیئیں۔ پس دیکھ کہ ہم اس قسم کے نشانات
کو ناپسند کیوں نہ کریں کیونکہ ہم شراب نہیں پیتے اور
اسے طیب نہیں سمجھتے۔ پھر ہم ایسے نشان پر کیسے
راضی ہو جائیں اور کئی ایک امور سنتِ انبیاء
تھے، لیکن ہم اُنھیں ناپسند کرتے ہیں اور
ان پر رضا مند نہیں ہوتے۔ آدم صفی اللہ اپنی
بیٹی کی شادی اپنے بیٹے سے کر دیتے تھے اور ہم اپنے زمانہ میں
اس فعل کو اچھا اور طیب خیال نہیں کرتے بلکہ ناپسند کرتے ہیں۔
پس ہر وقت کے لیے ایک حکم ہے اور ہر اُمت
کے لیے ایک مسلک ہوتا ہے اور اسی طرح ہم ناپسند
کرتے ہیں کہ ہمارے لیے پرندے پیدا کرنے کا معجزہ ہو کیونکہ
اللہ نے ہمارے رسُول کو یہ معجزہ عطا نہیں کیا،
اور ہمارے رسول اللہ علیہ وسلّم نے بڑا پرندہ پیدا کرنا تو
کجا ایک مکھی بھی پیدا نہیں کی اور اس میں راز یہ تھا کہ کلمۂ
توحید بلند ہو اور ہر خطرے کی جگہ سے لوگوں کو بچایا جائے۔
بلکہ کبھی وہ مقام شرک کے بیج کی مانند ہوتا ہے۔
یہی بات ہماری کتاب میں مقصود تھی اور اعمال

مرادنا فی کتابنا وانما الاعمال بالنیّات فتدبر ساعة لعل اللہ یجعلک من المصدقین۔

کا مدار نیتوں پر ہے۔ پس تو کچھ دیر غور کر شاید اللہ تعالیٰ تجھے تصدیق کرنیوالا بنا دے۔

ومن اعتراضاتھم انھم قالوا ان ھٰذا الرجل یحسب الملائکة ارواح الشمس والقمر والنجوم اما الجواب فاعلم انھم قد اخطؤا فی ھٰذا واللہ یعلم انی لا اجعل ارواح النجوم ملائکة بل اعلم من ربّی ان الملائکة مدبرات للشمس والقمر والنجوم وکلما فی السماء والارض وقد قال اللہ تعالیٰ وان کلّ نفسٍ لمّا علیھا حافظ وقال والمدبرات امرًا ومثل تلک الاٰیات کثیر فی القراٰن فطوبیٰ للمتدبرین۔

اور ان کا ایک اعتراض یہ ہے کہ یہ شخص فرشتوں کو سورج، چاند اور ستاروں کی ارواح خیال کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے اس بارہ میں غلطی کھائی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں ستاروں کی روحوں کو فرشتے قرار نہیں دیتا بلکہ میرے رب نے مجھے علم دیا ہے کہ فرشتے سورج، چاند، ستاروں اور آسمان و زمین کی ہر چیز کی تدبیر کرنیوالے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "وان کل نفسٍ لمّا علیھا حافظ" (کوئی ایسی جان نہیں جس پر ایک نگران مقرر نہ ہو) اور فرمایا ہے: "والمدبرات امرًا (پھر وہ کام کی تدبیروں میں لگ جاتی ہیں) اور ان جیسی اور بہت سی آیاتِ قرآنیہ ہیں۔ پس تدبّر کرنیوالوں کو مبارک ہو۔

ومن اعتراضات المکفرین انھم قالوا ان ھٰذا الرجل ادعی النّبوّة و قال انی من النبیّین۔ اما الجواب فاعلم یا اخی انی ما ادعیت النبوّة وما قلت لھم انّی نبیّ ولٰکن تعجلوا واخطؤا فی فھم قولی وما فکروا

اور مجھے کافر کہنے والوں کا ایک اعتراض یہ ہے کہ انھوں نے کہا کہ اس شخص نے نبوّت کا دعویٰ کیا ہے اور کہا ہے کہ مَیں نبیوں میں سے ہوں اور اسکے جواب میں میں کہتا ہوں کہ اے میرے بھائی تو جان لے کہ مَیں نے نہ تو نبوّت کا دعویٰ کیا ہے اور نہ مَیں نے یہ کہا ہے کہ مَیں نبی ہوں۔ لیکن لوگوں نے جلد بازی

حق الفكر بل اجترؤا على نحت بهتان مبين - وتراهم يسارعون الى التكفير ويكفرون بعض المؤمنين ويخادعون البعض ولا يخفى على الله ما فى صدور الظالمين ومنهم من يعجب الناس قوله ويقسم بالله انه على الحق و هو اوّل المبطلين يلبس الحق بالباطل ويغطى الصدق على الكذب - ويسعى سعى العفاريت وينجس وجه الارض بالتمويهات والتلبيسات ويفوق بمكره كل مكار ثم يسمّى الصادقين دجالين -

وما قلت للناس الّا ما كتبت فى كتبى من انى محدّث ويكلّمنى الله كما يكلم المحدّثين - والله يعلم انه اعطانى هذه المرتبة فكيف اردُّ ما اعطانى الله ورزقنى من رزق ءاعرض عن فيض ربّ العلمين - وما كان لى ان ادعى النبوّة واخرج من الاسلام والحق بقوم كافرين - وها اننى لا اصدق انها من الهاماتى

سے کام لیا اور میری بات سمجھنے میں اُنھوں نے غلطی کھائی ہے اور اُنھوں نے پوری طرح غور نہیں کیا بلکہ اُنھوں نے کُھلا کُھلا بہتان تراشنے کی جرأت کی ہے اور تو انہیں دیکھے گا کہ وہ کفر کا فتویٰ دینے میں جلدی کرتے ہیں اور بعض مومنوں کی تکفیر کرتے ہیں اور بعض کو دھوکہ دیتے ہیں اور ظالموں کے سینوں کی کوئی بات مخفی نہیں اور ان میں سے وہ بھی ہے جس کی بات لوگوں کو پسند آتی ہے اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ وہ حق پر ہے حالانکہ وہ پہلا باطل پرست ہے وہ حق کو باطل کیساتھ ملاتا ہے اور جھوٹ پر سچائی کا پردہ ڈالتا ہے اور شریر اور مکّار لوگوں کی مانند سعی کرتا ہے اور سطح زمین کو ملمع سازیوں اور شکوک و شبہات سے ناپاک کرتا ہے اور اپنے مکر سے تمام مکّاروں پر فوقیت لے جاتا ہے پھر وہ راستبازوں کو دجّال کا نام دیتا ہے۔

اور مَیں نے لوگوں کو وہی بات کہی ہے جو مَیں نے اپنی کتب میں لکھّی ہے یعنی یہ کہ مَیں ایک محدّث ہوں اور مجھ سے اللہ اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح وہ محدّثوں سے کلام کرتا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ خود اسی نے مجھے یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ پھر مَیں اللہ کی عطا اور اس کے رزق کو کیسے رد کر سکتا ہوں؟ کیا مَیں ربّ العالمین کے فیض سے اعراض کروں؟ اور میرے لیے جائز نہیں کہ مَیں نبوّت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں سے مل جاؤں اور یہ بات بھی یاد رکھو کہ مَیں اپنے الہامات میں سے کسی الہام کی

الا بعد ان اعرضه علی کتاب اللّٰہ واعلم انہ کلّما یخالف القراٰن فھو کذب و الحاد و زندقة فکیف ادعی النبوّة وانا من المسلمین۔ واحمد اللّٰہ علی انی ماوجدت الھاما من الھاماتی یخالف کتاب اللّٰہ بل وجدت کلّھا موافقا بکتاب ربّ العالمین۔

ومن الناس من یقول ان باب الالھام مسدود علی ھٰذہ الامة وما تدبر فی القراٰن حق التدبر وما لقی الملھمین۔ فاعلم أیھا الرشید ان ھٰذا القول باطل بالبداھة ویخالف الکتاب والسنة وشھادات الصالحین۔ اما کتاب اللّٰہ فانت تقرء فی القراٰن الکریم اٰیات تؤید قولنا ھٰذا وقد اخبر اللّٰہ تعالیٰ فی کتابہ المحکم عن بعض رجال و نساء کلّمھم ربّھم وخاطبھم و امرھم ونھاھم وما کانوا من الانبیاء ولا رسل رب العلمین۔ الا تقرء فی القراٰن لاتخافی ولاتحزنی انا رادوہ الیک

اسوقت تک تصدیق نہیں کرتا جبتک کہ مَیں اسے اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآنِ کریم پر پیش نہ کروں اور یہ بھی جان لے کہ ہر وہ بات جو مخالفِ قرآن ہے وہ جھوٹ، الحاد اور بے دینی ہے۔ پھر مَیں کس طرح نبوّت کا دعویٰ کر سکتا ہوں جبکہ مَیں مسلمان ہوں اور مَیں اس بات پر اللہ کی حمد کرتا ہوں کہ مَیں نے اپنے الہامات میں سے کوئی الہام ایسا نہیں پایا جو کتاب اللہ کے خلاف ہو بلکہ مَیں نے ان سب کو کتاب اللہ کے موافق پایا۔

اور کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اِس اُمت پر الہام کا دروازہ بند ہے اور اس نے قرآن میں اس طرح تدبّر نہیں کیا جیسا کہ تدبّر کرنے کا حق ہے اور نہ ہی وہ ملہمین سے ملے ہیں۔ پس اے عقلمند تو جان لے کہ یہ بات بالبداہت باطل اور کتاب اللہ، سنت اور صالح لوگوں کی شہادت کے خلاف ہے۔ جہانتک کتاب اللہ کا سوال ہے، تو اس میں متعدد ایسی آیات پڑھتا ہے جو ہمارے اس قول کی تائید کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بعض ان مردوں اور عورتوں سے متعلق خبر دی ہے جن سے انکے رب نے کلام کیا۔ اُنھیں مخاطب کیا۔ اُنھیں بعض باتوں کا حکم دیا اور بعض باتوں سے انھیں منع فرمایا حالانکہ وہ نبی اور رسول نہ تھے۔ کیا تو قرآنِ کریم میں نہیں پڑھتا کہ "لاتخافی ولاتحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین"

وجاعلوه من المرسلین۔

فتدبّر أیّھا المنصف العاقل کیف لایجوز مکالمات اللہ ببعض رجال ھٰذہ الامۃ التی ھی خیر الامم وقد کلم اللہ لنساء قوم خلوا من قبلکم وقد اتاکم مثل الاوّلین۔ فان کان بعض الناس فی شک من الھامی وکان لھم عجب من ان یخاطب اللہ احدا من ھٰذہ الامۃ ویکلّمہ من غیر ان یکون نبیًّا فلم لایحکمون القراٰن فیما شجر بینھم ولم لا یردون الامر الی اللہ ورسولہ ان کانوا مؤمنین وقد قال اللہ تعالٰی لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وقال ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولاتحزنوا وابشروا بالجنّۃ التی کنتم توعدون۔ نحن اولیاءکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون۔ وقال یلقی الروح من امرہٖ علی من یشاء من عبادہٖ

(تو خوف نہ کھا اور نہ غم کر ہم اسکو تیری طرف لوٹا کے لائینگے اور اسکو رسولوں سے بنائیں گے۔)

پس اے عقلمند اور منصف مزاج انسان تو غور کر کہ اس بہترین اُمّت کے بعض مردوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے مکالمات کیوں جائز نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں کی بعض عورتوں سے بھی کلام کیا ہے۔ اور تمہارے پاس سلف کی مثالیں موجود ہیں۔ اگر بعض لوگوں کو میرے الہام میں شک ہے اور انھیں اس بات پر تعجب ہے کہ خدا تعالیٰ اس اُمّت کے ایک فرد کو مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرے بغیر اس کے کہ وہ نبی ہے۔ پس اگر وہ مومن ہیں تو پھر امرِ متنازع میں قرآنِ کریم کو حَکم کیوں نہیں بناتے اور معاملہ کو خدا اور اس کے رسول صلعم کی طرف کیوں نہیں لوٹاتے؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "لھم البشریٰ فی حیٰوۃ الدنیا" (انکے لیے اس زندگی میں بشارت ہے) اور فرمایا ہے: "ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون" (وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدہ پر قائم ہو گئے ان پر فرشتے اتریں گے یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور غم نہ کرو اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جسکا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست اور آخرت میں بھی تمہارے دوست رہینگے اور اس جنت میں جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملیگا اور جو کچھ تم مانگو گے وہ تمکو اس میں ملے گا۔)

لينذر يوم التلاق - وقال ويجعل
لهم فرقانا ويجعل لهم نورا يمشون
به فالنور الذى هو الامر الفارق بين
خواص عباد الله وبين عباد اخرين
هو الالهام والكشف والتحديث و
علوم غامضة دقيقة تنزل على قلوب
الخواص من عند الله - وكذلك قال
عزوجلّ ومن يتق الله يجعل لهٗ
مخرجا ويرزقه من حيث لايحتسب
وانت تعلم ان الذين يصلون
مقامات الكمال من الاتقاء وخوف
هجر الربّ لايبقى لهم هم واهتمام
فى فكر الرزق الذى هو حظ الجسم
اعنى الخبز واللحم وانواع الطعام
والشراب والالبسة بل ينهضون
لاكتساب الاموال الروحانية و
يجذب قلبهم وروحهم وشوقهم
الى المولى والى رزق يزيد لهم يقينا
ومعرفةً ويدخلهم فى الواصلين
ولايريدون الدنيا وشهواتها
ولذّاتها وما كان اعظم مراداتهم

اور اس نے فرمایا ہے:
"یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق"
اور فرمایا ہے "یجعل لکم فرقانا" (وہ تمہارے لیے ایک بڑے امتیاز
کا سامان پیدا کر دیگا) "ویجعل لھم نورا یمشون بہ" (وہ انکے
لیے ایک نور مقرر کریگا جسکی مدد سے وہ چلیں گے) پس وہ نور جو اللہ تعالےٰ
خاص بندوں اور دُوسروں میں فرق کرنیوالا ہے۔ یہی الہام
کشف اور محدثیت ہے۔ اور گہرے اور دقیق علوم اللہ کیطرف سے
صرف خواص کے دلوں پر ہی نازل ہوتے ہیں اسی طرح اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے "ومن یتق اللہ یجعل لہٗ مخرجا ویرزقہ
من حیث لایحتسب" (اور جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار
کریگا اللہ اسکے لیے کوئی نہ کوئی رستہ نکال دیگا اور اسکو وہاں
سے رزق دیگا جہاں سے اُسے خیال بھی نہ ہوگا) اور تو جانتا ہے کہ
وہ لوگ جو تقویٰ اور خدا تعالیٰ سے جدائی کے خوف کے
انتہائی مقام پر پہنچ جاتے ہیں، انھیں اس رزق کے
فکر اور اہتمام کی ضرورت نہیں رہتی جس سے جسم محظوظ ہوتا ہو
یعنی روٹی گوشت اور قسم قسم کے کھانے، مشروبات، اور
ملبوسات بلکہ وہ روحانی اموال کمانے کے لیے مستعد ہوتے
ہیں اور ان کے دل، رُوحیں اور انکا شوق اپنے مولیٰ اور
اس رزق کی طرف کھنچا چلا آتا ہے جو انھیں یقین اور
معرفت میں زیادہ کرتا ہے اور انھیں وصال حاصل کرنے
والوں (خدا تک پہنچنے والوں) میں داخل کرتا ہے اور
انھیں دُنیا اور اس کی شہوات اور لذات کی خواہش

الدنيا ولا أن يأكلوا ويشربوا ويتلفوا
اعمارهم في الخضم والقضم ويعيشوا
كالمترفين۔ فالرزق الذي هو مراد
رجال اولي التقوى انّما هو فيوض
الغيب من الكشف والالهام والمخاطبات
ليبلغوا مراتب اليقين كلّها ويدخلوا
في عباد الله العارفين۔ فقد وعد
الله لهم وقال من يتق الله يجعل
له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب
واما الّذين يظنون ان الرزق منحصر
في النعمات الجسمانية فقد اخطاؤا
خطاءً كبيرا وما تدبروا في القرآن حق
التدبر وكانوا من الغافلين۔

وكذالك قوله تعالى اذ يوحي
ربّك الى الملائكة اني معكم فثبتوا
الذين امنوا اي هاتوا قلوبهم والقوا
فيها كلمات التثبيت يعني قولوا
لا تخافوا ولا تحزنوا وكمثله من كلمات
تطمئن بها قلوبهم فهٰذه الآيات
كلها تدل على ان الله قد يكلم
اوليائه ويخاطبهم ليزداد يقينهم

نہیں ہوتی اور نہ ہی دنیا ان کا مقصدِ عظیم ہوتی ہے اور یہ کہ
وہ کھائیں، پیئں اور اپنی عمروں کو کھانے پینے میں تلف کر
دیں اور خوشحال لوگوں کی مانند زندگی گزاریں پس وہ رزق
جو متقی مردوں کا مقصد اور مراد ہوتا ہے۔ وہ غیب سے کشف،
الہام اور مخاطبات کا فیض حاصل کرنا ہے تا وہ
یقین کے تمام مراتب پر پہنچ جائیں اور اللہ کے
عارف بندوں میں داخل ہو جائیں۔ پس اللہ نے
ان سے وعدہ کیا ہے اور فرمایا ہے "من یتق اللہ یجعل لہٗ
مخرجا ویرزقہ من لا یحتسب۔ اور وہ لوگ جو یہ خیال کرتے
کہ رزق جسمانی نعمتوں ہی میں محصور ہے۔ اُنھوں
نے بہت بڑی غلطی کھائی ہے اور قرآن
میں اِس طرح تدبّر نہیں کیا جو تدبّر کرنیکا حق تھا اور
وہ معارفِ قرآنیہ سے غافل ہیں۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: "اذ یوحی
ربک الی الملائکۃ انی معکم فثبتوا الذین اٰمنوا" یعنی انکے دلوں
کو لاؤ، اور ان میں ثابت قدمی کے کلمات ڈالو یعنی ان سے
کہو کہ نہ تم خوف کھاؤ اور نہ غم کرو یا ایسے اور کلمات جن سے انکے
دل مطمئن ہو جائیں پس یہ تمام کی تمام آیات اسی بات پر
دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے کلام کرتا ہے۔
اور اُنھیں مخاطب کرتا ہے تا ان کا یقین اور
بصیرت زیادہ ہو اور تا وہ اطمینان پانے

وبصيرتهم ويكونوا من المطمئنين
وكذٰلك علم الله عباده دعاء اهدنا
الصراط المستقيم صراط الّذين
انعمت عليهم غير المغضوب عليهم
ولا الضالين ۔ ومعلوم ان من انواع
الهداية كشف والهام ورؤيا
صالحة ومكالمات ومخاطبات وتحديث
لينكشف بها غوامض القراٰن
ويزداد اليقين ۔ بل لا معنى للانعام
من غير هٰذه الفيوض السماوية
فانها اصل المقاصد للسالكين
الذين يريدون ان تنكشف عليهم
دقائق المعرفة ويعرفوا ربهم في
هٰذه الدنيا ويزدادوا حُبًّا وايمانا
ويصلوا محبوبهم متبتلين فلاجل
ذٰلك حث الله عباده على ان يطلبوا
هٰذا الانعام من حضرته فانه كان
عليما بما في قلوبهم من عطش الوصال
واليقين والمعرفة فرحمهم واعد كل
معرفةٍ للطالبين ۔ ثم امرهم ليطلبوها
في الصباح والمساء والليل والنهار

والوں سے ہو جائیں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے
اپنے بندوں کو "اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت
علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" (ہمیں سیدھے راستہ پر
چلا ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا جن پر نہ تو بعد
میں تیرا عذاب نازل ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے) کی دُعا سکھائی ہے
اور یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ کشف، الہام، رؤیا صالحہ،
مکالمات و مخاطبات اور محدّثیت کی ہی اقسام ہیں
تا ان سے اسرارِ قرآن منکشف ہوں اور یقین بڑھے بلکہ
انعام کے ان سماوی فیوض کے علاوہ اور کوئی معنی نہیں
کیونکہ یہ سالکوں کے مقصد کی جڑ ہیں
جو چاہتے ہیں کہ دقائقِ معرفت ان پر منکشف ہوں اور اس
دُنیا میں وہ اپنے رب کو پہچان لیں اور محبت اور ایمان میں ترقی
کریں اور دُنیا سے انقطاع کر کے اپنے محبوب کو
وصال حاصل کریں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے
بندوں کو اس بات کی ترغیب دلائی کہ وہ اس
کی جناب سے اس انعام کو طلب کریں
کیونکہ وہ ان کے دلوں میں وصال کی تشنگی، یقین
اور معرفت کی پیاس کو خوب جانتا ہے۔ پس
اللہ نے ان پر رحم کیا ہے اور طلب گاروں کے
لیے ہر معرفت تیار کی ہے۔ پھر انھیں حکم دیا
کہ وہ اسے صبح شام اور دن رات طلب کریں۔

وما امرهم الا بعد ما رضی باعطاء هذه النعماء بل بعد ما قدّر لهم ان یرزقوا منها وبعد ما جعلهم ورثاء الانبیاء الذین اوتوا من قبلهم کل نعمة الهدایة علی طریق الاصالة فانظر کیف منّ الله علینا وامرنا فی ام الکتاب لنطلب فیه هدایات الانبیاء کلّها لیکشف علینا کلما کشف علیهم ولکن بالاتباع والظلّیة وعلی قدر ظروف الاستعدادات والهمم فکیف نرد نعمة الله التی اعدت لنا ان کنا طلباء الهدایة وکیف ننکرها بعد ما اخبرنا عن اصدق الصادقین ـ

اور اس نے یہ حکم انھیں یہ نعماء دینے پر راضی ہونے کے بعد دیا بلکہ بعد اس کے کہ اس نے ان نعماء کا انھیں دیا جانا مقدر کر دیا۔ اور انھیں ان انبیاءؑ کا وارث بنانے کے بعد جنھیں ان سے پہلے اصالتاً ہدایت کی نعمت عطا ہوئی تھی۔ پس دیکھ اللہ نے ہم پر کس طرح احسان کیا ہے اور ہمیں سورۂ فاتحہ میں حکم دیا ہے کہ ہم اس میں انبیاء کی سب ہدایات طلب کریں تا ہم پر ان تمام باتوں کا انکشاف ہو جو ان پر کھولی گئی تھیں۔ لیکن یہ اتباع کے نتیجہ میں ظلّی طور پر ظرف استعداد اور ہمّت کے مطابق ہوگا۔ پس اگر ہم ہدایت کے طلبگار ہیں تو ہم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو کیسے رَدّ کریں جو ہمارے لیے تیار کی گئی ہے اور اصدق الصادقین صلعم سے خبر پانے کے بعد ہم کس طرح اس کا انکار کریں؟

واما ما ثبت من سنّة رسول الله واثاره فی هذا الباب فاعلم انه قال صلی الله علیه وسلّم لقد کان فی من کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلّمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی اُمتی منهم احد فعمر ـ وقال قد کان فیما مضی قبلکم من

اور اس باب میں **رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت اور آثار سے جو کچھ ثابت ہے اس کے متعلق جان لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے مرد پائے جاتے تھے جو گو نبی نہیں تھے، مگر اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوتا تھا۔ پس اگر ان میں سے کوئی میری اُمّت میں ہوگا تو عمرؓ یقیناً ان میں سے ہے۔ اور آپؐ نے فرمایا

الامم محدّثون وانه ان کان فی امّتی هذه منهم فانه عمر بن الخطاب ، وجاء فی البخاری فی آیة وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبیّ الا اذا تمنّی الآیة ـ عن ابن عبّاس انه کان یزید فیه وَلَا مُحَدَّثٍ یعنی یقرأ وما ارسلنا من قبلك من رسولٍ ولا نبیّ ولا مُحدَّث ونجد هذا الذکر مفصلا فی فتح الباری فلا تعرض عن الحق بعد ما جاءك وتدبّر مع المتدبّرین ـ

وانی کتبت فی بعض کتبی انّ مقام التحدیث اشد تشبها بمقام النبوّة ولا فرق الا فرق القوة والفعل وما فهموا قولی وقالوا انّ هذا الرجل یدعی النبوة والله یعلم ان قولهم هذا کذب بحت لا یمازجه شیٔ من الصدق ولا اصل له اصلا وما نحتوه الا لیهیجوا الناس علی التکفیر والسب واللعن

کہ تم سے پہلی اُمتوں میں محدث پائے جاتے تھے اور اگر میری اُمت میں کوئی محدث ہے تو وہ **عمر بن خطاب**رضؓ ہیں اور بخاری میں آیت "وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنّٰی الآیۃ" (اور ہم نے تجھ سے پہلے نہ کوئی رسول بھیجا نہ نبی مگر جب بھی اُس نے خواہش کی۔ الآیہ۔) کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت درج ہے کہ آپ اس آیت میں **ولا محدث** کے الفاظ زیادہ کرتے تھے۔ یعنی آپ اس آیت کو اس شکل میں بھی پڑھا کرتے تھے "من رسول ولا نبی ولا محدث" اور تو اس کا تفصیلی ذکر فتح الباری میں پائیگا۔ پس تو حق سے بعد اس کے کہ وہ تمہارے پاس آیا اعراض نہ کر اور تدبر کرنے والوں کے ساتھ تدبر کر۔

اور میں نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مقام محدثیت مقام نبوت کے ساتھ گہری مشابہت رکھتا ہے اور ان میں سوائے قوت اور فعل کے اور کوئی فرق نہیں، لیکن لوگوں نے میری بات کو نہ سمجھا اور کہہ دیا کہ یہ شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول محض جھوٹ ہے اور اس میں سچائی کا شائبہ تک نہیں اور اس کی اصلاً کوئی حقیقت نہیں اور انہوں نے اس بہتان کو محض اس لیے تراشا ہے تا وہ لوگوں کو مجھے کافر قرار

والطعن وينهضوهم للعناد
والفساد ويفرقوا بين المؤمنين۔
واني والله آمن بالله و
رسوله وآمن بانه خاتم
النبيين نعم قلت ان اجزاء
النبوة توجد في التحديث كلها
ولكن بالقوة لا بالفعل۔ فالمحدّث
نبي بالقوة ولو لم يكن سدّ باب
النبوة لكان نبيًا بالفعل
وجاز على هذا ان نقول النبيّ
محدّث على وجه الكمال لانه
جامع لجميع كمالاته على الوجه
الاتم الابلغ بالفعل وكذلك
جاز ان نقول ان المحدّث
نبيّ بناءً على استعداده الباطني
اعني ان المحدّث نبيّ بالقوّة
وكمالات النبوّة جميعها مخفية
مضمرة في التحديث وما حبس
ظهورها وخروجها الى الفعل
الا سدّ باب النبوّة والى ذلك
اشار النبي صلى الله عليه وسلم

دینے، گالیاں دینے اور لعن طعن کرنے پر جوش دلائیں اور
انہیں میری دشمنی پر اُکسائیں۔ اور مومنوں کے درمیان تفرقہ پیدا کریں۔
اور اللہ کی قسم! مَیں اللہ اور اس کے رسول
پر ایمان رکھتا ہوں اور مَیں اس بات پر بھی ایمان رکھتا
ہوں کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ ہاں مَیں نے کہا ہے کہ اجزائے
نبوّت، محدّثیت میں پائے جاتے ہیں، لیکن بالقوۃ نہ کہ
بالفعل۔ پس محدّث نبی بالقوۃ ہے اور اگر نبوّت
کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ بالفعل نبی ہوتا اور
اس طرح یہ کہنا جائز ہے کہ نبی علیٰ وجہ الکمال
محدّث ہے، کیونکہ وہ علیٰ وجہ الاتم تمام کمالات
محدّثیت کا بالفعل جامع ہے اور اس طرح یہ کہنا
بھی جائز ہوا کہ اپنی استعدادِ باطنیہ
کی وجہ سے ہر محدّث نبی ہے یعنی
محدّث نبی بالقوۃ ہے اور نبوّت
کے تمام کمالات محدّثیت میں مخفی اور
پوشیدہ ہیں اور ان کے بالفعل ظہور
اور خروج کو نبوّت کے دروازہ کے
بند ہونے نے روک رکھا ہے اور
اسی کی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے قول میں اشارہ کیا ہے کہ
اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتا۔

فی قولہ لوکان بعدی نبیٌّ لکان عمر۔ وما قال ھذا الا بناءً علی ان عمر کان محدّثا فاشار الی ان مادۃ النبوّۃ وبذرھا یکون موجودًا فی التحدیث ولکن اللّٰہ ماشاء ان یخرجھا من مکمن القوۃ الی حیّز الفعل والی ذٰلک اشارۃ فی قراءۃ ابن عباس و ما ارسلنا من رسول ولا نبیّ ولا محدَّث فانظر کیف ادخل الرسل والنّبیّون والمحدَّثون فی ھٰذہ القراءۃ فی شان واحد وبین اللّٰہ ان کلّھم من المحفوظین و من المرسلین۔

ولاشک ان التحدیث موھبۃ مجردۃ لاتنال بکسب البتۃ کما ھو شان النبوۃ و یکلّم اللّٰہ المحدّثین کما یکلّم النّبیّین ویرسل المحدّثین کما یرسل الرسل ویشرب المحدَّث من عین یشرب فیھا النبیّ فلا شک انہ نبیّ لولا سدّ الباب و

اور آپ نے یہ بات اِس بنا پر کہی ہے کہ حضرت عمرؓ محدّث تھے۔ پس آپؐ نے اِس بات کی طرف اشارہ کیا کہ نبوّت کا مادّہ اور بیج محدّثیت میں موجود ہوتا ہے، لیکن اللہ تعالٰے نے اسے مخفی قوّت سے حیّز فعل میں لانا نہیں چاہا اور اِسی کی طرف حضرت ابنِ عباسؓ کی قرأت " وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدّث میں اشارہ ہے۔ پس دیکھ کہ کس طرح رسولوں اور نبیوں اور محدّثوں کو اِس قرأت میں ایک ہی شان میں داخل کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالٰے نے بیان کیا ہے کہ ان سب کی حفاظت کی گئی ہے۔ اور یہ سب کے سب مرسل ہیں۔

اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ محدّثیت شانِ نبوّت کی طرح مجرد موہبتِ الٰہی ہے، جسے کوشش سے حاصل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اور اللہ تعالٰے محدّثین سے اِسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح وہ نبیوں سے کلام کرتا ہے اور محدّثوں کو اِسی طرح بھیجتا ہے جس طرح وہ رسولوں کو بھیجتا ہے اور محدّث اِسی چشمہ سے پیتا ہے جس سے نبی پیتا ہے۔

وهذا هو السرّ في انّ رسول الله صلى الله عليه وسلّم اذ اسمّى الفاروق محدّثا فقفا على اثره شوله لوكان بعدي نبي لكان عمر وما كان هذا الا اشارة الى انّ المحدّث يجمع كمالات النبوّة في نفسه ولا فرق الا فرق الظاهر والباطن والقوة والفعل فالنبوّة شجرة موجودة في الخارج مثمرة بالغة الى حدها والتحديث كمثل بذر فيه يوجد في القوة كلّما يوجد في الشجر بالفعل وفي الخارج وهذا مثال واضح للذين يطلبون معارف الدين۔ والى هذا اشار رسول الله صلى الله عليه وآله وسلّم في حديث علماء اُمتي كانبياء بني اسرائيل والمراد من العلماء المحدّثون الذين يؤتون العلم من لدن ربّهم ويكونون مكلّمين۔

پس اس میں شک نہیں کہ اگر نبوّت کا دروازہ بند نہ کر دیا جاتا، تو وہ (محدّث) نبی ہوتا۔ آنحضرت صلعم حضرت عمرؓ کو محدّث کہکر یہ کہتے ہیں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا، تو عمرؓ ہوتا۔ یہی راز ہے اور یہ صرف اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے کہا گیا ہے کہ محدّث اپنی ذات میں کمالاتِ نبوّت جمع رکھتا ہے اور سوائے ظاہر و باطن اور قوت و فعل کے اور کوئی فرق نہیں۔ پس نبوّت خارج میں موجود اپنی حد کو پہنچا ہوا ایک پھل دار درخت ہے اور محدّثیت ایک بیج کی مانند ہے جس میں وہ سب کچھ بالقوۃ موجود ہے جو درخت میں بالفعل اور خارج میں پایا جاتا ہے اور یہ ان لوگوں کے لیے ایک واضح مثال ہے جو دین کے معارف حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اسی کی طرف رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس حدیث میں اشارہ کیا ہے کہ علمآء اُمّتی کانبیاء بنی اسرئیل اور علماء سے مُراد محدّث ہی ہیں جنھیں اپنے ربّ کیطرف سے علم دیا جاتا ہے اور وہ مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرّف ہوتے ہیں۔

وقد استصعب الفرق بين التحديث والنبوّة على بعض الناس

بعض لوگوں میں محدّثیت اور نبوّت میں فرق کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ پس حق یہی ہے کہ

فالحق ان بينهما فرق القوة والفعل كما بيّنت آنفا فى مثال الشّجرة وبذرها فخذها منّى ولا تخف الّا الله وادعوا الله ان تكون من العارفين - هذا ما كتبنا فى بعض كتبنا استنباطا من الاحاديث النبوّية والقرآن الكريم وما قال بعض السلف فهو اكبر من هذا الا ترى الى قول ابن سيرين انه ذكر المهدى عنده وسئل عنه هل هو افضل من ابى بكر فقال ما ابو بكر هو افضل من بعض النّبيّين هذا ما كتب صاحب فتح البيان صدّيق حسن فى كتابه الحجج ومثله اقوال اُخرى ولكنا نتركها خوفا من الاطناب وعليك ان تدقق النظر بالانصاف الكامل ليتضح لك الحق الحقيق وتكون من الفائزين وقد بيّنت لك كلّما هو كلمة الكفر فى اعين المستعجلين فانظر اين هذا واين ادّعاء النبوّة

ان دونوں کے درمیان قوت اور فعل کا فرق ہے جیسا کہ مَیں نے ابھی درخت اور اس کے بیج کی مثال بیان کیا ہے۔ پس اسے مجھ سے سمجھ لے اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈر۔ اور مَیں خدا تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ تو صاحب معرفت ہو جائے۔ یہ وہ بات ہے جو ہم نے احادیثِ نبویہ اور قرآنِ کریم سے استنباط کرکے اپنی بعض کتب میں بیان کی اور جو کچھ بزرگانِ سلف نے کہا ہے وہ اس سے بہت بڑھ کر ہے۔ کیا تو ابنِ سیرین کے قول کی طرف نہیں دیکھتا کہ آپ کے پاس مہدی کا ذکر کیا گیا کہ کیا وہ ابُوبکر سے افضل ہیں۔ تو آپؒ نے فرمایا ابوبکر کیا۔ وہ تو بعض انبیاؑ سے بھی افضل ہیں یہ بات فتح البیان کے مصنف نواب سید صدیق حسن خانصاحب مرحوم نے اپنی کتاب حجج الکرامہ میں بیان کی ہے اور ایسے ہی اور اقوال بھی ہیں لیکن ہم انہیں طوالت کے خوف سے چھوڑتے ہیں اور تجھ پر لازم ہے کہ تُو پورے انصاف کے ساتھ دقیق نظر سے دیکھے تا تجھ پر حق واضح ہو جائے اور تُو کامیاب و کامران ہو۔ اور مَیں نے تمہارے سامنے وہ سب کچھ بیان کر دیا ہے جو جلد بازوں کی نظر میں کلمۂ کفر ہے۔ پس دیکھ کہاں یہ بات

فلا تظنّ یا اخی انی قلت کلمة فیه رائحة ادعاء النّبوّة کما فهم المتهورون فی ایمانی وعرضی بل کلّما قلت انّما قلتها تبیینًا لمعارف القراٰن ودقائقه وانما الاعمال بالنّیات ومعاذ الله ان ادعی النّبوة بعد ما جعل الله نبیّنا وسیّدنا محمّدن المصطفٰی صلی الله علیه وسلّم خاتم النّبیّین۔

اور کہاں دعویٰ نبوّت۔ پس اے میرے بھائی تو یہ خیال نہ کر کہ میں نے کوئی ایسی بات کی ہے جس میں دعویٰ نبوّت کی بُو بھی پائی جاتی ہو جیسا کہ میرے ایمان اور میری عزّت پر حملہ کرنیوالوں نے سمجھا ہے بلکہ جب کبھی میں نے یہ کلمہ کہا ہے، تو وہ معارف اور دقائق قرآنیہ کو بیان کرنے کیلئے کہا ہے اور اعمال کا مدار نیات پر ہے اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نبوّت کا دعویٰ کروں بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور آقا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم انبیاؑ قرار دیا۔

ومن اعتراضاتهم انهم قالوا ان المسیح الموعود لا یأتی الّا عند قرب القیامة وظهور اماراتها الکبرٰی یعنی ظهور یاجوج وماجوج ودابة الارض والدّجّال الّذی تسیر معه الجنّة والنّار وطلوع الشمس من مغربها وما ظهر شئ من هٰذه العلامات فمن این جاء المسیح الموعود مع عدم مجیئ اٰیات اخرٰی وکیف یطمئن القلب علٰی هٰذا وکیف یحصل الثلج والیقین۔ امّا الجواب فاعلموا ان

اور ان کے اعتراضات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسیح موعود قرب قیامت اور علامات کبریٰ کے ظہور کے وقت یعنی یاجوج و ماجوج دابۃ الارض دجّال، جسکے ساتھ جنّت و دوزخ ہوں گے، کے ظہور اور سورج کے طلوع ہونے کے وقت آئے گا۔

اور ابھی ان علامات میں سے کوئی بھی علامت ظاہر نہیں ہوئی۔ پس ان نشانات کے عدم ظہور کے بغیر مسیح موعود کہاں سے آگیا اور دل اس پر کیسے مطمئن ہو سکتا ہے اور وثوق اور یقین کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے، کہ یہ تمام کی تمام اخبار

هذه الانباء قد تمت كلها و وقعت كما كان في الآثار المنتقاة المدونة عن الثقات ولكن الناس ما عرفوها وكانوا غافلين - والكلام المفصل في ذلك ان امارات القيامة على قسمين الامارات الصغرى والامارات الكبرى اما الامارات الصغرى فقد تبدو وقد تظهر على صورتها الظاهرة وقد تنكشف وجودها في حلل الاستعارات و لكن الامارات الكبرى فلا تظهر على صورتها الظاهرة اصلاً ولابد فيها ان تظهر في حلل الاستعارات والمجازات واسر في هذا الامر ان الساعة لا تأتي الا بغتة كما قال الله تعالى يسئلونك عن الساعة ايّان مرسٰها قل انّما علمها عند ربّي لا يجليها لوقتها الّا هو ثقلت في السموات والارض لا تأتيكم الا بغتة يسئلونك كأنك حفيٌّ عنها قل انما علمها عند الله

اسی طرح پوری ہوگئیں جیساکہ منتخب اور معتبر لوگوں کی مرتب احادیث میں وہ موجود ہیں، لیکن لوگوں نے ان کی معرفت حاصل نہ کی اور غافل رہے اور اس بارے میں تفصیلی کلام یہ ہے کہ قیامت کی علامات دو قسم کی ہیں۔ ایک چھوٹی علامات اور دوسری بڑی علامات۔ چھوٹی علامات کبھی اپنی ظاہری صورت میں ظاہر ہوتی ہیں اور کبھی ان کا وجود استعاروں کے لباس میں منکشف ہوتا ہے، لیکن بڑی علامات اپنی ظاہری صورت میں بالکل ظاہر نہیں ہوتی اور ضروری ہے کہ وہ استعارات اور مجازات کے لباس میں ظاہر ہوں اور اس میں راز یہ ہے کہ وہ گھڑی اچانک آئے گی جیساکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "یسئلونک عن الساعۃ ایّان مرسٰھا قل انّما علمھا عند ربّی لا یجلّیھا لوقتھا الا ھو ثقلت فی السمٰوات والارض لا تاتیکم الا بغتۃ یسئلونک کانک حفی عنھا قل انما علمھا عند اللہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون" وہ تجھ سے پوچھتے ہیں اس گھڑی کے متعلق ــــــ کہ اس کا آنا کب ہوگا تو کہہ دے کہ اس کا علم صرف میرے ربّ کو ہے وہی اسکو اپنے وقت پر ظاہر کریگا۔ وہ بھاری ہوگی آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی۔ تمہارے پاس اچانک آئیگی۔ وہ تجھ سے اس طرح سوال کرتے ہیں گویا تجھے بھی اسوقت کھوج لگی ہوئی ہے تو کہہ کہ اسکا علم صرف اللہ کو ہے

ولٰكن اكثر الناس لايعلمون - و قال فى مقام اٰخر أفأمنوا ان تأتيهم غاشية من عذاب الله اوتأتيهم الساعة بغتة وهم لايشعرون - قل هٰذه سبيلى ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعنى بل تأتيهم بغتة فتبهتهم فلايستطيعون ردها ولا هم ينظرون - وقال كذٰلك سلكناه فى قلوب المجرمين لايؤمنون به حتى يروا العذاب الاليم فيأتيهم بغتة وهم لايشعرون - وقال هل ينظرون الا الساعة ان تأتيهم بغتة وهم لايشعرون - وقال ولايزال الذين كفروا فى مرية منه حتٰى تأتيهم الساعة بغتة اويأتيهم عذاب يوم عقيم فثبت من قوله عزوجل اعنى ولا يزال الذين كفروا فى مرية منه ان العلامات القطعية المزيلة للمرية والامارات الظاهرة الناطقة الدالة على قرب القيامة لاتظهرابدا وانما تظهر

لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں) اور ایک اور مقام میں کہا ہے: "افأمنوا ان تأتیھم غاشیۃ من عذاب اللہ اوتأتیھم الساعۃ بغتۃ وھم لایشعرون۔ قل ہٰذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی" کیا یہ لوگ امن میں آگئے ہیں کہ اپنر اللہ کے عذابوں میں سے کوئی عذاب آجائے یا اچانک اپنر وہ گھڑی آجائے اور انہیں پتہ بھی نہ ہوگا۔ تو کہہ یہ میرا طریق ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جنھوں نے میری پیروی کی ہیں اور وہ سب بصیرت پر قائم ہیں۔) "بل تأتیھم بغتۃ فتبھتھم فلایستطیعون ردھا ولاھم ینظرون۔" وہ عذاب انکے پاس اچانک آئیگا اور انکو حیران کر دیگا پس وہ اسکو رد کرنیکی طاقت نہیں رکھیں گے اور نہ انکو مہلت دی جائیگی۔) اور اسی طرح کہا: "کذٰلک سلکناہ فی قلوب المجرمین لایؤمنون بہ حتی یروا العذاب الالیم فیأتیھم بغتۃ وھم لایشعرون۔" (اس طرح ہم نے مجرموں کے دلوں میں یہ بات داخل کر چھوڑی ہے کہ وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ یہانتک کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔ پس وہ انکی لاعلمی میں انکے پاس اچانک آجائیگا) اور کہا ہے "ھل ینظرون الا الساعۃ ان تأتیھم بغتۃ وھم لایشعرون"۔ وہ صرف قیامت کا انتظار کر رہے ہیں جسکے لیے اچانک آنا مقدر ہے لیکن وہ سمجھتے نہیں اور کہا ہے ولایزال الذین کفروا فی مریۃ منہ حتیٰ تأتیھم الساعۃ بغتۃ اویأتیھم عذاب یوم عقیم (اور کافر اس کے متعلق اسوقت تک کہ گھڑی اچانک آجائے یا انکے پاس اس دن کا عذاب آجائے جو اپنے پیچھے کچھ نہیں چھوڑتا۔ شبہ میں پڑے رہیں گے۔

ايات نظرية التي تحتاج الى التاويلات
ولا تظهر الا في حلل الاستعارات
والا فكيف يمكن ان تنفتح ابواب
السماء وينزل منها عيسىٰ امام
اعين الناس وفي يده حربة و
تنزل الملائكة معه وتنشق الارض
وتخرج منها دابة عجيبة تكلم
الناس ان الدين عند الله هو الاسلام
ويخرج ياجوج و ماجوج بصورهم
الغريبة واٰذانهم الطويلة ويخرج
حمار الدجال ويرى الناس بين
اذنيه سبعون باعًا ويخرج الدجّال
ويرى الناس الجنة والنار معه
والخزائن التي تتبعه وتطلع الشمس
من مغربها كما اخبر عنها رسول الله
صلى الله عليه وسلّم ويسمع الخلق
اصواتا متواترة عن السماء ان
المهدي خليفة الله ومع ذلك يبقى
الشك والشبهة في قلوب الكافرين ـ
ولاجل ذلك كتبت في كتبي
غير مرة انّ هٰذه كلها استعارات

پس اللہ تعالےٰ کے قول ولا یزال الذین کفروا فی مریۃ منہ سے
ثابت ہوا کہ علاماتِ قطعیہ جو شک کو دُور کرنیوالی ہیں اور ظاہری
ناطق علامات، جو قیامت کے قرب پر دلالت کرتی ہیں کبھی
ظاہر نہیں ہونگی اور صرف نظری نشانات ظاہر ہونگے جو تاویلات
کے محتاج ہوتے ہیں اور صرف استعارات کے لباس میں ظاہر
ہوتے ہیں؛ ورنہ کیسے ممکن ہے کہ آسمان کے دروازے کھُل جائیں
اور ان سے عیسیٰؑ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے نازل ہو اور اسکے
ہاتھ میں ایک نیزہ ہو اور اسکے ساتھ فرشتے نازل ہوں اور زمین
پھٹ جائے اور اس سے ایک عجیب جانور نکلے جو لوگوں سے
کہے کہ اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے اور یاجوج ماجوج اپنی
عجیب صورتوں میں نکلیں اور انکے کان لمبے ہوں اور دجّال کا
گدھا ظاہر ہو اور لوگ اُسکے دونوں کانوں کے درمیان ستّر گز کا فاصلہ
دیکھیں اور دجّال نکلے اور لوگ اسکے ساتھ جنّت اور دوزخ
دیکھیں اور اس کے پیچھے چلنے والے خزانے دیکھیں اور
سُورج مغرب سے طلوع ہو، جیسے اس کے متعلق رسول اللہ
صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خبر دی ہے اور لوگ آسمان
سے متواتر آوازیں سنیں کہ مہدی خلیفۃ اللہ ہے۔
اور اس کے باوجود کافروں کے دلوں میں
شک و شبہہ باقی رہے۔
اور اسی لیے مَیں نے اپنی کتب میں کئی بار
لکھّا ہے کہ یہ سب استعارات ہیں اور اللہ تعالےٰ

وما اراد الله بها الا ابتلاء الناس ليعلم من يعرفها بنور القلب ومن يكون من الضالين- ولو فرضنا انها تظهر بصورها الظاهرة فلا شك ان من ثمرانها الضرورية ان يرتفع الشك والشبهة والمرية من قلوب الناس كلهم كما يرتفع فى يوم القيامة فاذا ازالت الشكوك ورفعت الحجب فاىّ فرق بقى بعد انكشاف هٰذه العلامات المهيبة الغريبة فى تلك الايام وفى يوم القيامة انظر ايّها العاقل انه اذا رأى النّاس رجلاً نازلاً من السّماء وفى يده حربة ومعه ملائكة الّذين كانوا غائبين من بدء الدنيا وكان الناس يشكون فى وجودهم فنزلوا وشهدوا ان الرسول حق وكذلك سمع الناس صوت الله من السماء ان المهدى خليفة الله وقرءوا لفظ الكافر فى جبهة الدجّال ورأوا ان الشمس قد طلعت من المغرب وانشقت الارض

اس کے ساتھ صرف لوگوں کو آزمانا چاہا ہے تا وہ معلوم کرے کہ کون اس کو نورِ قلب سے پہچانتا ہے اور کون گمراہ ہوتا ہے اور اگر ہم فرض کریں کہ وہ اپنی ظاہری صورتوں پر ظاہر ہوں گے، تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ تمام لوگوں کے دلوں سے شک و شبہہ دُور ہو جیسا کہ قیامت کے دن دُور ہوگا۔ پس جب شکوک زائل ہو گئے اور حجاب اُٹھا لیے گئے، تو ان دنوں میں اور قیامت کے دن میں ان عجیب اور خوفناک علامات کے انکشاف کے بعد کون سا فرق باقی رہ گیا ہے۔

اے عاقل دیکھ! کہ اگر لوگ ایک شخص کو آسمان سے نازل ہوتا دیکھیں اور اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ ہو اور اس کے ساتھ وہ فرشتے ہوں جو ابتدائے دُنیا سے غائب تھے اور لوگ ان کے وجود کے بارہ میں شک کرتے تھے۔ پس وہ اُتریں اور گواہی دیں کہ یہ رسول سچا ہے اور اسی طرح لوگ آسمان سے اللہ کی یہ آواز سُنیں کہ مہدی خلیفۃ اللہ ہیں اور ـــــ کافر کا لفظ دجّال کی پیشانی پر پڑھیں اور وہ دیکھیں کہ سورج مغرب سے طلوع ہوا ہے اور زمین پھٹ گئی ہے اور اس

وخرجت منها دابة الارض التی	سے ایک زمینی جانور نکلا ہے جس کا پاؤں زمین پر
قدمه فی الارض وراسه تمس السماء	ہے اور سر آسمان کو چھو رہا ہے اور اس
ووسمت المؤمن والکافر وکتبت	نے مومن اور کافر پر نشان لگایا ہے اور اس نے ان
ما بین عینهم مؤمن او کافر و	کی دونوں آنکھوں کے درمیان مومن یا کافر کا لفظ
شهدت باعلٰی صوتها بان الاسلام	لکھا ہے اور اس نے بلند آواز سے گواہی دی ہے کہ
حق وحصحص الحق وبرق من کلّ	اسلام حق ہے اور حق ظاہر ہو گیا ہے اور ہر طرف سے
جهة وتبینت انوار صدق الاسلام	وہ چمک اٹھا اور اسلام کی سچائی کے انوار ظاہر ہو گئے
حتّٰی شهد البهائم والسباع	ہیں یہانتک کہ چوپایوں اور درندوں اور بچھوؤں نے
والعقارب علٰی صدقه فکیف یمکن	اس کی صداقت پر شہادت دی ہو۔ پس کس طرح
ان یبقی کافر علی وجه الارض بعد	ممکن ہے کہ ان بڑے نشانات کو دیکھنے کے بعد روئے
رؤیة هذه الاٰیات العظیمة او	زمین پر کوئی کافر باقی رہ جائے یا اللہ اور قیامت کے
یبقی شك فی اللّٰه وفی یوم الساعة	دن کے بارہ میں شک باقی رہ جائے کیونکہ علوم حسیہ
فان العلوم الحسیة البدیهیة	اور بدیہیہ ایسی چیزیں ہیں جس کو کافر اور مومن ہر دو
شئ یقبله کافر ومؤمن ولا یختلف	قبول کرتے ہیں اور اس کے بارہ میں ان لوگوں
فیه احد من الذین اعطوا قوی	میں سے کوئی بھی اختلاف نہیں کرتا جنھیں انسانی قوےٰ
الانسانیة مثلا اذا کان النهار موجوداً	دیے گئے ہیں۔ مثلاً جب دن موجود ہو اور سورج نکلا
والشمس طالعة والناس مستیقظین	ہوا ہو اور لوگ جاگ رہے ہیں تو کوئی کافر یا مومن
فلا ینکره احد من الکافرین	انکار نہیں کریگا۔ پس اسی طرح جب تمام پردے اٹھائے
والمؤمنین۔ فکذلك اذا رفعت	جائیں اور متواتر گواہیاں ملیں اور نشانات ظاہر ہوں
الحجب کلّها وتواترت الشهادات	اور مخفی چیزیں ظاہر ہو جائیں اور ملائکہ اتریں اور
وتظاهرت الاٰیات وظهرت	آسمانی آوازیں سنائی دیں تو کونسا فرق ان

المخفيات وتنزلت الملائكة وسمعت
اصوات السماء فاىّ تفاوت بقيت
بين تلك الايّام وبين يوم القيامة
واىّ مفرّ يبقى للمنكرين - فلزم من
ذٰلك ان يسلم الكفار كلّهم فى تلك
الايّام ولا يبقٰى لهم شك فى الساعة
ولٰكن القراٰن قد قال غير مرّة
ان الكفار يبقون علٰى كفرهم الٰى
يوم القيامة ويبقون فى مريتهم
وشكّهم فى الساعة حتّٰى تأتيهم
السّاعة بغتة وهم لا يشعرون -
ولفظ البغتة تدل بدلالة واضحة
علٰى ان العلامات القطعية التى
لا تبقى شك بعده على وقوع القيامة
لا تظهر ابدا ولا تجليها الله بحيث
ترفع الحجب كلّها وتكون تلك
الامارات مراٰة يقينية لرؤية
القيامة بل يبقى الامر نظريا الٰى
يوم القيامة والامارات تظهر كلّها
ولٰكن لا كالامر البديهى لا مفرّ
من قبوله بل كامور ينتفع منها

دنوں اور قیامت کے دن کے درمیان باقی رہ جائیگا
اور منکروں کے لیے کونسی جائے فرار باقی رہے گی؟
پس اِس سے لازم آیا کہ ان دنوں سب کفار
مسلمان ہو جائیں گے اور انھیں قیامت کے بارہ
میں کوئی شک باقی نہ رہے گا، لیکن قرآن نے
ایک سے زائد بار کہا ہے کہ کفّار قیامت کیدن
تک اپنے کفر پر باقی رہیں گے اور قیامت کے
بارہ میں وہ اپنے شک و شبہہ میں رہیں گے
یہانتک کہ ان کے پاس قیامت اچانک
آجائے گی اور اُنھیں شعور نہ ہوگا اور بغتۃ
کا لفظ وضاحت کے ساتھ دلالت کرتا ہے کہ
ایسی علامات قطعیہ جن کے بعد وقوع قیامت میں
کوئی شک نہیں رہتا، کبھی ظاہر نہیں ہوں گی۔
اور اللہ انھیں اِس طور پر ظاہر نہیں کریگا۔
کہ تمام پردے اُٹھ جائیں اور یہ علامات قیامت
کو دیکھنے کے لیے ایک یقینی آئینہ بن جائیں
بلکہ بات قیامت تک نظری رہے گی اور تمام
علامات ظاہر ہو جائیں گی، لیکن بدیہی امر کی
طرح نہیں جن کے قبول کرنے سے کوئی مفر
نہیں بلکہ ان اُمور کی مانند جن سے عقلمند
لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں اور اسے جاہل

العاقلون ولا يمسّها الجاهلون المتعصبون فتدبر في هٰذا المقام فانه تبصرة للمتدبرين۔	اور متعصب لوگ چھُوتے نہیں۔ پس اس مقام میں تدبّر کر، کیونکہ یہ تدبّر کرنے والوں کو بصیرت عطا کرنیوالی ہے۔
وانت تعلم ان هٰذه الانباء كلّها كخروج دابة الارض ويأجوج ومأجوج وغيرها قد اختلفت الآثار في تبيينها ولم تبين على نهج واحد حتّٰى ان بعض الصحابة زعموا ان دابة الارض عليٌّ رضى الله تعالٰى عنه فقيل له ان الناس يظنون انك انت دابة الارض فقال الا تعلمون انه انسان ومعه لوازم بعض الحيوانات ولها وبر وريش و شئ فيه كالطير وشئ فيه كالبهائم وهو يسعٰى كمثل فرس ضليع ثلاث مرة ولم يخرج الّا اقل من ثلثيه وما انا الّا انسان بحت ليس على جلدى وبر ولا ريش فكيف اكون دابة الارض وقال بعض الناس ان دابة الارض التى ذكره القرآن هو اسم الجنس لا اسم شخص معين	اور تو جانتا ہے کہ ان تمام اخبار یعنی دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کے بارہ میں احادیث میں اختلاف پایا جاتا ہے اور ان کی تصریح ایک نہج پر نہیں کی گئی۔ یہانتک کہ بعض صحابہ نے خیال کیا کہ دابۃ الارض علی رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ سے کہا گیا کہ لوگ آپ کو دابۃ الارض خیال کرتے ہیں، تو انھوں نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ وہ انسان ہے اور اس کے ساتھ بعض حیوانات کے لوازم ہوں گے اور اس کی پشم اور پر ہوں گے اور اس میں کچھ چیزیں پرندوں کے مشابہ ہوں گی اور کچھ چوپائیوں کے؛ اور وہ تین بار ایک مضبوط گھوڑے کی طرح دوڑیگا لیکن اپنے دو تہائی سے کم ہی نکل سکے گا اور میں تو محض ایک انسان ہوں۔ میرے چمڑے پر پشم اور پر نہیں۔ پس میں "دابۃ الارض" کیسے ہو سکتا ہوں اور بعض لوگوں نے کہا کہ دابۃ الارض جس کا قرآن میں ذکر ہے وہ اسم جنس ہے۔ کسی معین شخص کا نام نہیں۔

فاذا انشقت الارض فيخرج منه الوف من دواب الارض سمي كل واحد منها دابة الارض لهم صور كصور الانسان وابدان كابدان السباع والكلاب والبهائم وقيل انها حيوان لها عنق طويلة يراها المغربي كما يراه المشرقي ولها مناقير الطيور وهي حيوان اصوف ذات زغب وذات وبر وريش وفيها من كل لونٍ من الوان الدواب ولها اربع قوائم و فيها من كل امة سيما وسيماها من هذه الامة انها تكلم الناس بلسان عربي مبين تكلمهم بكلامهم هذا قول ابن عباس وجاء من ابي هريرة انها ذات عصب وريش وان فيها من كل لون ما بين قرنيها فرسخ للراكب المجد وعن ابن عمر قال انها زغباء ذات وبر وريش - وعن حذيفة قال انها سلمعة ذات وبر وريش لن يدركها طالب ولا يفوتها هارب وعن عمرو بن العاص قال

پس جب زمین پھٹ جائے گی تو اس سے ہزاروں زمینی جانور نکلیں گے۔ ان میں سے ہر ایک کو دابۃ الارض کہیں گے۔ ان کی صورتیں انسانوں کی مانند ہوں گی اور ان کے بدن درندوں اور کتوں اور چوپایوں کے بدنوں کے مانند ہوں گے اور کہا گیا ہے کہ وہ ایک لمبی گردن والا حیوان ہے۔ اس کو ایک مغربی ویسے ہی دیکھے گا جیسے ایک مشرقی اور اس کی پرندوں کی سی چونچیں ہوں گی اور وہ بڑی صوف والا اور رواں والا اور پشم والا اور بالوں والا جانور ہے اور اس میں جانوروں کے تمام رنگ ہوں گے اور اس کی چار ٹانگیں ہوں گی اور اس میں ہر امت کا نشان ہوگا اور اس کا نشان اس اُمّت کے لیے یہ ہے کہ وہ لوگوں سے فصیح عربی میں کلام کریگا۔ اور وہ ان سے ان کی زبان میں گفتگو کریگا۔ یہ ابنِ عباسؓ کا قول ہے اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ پٹھوں والا اور پَروں والا ہے اور اس میں ہر رنگ موجود ہے۔ اور اس کے دونوں سینگوں کے درمیان تیز رَو سوار کیلئے فرسخ کا فاصلہ ہے اور ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ پٹھوں والا، پَروں والا اور پشم والا جانور ہے اور حذیفہؓ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا وہ پشم اور بالوں والا بھیڑیا ہے جسے کوئی تلاش کرنیوالا پکڑ نہیں سکتا اور نہ اس سے

انها حيوان طويل القامة راسه
يبلغ السماء ويمسها ولم يخرج
رجلاه من الارض وانها لتخرج
كجرى الفرس ثلثة ايام لم يخرج
ثلثا وعن ابن زبير قال هى دابة
راسها كراس البقر وعينها كعين
الخنزير واذنها كاذن الفيل وقرنها
كقرن الايل وعنقها كعنق النعامة
وصدرها كصدر الاسد ولونها
كلون النمر وخاصرها كخاصر السنور
وذنبها كذنب المعيز وارجلها
كقوائم الابل ومابين مفصليها اثنا
عشر ذراعا وعن عاصم بن حبيب
ابن اصبهان قال رايت عليًّا يقول
ان دابة الارض تاكل بفيها وتتكلم
من استها وجاء فى بعض الاحاديث
انها تخرج ويكون معها عصا موسٰى
وخاتم سليمان ابن داؤد وينادى
باعلٰے صوت ان الناس كانوا بايتنا
غافلين ۔ وتسم المؤمن والكافر اما
المؤمن فيبرق وجهه بعد الوسم

کوئی بھاگنے والا آگے نہیں نکل سکتا اور عمر دبن عاص سے
روایت ہے کہ وہ ایک طویل القامت حیوان ہے جسکا سر
آسمان تک پہنچتا ہے اور اسے چھوتا ہے اور اس کے دونوں
پاؤں زمین سے نہیں نکلے اور وہ گھوڑے کے بھاگنے کی
طرح تین دن نکلیگا اور تین دن نہیں نکلے گا اور ابن زبیر
سے روایت ہے کہ وہ ایک جانور ہے جسکا سر گائے
کے سر اور آنکھ سور کی آنکھ اور کان ہاتھی کے کان اور سینگ
بارہ سنگھے کے سینگ اور گردن شتر مرغ کی گردن اور سینہ
شیر کے سینہ اور رنگ چیتے کے رنگ کی مانند ہے
اور اس کا پہلو بلی کے پہلو کی مانند اور اس کی
دم بکریوں کے دم کی مانند ہے اور اس کے پاؤں اونٹ
کی ٹانگوں کی مانند ہیں اور اس کے دو جوڑوں کے درمیان
بارہ گز کا فاصلہ ہے اور عاصم بن حبیب بن اصبہان
سے روایت ہے کہ علیؓ یہ فرماتے تھے کہ دابۃ الارض
اپنے منہ سے کھائیگا اور اپنے سُرین سے کلام کریگا۔
اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ وہ نکلے گا اور اس کے
ساتھ موسٰیؑ کا عصا اور سلیمانؑ بن داؤدؑ کی انگوٹھی
ہوگی اور وہ بلند آواز سے پکارے گا کہ لوگ
ہمارے نشانات سے غافل تھے اور وہ کافر اور
مومن پر نشان لگائیگا۔ مومن کا چہرہ نشان لگنے
کے بعد روشن ستارہ کی مانند چمکے گا اور وہ جانور

كالكوكب الدري وتكتب الدابة ما
بين عينيه لفظ المؤمن واما الكافر
فتكتب ما بين عينيه لفظ الكافر
كنقطة سوداء وجاء في رواية ان
لها صوتا عال يسمعها كل من هو
في الخافقين وهي تقتل ابليس
وتمزّقه وفي مواضع خروجها و
ازمنة ظهورها اختلافات عجيبة
تركنا ذكرها اجتنابا من طول الكلام
وقالوا انها تخرج في زمان واحد من
امكنة متعددة تخرج من ارض مكة
وتخرج من ارض المدينة وتخرج من
ارض اليمن فيرىٰ صورته في الامكنة
المختلفة بطور خرق العادة في الصور
المثالية فمن هٰهنا يثبت عالم
المثال واعجبني ان علماءنا قد جوزوا
هٰذه الصور المثالية في خروج دابة
الارض وقالوا ان لها تكون قدرة
علىٰ كونها موجودة في المشرق والمغرب
في اٰن واحد وهم لايجوزون هٰذه
القدرة للملائكة ويقولون انهم اذا نزلوا

اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ مومن لکھ دیگا ؛
البتہ کافر کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر سیاہ
نقطہ کی مانند لکھے گا۔ اور ایک روایت میں آیا
ہے کہ اس کی بلند آواز ہوگی جس کو ہر وہ شخص
سُنے گا جو مشرق و مغرب میں رہتا ہے اور وہ ابلیس
کو قتل کریگا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کردیگا اور اس
کے نکلنے کی جگہوں اور اس کے ظہور کے زمانوں
میں عجیب اختلاف ہیں، جس کا ذکر ہم نے
طوالت کلام سے بچتے ہوئے چھوڑ دیا ہے۔ اور
لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ ایک زمانہ میں مختلف
جگہوں سے نکلے گا۔ وہ مکّہ کی زمین سے نکلے گا اور
مدینہ کی زمین سے نکلے گا اور وہ یمن کی زمین سے
نکلے گا۔ پس وہ مختلف جگہوں میں خارق عادت
طور پر مثالی صورتوں میں دکھائی دے گا' پس یہاں سے
عالم مثال ثابت ہوتا ہے' اور مجھے تعجب ہے کہ ہمارے
علماء نے دابۃ الارض کے خروج کے بارہ میں
مثالی صورتوں کو جائز قرار دیا ہے۔ اور
انھوں نے کہا ہے کہ اسے مشرق و مغرب
میں ایک ہی وقت میں موجود ہونے کی قدرت
ہوگی ؛ حالانکہ وہ اس قدرت کو ملائکہ
کے لیے جائز قرار نہیں دیتے۔ اور کہتے ہیں کہ

من السماء فلابد من ان تبقى السموات خالية منهم وان هذا الاحمق مبين۔

هذا ما جاء في حال دابة الارض في كتب الاحاديث مع اختلافات وتناقضات حتّٰى ان اكثر الصحابة ظنوا انه انسان فقط ولاجل ذٰلك حسبوا ان عليًّا هو دابة الارض ومن اعجب العجائب ان بعض الاحاديث تدل على ان دابة الارض مؤمنة تؤيّد المؤمنين وتخزى الكافرين وتشهد ان دين الاسلام حق حتّٰى انها تقتل ابليس وتمزّقه وبعض الاحاديث يدل على انها امرأة كافرة خادمة للشّيطان وجساسة للدّجال وليس فيها خير فلا يمكن التوفيق بينهما الا ان نقول ان المراد من دابة الارض علماء السوء الذين

جب وہ آسمان سے اُترتے ہیں تو ضروری ہے کہ آسمان ان سے خالی ہوں اور یہ تو کھُلی کھُلی حماقت ہے۔

یہ وہ بیان ہے جو دابۃ الارض کے بارے میں احادیث میں اختلاف اور تناقض کے ساتھ آیا ہے۔ یہانتک کہ اکثر صحابہ نے سمجھ لیا کہ وہ فقط ایک انسان ہے اور اسی لیے اُنھوں نے خیال کیا کہ علیؓ ہی دابۃ الارض ہیں اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ بعض احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دابۃ الارض مومن ہوگا اور مومنوں کی تائید کریگا اور کافروں کو رسوا کریگا اور گواہی دیگا کہ دین اسلام حق ہے۔ یہاں تک کہ وہ ابلیس کو قتل کریگا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کردیگا۔ بعض احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ ایک کافر عورت ہے جو شیطان کی خادمہ اور دجّال کی جاسوس ہے اور اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ ان دونوں کے درمیان تطبیق بجز اس کے ممکن نہیں کہ ہم کہیں کہ دابۃ الارض سے مُراد علماء سوء ہیں جو

حاشیہ: قال قائل لو كان هذا هو الحق ان دابة الارض هي طائفة علماءٔ

حاشیہ: ایک کہنے والے نے کہا ہے کہ اگر یہ حق ہے کہ دابۃ الارض اس زمانہ کے علماء کا ایک گروہ

يشهدون باقوالهم ان الرسول حق والقرآن حق ثم يعملون الخبائث ويخدمون الدجال كان وجودهم من الجزئين جزء مع الاسلام و جزء مع الكفر اقوالهم كاقوال المؤمنين وافعالهم كافعال الكافرين

اپنے اقوال کے ساتھ یہ گواہی دیتے ہیں کہ رسول حق ہے اور قرآن حق ہے اور پھر بُرے کام کرتے ہیں۔ اور دجّال کی خدمت کرتے ہیں اور ان کا وجود دو اجزا سے مل کر بنا ہے۔ ایک جز اسلام کے ساتھ ہے اور ایک کفر کے ساتھ انکی باتیں مومنوں کی طرح اور افعال کافروں کے افعال کی مانند ہیں۔

هذا الزمان فيلزم ان يكون تكفيرهم حقا وصدقا فان من شان دابة الارض انها تسم المؤمن والكافر فمن جعله الدابة كافرا (يشير المعترض الينا) فعليكم ان تقروا بكفره فان التكفير بمنزلة الوسم من دابة الارض فيقال في جواب هذا المعترض ان المراد من الوسم اظهار كفر كافر وايمان مؤمن فهذا الاظهار على نوعين قد يكون بالاقوال وقد يكون بالافعال ونتائجها وقد جرت سنة الله انه قد يجعل الكافرين والفاسقين علة موجبة لظهور

ہی ہے، تو لازم آئیگا کہ ان کی تکفیر حق اور سچی ہو! کیونکہ دابۃ الارض کا ایک کام یہ ہے کہ مومن اور کافر کو نشان لگائیگا۔ پس جسکو وہ جانور کافر قرار دے (معترض ہماری طرف اشارہ کرتا ہے) تو تم پر لازم ہے کہ تم اس کے کفر کا اقرار کرو! کیونکہ تکفیر بمنزلہ اس زمینی جانور کے نشان کے ہے پس اس معترض کے جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ نشان سے مُراد کافر کے کفر اور مومن کے ایمان کا اظہار ہے۔ پس یہ اظہار دو قسم کا ہے۔ کبھی تو وہ اقوال کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی افعال اور ان کے نتائج کے ساتھ اور سنّت اللہ جاری ہے کہ وہ کبھی کافروں اور فاسقوں کو اپنے انبیاء و اولیاء کے انوار ایمان کے ظہور

فاخبر رسول الله صلى الله عليه وسلّم
عن انهم يكثرون فی اٰخر الزمان
وسموا دابة الارض لانهم اخلدوا
الى الارض وما ارادوا ان يرفعوا الى
السماء واطمئنوا بالدنيا وشهواتها
ومابقى لهم قلب كالانسان واجتمعت

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خبر دی
ہے کہ وہ آخری زمانہ میں زیادہ ہوں گے اور
ان کا نام دابۃ الارض رکھا جائیگا؛ کیونکہ وہ زمین
کی طرف جُھک جائیں گے اور آسمان کی طرف
اُٹھنے کا ارادہ نہیں کریں گے اور دُنیا کی
شہوات سے مطمئن ہو جائیں گے اور ان کے لیئے انسان

انوار ایمان انبیاءہ واولیائہ
الا ترى الى سيدنا ونبينا
محمدن المصطفىٰ صلعم كيف
كانت عداوة ابى جهل وامثاله
موجبة لانارة صدقه وضياء
ايمانه ولو لم يكن ابو جهل و
اخوانه من المعادين لبقى كثير
من انوار الصدق المحمدى فى
مكمن الاختفاء فاذا اراد الله ان
يظهر صدق نبيه صلعم بين
الناس فجعل له الحاسدين
المعاندين المعادين فى الارض
كابى جهل وشياطين اٰخرين
فمكروا كل المكر وآذوا كل الايذاء

کی علت موجبہ بنا دیتا ہے۔ کیا تو ہمارے
آقا اور نبی محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم
کی طرف نہیں دیکھتا کہ کس طرح ابوجہل
اور اس جیسے لوگوں کی عداوت آپؐ
کے صدق کو روشن کرنے اور آپؐ کے
ایمان کی روشنی کو زیادہ کرنے والی ثابت
ہوئی۔ اگر ابوجہل اور اس کے دوسرے معاند
ساتھی نہ ہوتے، تو صدقِ محمدیؐ کے بہت سے انوار
اخفاء کے پردے میں باقی رہ جاتے۔ پس جب
اللہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم
کے صدق کو لوگوں میں ظاہر کرے، تو اس نے زمین
ابوجہل اور دوسرے شیاطین کی مانند حاسد
معاند اور دشمن بنا دیئے۔ پس اُنھوں نے ہر قسم کا
مکر کیا اور اُنھوں نے ہر قسم کی ایذا پہنچائی اور

فيهم عادات السباع والخنازير والكلاب تراهم مستكبرين متبخترين كأنهم بلغوا السماء ومسّوها ولم تخرج ارجلهم من الارض نشأة انتكاسهم الى الدنيا فهم كالذى شدّ داسره وكالمسجونين يكلّمون الناس من الاست لا من الافواه يعنى ولا تجد فى كلماتهم طهارة وبركة و استقامة ونورانية ككلمات الصالحين ۔

کی طرح کوئی دل باقی نہیں رہے گا اور ان میں درندوں اور سوٴروں اور کتّوں کی عادات جمع ہو جائیں گی۔ اور تو اُنھیں متکبّر اور خود پسند دیکھے گا گویا کہ وہ آسمان تک پہنچ گئے ہیں اور اُنھوں نے اسے چھوا ہے اور دُنیا کی طرف شدید جھکاؤ کے باعث ان کے پاؤں زمین سے نہیں نکلے۔ پس وہ اس شخص کی مانند ہیں جس نے اپنے تسمہ کو مضبوطی سے باندھ لیا ہو اور وہ ان قیدیوں کی مانند ہیں جو لوگوں سے سرین سے باتیں کرتے ہیں نہ کہ مُنہ سے۔ یعنی تُو اُنکی باتوں میں پاکیزگی، برکت، استقامت اور صالحین کے کلمات کی مانند نورانیت نہیں پائیگا۔

وسعوا لاطفاء انوار نزلت من السماء فعجزوا عن ذلك وجاء الحق وزهق الباطل وظهر امر الله و لو كانوا كارهين فجاز ان يقال ان ابا جهل وامثاله كانوا سببا لظهور صدق المصطفى وايمانه الطيب وانواره العليا فكذلك نقول ان دابة الارض التى هى خادمة الشيطان اعنى التى تتكلّم بالاست لا بالفم كالصالحين

اُنھوں نے ان انوار کو بجھانے کی کوشش کی جو آسمان سے نازل ہوئے۔ پس وہ اس سے عاجز آگئے اور حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور اللہ کا امر ظاہر ہوا۔ گو وہ ناپسند کرتے تھے۔ پس جائز ہوا کہ یہ کہا جائے کہ ابوجہل اور اس کے مثیل محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صدق اور آپ کے پاکیزہ ایمان اور بلند انوار کو ظاہر کرنے کا موجب ہوئے۔ پس اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ دابۃ الارض جو شیطان کی خادمہ ہے یعنی سرین سے بات کرتی ہے نہ کہ صحت مند نوع انسانی کی مانند منہ سے

ومن اعتراضاتھم ما قیل ان بعض اجل مشائخھم قال انی رأیت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فی المنام وسئلتہ عن ھٰذا الرجل (یعنی عن المؤلف) اھو کاذب ام صادق فقال صادق ومن عند اللّٰہ ولکن اللّٰہ یمازحہ ٭ امّا الجواب فاعلم ان ذٰلک الشیخ قد ارسل الیّ رسولین من عندہ کان اسم احدھما الخلیفۃ عبد اللطیف واسم الثانی الخلیفۃ عبد اللّٰہ العرب

اور ان کے اعتراضات سے یہ بھی ہے جو کہا گیا کہ ایک بڑے شیخ نے کہا ہے کہ مَیں نے رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کو خواب میں دیکھا اور مَیں نے اس شخص (یعنی مؤلف کتاب ہذا) کے متعلق سوال کیا کہ وہ جھوٹا ہے یا سچا تو آپ نے فرمایا یہ صادق ہے اور اللّٰہ کی طرف سے ہے، لیکن اللّٰہ اِس سے خوش طبعی کر رہا ہے ٭ اس کا جواب یہ ہے کہ تو جان لے کہ اِس بزرگ نے اپنی طرف سے دو پیغامبر میرے پاس بھیجے۔ ان میں سے ایک کا نام خلیفہ عبداللطیف اور دوسرے کا نام خلیفہ عبداللّٰہ عرب تھا۔ دو میرے پاس فیروزپور مقام پر آئے۔ اور

تمّۃ: من نوع الانسان ھی تسم المؤمن بمعنی انھا تظھر انوار ایمانہ کما اظھر ابوجھل انوار ایمان خاتم النبیین فتفکروا ولا تکن کالمعتوہ والمجانین۔ ۱۲ منہ

٭ اسم ھٰذا الشیخ پیر صاحب العلم ویسکن فی بعض بلاد السند وسمعت انہ من مشاھیر مشائخ تلک البلاد وجماعۃ مبایعیہ قریب من مائۃ الف اویزید ون۔ ۱۲ منہ

تتمّہ: وہ مومن کو اِس معنی میں نشان لگائیگی کہ وہ اس کے ایمان کے انوار کو اسی طرح ظاہر کریگی جس طرح ابوجہل نے خاتم النبیین صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کے انوارِ ایمان کو ظاہر کیا۔ پس تو سوچ اور بیوقوف اور پاگلوں کی طرح نہ بن۔ ۱۲ منہ

٭ اس شیخ کا نام پیر جھنڈے والا ہے اور آپ سندھ کے ایک شہر میں رہتے ہیں اور مَیں نے سُنا ہے کہ آپ اس علاقہ کے مشہور مشائخ سے ہیں اور آپ کے بیعت کنندوں کی تعداد قریباً ایک لاکھ یا اس سے زیادہ ہے۔ ۱۲ منہ

فجاء الیّ فی مقام فیروزفور وقالا
قد ارسلنا الیک شیخنا صاحب
العلم یقول انی رأیت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم واستفسرتہ فی امرک
وقلت بیّن لی یارسول اللہ اھو کاذب
مفتری امرصادق فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انہ صادق
ومن عند اللہ فعرفت انک
علیٰ حق مّبین وبعد ذٰلک لا
نشک فی امرک ولا نرتاب فی شانک
ونعمل کما تامر فان امرتنا ان اذھبوا
الیٰ بلاد الامریکہ فانا نذھب
الیھا وما تکون لنا خیرۃ فی امرنا
وستجدنا ان شاء اللہ من المطاوعین
ھٰذا ما قال رسولاہ وکانا من
شرفاء القوم بل الذی کان اسمہ
عبداللہ العرب ھو من مشاھیر
التجار ومنّ اللہ علیہ باموال کثیرۃ
وباقیات صالحۃ واظن انہ رجل
صالح لایکذب وقد انفق مالاکثیرا
فی سبیل اللہ ومھمات الدین

اُنھوں نے کہا ہمیں آپ کی طرف ہمارے شیخ صاحب
العلم نے یہ کہہ کر بھیجا ہے کہ مَیں نے رسول اللہ
صلّی علیہ وسلّم کو دیکھا اور آپؐ سے مَیں نے آپ
کے معاملہ میں دریافت کیا اور مَیں نے عرض کیا یا
رسول اللہ مجھے بتایئے کہ آیا وہ جھوٹا اور افترا کرنیوالا ہے
یا سچّا ہے ؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے
فرمایا وہ سچا ہے اور اللہ کی طرف سے ہے۔ پس
مَیں نے جان لیا کہ آپ واضح حق پر ہیں اور اس کے
بعد ہم آپ کے معاملہ میں شک نہیں کرتے اور آپ
کی شان میں کوئی شبہ نہیں کرتے۔ اور ہم اسی طرح
کریں گے جیسے آپ حکم دیں گے۔ پس اگر آپ ہمیں حکم
دیں کہ امریکہ کے علاقہ میں چلے جاؤ تو ہم وہاں چلے
جائیں گے اور ہمیں اپنے معاملہ میں اختیار نہ ہوگا
اور آپ ہمیں انشاء اللہ اطاعت کرنیوالوں سے پائینگے۔
یہ وہ بات ہے جو ان کے دونوں پیغامبروں
نے کہی اور وہ دونوں اپنی قوم کے شرفا سے ہیں۔
بلکہ جس شخص کا نام عبداللہ عرب ہے وہ مشہور تاجروں
سے ہے اور اس پر اللہ نے بہت سے اموال اور
باقیاتِ صالحہ کے ساتھ احسان کیا ہے اور میرا خیال
ہے کہ وہ نیک شخص ہے اور جھوٹ نہیں بولتا اور
اس نے اللہ کی راہ میں اور مہماتِ دینیہ میں بہت سا

وله همّ كثير لاعلاء كلمة الاسلام وما جاءنى الاعلىٰ قدم الصدق والاخلاص وما جاء الابعد ما ارسلهما شيخهما ففكر ديانة وانصافاً ارسلهما شيخهما من ديار بعيدة علىٰ تحمل مصارف السبيل وتكاليف السفر فى ايام الشتاء ليبلغا منه كلمة المزاح ويؤذيا علىٰ خلاف السنة اهل الصلاح وانهما حيان موجودان والشيخ حيّ موجود فاسئلهما وشيخهما ان كنت من المرتابين ومع ذلك نسبة المزاح الى الله تعالىٰ قول ترى حقيقته وانت تعلم ان المزاح نوع من الكذب ولا يصح عليه سبحانه الكذب فانه رجس و من النقائص والنقائص كلها تستحيل عليه تعالىٰ ذاتاً عقلاً وعرفاً وقد اتفق العلماء علىٰ ان الله تعالىٰ لا يكذب ولا يخلف الميعاد والكذب عليه محال لما فيه من امارة العجز او الجهل او العبث ولما فيه زيادة ونقص ويتعالى الله عن النقائص

مال خرچ کیا ہے اور اسے اعلائے کلمۂ اسلام کے لیے بہت فکر ہے اور وہ میرے پاس قدم صدق اور اخلاص پر ہی آیا ہے اور وہ میرے پاس اس وقت آیا جب اس کو اور اس کے ساتھی کو ان کے شیخ نے میرے پاس بھیجا پس دیانت اور انصاف سے سوچ۔ کیا انکے شیخ نے انھیں دور کے علاقہ سے راستہ کے اخراجات اور سردیوں میں سفر کی تکالیف برداشت کرنے کے بعد اس لیے بھیجا ہے کہ دونوں مجھ تک اُن کی مزاحیہ باتیں پہنچائیں اور سنّت کے خلاف اہلِ صلاح کو تکلیف دیں؟ وہ دونوں زندہ موجود ہیں اور شیخ بھی زندہ ہیں۔ پس اگر تمھیں کوئی شک ہو، تو ان دونوں سے اور ان کے شیخ سے پوچھ لو اور مزاح کی نسبت اللہ کی طرف ایک ایسی بات ہے جس کی حقیقت کو تو جانتا ہے اور تو جانتا ہے کہ مزاح جھوٹ کی ایک قسم ہے اور اللہ سبحانہٗ کی طرف جھوٹ کی نسبت درست نہیں؛ کیونکہ یہ پلیدی اور نقص ہے اور نقائص کی نسبت اللہ کی طرف ذاتاً، عقلاً اور عرفاً محال ہے اور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ جھوٹ نہیں بولتا اور وعدہ خلافی نہیں کرتا اور اس پر جھوٹ باندھنا محال ہے؛ کیونکہ اس میں عجز، جہالت اور عبث کام ہونے کی علامت پائی جاتی ہے اور اس میں کوئی زیادت یا نقص ہوتا ہے۔

کلّھا وکل انواعھا وجواز الکذب فی اخبارہ تعالیٰ ووحیه والھامه یفضی الی المفاسد لا تحصٰی قال فی شرح المواقف ویمتنع علیه الکذب اتفاقا ولوکان اللّٰه کاذبا لکان کذبه قدیما اذ لا یقوم الحادث بذاته تعالیٰ فکیف یکون الکذب من صفاته القدیمة وھو اصدق الصادقین۔

اور اللہ سب نقائص اور ان کی سب اقسام سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ کی خبروں اور اس کی وحی اور الہام میں جھوٹ کا جواز ایسے مفاسد تک پہنچاتا ہے جنکا شمار نہیں کیا جا سکتا اور شرح المواقف میں آیا ہے کہ اس (اللہ) پر اتفاقی جھوٹ کی نسبت بھی ممتنع ہے اور اگر اللہ جھوٹا ہوتا تو اس کا جھوٹ قدیم ہوگا، کیونکہ جب حادث اس کی ذات کے ساتھ قائم نہیں ہو سکتا تو جھوٹ اس کی صفاتِ قدیمہ سے کیسے ہو گیا؛ حالانکہ وہ سب سچوں سے زیادہ سچا ہے۔

ومن اعتراضاتھم انھم قالوا قد ثبت من القرآن ان عیسٰی علیه السلام رفع الی السماء غیر مقتول ولا مصلوب وجاء فی الاحادیث انه سینزل ویقتل الدجال ویتزوج

اور ان کے اعتراضات میں سے ایک اعتراض بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں قرآن کریم سے ثابت ہے کہ عیسٰی علیہ السلام کا بغیر مقتول اور مصلوب ہونے کے آسمان کی طرف رفع ہوا اور احادیث میں آیا ہے کہ وہ عنقریب نازل ہوگا اور دجال کو قتل کریگا اور شادی کریگا۔

ل ولوکان عیسٰی راجعا الی الدنیا بعد الرفع لقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم واللّٰه لیوشکن ان یرجع ولکنه قال واللّٰه لیوشکن ان ینزل فترک رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم

ل اور اگر عیسٰی رفع کے بعد دنیا کی طرف واپس آنے والے ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے کہ اللہ کی قسم قریب ہے کہ وہ لوٹ آئے، لیکن آپ نے فرمایا ہے۔ اللہ کی قسم قریب ہے کہ وہ نازل ہو۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ رجوع

ویولد له ثم یموت فیدفن فی قبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم وقد جاء فی بعض الاحادیث انه لم یمت وقد انعقد الاجماع علیٰ مجیئه قبل موته فی زمان یبعث اللّٰہ المهدی فیه ویدعو علےٰ یاجوج وماجوج فیموتون بدعائه فکیف یمکن الانکار من هٰذه الاحادیث التی اتفق علیها السلف والخلف والصحابة والتابعون والائمة واکابر المحدّثین امّا الجواب فاعلم ان وفاة عیسٰے ثابت بالاٰیات التی هی قطعیة الدلالة لان القراٰن ما استعمل لفظ التوفی الا للاماتة والاهلاك وصدق ذٰلك المعنی

اور اُس کی اولاد ہوگی پھر وہ فوت ہوگا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قبر میں دفن کیا جائیگا اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ فوت نہیں ہوا اور مہدی کے زمانہ میں اُس کی قبل از موت آمد پہ اجماع ہوچکا ہے اور وہ یاجوج ماجوج کے خلاف بدُعا کریگا اور وہ اِس بددُعا سے مرجائیں گے۔ پس ان احادیث سے کیسے انکار کیا جاسکتا ہے جن پر سلف اور خلف، صحابہ اور تابعین، آئمہ اور اکابر محدّثین نے اتفاق کیا ہے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ تو جان لے کہ عیسیٰؑ کی وفات قطعی طور پر دلالت کرنے والی احادیث سے ثابت ہے، کیونکہ قرآن نے لفظ توفّی صرف موت دینے اور ہلاک کرنے کے لیے استعمال کیا ہے اور اس کے معنی کی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی تصدیق

حاشیہ: ترکه لفظ الرجوع واختیاره لفظ النزول دلیل قوی علیٰ انه ارادمن عیسٰی رجلاً اٰخر لا عیسٰی الذی هو نبی اللّٰہ ابن مریم ۔ منه

ترجمہ حاشیہ: کو ترک کرنا اور لفظ نزول کو اختیار کرنا اس بات پر قوی دلیل ہے کہ ان کی مُراد عیسیٰ سے کوئی اور ہے نہ کہ وہ عیسیٰ ابن مریمؑ جو اللہ کا نبی ہے۔ منه

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشھد	کی ہے اور اس پر صحابہ میں سے اس شخص نے
علیہ رجل من الصحابۃ الذی	بھی شہادت دی ہے جو اپنی قوم کی زبان کا سب
کان اعلم بلغات قومہ وکان استنبط	سے زیادہ عالم تھا اور اس نے علم تفسیر اور اس
علم التفسیر ووضعہ وکان لہ الید	کی وضع کا استنباط کیا اور اس کو عربی
الطولیٰ والقدح المُعلّیٰ فی تحقیق	زبان کی تحقیق میں بڑی مہارت اور بڑے پایہ
لسان العرب وکان من العارفین۔	کی تنقید کا مرتبہ حاصل تھا اور وہ عارفوں سے
واما شھادتہ فکما جاء فی البخاری	تھا اور اس کی شہادت جیسا کہ بخاری میں ہے
متوفیک ممیتک وقال العینی شارح	یہ ہے کہ متوفیک کے معنی ممیتک کے ہیں اور
البخاری رواہ ابن ابی حاتم عن ابیہ	بخاری کے شارح عینی نے کہا ہے کہ ابن ابی حاتم
قال حدثنا ابوصالح حدثنا معاویۃ	نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اس نے
عن علی بن ابی طلحۃ عن ابن عباس	کہا کہ ہمیں ابو صالح نے بتایا تھا۔ اس نے کہا کہ ہمیں
قال متوفّیک ممیتک ثم اعلم	معاویہ نے بتایا تھا اس نے علی بن ابی طلحہ سے اور
ان ادعاء الاجماع فی عقیدۃ رفع	علی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا
عیسٰی حیًّا بجسمہ العنصری	متوفیک کے معنی ممیتک کے ہیں۔ پھر جان لے کہ عیسیٰؑ کے
باطل وکذب صریح قال ابن الاثیر	زندہ جسم عنصری کیساتھ اٹھائے جانیکا دعویٰ باطل اور
فی کتابہ الکامل انّ اھل العلم	صریح جھوٹ ہے اور ابن اثیر نے اپنی کتاب "الکامل"
قد اختلفوا فی عیسٰی ھل رفع	میں کہا ہے کہ اہل علم نے عیسیٰؑ کے بارہ میں اختلاف کیا ہے
قبل الموت اوبعدہ فبعضھم	کہ آپ کا رفع موت سے پہلے ہوا یا بعد میں۔ پس
ذھبوا الیٰ انہ رفع قبل الموت	بعض ان میں سے اس طرف گئے ہیں کہ موت سے پہلے انکا
وبعضھم ذھبوا الیٰ انّہ مات الیٰ	رفع ہوا اور بعض اس طرف گئے ہیں کہ وہ تین
ثلث ساعات اوسبع ساعات و	یا سات گھڑی تک مرے رہے اور ایک فریق

ذهب فريق من المعتزلة والجهمية انه ما رفع بجسمه العنصرى بل مات ورفع بالرفع الروحانى وما يكون نزوله الّا نزولاً روحانياً كما كان الرفع روحانيا وقد اثبت البخارى موته فى صحيحه بكتاب الله وحديث رسوله وقول بعض الصحابة فاين ثبت الاجماع علىٰ رفعه حيًّا وعدم موته وكذلك ما اتفق المسلمون علىٰ دفنه فى قبر رسول الله صلى الله عليه وسلّم وقال العينى فى شرح البخارى قيل يدفن فى الارض المقدّسة وكذلك اختلف فى موضع نزوله وفى حديث ابن عباس قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلّم يقول ينزل اخى عيسٰى ابن مريم علىٰ جبل افيق اماماً هادياً حكما عادلا بيده حربة لقتل الدجال وتضع للحرب اوزارها واخرج نعيم بن حماد من طريق جبير بن نفير وشريح وعمر بن الاسود وكثير بن مرّة

معتزلہ اور جہمیہ کا اس طرف گیا ہے کہ آپ کا جسم عنصری کے ساتھ رفع نہیں ہوا بلکہ آپ وفات پا گئے اور آپ کا رفع روحانی ہوا اور آپ کا نزول نزولِ روحانی ہوگا جیساکہ آپ کا رفع روحانی تھا اور بخاری نے اپنی صحیح میں کتاب اللہ اور حدیثِ نبویؐ اور بعض صحابہ کے اقوال سے ان کی موت ثابت کی ہے۔ پس اس کے زندہ اٹھائے جانے اور اس کے نہ مرنے پر اجماع کہاں ثابت ہوا۔ اور اسی طرح مسلمان قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم میں آپ کے دفن ہونے پر بھی متفق نہیں اور عینی نے شرح بخاری میں کہا ہے کہ کہا گیا ہے وہ ارضِ مقدسہ میں دفن ہوگا اور اسی طرح اس کے نزول کے مقام میں اختلاف ہے اور ابنِ عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ مَیں نے رسول اللہ علیہ وسلّم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے: میرا بھائی عیسٰی بن مریمؑ جبل افیق پر نازل ہوگا اور امام ہادی اور حکم و عدل ہوگا۔ اس کے ہاتھ میں دجّال کو قتل کرنے کے لیے ایک نیزہ ہوگا اور لڑائی اپنی اوزار رکھ دیدگی اور نعیم بن حماد نے جبیر بن نفیر اور شریح اور عمر بن الاسود اور کثیر بن مرّہ نے روایت کیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔

قال قالوا انّما الدجال شیطان لا
غیرہ یعنی یخرج فی اٰخر الزمان
ویوسوس فی صدور النّاس ویقتلہ
المسیح بالحربۃ السماویۃ یعنی
بالنور والذین اٰمنوا من الصحابۃ
بنزولہ ما اٰمنوا الا اجمالا والذین
صرحوا فی ھٰذا الباب بعد الصحابۃ
فقد اخطؤا ولا یجب علینا ان نتبع
اٰراءھم ھم رجال ونحن رجال و
قد منّ اللّٰہ علینا وکشف علینا
بالھاماتہ مالم یکشف علیھم و
ھٰذا فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء
من عبادہ المؤمنین۔

وقد اشار اللّٰہ تعالٰی فی القراٰن
ان التورٰۃ امام یعنی فیہ نظیر
کل واقعۃ یقع فی ھٰذہ الامۃ و
لذالک قال فاسئلوا اھل الذکر ان
کنتم لا تعلمون ولکنا لا نجد فی
التورٰۃ نظیر النزول الجسمانی
بل نجد نظیرا فیہ للنزول
الروحانی کما ذکرنا قصۃ نزول ایلیا

کہ دجّال شیطان کے سوا اور کوئی نہیں یعنی وہ آخری
زمانہ میں نکلے گا اور لوگوں کے سینوں میں وسوسے
پیدا کریگا اور اُس کو مسیح آسمانی حربہ کے ساتھ
یعنی نور کے ساتھ قتل کردیگا اور جو لوگ صحابہ
میں سے اُس کے نزول پر ایمان لائے وہ صرف
اجمالی طور پر ایمان لائے ، اور جنھوں نے اُس
باب میں صحابہ کے بعد صراحت کی ہے انھوں نے
غلطی کی ہے اور ہم پر واجب نہیں کہ ہم ان کی
آراء کی پیروی کریں وہ بھی مرد ہیں اور ہم بھی مرد
ہیں اور اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے اور اپنے
الہامات کے ذریعے ہم پر وہ کچھ منکشف کیا ہے جو ان
پر منکشف نہیں کیا تھا اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ اپنے
مومن بندوں سے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

اور اللہ نے قرآن میں اشارہ کیا ہے کہ تورات
امام ہے یعنی اُس میں ہر اس واقعہ کی نظیر موجود ہے جو
اس اُمّت میں ہوگا اور اسی لیے اس نے کہا ہے :
"فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون" (اگر تم نہیں جانتے تو اسی
ذکر والوں ہی سے پوچھ لو۔) لیکن ہم تورات میں نزولِ جسمانی
نہیں بلکہ نزول روحانی کی مثال پاتے ہیں جیسا کہ
ہم نے ایلیا نبی کا قصہ بیان کیا ہے
پس تو قلبِ سلیم اور امین دل کے ساتھ

النجے فتدبر بقلب سلیم امین ٭	تدبر کر۔ پھر اس کے ساتھ یہ بھی ثابت ہو
ثم مع ذٰلك قد ثبت ان الواقعات	گیا ہے کہ آئندہ کے واقعات جن
الاٰتیۃ التی اخبر عنھا رسول اللہ صلی	کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر
اللہ علیہ وسلم او غیرہ من الانبیاء	انبیاء نے دی ہے وہ ساری کی ساری اپنی
ما وقعت کلھا بصورتھا الظاھرۃ المرجوۃ	اس صورتِ ظاہری پر واقع نہیں ہوئیں جس
بل وقع بعضھا علی الظاھرۃ وبعضھا	کی اُمید کی جاتی تھی بلکہ ان میں سے بعض ظاہری
علیٰ وجہ التاویل فاذا کان سنۃ اللہ	شکل میں اور بعض تاویلی رنگ میں واقع ہوئیں۔ پس
کذٰلك فی ظھور الانباء المستقبلۃ	اخبارِ مستقبلہ کے ظہور کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی سنت
فایّ دلیل علیٰ ان خبر نزول المسیح	یہ ہے تو اس بات پر کونسی دلیل ہے کہ نزول مسیحؑ کی خبر
محمول علی الظاھر ولم لا یجوز ان	ظاہر پر محمول ہے اور اس کا باطن پر محمول ہونا
یکون محمولاً علی الباطن بل اذا	کیوں جائز نہیں۔ جب ہم باریک نظر سے دیکھتے
دققنا النظر فیامر العقل ان الاخبار	ہیں تو عقل حکم دیتی ہے کہ وہ خبریں جو قیامت
التی ھی امارات کبریٰ للقیامۃ لا	کے لیے بڑی بڑی علامات ہیں ضروری ہے کہ وہ
بد لھا ان لا یقع الا فی حلل	استعارات کے رنگ میں واقع ہوں کیونکہ قیامت
الاستعارات فان القیامۃ لا تاتی	اچانک آئے گی اور شک کرنیوالوں کے شک کبھی
الا بغتۃ ولا یزول ریب المرتابین	زائل نہیں ہوں گے۔ یہانتک کہ ان کے پاس
ابدا حتّٰی تاتیھم کما ثبت من	وہ کچھ آجائے جو نصوصِ قرآنیہ سے ثابت
نصوص القراٰن واما اذا جوزنا ظھور	ہے اور اگر ہم بڑی بڑی علامات کے ظہور کو ان
الامارات الکبریٰ علےٰ صورھا الظاھرۃ	کی ظاہری صورتوں پر جائز قرار دیں تو منکرین کی نظر
فلا تبقی الساعۃ امرا ظنیا فی اعین	میں قیامت ظنّی امر نہیں رہے گا۔ پس
المنکرین فوجب ان نعتقد ان	واجب ہے کہ ہم عقیدہ رکھیں کہ بڑی بڑی

الامارات الکبری لاتقع علی صورها الظاهرة وکذلک النزول نزول روحانی بتوسط رجل یشابه فی صفاته کما فسر معنی نزول ایلیا النبی من قبل فی صحف النبیّین۔

واما قولهم ان الاحادیث تشهد علی ان عیسٰی یقتل الدجال بحربته فنحن لانسلم ان الاحادیث تدل علیها بالاتفاق بل الحدیث الذی جاء فی البخاری فی امر عیسٰی یعنی قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یضع الحرب یدل بدلالة صریحة علی ان عیسٰی لایقتل الدجّال بآلةٍ من اٰلات الحرب وکیف یاخذ حربته بیده مع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قال فی حقه انه یضع الحرب فلاشک ان حربة قتل الدجّال حربةٌ روحانیة منزلة من السماء کما یدل علیه حدیث روی عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلّم ینزل اخی عیسٰی ابن مریم علی جبل افیق اماماً هادیاً حکماً عادلاً بیده حربة یقتل به

علامات اپنی ظاہری صورتوں میں واقع نہیں ہونگی اور اسطرح نزول بھی نزول روحانی ہوگا اور ایک ایسے شخص کے واسطہ سے ہوگا جو مسیحؑ سے اپنی صفات میں مشابہت رکھتا ہوگا جیسا کہ ایلیا نبی کے نزول کے معنی کی تفسیر نبیوں کے صحیفوں میں پہلے بیان کی گئی ہے۔

رہا ان کا یہ قول کہ احادیث اس بات پر شہادت دیتی ہیں کہ عیسٰیؑ دجّال کو اپنے نیزہ کے ساتھ قتل کریگا، لیکن ہم تسلیم نہیں کرتے کہ احادیث اس پر بالاتفاق دلالت کرتی ہیں بلکہ وہ حدیث جو بخاری میں عیسٰیؑ کے بارہ میں آئی ہے یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ قول کہ وہ لڑائی کو ختم کریگا صریح طور پر دلالت کرتی ہے کہ عیسٰیؑ دجّال کو جنگی آلات میں سے کسی آلہ سے قتل نہیں کریگا اور وہ اپنے ہاتھ میں نیزہ کیسے پکڑ سکتا ہے جبکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے حق میں یہ فرمایا ہے کہ وہ لڑائی کو ختم کریگا پس اسمیں شک نہیں کہ دجّال کو قتل کرنے کا حربہ روحانی حربہ ہے جو آسمان سے اُتریگا جیسے کہ اس پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جو ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میرا بھائی عیسٰی بن مریمؑ جبلِ افیق پر سے امام ھادی اور حکم عدل ہوکر نازل ہوگا اسکے ہاتھ میں ایک نیزہ ہوگا جس سے وہ دجّال کو قتل کریگا۔ پس اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ وہ نیزہ آسمانی ہے نہ کہ زمینی۔ پس قتل امر روحانی

الدجال فقد ظهر من هذا الحديث	ہے نہ کہ جسمانی۔ پھر جب دجال آخری زمانہ کا شیطان
ان الحربة سماوية لا ارضية فالقتل	ہے جو اپنے مظاہر پر گمراہی کا سایہ پھیلائیگا تو پھر جسمانی
امر روحانی لا جسمانی ثم لما کان	قتل کے کیا معنی اور انھوں نے یہ بیان
الدجال شیطان اخر الزمان یبسط	نہیں کیا کہ قتل کے بعد اسے دفن کہاں کیا جائے گا،
ظل الضلالة علی مظاهره فما	جلایا جائے گا یا اسے سمندر میں پھینک
معنے القتل الجسمانی وما نقلوا انه	دیا جائے گا۔یا زمین پر پھینک دیا جائے گا۔
بعد قتله یدفن او یحرق او یلقی	یہانتک کہ پرندے اس کو کھا جائیں۔پس
فی البحر او یطرح فی الارض حتی	یہ سب اس بات پر قطعی دلائل ہیں کہ قتل
تاکله الطیر فهذه کلها دلائل قاطعة	ایک روحانی امر ہے اور جان لے عیسٰیؑ کا نیزہ
علی ان القتل امر روحانی واعلم	جو اس کے ساتھ آسمان سے نازل ہوگا، وہ
ان حربة عیسی الذی ینزل معه	اس کے نفس کا نیزہ ہے جس کے ساتھ وہ ہر
من السماء انما هو حربة نفسه	کافر کو ہلاک کرے گا پس تم کیوں عقلمندوں کی طرح
التی یهلك بها کل کافر فما لکم	تدبر نہیں کرتے۔ اور تم نے جان لیا ہے
لا تتدبرون کالعاقلین وقد علمتم	کہ دجال شیطان ہے جیسا کہ بعض
ان الدجال شیطان کما جاء فی بعض الاحادیث	احادیث میں آیا ہے۔پس ابلیس کے قتل کا
فحربة قتل ابلیس لا تکون الا حربة	نیزہ روحانی نیزہ ہی ہو سکتا ہے۔پس
روحانیة فحدیث وضع الحرب	وضع حرب کی حدیث صحیح ہے جو بخاری میں
حدیث صحیح یوجد فی البخاری	پائی جاتی ہے اور اس کی مخالف احادیث
وکلما یخالفه من الاحادیث فهو	یا تو وضعی ہیں اور یا ان کی تاویل کی جائے
مدسوس علیه او مؤول والذی یجادل	گی اور جو شخص اس کے بارہ میں جھگڑتا ہے
فی ذلك فقد نسی هذا الحدیث	اس نے اس حدیث کو بھلا دیا ہے جو

الذی یوجد فی کتاب هو اصح الکتب بعد کتاب الله وهذا هو الحق ولا ینکره الا الافباع غافل فتدبر ولا تکن من المستعجلین۔

اس کتاب میں پائی جاتی ہے جو قرآن کے بعد سب کتابوں سے زیادہ صحیح ہے اور یہی حق ہے اور اسکا انکار کوئی غافل احمق ہی کر سکتا ہے۔ پس تو تدبر کر اور جلد باز نہ بن۔

واما احادیث مجیئ المهدی فانت تعلم انّها کلها ضعیفة مجروحة ویخالف بعضها بعضا حتّٰی جاء حدیث فی ابن ماجه وغیره من الکتب انه لا مهدی الا عیسٰی ابن مریم فکیف یتکأ علٰی مثل هٰذه الاحادیث مع شدة اختلافها وتناقضها وضعفها والکلام فی رجالها کثیر کما لا یخفی علی المحدّثین۔

اور مہدی کی آمد کے متعلق جو احادیث ہیں پس تو جانتا ہے کہ وہ تمام کی تمام ضعیف اور مجروح ہیں اور ایک دُوسرے کی مخالف ہیں۔ یہانتک کہ ابنِ ماجہ اور اِس کے علاوہ دُوسری کتب میں ایک حدیث آئی ہے کہ مہدی عیسیٰؑ ہی ہوگا۔ پس اس جیسی احادیث کا باوجود ان میں اختلاف اور ضعف کی شدت کے کیسے سہارا لیا جا سکتا ہے اور ان کے راویوں پر بہت سے اعتراضات ہیں۔ جیسا کہ محدثین پر مخفی نہیں۔

فالحاصل ان هٰذه الاحادیث کلها لا تخلو عن المعارضات والتناقضات فاعتزل کلّها وردّ التنازعات الحدیثیة الی القرآن واجعله حکمًا علیها لیتبیّن لک الرشد وتکون من المسترشدین۔ فان کنت تقبل الاحادیث مع شدّة اختلافها وتناقضها وتنزلها عن مرتبة الیقین

پس حاصل کلام یہ ہے کہ یہ ساری احادیث معارضات اور تناقضات سے خالی نہیں۔ پس ان سب سے الگ رہ اور احادیث سے متعلق تمام تنازعاتِ حدیثیہ کو قرآن کی طرف لوٹا اور اس کو ان پر حکم بنا تا تیرے لیے رُشد ظاہر ہو اور تو ہدایت چاہنے والوں سے ہو جائے۔ پس اگر تو احادیث کو ان کے تناقض اور اختلاف کی شدت اور ان کے مرتبۂ یقین سے گرے ہوئے ہونے کے باوجود قبول

فکم من حری ان تقبل القرآن الیقینے القطعی الذی لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ ان کنت ترید ان تتبع سبل الیقین۔

ومن اعتراضاتھم انھم قالوا انّ ھٰذا الرجل لا یؤمن بانّ المسیح کان خالق الطیور وکان محی الاموات وکان فی العصمۃ مخصوصًا متفردًا محفوظًا من مس الشیطان لا یشابھہٗ فی ھٰذہ الصفۃ احد من النبیّین۔

امّا الجواب فاعلم انا نؤمن باحیاءٍ اعجازی وخلق اعجازی ولا نؤمن باحیاء حقیقی وخلق حقیقی کاحیاء اللہ وخلق اللہ ولو کان کذٰلک لتشابہ الخلق والاحیاء وقال اللہ سبحانہٗ فیکون طیرًا باذن اللہ وما قال فیکون حیًا باذن اللہ وما قال فیصیر طیرًا باذن اللہ وان مثل طیر عیسٰی کمثل عصا موسٰی ظھرت کحیّۃ تسعٰی ولکن ما ترکت للہ وام سیرتہ الاولٰی وکذٰلک قال المحققون

کرتا ہے تو تیرے لیے بہت ہی مناسب ہے کہ تو قرآن کو قبول کرے جو یقینی اور قطعی ہے اور باطل نہ اس کے سامنے سے آ سکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے۔ اگر تو یقین کے راستوں پر چلنا چاہتا ہے۔

اور ان کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص مسیح کے خالق طیور ہونے اور اس کے محی الاموات ہونے پر ایمان نہیں لاتا اور کہ وہ اس عصمت میں مخصوص اور منفرد تھا اور مسِ شیطان سے محفوظ تھا اور اس کی اس صفت میں کوئی اور نبی اس کا شریک نہیں۔ جواب اس کا یہ ہے کہ تو جان لے کہ ہم اس کے احیاءِ اعجازی اور خلقِ اعجازی پر ایمان لاتے ہیں، لیکن حقیقی احیاء اور حقیقی خلق پر ایمان نہیں لاتے۔ جو اللہ کے زندہ کرنے اور اللہ کے پیدا کرنے کے مشابہ ہے اور اگر ایسا ہوتا تو پیدا کرنا اور زندہ کرنا متشابہ ہو جاتے اللہ سبحانہٗ نے فرمایا ہے "فیکون طیرًا باذن اللہ" (پس وہ اللہ کے حکم سے ایک اڑنے والا بن جاتا ہے) اور اس نے یہ نہیں کہا کہ فیکون حیًا باذن اللہ (یعنی پس وہ اللہ کے اذن سے زندہ ہو جاتا ہے) اور یہ نہیں فرمایا فیصیر طیرًا باذن اللہ اور عیسٰیؑ کے پرندوں کی مثال موسٰیؑ کے عصا کی سی ہے جو ایسے سانپ کی شکل میں ظاہر ہوا جو دوڑ رہا تھا، لیکن اس نے ہمیشہ اپنی پہلی

ان طير عيسى كان يطير امام اعين
الناس واذا غاب فكان يسقط ويرجع
الى سيرته الاولى فاين حصل
له الحياة الحقيقي وكذلك كان
حقيقة الاحياء اعني انه ما ردّ الى
ميّت قط لوازم الحياة كلّها بل كان
يُري جلوة من حياة الميّت بتاثير
روحه الطيّب وكان الميّت حيًّا
مادام عيسى قائمًا عليه او قاعدًا
فاذا ذهب فعاد الميّت الى حاله
الاوّل ومات فكان هذا الاحياء
اعجازيا لا حقيقيا والله يعلم ان
هذا هو الحقيقة الواقعة ثم مازجها
اغلاط بيان الناس وزادوا فيها
ماشاءوا كما لا يخفى على من له شمّة
من العلم والبصيرة فدقق النظر في
مطاوي الأيات ومعانيها ليكشف
عنك الضلال والظلام وتكون من
المتبصرين - ومن اعتراضاتهم انهم
قالوا ان الله تعالى قد اخبر عن
نزول المسيح عند قرب القيامة

سیرت کو نہیں چھوڑا اور اسی طرح محققین نے کہا ہے عیسیٰؑ
کا پرندہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اڑتا اور جب وہ
غائب ہو جاتا، تو گر پڑتا اور اپنی پہلی حالت پر لوٹ
آتا تھا۔ پس اسے حقیقی زندگی کہاں حاصل ہوئی اور
اسی طرح احیاء کی حقیقت بھی ایسی ہی ہے یعنی اس نے
مُردہ کی طرف تمام لوازمِ حیات ہرگز نہیں لوٹائے بلکہ
وہ مُردہ کی زندگی کا ایک جلوہ اپنی پاک روح کی تاثیر
سے دکھاتا تھا اور مُردہ اس وقت تک زندہ رہتا
تھا جبتک عیسیٰؑ اس پر کھڑے رہتے یا بیٹھے رہتے۔
پس جب آپ چلے جاتے تو مُردہ اپنی پہلی حالت
میں لوٹ آتا اور مرجاتا۔ پس یہ احیاء اعجازی تھا
نہ کہ حقیقی۔ اور اللہ جانتا ہے کہ یہی حقیقت واقعہ
ہے۔ پھر اس میں لوگوں کے بیان کی غلطیاں
مل گئیں اور انھوں نے جو چاہا اس میں زیادہ کر دیا
جیسا کہ ہر اس شخص پر مخفی نہیں جسے ذرّہ بھر علم اور
بصیرت حاصل ہے پس آیات کی تہوں اور معانی میں
باریک نظر سے دیکھ تا کہ تجھ سے اندھیرا اور تاریکی
دُور ہو جائے اور تُو صاحبِ بصیرت ہو جائے۔
اور ان کا ایک اعتراض یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں اللہ تعالےٰ
نے قربِ قیامت کے وقت مسیحؑ کے نزول کی خبر
دی ہے۔ جیسا کہ اس نے فرمایا: "وانہ لعلم للساعۃ"

كما قال وانه لعلم للساعة اما الجواب فاعلم ان الله تعالى قال وانه لعلم للساعة وما قال انه سيكون علما للساعة - فالاية تدل على انه علم للساعة من وجه كان حاصلٌ له بالفعل الا ان يكون من بعد فى وقت من الاوقات والوجه الحاصل هو تولده من غير اب والتفصيل فى ذلك ان فرقة من اليهود اعنى الصدوقين كانوا كافرين بوجود القيامة فاخبرهم الله على لسان بعض انبيائه ان ابنا من قومهم يولد من غير اب و هذا يكون اية لهم على وجود القيامة فالى هذا اشار فى اية وانه لعلم للساعة وكذلك فى اية ولنجعله اية للناس اى للصدوقين -

وقال بعض المفسرين انه ضمير انه لعلم الساعة يرجع الى القرآن فان القرآن احيا خلقا كثيرا و بعثهم من القبور فهذا البعث الروحانى

(اور وہ آخری گھڑی کا علم بخشتا ہے) اِس کا جواب یہ ہے کہ تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے وانہ لعلم للساعۃ کہا ہے یہ نہیں کہا انہ سیکون علماً للساعۃ۔ پس یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ وہ من وجہ ساعت کا نشان تھا جو اسے بالفعل حاصل تھی۔ بعد میں کسی وقت لسے حاصل نہیں ہونی تھی اور وجہ جو حاصل تھی وہ اس کا بغیر باپ پیدا ہونا تھا اور اس کے بارہ میں تفصیل یہ ہے کہ یہود کا ایک فرقہ یعنی صدوقی لوگ قیامت کے وجود سے مُنکر تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُنھیں اپنے بعض انبیاء کی زبان سے خبر دی کہ ان کی قوم سے ایک بیٹا بغیر باپ کے پیدا ہوگا اور یہ ان کے لیے قیامت کے وجود پر نشان ہوگا۔ پس اِس طرف آیت وانہٗ لعلم للساعۃ میں اشارہ کیا گیا ہے اور اسی طرح اس آیت میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ:
"ولنجعلہٗ آیۃ للناس" (اور تا ہم لوگوں کے لیے اسے ایک نشان قرار دیں) یعنی ہم اسکو ان لوگوں یعنی صدوقیوں کیلئے ایک نشان بنائینگے۔

اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ وانہٗ لعلم للساعۃ میں ضمیر قرآن کی طرف لوٹتی ہے۔ پس قرآن نے بہت سی مخلوق کو زندہ کیا اور ان کو قبروں سے اُٹھایا ہے۔ پس یہ بعث روحانی دلیل ہے۔ بعث جسمانی

دلیل علی البعث الجسمانی یعنی علی	پر یعنی قیامت پر جیساکہ معالم التنزیل اور دوسری
الساعة کما فی معالم التنزیل وغیرہ	کتب میں ہے۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ آیت
فالحاصل ان اٰیة انه لعلم الساعة	انہٗ لعلم للساعة نزولِ مسیح پر قطعاً دلالت نہیں کرتی
لایدل علی نزول المسیح قط بل	بلکہ وہ منکروں کا مُنہ ایک موجود اور ثابت دلیل
یفحم المنکرین بدلیل موجود ثابت	سے بند کرتی ہے۔ پس اسی لیے اُس نے کہا ہے:
فلھٰذا قال فلا تمترن بھا ولا یقال	"فلا تمترن بہا" (پس تم اس کے متعلق شُبہ نہ کرو) اور کسی
مثل ھٰذا القول لاٰیة ما ثبت	ایسے قول کو نشان نہیں کہا جا سکتا جس کا وجود ثابت
وجودھا بعد وما راٰھا احد من	نہ ہو اور اُس کو کسی مخالف نے نہ دیکھا ہو۔
المخالفین۔ ومن اعتراضاتھم	اور ان کے اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ بھی
انھم قالوا ان کان ھٰذا ھو المسیح	ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ اگر یہ وہ مسیح ہے جو کسرِ صلیب
الذی ارسل لکسر الصلیب وقتل	اور قتلِ خنازیر کے لیے بھیجا گیا ہے تو اس
الخنازیر فقد مضت علیه احدی	پر صدی کے سر سے گیارہ سال گذر
عشر سنة من راس القرن، فای	چکے ہیں۔ پس کونسی صلیب اُس نے
صلیب کسر وای خنزیر قتل و	توڑی اور کونسا سؤر اُس نے قتل کیا اور کونسا
ای جزیة وضع ومن ذا الذی	جزیہ اُس نے ہٹایا، اور کون ہے جو اسلام میں
دخل فی الاسلام وترک سُبل	داخل ہوا ہے اور اُس نے کافروں کے رستوں
الکافرین۔	کو چھوڑ دیا ہے؟
امّا الجواب فاعلم ان الحق	اس کا جواب یہ ہے کہ تو جان لے حق ایک
لا یأتی دفعةً بل یأتی تدریجاً وفی	ہی دفعہ نہیں آتا بلکہ آہستہ آہستہ آتا ہے
العینی عن ابن عباسؓ یقیم عیسٰی	اور عینی میں ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ عیسٰیؑ ۱۹
تسع عشر سنة لا یکون امیرًا ولا	سال قیام کریگا۔ وہ نہ تو امیر ہوگا نہ پولیس کا سپاہی

شرطياً ولا ملكاً وقد مضت على
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلث
عشر سنة في مكة وما لحق به في هذه
المدّة الا فئة قليلة من المساكين
وكان من بعض علاماته المكتوبة في
التورٰة فتح الروم والشام وبلاد فارس
فما عاينها الناس في وقت حياته و
ما تبعه جموع كثيرة من كل قوم وملك
الّا بعد انتقاله الى رفيقه الاعلٰى بل ما
رأى في اوائل زمانه الا مصيبة على
مصيبة والذين اٰمنوا معه اذاهم
القوم ايذاءً كثيرا وعيّروهم وطردوهم
وقالوا عليهم كل كلمة شريرة كاذبين
وهكذا طردوا الانبياء كلّهم ومستهم
الباساء والضرّاء في اوائل زمانهم
فمضت على ذلك الابتلاء مدة طويلة
حتّى قالوا متٰى نصر الله فهلك من
كان من الهالكين - كما قال الله تعالٰى
اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا
يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ
مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا

اور نہ بادشاہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
مکہ میں تیرہ سال گذر گئے تھے اور اس مدت میں
آپ کے ساتھ ایک چھوٹا سا مسکینوں کا گروہ ملا تھا اور
تورات میں لکھی ہوئی آپ کی بعض علامات میں سے
رُوم، شام اور فارس کے علاقوں کا فتح ہونا تھا۔
اُنھیں لوگوں نے آپ کی زندگی میں نہ دیکھا اور نہ
کسی قوم اور ملک سے بڑے بڑے گروہ آپ کے پیرو
بنے، مگر اس وقت جب آپؐ اپنے رفیقِ اعلیٰ یعنی
خدا کی طرف چلے گئے بلکہ آپؐ نے اپنے زمانہ کی ابتدا
میں سوائے مصیبت پر مصیبت کے اور کچھ نہ دیکھا اور
جو لوگ آپؐ پر ایمان لائے تھے ان کو بھی لوگوں نے
بہت دُکھ دیا اور ان پر الزامات لگائے اور اُنھیں
دھتکارا اور اُنھوں نے ان کے خلاف ہر گندی بات
جھوٹ بولتے ہوئے کہی اور اسی طرح انھوں نے تمام انبیاء
کو دھتکارا اور ان کو ان کے زمانہ کے اوائل میں تکالیف
اور دُکھ پہنچے اور اس ابتلاء پر ایک لمبی مدت گذر
گئی۔ یہانتک کہ انھوں نے کہا اللہ کی مدد کب آئیگی۔
پس جو ہلاک ہونیوالے تھے وہ ہلاک ہو گئے جیساکہ اللہ
نے فرمایا: "ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلو
من قبلکم مستھم الباساء والضراء وزلزلوا حتّٰی یقول الرسول
والذین آمنوا معہ متی نصر اللہ" (کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ باوجود

حتّٰی یقولَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ مَتٰی نَصْرُ اللہ فکذٰلک یریدون ابناء ھٰذا الزمان لیقتلونی او یصلبونی او یطرحونی فی غیابۃ جُبّ ویدوسوا الصداقۃ بارجلھم ویحرقوا الاشجار الخضرۃ کما یحرق الحشائش الیابسۃ فاللہ المستعان علٰی ما یکیدون وھو خیر الناصرین۔ واما نصرہ الذی ینکرونہ فشیٔ سترٰی ما لا تسمع بل ظھرت علاماتہ فی اعین الناظرین۔

الا ترٰی ان الزمان کیف انقلب الی التوحید وکیف ھبت ریاح الاسلام فی بلاد المشرکین وکیف یدخلون فی دین اللہ افواجًا فی کل ملک فما ھٰذا الا النور الذی نزل من السماء مع الذی انزل لاصلاح الناس فایّ دلیل واضح من ھٰذا ان کنت من المنصفین۔ یا مسکین قُم وافتح العین لتنظر کیف یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر بحربۃ السماء واما قتل الناس بالات

اسکے کہ ابھی تم پر ان لوگوں کی حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے گزرے ہیں تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ انھیں تنگی پہنچی اور تکلیف بھی اور انھیں خوب ہلایا گیا یہانتک کہ اسوقت کا رسول اور اس کیساتھ ایمان لانیوالے کہہ اُٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئیگی) پس اسی طرح اس زمانہ کے لوگ چاہتے ہیں کہ مجھے قتل کریں یا مجھے صلیب دیں یا مجھے کسی اندھے کنوئیں میں ڈالدیں اور صداقت کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں اور سرسبز درختوں کو اسی طرح جلا ڈالیں جیسے خشک گھاس کو جلادیا جاتا ہے۔ پس اللہ ہی ہے جس سے انکے مکروں اور تدبیروں کے خلاف مدد حاصل کیجا سکتی ہے اور وہ بہتر مدد کرنیوالا ہے اور البتہ اسکی وہ مدد جسکا وہ انکار کرتے ہیں ایسی چیز ہے کہ تو عنقریب وہ کچھ دیکھیگا جو تو نہیں سُنتا بلکہ اسکی علامات دیکھنے والوں کے سامنے ظاہر ہو گئی ہیں۔

کیا تو نہیں دیکھتا کہ کس طرح زمانہ توحید کی طرف پلٹ گیا ہے اور کس طرح اسلام کی ہوائیں مشرکوں کے علاقوں میں چل پڑی ہیں اور کس طرح لوگ اللہ کے دین میں ہر ملک سے فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔ پس یہ وہی نور ہے جو آسمان سے اس شخص کے ساتھ اترا جو لوگوں کی اصلاح کے لیے نازل ہوا۔ پس اگر تو منصف ہے تو اس سے واضح دلیل اور کونسی ہے۔ اے مسکین کھڑا ہو اور آنکھیں کھول تاکہ تو دیکھے کہ صلیب کیسے توڑی جاتی ہے سؤر کو آسمانی نیزہ سے کیسے قتل کیا جاتا ہے اور البتہ لوگوں کو اس دُنیا کے آلات سے قتل کرنا کوئی

هٰذه الدنيا فليس بشئ عجيب أليس الملوك يفعلون ايضا ذٰلك فتحسس حربة الله ولا تكن من المنكرين ۔

عجیب چیز نہیں ہے ۔ کیا بادشاہ ایسے نہیں کرتے ۔ پس تو اللہ کے نیزہ کو محسوس کر اور انکار کرنیوالوں سے نہ بن ۔

وقد ذكرت آنفا ان الدجال لا يكون الا شيطانا فيوسوس في صدور قوم تبعوه فيكونون عملته له ويكون فعلهم فعله فينزل في هٰذا الزمان المسيح الموعود بالحربة الملكية السماوية فيقتل ذٰلك الشيطان و يقتل خنازيره والى هٰذا اشار القرآن في مقامات شتّى واشار الى انه يفتح في اٰخر الزمان فالذين يتنزل الشيطان عليهم يعثون في الارض مفسدين و ينسلون من كل حدب ثم يجمع الله عباده على كلمة الحق بنفخ الصور السماوي وكان ذٰلك قدرا مقدورا من رب العٰلمين ۔

اور مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ دجّال شیطان ہوگا۔ پس وہ اپنے پیروکار لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالے گا۔ پس وہ انکے کارکن بن جائیں گے اور ان کا فعل اُس کا فعل ہو جائیگا۔ پس اس زمانہ میں مسیح موعود فرشتوں کے آسمانی حربہ کے ساتھ نازل ہوگا پس وہ اس شیطان اور اس کے سؤروں کو قتل کریگا اور اس کی طرف قرآن نے مختلف مقامات میں اشارہ فرمایا ہے نیز اُس طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ آخری زمانہ میں فتح حاصل کریگا۔ پس جن لوگوں پر شیطان نازل ہوتا ہے، وہ زمین میں فساد کرتے پھر رہے ہوں گے اور وہ ہر بلندی سے اُتر رہے ہوں گے پھر اللہ اپنے بندوں کو کلمۂ حق پر آسمانی بگل بجانے کے ساتھ جمع کریگا اور یہ ایسی تقدیر ہے جو رب العالمین کی طرف سے مقدّر ہو چکی ہے۔

وهٰذا سرٌّ من اسرار الله تعالٰى وسنّةٌ من سننه انه اذا اراد اصلاح الناس في وقت تسلّط الشيطان على قلوبهم فينزل روحه على قلب عبد

اور یہ اللہ تعالیٰ کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے اور اُس کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے کہ جب وہ لوگوں کے دلوں پر شیطان کے غالب ہو جانے کے وقت ان کی اصلاح کا ارادہ

من عباده ومعه ملائكة فيتنزل الملائكة فى كل طرف فيوحون الى عباده ان قوموا واقبلوا الحق فياتونهم ويعطونهم قوة لقبول الحق وتحمل المصائب وما يظهر هذه التحريكات الى عند ظهور رسول او نبى او محدّث ولكن الجاهلون مايعرفون هذا السّر الذى تهب منه رياح الهداية ـ ويغلطون فيه ويسلكون مسلك الاتفاقات ولايتدبّرون فى ان الله قد جعل لكل شئ سببا ومامن متحرك فى الكون الاوله محرك اولئك الذين ضل سعيهم فى الحيوة الدنيا ورضوا بخيالات سطحية وما كانوا من المتدبرين ـ

والحق ان للملك لمة بقلب بنى ادم وللشياطين لمة فاذا اراد الله ان يبعث مصلحًا من رسول او نبى او محدّث فيقوى لمة الملك و يجعل استعدادات الناس قريبة لقبول الحق ويعطيهم عقلاً وفهما وهمة وقوة تحمل المصائب ونور فهم القرآن ما

کرتا ہے تو اس کی رُوح اس کے بندوں میں سے ایک بندہ کے دل پر اُترتی ہے اور اس کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں۔ پس فرشتے ہر طرف سے اُترتے ہیں اور وہ اسکے بندوں کو وحی کرتے ہیں کہ کھڑے ہو جاؤ اور حق کو قبول کرو۔ پس وہ ان کے پاس آتے ہیں اور انھیں قبولِ حق اور مصائب کو برداشت کرنیکی قوت عطا کرتے ہیں اور یہ تحریکات کسی رسول، نبی یا محدّث کے ظہور کے وقت ہی ظاہر ہوتی ہیں، لیکن جاہل لوگ اس راز کو نہیں جانتے جس کی وجہ سے ہدایت کی ہوائیں چلتی ہیں اور اس کے بارہ میں غلطی کھاتے ہیں اور اتفاقات کے رستہ پر چلتے ہیں اور اس میں تدبّر نہیں کرتے کہ اللہ نے ہر چیز کیلئے ایک سبب بنایا ہے اور عالمِ وجود میں ہر متحرک چیز کیلئے کوئی محرک ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جنکی کوشش اس دنیا کی زندگی میں ضائع ہوگئی اور وہ سطحی خیالات پر راضی ہو گئے اور وہ تدبّر کرنیوالے نہ ہوئے۔

اور حق یہ ہے کہ فرشتہ بنو آدم کے دلوں پر اُترتا ہے اور شیاطین بھی اُترتے ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ کوئی مصلح یعنی کوئی رسول، نبی یا محدّث بھیجنا چاہتا ہے تو وہ فرشتوں کے نزول کو قوّت دیتا ہے اور لوگوں کی استعدادوں کو قبولِ حق کے قریب کر دیتا ہے اور انکو عقل فہم، ہمّت اور مصائب برداشت کرنے کی قوّت اور فہمِ قرآن کا نُور عطا کرتا ہے جو اس مصلح کے ظہور سے

كانت لهم قبل ظهور ذلك المصلح
فتصفى الاذهان وتتقوى العقول
وتعلو الهمم ويجد كل احد كانه
اوقظ من نومه وكان نورًا ينزل من
غيب على قلبه وكان معلمًا قام
بباطنه ويكون الناس كان الله بدل
مزاجهم وطبيعتهم وشحذ اذهانهم
وافكارهم فاذا ظهرت واجتمعت
هذه العلامات كلها فتدل بدلالة
قطعية على ان المجدد الاعظم قد ظهر
والنور النازل قد نزل والى هذا اشار
سبحانه في سورة القدر وقال انا انزلناه
في ليلة القدر وما ادرىك ما ليلة
القدر۔ ليلة القدر خير من الف شهر
تنزل الملائكة والروح فيها باذن
ربهم من كل امر سلام۔ هي حتّٰى
مطلع الفجر۔ وانت تعلم ان الملائكة
والروح لا ينزلون الا بالحق وتعالى الله
عن ان يرسلهم عبثا وباطلا فارسال
الروح ههنا اشارة الى بعث نبي او
مرسل او محدث يلقى ذلك الروح

پہلے اُنھیں میسر نہیں ہوتا پس ذہن صاف ہو جاتے
ہیں اور عقلیں تقویت پکڑتی ہیں اور ہمتیں بلند ہو جاتی
ہیں اور ہر ایک ایسا محسوس کرتا ہے کہ گویا اسے نیند
سے جگا دیا گیا ہے اور گویا نُور غیب سے اس کے
قلب پر نازل ہو رہا ہے اور گویا کہ ایک معلّم اس کے
باطن کیساتھ کھڑا ہو گیا ہے اور لوگ ایسے ہو جاتے
ہیں گویا کہ اللہ نے ان کے مزاج اور طبائع بدل دیے
ہیں اور ان کے ذہن اور افکار کو تیز کر دیا ہے۔ پس
جب یہ تمام علامات ظاہر اور جمع ہو جائیں تو وہ اس
بات پر قطعی دلالت کریں گی کہ مجدّدِ اعظم ظاہر ہو گیا ہے
اور نازل ہونیوالا نُور اُتر آیا ہے اور اس کی طرف اللہ سبحانہ
نے سورۃ القدر میں اشارہ فرمایا ہے اور کہا ہے:"انا انزلنٰہ
فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر
من الف شہر۔ تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل
امر سلام ھی حتّٰی مطلع الفجر"۔ (ہم نے یقیناً اس کو ایک
قدر و عظمت والی رات میں اتارا ہے اور تجھے کیا معلوم کہ یہ
لیلۃ القدر کیا شے ہے یہ رات ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ تمام
فرشتے اور رُوح اسمیں اپنے رب کے حکم سے تمام امور لے کر اُترتے ہیں
پھر اسکے بعد سلامتی ہی سلامتی ہے اور یہ حالت صبح کے طلوع ہونے
تک رہتی ہے۔) اور تُو جانتا ہے کہ فرشتے اور روح حق کے
ساتھ ہی اُترتے ہیں اور اللہ کی شان اس سے بلند ہے کہ

عليه وارسال الملئكة اشارة الى نزول
ملائكة يجذبون الناس الى الحق
والهداية والثبات والاستقامة
كما قال الله تعالى فى مقام اخر اذ
يوحى ربك الى الملئكة انى معكم
فثبتوا الذين اٰمنوا اى هاتوا قلوبهم
وحببوا اليهم الايمان والثبات
والاستقامة فهذا فعل الملائكة
اذا نزلوا ففى سورة القدر اشارة
الى انّ الله تعالى قد وعد لهذه الامة
انه لا يضيعهم ابدا بل اذا ما
ضلّوا وسقطوا فى ظلمات يأتى
عليهم ليلة القدر وينزل الروح
الى الارض يعنى يلقيه الله على من
يشاء من عباده ويبعثه مجدّدا و
ينزل مع الروح ملائكة يجذبون
قلوب الناس الى الحق والهداية فلا
تنقطع هذه السلسلة الى يوم القيامة
فاطلبوا تجدوا واقرعوا يفتح لكم وان
هذا الزمان قد انفتحت فيه
ابواب النعماء الجسمانية والترقيات

وہ اُنھیں عبث اور باطل طور پر اُتارے۔ پس رُوح کے
بھیجنے سے یہاں کسی نبی مرسل اور محدث کی بعثت کی طرف
اشارہ ہے۔ یہ رُوح اس پر ڈالی جاتی ہے اور ارسالِ ملائکہ
سے نزولِ ملائکہ کی طرف اشارہ ہے جو لوگوں کو حق، ہدایت
ثبات اور استقامت کی طرف بلاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے ایک اور مقام پر فرمایا ہے ”اذ یوحی ربک الی الملائکۃ انی
معکم فثبتوا الذین اٰمنو“ (جب تیرا رب فرشتوں کو وحی کرتا تھا کہ مَیں تمہارے
ساتھ ہوں پس مومنوں کو ثابت قدم بناؤ) یعنی انکے دلوں کو لاؤ اور
انکے نزدیک ایمان ثبات اور استقامت محبوب بنا دو پس
یہ ملائکہ کا فعل ہے جب وہ نازل ہوتے ہیں اور سورہ قدر
میں اسطرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی اُمت سے وعدہ
کیا ہے کہ وہ اسے کبھی ضائع نہیں کریگا بلکہ جب وہ گمراہ
ہوجائیں اور اندھیروں میں گر جائینگے تو ان پر لیلۃ القدر
آئیگی اور رُوح زمین کی طرف نازل ہوگی یعنی اللہ اسے
اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے گا ڈالے گا اور اس کو
مجدّد بنا کر مبعوث کریگا اور رُوح کے ساتھ فرشتوں کو
نازل کریگا جو لوگوں کو حق اور ہدایت کی طرف کھینچیں گے
پس یہ سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا پس طلب
کرو۔ تم پاؤگے اور کھٹکھٹاؤ تمہارے لیے کھولا جائیگا۔
اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں جسمانی نعمتوں اور نئی ترقیات
کے دروازے کھُل گئے ہیں اور تم اپنی سواریوں اور

الجدیدۃ وترون نعمًا جدیدۃ فی رکوبکم وبسکم وانواع تمدنکم و قد انکشف کثیر من دقائق العلم الطبعی والریاضی وخواص النفس ونجد ابناء الدنیا فی علومهم الجدیدۃ کانهم یصعدون الی السماء ویرون اشیاء تتحیر فیها العقول ویتاخر منها المنقول ونجد من کل طرف صنعۃً جدیدۃً وفنونًا جدیدۃ و اعمالا معجبۃ دقیقۃ کسحر مبین۔

ولا نجد من هذہ الصنائع اثرًا فی الاوّلین کان الارض بدلت غیر الارض واذا ثبت ان فی الارض امواجًا من علوم جدیدۃ ومعارف جدیدۃ و فتق اللّٰہ حجب العلوم الارضیۃ من قدرتہ فلم تعجب من فتق السماء والهمنی ربّی وقال ان السمٰوات والارض کانتا رتقا ففتقناهما فافهم هذا السر ولا تیئس من روح رب العٰلمین۔

وانت تری ان ادنی المساکین

اپنے لباس اور اپنے تمدن کی اقسام میں نئی نئی نعمتیں دیکھتے ہو اور علم طبعیات اور ریاضی اور خواص نفس کے بہت سے دقائق ظاہر ہوگئے ہیں اور ہم دُنیا والوں کو علومِ جدیدہ میں اسی طرح پاتے ہیں گویا وہ آسمان کی طرف چڑھ رہے ہیں اور وہ ایسی چیزیں دیکھ رہے ہیں کہ عقلیں ان میں حیران ہوتی ہیں اور منقول ان سے پیچھے رہ جاتا ہے اور ہم ہر طرف ایک نئی صنعت نئے فنون اور واضح جادو کی مانند دقیق اور عجیب کام دیکھتے ہیں۔

اور ہم ان مصنوعات کا کوئی نشان پہلے لوگوں میں نہیں پاتے۔ گویا زمین بدل کر اور زمین بن گئی ہے اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ زمین میں نئے علوم اور نئے معارف کی موجیں ہیں اور اللہ نے زمینی علوم کے پردوں کو اپنی قدرت سے پھاڑ دیا ہے تو تُو آسمان کے پھٹ جانے سے کیوں تعجب کرتا ہے اور میرے رب نے مجھے الہام کیا ہے اور کہا ہے؛ "ان السمٰوات والارض کانتا رتقا ففتقناهما" (آسمان اور زمین دونوں بند تھے پس ہم نے انکو کھول دیا۔) پس اس راز کو سمجھ اور رب العالمین کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

اور تُو دیکھتا ہے کہ ان دنوں میں ادنیٰ سے ادنیٰ

في هذه الايام تنعم بنعماء ما راها احد من اباءه بل من الملوك السابقين ولا سليمان مع كل مجده فاذ امنّ الله على عباده بنعمائه الجسمانية فكيف تظنون انه تركهم محرومين من نعمائه الروحانية فتدبّر فيما سردنا عليك واعتذر الى الله والى اهل الحق ان كنت من المتورعين۔ اصبروا ايها المستعجلون حتى ياتي الله بامره مالكم لا ترون الفتن التي كثرت فيكم وما كان الله ليذر المؤمنين على ما هم عليه حتّٰى يميز الخبيث من الطيّب فلا تيئسوا من ايام الله وهو ارحم الراحمين۔

ومن اعتراضاتهم انهم قالوا ان الاولياء لا يدّعون ويقولون نحن كذا وكذا بل احوالهم ومسارهم تدل على كونهم اولياء فالذي ادعى فهو ليس ولي الله بل لا شك انه من الكاذبين اما الجواب فاعلم ان السالف

مسکین کو وہ نعمتیں میسر ہیں جو اس کے باپ دادوں بلکہ پہلے بادشاہوں اور سلیمانؑ نے بھی اپنی تمام شان کے باوجود نہیں دیکھی تھیں۔ پس جب اللہ نے اپنی جسمانی نعمتوں کے ساتھ اپنے بندوں پر احسان کیا ہے تو تم کیسے خیال کرتے ہو کہ اس نے انھیں روحانی نعمتوں سے محروم رکھا۔ پس تو اس میں تدبّر کر جو ہم نے تجھ سے بیان کیا ہے اور اللہ سے اور اہلِ حق سے معذرت کر اگر تُو پرہیزگار ہے۔ اے جلد بازو صبر کرو یہانتک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرمائے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ان فتنوں کی طرف نہیں دیکھتے جو تم میں زیادہ ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان کے حال پر نہیں چھوڑیگا یہانتک کہ وہ خبیث کو طیب سے ممیز کر دیگا۔ پس تم اللہ کے دنوں سے مایوس نہ ہو اور وہ تمام رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔

اور ان کے اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ اولیاء دعویٰ نہیں کرتے اور وہ یہ نہیں کہتے کہ ہم ایسے ہیں ایسے ہیں بلکہ انکے احوال اور ان کا چلنا پھرنا ان کے اولیاء ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ پس جو دعویٰ کرے وہ ولی اللہ نہیں بلکہ بلاشک وہ جھوٹوں میں سے ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جان لے سالف

والخلف قد جوزوا اظهار الولاية
تحديثاً لنعمة الله وان كتب الشيخ
الجيلي والمجدد السرهندي مملوة
من ذلك وقال تعالى واما بنعمة
ربك فحدث وروى ابن جرير في
تفسيره عن ابي يسرة الغفاري ان
الصحابة كانوا لا يحسبون الشكر شكراً
الا بشرط الاظهار لان الله تعالى قال
لئن شكرتم لازيدنكم ولئن كفرتم
ان عذابي لشديد - وروى الديلمي
في الفردوس وابونعيم في الحلية
ان عمر بن الخطاب رقي المنبر و
قال الحمد لله الذي صيرني كما
ليس فوقي احد فسأله الناس عن
ذلك القول فقال ما قلت الا شكراً
لنعمة الله تعالى واما ما قال الله
تعالى فلا تزكوا انفسكم ففرق بين
تزكية النفس واظهار النعمة وان
كانا متشابهين في الصورة فانك اذا
عزوت الكمال الى نفسك ورأيتك
كانك شيء ونسيت الخالق الذي

خلف سب نے ولایت کے اظہار کو تحدیث نعمت
کے طور پر جائز قرار دیا ہے اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور
مجدد سرہندیؒ کی کتابیں اس سے بھری پڑی ہیں اور اللہ
نے فرمایا: "واما بنعمۃ ربک فحدث" اور ابن جریر نے
اپنی تفسیر میں ابو یسرۃ غفاری سے روایت کی ہے
کہ صحابہ شکر کو اظہار کی شرط کے ساتھ ہی شکر خیال
کرتے تھے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "لئن شکرتم
لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید" (اگر تم شکرگزار
بنے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو
میرا عذاب یقیناً سخت ہے) اور دیلمی نے فردوس میں اور
ابونعیم نے حلیہ میں روایت کی ہے کہ عمر بن خطابؓ
منبر پر چڑھے اور فرمایا - سب تعریف اس خدا
کے لیے جس نے مجھے ایسا بنایا کہ مجھ سے بڑھ کر
کوئی نہیں۔ پس آپ سے لوگوں نے اس قول کے متعلق
پوچھا تو فرمایا - میں نے یہ اللہ کی نعمت کے شکریہ کے
طور پر کہا ہے اور یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے :
"فلا تزکوا انفسکم" (پس تم اپنی جانوں کو پاک مت قرار دو)
پس تزکیۂ نفس اور اظہارِ نعمت کے درمیان فرق کرنا
چاہیے؛ اگرچہ یہ دونوں صورتاً مشابہ ہیں۔ پس جب
تو کمال کو اپنے نفس کی طرف منسوب کرے اور اپنے
آپ کو کوئی چیز سمجھے اور تو اس خالق کو بھول جائے

منّ عليك فهو من تزكية النفس ولكنك
اذا عزوت كمالك الى ربك ورأيت
كل نعمة منه وما رأيت نفسك عند
رؤية الكمال بل رأيته في كل طرف
حول الله وقوته ومنّته وفضله ووجدت
نفسك كميّت في يد الغسال وما
اضفت اليها شيئًا من الكمال فهذا
هو اظهار النعمة فالذين في قلوبهم
مرض يسعون الى الاعتراض مستعجلين
ولا يفرقون بين الشاكرين المامورين
والمرائين البطالين ويلتبس عليهم
الامر من القرين وهذا اخر كلامنا
في رد اعتراضاتهم والله يحكم بيننا
وبينهم وهو خير الحاكمين۔

واعلم ان لهم اعتراضات ركيكة
غير ذلك بل كل دقيقة المعرفة في
نظرهم محل اعتراض وقد فرغنا
من رد اعتراضاتهم الكبيرة واما
الاعتراضات الصغيرة الواهية فالكتاب
نزّه عنها وجاء الكتاب بفضل الله
كاملًا شافيًا كما ستراه اذا قرأته

جس نے تجھ پر احسان کیا ہے، تو یہ نفس کو پاک قرار دینا ہے، لیکن جب تو اپنے کمال کو اپنے رب کی طرف منسوب کرے اور تو ہر نعمت کو اس سے سمجھے اور تو کمال کے دیکھتے وقت اپنے نفس کو نہ دیکھے بلکہ ہر طرف اللہ کی قوّت وطاقت اور اس کا احسان اور فضل دیکھے اور تو اپنے نفس کو میّت کی مانند پائے جو غسال کے ہاتھ میں ہو اور تُو اس نفس کی طرف کوئی کمال منسوب نہ کرے تو یہ اظہار نعمت ہے۔ پس جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے وہ جلدی سے اعتراض کی طرف بھاگتے ہیں۔

اور وہ مامور شکر گذاروں اور باطل پرستوں، ریاکاروں کے درمیان فرق نہیں کرتے ان پر معاملہ مشتبہ ہو جاتا ہے۔ ان کے اعتراضات کے جواب میں یہ ہمارا آخری کلام ہے اور اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کریگا اور اللہ بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔

اور جان لے کہ ان کے علاوہ بعض اور بیہودہ اعتراضات ہیں بلکہ ہر دقیقۂ معرفت ان کی نظر میں محل اعتراض ہے اور ہم ان کے بڑے بڑے اعتراضات کے جواب سے فارغ ہو گئے ہیں اور جو ان کے چھوٹے چھوٹے اور کمزور اعتراضات ہیں تو یہ کتاب ان سے منزّہ ہے اور یہ کتاب اللہ کے فضل سے جیسا کہ تو اسے دقیق نظری سے پڑھنے کے بعد پائے گا،

بما تيقن النظر وقد سردنا في هذا الكتاب ادلة قطعية يقينية صحيحة من كتاب الله وسنة رسوله واتممنا الحجة على المخالفين - والله يعلم اني ما انتصرت لنفسي في استيصال اعتراضاتهم و لست ان اعادي احدا انما عادائي اولي لي عدو في الارض الا الذي هو عدو الله ورسوله وانما انتصاري لهما فما اسب الساببين ولا العن اللاعنين ولا اضيع وقتي الذي هو ازكى وانفس في امور لا طائل تحتها و افوض امري الى الله رب العالمين فان كان ربي يخذلني فمن ذا الذي يعزني وان كان يعزني فمن ذا الذي يخذلني فكل امري في يد ربي ان كان لي عنده قدر فيهب ستر ايمتد والا فيتركني بوجه يسود فلا اعلم غيره احدا ان الذي يهلكني او كان من المنجين وارجو فضله وانتظر نصرته وهو ربي من علي و انتم علي نعمته يعلم ما في قلبي وهو

بعد ارشاد فرمائی ہے اور ہم نے اس کتاب میں قطعی یقینی اور صحیح دلائل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے بیان کر دیے ہیں اور ہم نے مخالفوں پر حجت قائم کر دی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے ان کے اعتراضات کو جڑ سے اکھیڑنے میں اپنے نفس سے مدد نہیں لی۔ میں ایسا نہیں ہوں کہ کسی سے اس لیے دشمنی رکھوں کہ اس نے مجھ سے دشمنی رکھی ہے اور زمین میں میرا وہی دشمن ہے جو اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے اور میری مدد انہی دونوں کے لیے ہے۔ پس میں گالی دینے والوں کو گالیاں نہیں دیتا اور لعنت کرنیوالوں پر میں لعنت نہیں کرتا اور میں اپنے اس وقت کو ضائع نہیں کرتا جو زیادہ پاک اور ان امور میں زیادہ نفیس ہے جنکے نیچے کوئی فائدہ نہیں اور میں اپنا معاملہ رب العالمین کے سپرد کرتا ہوں۔
پس اگر میرا رب مجھے ذلیل کرنا چاہے تو کون مجھے عزت دے سکتا ہے اور اگر وہ مجھے عزت دے تو کون مجھے ذلیل کر سکتا ہے؟ پس میرا ہر کام میرے رب کے ہاتھ میں ہے۔ اگر اس کے ہاں میری کوئی قدر ہے تو وہ مجھے ایسا پردہ عطا کریگا جو پھیلتا چلا جائے گا؛ ورنہ وہ مجھے سیاہ رُو چھوڑ دیگا پس میں اس کے سوا اور کسی کو نہیں جانتا جو مجھے ہلاک کرے یا نجات دے اور میں اس کے فضل کی امید کرتا ہوں اور اس کی نُصرت کا منتظر ہوں۔ اور وہ میرا رب ہے جس نے مجھ پر احسان

ارحم الراحمين - واني وضعت في
نفسي ان اموت على بابه ولا ابرحها
في كل حال من الفتح والهزيمة
حتى ياتيني نصر منه ومن ينصر
الا الله هو نعم المولى ونعم النصير
واذاني قومي ولعنوني وكفروني وقالوا
كافر دجّال - وسموني باسماء يكرهون
ان يسموا بها ولقبوني بالقاب يحبّون
ان يلقبوا بها واكثروا القول في ايماني
وكانوا معتدين - فافوض امري
الى الله هو يعلم ما في قلبي وما
في قلوبهم ولا يخفى على الله خافية
اليس الله باعلم بما في صدور العالمين
ويا قوم اذكركم بآيات الله - ان
جاءكم فاسق بنباءٍ فتبيّنوا ان
تصيبوا قومًا بجهالة فتصبحوا على
ما فعلتم نادمين - انما المؤمنون
اخوة فاصلحوا بين اخويكم واقسطوا
انّ الله يحب المقسطين - يا ايها
الذين آمنوا لا يسخر قوم من قوم
عسى ان يكونوا خيرا منهم ولا نساء

کیا اور مجھ پر اپنی نعمت پوری کی وہ جو کچھ میرے دل میں ہے
اسے جانتا ہے اور سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالا
ہے اور مَیں نے اپنے دل میں ٹھان لی ہے کہ مَیں اس کے
دروازہ پر مرجاؤنگا اور مَیں فتح و شکست کسی صورت میں
بھی اِس سے نہیں ہٹوں گا، یہانتک کہ اللہ کی مدد
میرے پاس آجائے اور اللہ کے سوا اور کون مدد کر سکتا
ہے اور وہ بہتر ساتھی اور بہتر مدد کرنیوالا ہے اور میری قوم نے
مجھے دکھ دیا، مجھ پر لعنت کی اور مجھے کافر قرار دیا اور کافر و دجّال
کہا۔ اور اُنھوں نے میرے ایسے نام رکھے جنھیں اپنے لیے وہ
ناپسند کرتے ہیں اور مجھے ایسے القاب دیے جو وہ اپنے لیے پسند
نہیں کرتے اور انھوں نے میرے ایمان کے بارہ میں بہت
سی باتیں کی ہیں اور وہ حد سے گزرنے والے ہیں پس مَیں
اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ جانتا ہے جو کچھ میرے
دل میں ہے اور جو انکے دلوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی
نہیں۔ کیا اللہ عالمین کے سینوں کی باتوں کو نہیں جانتا؟

اور اے میری قوم مَیں تمہیں اللہ کی آیات یاد
دلاتا ہوں "ان جاءکم فاسق بنباءٍ فتبینوا ان تصیبوا قومًا
بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین" (اگر تمہارے پاس کوئی
فاسق کوئی اہم خبر لائے تو اُس کی تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو تم لاعلمی
سے کسی قوم پر حملہ کر دو اور پھر اپنے کیے پر شرمندہ ہو جاؤ)

من نساء عسٰی یکن خیرًا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولٰئک ھم الظالمون۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسّسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا وادعوہ خوفا وطمعا ان رحمت اللہ قریب من المحسنین۔ وھو الذی یرسل الریاح بشرًا بین یدی رحمتہ حتّٰی اذا اقلت سحابا ثقالا سقناہ لبلد میّت فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات کذٰلک نخرج الموتٰی لعلکم تذکّرون۔ والبلد

ے مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں پس تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور انصاف کو مدّنظر رکھو۔ اللہ انصاف کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے

ے اے مومنوں کوئی قوم کسی قوم سے ہنسی مذاق نہ کیا کرے ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو۔ نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں ممکن ہے وہ ان سے اچھی ہوں اور نہ تم ایک دوسرے پر طعن کیا کرو اور نہ ایک دُوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کیا کرو کیونکہ ایمان کے بعد اطاعت سے نکل جانا بُرے نام کا مستحق بنا دیتا ہے اور جو توبہ نہ کرے وہ ظالم ہوگا۔

ے اے مومنو! تم بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں اور تجسّس سے کام نہ لیا کرو اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کریگا تم اس کو ناپسند کروگے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اللہ بہت ہی توبہ قبول کرنیوالا ہے۔ اور بار بار رحم کرنیوالا ہے۔ ے اور جو تمہیں سلام کہے تم اسے یہ نہ کہا کرو کہ تو مومن نہیں ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔ ے اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کیا کرو اور خدا کو خوف اور طمع

الطیب یخرج نباته باذن ربه والذی
خبث لایخرج الانکدا - هُوَ الَّذِیْ
اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ
الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ -
ولولا دفع الله الناس بعضهم
ببعض لفسدت الارض ولکن الله
ذو فضل علی العالمین - الیه یصعد
الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه
والذین یمکرون السیئات لهم
عذاب شدید ومکر اولئک هو
یبور - والذین یجادلون فی اٰیات الله
بغیر سلطان اتاهم ان فی صدورهم
الا کبر ما هم ببالغیه فاستعذ بالله
انه هو السمیع البصیر لخلق السمٰوٰت
والارض اکبر من خلق الناس ولکن
اکثر الناس لا یعلمون - ما یستوی
الاعمٰی والبصیر - ففروا الی الله انی
لکم منه نذیر مبین -
وقد خصنی الله تعالیٰ باٰیات
من عنده وبارك فی قولی ونطقی و
جعل البرکة فی دعائی وانزل الانوار

کے ساتھ پکارو - اللہ کی رحمت یقیناً محسنوں کے قریب ہے
اور وہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری دینے
کو بھیجتا ہے - یہانتک کہ وہ بوجھل بادلوں کو اٹھالیتی ہے تو
ہم ان کو ایک مردہ شہر کی طرف چلا کرلے جاتے ہیں پھر ہم
ان میں سے پانی اتارتے ہیں پھر ہم اس پانی کے ذریعہ سے
ہر قسم کے پھل پیدا کرتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو نکالا کرتے
ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور اچھا شہر اپنے رب کے حکم
سے اپنی روئیدگی نکالتا ہے اور جو خراب ہو وہ صرف ردی پیداوار
نکالتا ہے - وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت
کے ساتھ اور سچا دین دیکر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب
کرے - اور اللہ بعض انسانوں کو بعض کے ذریعہ سے نہ روکتا
تو زمین میں فساد پیدا ہو جاتا لیکن اللہ تمام جہانوں پر بڑا فضل
کرنیوالا ہے - پاک باتیں اسی کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں اور
عمل صالح انکو اٹھاتا ہے اور جو لوگ بُری تدبیریں کرتے ہیں ان
کے لیے سخت عذاب ہے اور ان لوگوں کی تدبیر تباہ ہونیوالی شے
ہے - جو لوگ اللہ کی آیتوں کے بارہ میں بغیر کسی دلیل کے
جو ان کے پاس آئی ہو بحث میں لگے رہتے ہیں ان کے دلوں میں
بڑی بڑی خواہشیں ہیں جنکو وہ کبھی نہ پہنچیں گے - پس اللہ کی

علیٰ انفاسی وعلیٰ داری وجدران	پناہ مانگتا رہ وہ بہت سُننے والا اور بہت دیکھنے والا ہے۔
بیتی وھو معی حیث ماکنت و	اور اللہ نے اپنے پاس سے مجھے کئی نشانات سے
ارسلنی لیعلم المخالفون المعادون	مخصوص کیا اور اس نے میرے قول اور نطق میں برکت دی ہے
ان تلک النعم ثابتۃ فی الاسلام و	اور اس نے میری دُعا میں بھی برکت دی میرے گھر پر اور میرے
لاحظ منھا لغیرھم ولیعلموا کیف	گھر کی دیواروں پر انوار نازل کیے ہیں اور جہاں کہیں بھی میں ہوتا
مرتبۃ المسلمین عند اللہ فواللہ	ہوں وہ میرے ساتھ ہوتا ہے۔ اس نے مجھے بھیجا ہے تا مخالف
ان ھٰذا الامر صحیح حق ومن	اور دشمن جان لیں کہ یہ نعمتیں اسلام میں ثابت ہیں اور ان کے
یقصدنی بقلب سلیم ونیۃ صحیحۃ	غیر کیلئے ان میں سے کوئی حصّہ نہیں اور تا وہ جان لیں کہ
ویاتینی مستفیضا مستغیثا	مسلمانوں کا مرتبہ اللہ کے نزدیک کیسا ہے۔ پس اللہ کی قسم
فبابتھالی وبرکۃ دعائی یدرک ما	یہ امر صحیح اور حق ہے اور جو کوئی قلب سلیم اور صحیح نیت کے
طلبہ ویفوز فی کل امرٍ الا فی الذی	ساتھ میرا قصد کریگا اور میرے پاس فیض اور مدد طلب کرتا ہوا آئیگا
جف القلم بکونہ من قدر السوء	تو وہ میری تضرع اور دعا کی برکت کیساتھ اپنی مراد پالے گا سوائے
وقد شرحت لک یا اخی قصتی	اس امر کے جس کے بارے میں اس کی بُری تقدیر کا قلم چل چکا
ھٰذہ علیٰ غایۃ الاقتصار فانظر	ہے۔ اور میں نے اے بھائی تیرے لیے اپنے قصّہ کو اختصار سے
مکتوبی ھٰذا بنظر الامعان واستعمل	بیان کر دیا ہے پس تو میرے اس مکتوب کو غور سے دیکھ اور
الانصاف فیہ وانی لک لمن الناصحین	اس میں انصاف سے کام لے اور میں تجھے نصیحت کرتا ہوں۔
فخف ممن ھو اکبر من کل کبیر	پس اس سے ڈر جو تمام بڑوں میں سب سے بڑا ہے اور
وھو الملک الحقیقی الذی اشرق	وہ حقیقی بادشاہ ہے جس کے چہرے کے نور کے ساتھ جو کچھ آسمانوں
بنور وجھہ ما فی السمٰوات والارض	
ویرتعد الملائکۃ من سلطانہ و	
یھتز العرش من عظمتہ وقد اعدّ	

للمؤمنين الصالحين نعماء الابد	اور زمین میں ہے روشن ہوگیا ہے۔ اور اس کے جاہ و جلال
التی لا انقطاع لها والحیوٰة التی لا	سے ملائکہ کانپتے ہیں اور اس کی عظمت سے عرش ہل جاتا ہے اور اس
موت بعدها وقد خصکم الله یا	نے اپنے صالح مومنوں کیلئے ابدی نعمتیں تیار کی ہیں جو منقطع نہیں
جیران بیت الحرام بمزایا کثیرة	ہوں گی اور انہیں ایسی زندگی عطا کریگا جس کے بعد موت نہیں
واعطاکم قلبا متقلبا مع الحق رحمة	ہوگی۔ اور اے بیت الحرام کے قریب بسنے والو! تمہیں اللہ تعالیٰ
من عنده فانظروا فی امری یا	نے بہت سی خوبیوں کیساتھ مخصوص کیا ہے اور تمہیں اپنے پاس سے
معشر الکرام ولیس هذا الامر	رحمت کے طور پر ایسا دل دیا ہے جو حق کیساتھ پلٹ جاتا ہے۔
من الامور التی یغفل عنها ولا	پس اے شرفا کے گروہ۔ تم میرے معاملے میں غور کرو اور یہ
تدری نفس بایّ وقت تدعیٰ	کام ان کاموں میں سے نہیں جن سے تغافل برتا جاتا ہے۔ اور
الی السماء واعلموا ان هذه الایام	کوئی نفس نہیں جانتا کہ کس وقت اسے آسمان کی طرف بلایا جائے
ایام الفتن وزمان امواج المفاسد	گا اور جان لو کہ یہ دن فتنوں کے ہیں اور یہ زمانہ مفاسد کی موجوں
وقد زلزلت الارض زلزالا شدیدا	کا زمانہ ہے اور زمین شدید طور پر ہلائی گئی ہے اور اسلام پر آفتیں
وتکاثرت الآفات علی الاسلام	زیادہ ہوگئی ہیں۔ پس اللہ کے عہد کو یاد کرو اور طوفان سے
فاذکروا عهد الله واتقوا ایام	سرکشی کے ایام سے بچو اور مضبوط کڑے کو پکڑو جو ٹوٹنے والا نہیں
الطوفان والطغیان واستمسکوا	اور رب کریم کی رضا طلب کرو اور اسکے خوف کے بعد ہر خوف
بالعروة الوثقیٰ الّتی لا انفصام لها	کو اپنے قدموں کے نیچے رکھ دو۔ اور ہم اللہ سے دعا کرتے
واطلبوا رضی الربّ الکریم۔ واجعلوا	ہیں کہ وہ تمہیں اپنی جناب سے توفیق اور قوت دے اور تمہیں یقین
بعد خوفه کل خوف تحت اقدامکم	پیدا کرنیوالا الہام عطا فرمائے۔ بتحقیق میں خطا اور رائے
ونسئل الله ان یوفقکم ویعطیکم	
من لدنه قوة ویهبکم من عنده	
الهامًا موقنا ویعصمکم من الخطاء	

فی النظر والاستعجال فی اقامة	قائم کرنے میں جلد بازی کرنے اور بدظنی سے محفوظ رکھے۔
الرای وسوء الظن ونسئله ان	اور ہم دُعا کرتے ہیں کہ وہ تمہیں اپنی سلطنت میں نبیوں
یدخلکم فی ملکوته مع الانبیاء	اور رسولوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین
والرسل والصدیقین والشهداء	کے ساتھ داخل کرے اور ہم جواب
والصالحین۔ ونحن ننتظر الجواب	کے منتظر ہیں۔
واٰخر دعوانا ان الحمد لله رب	اور ہماری آخری پکار یہ ہے کہ تمام قسم کی تعریفیں اللہ کے
العلمین۔	لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

الراقم المفتقر الی الله الصمد

غلام احمد عافاه الله وایّد وقد کُتِب

فی اٰخر الربیع الاوّل سنه ۱۳۱۱ هجری من قادیان

ضلع غورداسفور من الهند البنجاب

غلام احمد (اللہ اس کو عافیت میں رکھے اور اس کی تائید و نصرت کرے)

آخر ربیع الاول ۱۳۱۱ھ میں قادیان ضلع گورداسپور پنجاب (ہند) سے لکھا گیا

قصیدۃ لطیفۃ

لمؤلّفُ ھٰذہِ الرّسالۃ فی بیانِ مفاسدِ الزّمانِ وضرورۃ رجلٍ یھدی الی طریق الرحمانِ
ونعت سیّد الانبیاءِ وفخر الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم

دموعي تفيض بذكر فتن انظرُ	میرے آنسو بسبب ان فتنوں کے جنھیں میں دیکھ رہا ہوں بہہ
واني ارى فتنًا كقطرٍ يمطرُ	رہے ہیں اور میں فتنوں کو برستی ہوئی بارش کی طرح دیکھتا ہوں۔
تهبّ رياح عاصفات مبيدة	تباہ کُن طوفانی ہوائیں چل رہی ہیں ۔ اور لوگوں
وقلّ صلاح الناس والغيّ يكثرُ	کی صلاحیت کم اور گمراہی بڑھ رہی ہے۔
وقد زلزلت ارض الهدىٰ زلزالها	ہدایت کی زمین خوب ہلائی گئی ہے اور تقوے
وقد كُدّرت عين التُّقٰى وتكدرُ	کا چشمہ گدلا ہوگیا ہے اور گدلا کیا جا رہا ہے۔
وما كان صرخ يصعدنّ الى العُلىٰ	اور کوئی چیخ و پکار ایسی نہیں جو آسمان تک پہنچے اور کوئی ایسی دُعا
وما من دعاء يُسمعنّ ويُنصرُ	نہیں جو سُنی جائے اور اس کے نتیجہ میں الٰہی نصرت آئے۔
فلمّا طغى الفسق المبيد بسيله	جب تباہ کن نافرمانی و بدکاری کا سیلاب طغیانی پر آیا تو
تمنّيتُ لو كان الوباء المُتبّرُ	میں نے تباہ کن وبا کے لیے خواہش کی۔
فان هلاك الناس عند اُولي النهىٰ	کیونکہ عقلمندوں کے نزدیک لوگوں کا ہلاک ہو جانا اس گمراہی
احبّ واولىٰ من ضلالٍ يخسّرُ	سے زیادہ پسندیدہ اور بہتر ہے جو خسران و ہلاکت میں ڈالے۔
على اجدر الاسلام نزلت حوادث	اسلام کی دیواروں پر حوادث نازل ہوئے ہیں اور یہ
وذالك بسيّئات تُذاعُ وتُنشرُ	ان بدیوں کی بدولت ہیں جو پھیلائی جا رہی ہیں۔

وَفی کل طرفٍ نارُ فتنٍ تاجّجت	اور ہر طرف فتنوں کی آگ شعلہ زن ہے اور ہر
وفی کل ذنبٍ قد تراءی التقعرُ	گناہ کی انتہاء نظر آ رہی ہے ۔
ومن کل جھة کلّ ذئب ونمرةٍ	اور ہر طرف بھیڑیا اور چیتا حملہ آور ہو کر فساد پیدا
یعیث بوثب والعقارب تابرُ	کر رہا ہے اور بچھو ڈنگ مار رہے ہیں۔
وعین ھدایات الکتاب تکدرت	اور کتاب اللہ کی ہدایات کا چشمہ گدلا ہو گیا ہے اور اس
بھا العین والآرام یمشی ویعبرُ	میں نیل گائیں اور ہرن چل رہے ہیں اور اسے عبور کر رہے ہیں۔
تراءت غوایات کریح عاصفٍ	گمراہیاں طوفانی ہوا کی طرح نظر آ رہی ہیں اور تاریک
وارخی سدول الغیّ لیل مُکدّرُ	رات نے گمراہی کے پردے ڈال دیے ہیں۔
وللدین اطلال اراھا کلاھفٍ	اور دین کے ٹیلوں کو کھنڈرات کی طرح
ودمعی بذکر قصورہ یتحدّرُ	دیکھ رہا ہوں اور اسکے محلات کی یاد میں میرے آنسو بہہ رہے ہیں۔
اری العصر من نوم البطالة نائمًا	میں دیکھتا ہوں کہ زمانہ پر باطل پرستی کی نیند طاری ہے اور ہر
وکلّ جھول فی الھوا یتبخترُ	ایک پرلے درجہ کا جاہل اپنی خواہشات میں ناز سے چل رہا ہے
ولیلا کعین الظبی غابت نجومه	میں ہرن کی آنکھ کی مانند تاریک رات دیکھتا ہوں جسکے ستارے
وداءً لشدته عن الموت تخبرُ	غائب ہو گئے ہیں اور ایسی بیماری دیکھتا ہوں جو اپنی شدت کیوجہ سے موت لاتی ہے
نسوا نھج دین اللہ خبثا وغفلة	لوگ خباثت اور غفلت کیوجہ سے دین الٰہی کے رستہ کو بھول
وافعالھم بغی وفسق ومیسرُ	گئے ہیں اور ان کے افعال بغاوت، نافرمانی اور قمار بازی ہیں
وماھمّھم الا لحظ نفوسھم	اور ان کی ساری توجہ حظِ نفس کی طرف لگی ہوئی ہے اور
وماجھدھم الّا لعیش یوفّرُ	ان کی کوشش زیادہ دولت والی زندگی کے لیے ہے۔
وقد ضیّعوا بالجھل لبنًا سائغًا	اور اُنھوں نے اپنی جہالت کیوجہ سے خوشگوار دُودھ ضائع کر
ولم یبق فی الاقداح الّا ماضرُ	دیا ہے اور پیالوں میں تُرش دُودھ کے سوا کچھ باقی نہیں رہا ہے

وركب المنايا قد دنا هم بسيفهم	اور موتوں کا قافلہ اپنی تلواریں لیے ان کے قریب آگیا ہے اور
وهم خيل شحٍ مادنا هم تحسّر	وہ حرص و آز کے ایسے شہ سوار ہیں جنکے پاس تھکان نہیں آتی۔
تصيد هم الدنيا بعظمة مكرها	دُنیا ان کو اپنے مکر کی عظمت سے شکار کر رہی ہے،
فيا عجبًا منها و ممّا تمكّر	پس اس دُنیا اور اس کے مکر پر بڑا تعجب ہے۔
تذكّرا فلاسًا وجوعًا وفاقة	وہ لوگوں کو افلاس، بھوک اور فاقہ یاد دلاتی ہے اور
فتدعوا الى الآثار ممّا تذكّر	اس یاد دلانے سے انھیں گناہوں کی طرف بلاتی ہے۔
تريد لتهلك في التغافل اهلها	وہ چاہتی ہے کہ اپنے رہنے والوں کو غفلت میں ہلاک کر دے
وقد عقرت همم اللئام وتعقر	اور اسنے اپنے ادنیٰ لوگوں کی کونچیں کاٹ دی ہیں اور کاٹ رہی ہے
والهت عن الدين القويم قلوبهم	اور اس نے انکے دلوں کو دینِ قویم سے غافل کر دیا ہے، پس وہ اسکی
فمالوا الى لمعانها و تخيّروا	چمک کیطرف مائل ہو گئے ہیں اور انھوں نے اسے پسند کر لیا ہے۔
تقود الى نار اللظى وجناتها	اس کے رخسار بھڑکتی ہوئی آگ کیطرف لیجاتے ہیں اور اسکی
ولمعانها تُصبي القلوب وتختر	چمک دمک دلوں کو فریفتہ کرتی اور انہیں دھوکہ دیتی ہے۔
وتدعوا اليها كل من كان هالكا	اور وہ ہر ہلاک ہونیوالے کو اپنی طرف بلاتی ہے۔ پس
فكلّ من الاحداث يدنو ويخطر	سب نوجوان اس کے قریب ہوتے اور حرکت کرتے ہیں۔
تميس كبكرٍ في نقاب المكائد	وہ مکروں کے نقاب میں ایک کنواری کی مانند ناز و نخرہ سے
وتُبدي وميضا كاذبا وتزوّر	چلتی ہے اور جھوٹی چمک دکھاتی اور دھوکہ دیتی ہے۔
ودقّت مكائدها فلم يدر سرّها	اور اس کے فریب باریک ہیں جنکا راز معلوم نہیں کیا جا
لما نسجتها من فنون تكوّر	سکتا؛ کیونکہ اس نے انھیں پیچ در پیچ فنون سے بُنا ہے
وتبدو كترس في زمان بكيدها	اور کبھی وہ اپنے فریب سے ڈھال کی مانند ظاہر ہوتی
وفي ساعة اُخرى حسام مشهّر	ہے اور کبھی سونتی ہوئی تلوار کی شکل میں سامنے آتی ہے۔

وعین لها تصبی الوری فتانته
اس کی فتنہ میں ڈالنے والی آنکھ مخلوق کو اپنی طرف مائل کرتی

ولقتل اهل الفسق کشح مخصّرٗ
ہے اور نافرمانوں کو قتل کرنے کیلئے ایک پتلی کمر ہے۔

عجبت لمنظر ذات شیب عجوزة
مَیں نے اس بڑھیا عورت کے منظر پر تعجب کیا جو دیکھنے

اینق لعین الناظرین وازهرٗ
والوں کی نظر میں خوب صورت اور چمکیلی معلوم ہوتی ہے۔

لزمت اصطبارا اذ رأیت جمالها
مَیں نے جب اس کی خوبصورتی کو دیکھا تو صبر کو لازم پکڑ لیا

فقلت الٰهی انت کهفی ووازرٗ
اور مَیں نے کہا الٰہی تو ہی میری پناہ اور قوّت ہے۔

فصیرها ربّی لنفسی سریة
پس میرے ربّ نے اسے میرے لیے ایک لونڈی کی مانند

کجاریة تلقٰی بطوعٍ وتهجرٗ
بنا دیا جو فرماں برداری کے ساتھ آتی جاتی ہے۔

وذٰلك فضل من کریم ومحسنٍ
اور یہ خدائے کریم و محسن کا فضل ہے اور خدائے مہیمن جسے

ویعطی المهیمن من یشاء ویحجرٗ
چاہتا ہے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے روک لیتا ہے۔

وقد ضاقت الدنیا علٰی عشاقها
اور دُنیا اپنے عشاق پر تنگ ہو گئی ہے اور لوگ اسے محبّت و

ویبغونها عشقا وحُبًّا فتُدبرٗ
عشق کی وجہ سے چاہتے ہیں، لیکن وہ مُنہ پھیر لیتی ہے۔

تزاحمت الطلاب حول لحومها
اسے طلب کرنیوالے اس کے گوشت کے گرد کتّوں کی

کمثل کلابٍ والمنایا تسخرٗ
مانند ہجوم کر رہے ہیں اور موتیں مُسکرا رہی ہیں۔

وانّ هواها راس کل خطیئةٍ
اور اس کا عشق ہر ایک خطا کی جڑ ہے۔ پس

فخَفْ حُبّها یا ایها المتبصّرٗ
اے صاحب بصیرت تُو اس کی محبت سے ڈر۔

وقد مضغت انیابها کلّ طالب
اور اسکی کُچلیوں نے ہر ایک طالب کو چبا ڈالا ہے اور تو انکا

وانت اثارتهم فسوف تکسّر
بقیّہ ہے پس تو بھی عنقریب ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا۔

علٰی کل قلب قد احاط ظلامها
اسکے اندھیرے نے ہر ایک دل پر احاطہ کر لیا ہے سوائے

سوی قلب مسعودٍ حماه المیسّرٗ
اس دل کے جس کی خدائے مشکل کُشا نے حفاظت کی ہے۔

اذا ما رأيت المسلمين كلابها	جب میں مسلمانوں کو اس دنیا کے کتوں کی طرح دیکھتا ہوں تو
ففاضت دموع العين والقلب يضجر	میری آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں اور دل بیقرار ہو جاتا ہے
على فسقهم لما اطلعت وكسلهم	جب میں ان کی نافرمانی اور غفلت پر مطلع ہوا تو میں رو
بكيت ولم اصبر ولا اتصبر	پڑا اور صبر نہ کر سکا اور نہ صبر کر سکتا ہوں۔
اكبوا على الدنيا ومالوا الى الهوا	وہ دنیا پر جھک گئے ہیں اور دنیوی خواہشات کی طرف
وقد حل بيت الدين ذئب مدمر	مائل ہو گئے ہیں اور دین کے گھر میں ایک مہلک بھیڑیا آ اترا ہے
ارى ظلمات ليتني مت قبلها	میں بہت سی تاریکیاں دیکھ رہا ہوں، کاش میں ان سے پہلے
وذقت كئوس الموت لولا انور	مرجاتا اور اگر میں منور نہ کیا جاتا تو میں موت کے پیالے چکھ چکا ہوتا۔
فساد كطوفان مبيد وانني	ایک فساد ہے جو تباہ کن سیلاب کی مانند ہے اور میں اسے
اراه كموج البحر او هو اكثر	سمندر کی لہروں کیطرح یا اس سے بھی زیادہ دیکھ رہا ہوں۔
ارى كل مفتون على الموت مشرفا	میں ہر ایک فتنہ میں گرفتار شخص کو قریب المرگ دیکھتا
وكل ضعيف لا محالة يعثر	ہوں اور ہر ایک کمزور لا محالہ ٹھوکر کھا جاتا ہے۔
فانقض ظهرى ضعفهم ووبالهم	ان کے ضعف اور وبال نے میری کمر توڑ دی ہے اور
ومن دون ربى من يداوى وينصر	میرے ربّ کے سوا کون علاج اور مدد کر سکتا ہے!
فيارب اصلح حال امة سيدى	پس اے میرے ربّ تو میرے آقا کی اُمّت کی اصلاح
وعندك هين عندنا متعسر	کر اور یہ تیرے لیے آسان اور ہمارے لیے مشکل ہے۔
وليس براق قبل ان تاخذن يدا	اور جب تک تو ہاتھ نہ پکڑے کوئی اوپر نہیں چڑھ سکتا اور
وليس بساق قبل كاس تقدر	جب تو پیالہ مقدر نہ کرے کوئی پلانے والا نہیں۔
وقد نشرت ذراتنا من مصائب	اور مصائب کی وجہ سے ہمارے ذرّات منتشر کیے گئے ہیں اور ہم
ومتنا فلا تذكر ذنوبا تنظر	مر چکے ہیں۔ پس تو ہمارے ان گناہوں کو یاد نہ کر جنکو تو دیکھ رہا ہے۔

ولا تخرجن سيفا طويلا لقتلنا	اور ہمیں قتل کرنے کیلئے تو لمبی تلوار نہ نکال اور اے ان لوگوں
وتب واعفون يا ربّ قومٍ صُغّروا	کے ربّ جو ذلیل ہو گئے ہیں ہم پر نظر فرما اور ہمیں معاف فرما۔
وان تهلكنا يا ربّنا بذنوبنا	اور اے ہمارے ربّ اگر تو ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک
فنفنى بموت الخزى والخصم يبطر	کریگا تو ہم ذلّت کی موت سے فنا ہو جائینگے اور دشمن اکڑ کر پھریگا۔
ولا ابرح المضمار حتّے تعيننى	اور جبتک تو میری مدد نہ کرے میں اس میدان کو نہیں چھوڑونگا
ولا بدّ لى ان اهلكن او اظفّر	اور ضروری ہے کہ میں ہلاک ہو جاؤں یا کامیاب ہو جاؤں
وانّى ارى ان الذنوب كبيرة	اور میں دیکھتا ہوں کہ گناہ بڑے ہیں اور اس کے ساتھ
واعرف معه ان فضلك اكبر	میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تیرا فضل سب سے بڑا ہے۔
الٰهى اغثنا واسقنا واحم عرضنا	اے خدا تو ہماری فریاد رسی کر اور ہمیں پانی پلا اور اپنی نمایاں
بسلطانك الاجلى وانك اقدر	طاقت سے ہماری عزت کی حفاظت کر کہ تو بڑی قدرتوں والا ہے۔
يئسنا من المخلوق وانقطع الرجا	ہم مخلوق سے مایوس ہو چکے ہیں اور اُمید منقطع ہو چکی ہے
وجئناك يا من يعلمن ما يُضمر	اور اے اسرار کے جاننے والے ہم تیرے پاس آئے ہیں۔
تعاليت يا من لا تحاط كماله	اے وہ خدا جس کے کمال کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا تُو آ۔
لك الحمد حمدًا ليس يُحصٰى ويُحصر	تیری تعریفیں اَن گنت اور غیر محدود ہیں۔
تصدّق بالطاف كما انت اهلها	تو ہم پر ایسی مہربانیاں فرما جو تیری شایان شان ہیں اور تُو
وادرك عبادًا لك كما انت اقدر	اپنے بندوں کی اسطرح دستگیری فرما جو تیری قادر ذات سے مطابقت رکھتی ہے
فخذ بيدى يا رب فى كل موطن	پس اے میرے ربّ تو ہر جگہ میرے ہاتھ کو پکڑ اور اس
وايّد غريبًا يُلعنن ويكفّر	غریب کی تائید فرما جو موردِ لعنت و تکفیر ہے۔
اتيتك مسكينًا وعونك اعظم	میں مسکین بنکر تیرے پاس آیا ہوں اور تیری مدد سب سے بڑی ہے
وجئتك عطشانا وبحرك ازخر	اور تیرے پاس پیاسا ہونیکی صورت میں آیا ہوں اور تیرا سمندر موجیں مار رہا ہے۔

قد اندرست آثار دین محمّد	دینِ محمدی کے آثار مٹ گئے ہیں۔ پس میں تیرے حضور شکایت
فاشکو الیک و انت تبنی وتعمرُ	کرتا ہوں۔ تو عمارتوں کو بناتا اور تباہ کرتا ہے۔
اریٰ کلّ یوم فتنة قد مُدّدت	میں ہر روز ایک نیا فتنہ دیکھتا ہوں جو بہت پھیلا ہوا ہوتا
ومُتنا واموات الاعادی بُعثروا	ہے اور ہم مرگئے ہیں اور دشمنوں کے مُردے بھی جی اُٹھے ہیں۔
وقد ازمعوا ان یزعجوا سبل الھدیٰ	اور انھوں نے ارادہ کرلیا ہے کہ وہ ہدایت کے راستوں کو چھین لیں
وکم من اراذل من شقاھم تنصّروا	اور کتنے ہی رذیل ہیں جو اپنی بدبختی کی وجہ سے عیسائی ہوگئے ہیں۔
اریٰ کل محجوب لدنیاہ باکیا	میں ہر محجوب کو اپنی دُنیا کے لیے روتے دیکھتا ہوں پس کون
فمن ذالذی یبکے لدین یُحقّرُ	ہے جو اس دین کے لیے روتا ہے جسے ذلیل کیا جا رہا ہے؟
فیاناصر الاسلام یاربّ احمدا	پس اے اسلام کے مددگار! اے احمدؐ کے ربّ تو میری اپنی تائید
اغثنی بتایید فانی مُدحرُ	کے ساتھ فریادرسی کر کہ میں ذلیل کیا گیا ہوں۔
ایارب من اعطیته کلّ درجةٍ	اے اس ذات کے ربّ جس کو تو نے ہر رُتبہ عطا فرمایا ہے
وشانا برؤیته الوریٰ تتحیّرُ	اور ایسی شان دی جسے دیکھ کر تمام مخلوق حیران ہے۔
ومازلتَ ذالطف وعطف ورحمةٍ	اور تو ہمیشہ لُطف و مہربانی اور رحم کرتا رہا اور تیرے فضل سے
وماکُنتُ محروما وکنت اوقّرُ	کبھی محروم نہیں ہوا اور میں تجھ سے عزت پاتا رہا ہوں۔
فلا تجعلنی مضغة لمحاربی	پس تو مجھے دشمن کا لقمہ نہ بنا اور تُو میرا
وانت وحیدے کلّ خطاءٍ تغفّرُ	یگانہ ہے۔ جو ہر خطا کو بخشتا ہے۔
وانت المھیمن مرجع الخلق کلّھم	اور تو ہی نگہبان اور تمام مخلوق کا مرجع ہے اور تُو
وانت الحفیظ تعیننی وتعزّرُ	ہی محافظ ہے تُو میری مدد اور نُصرت کرتا ہے۔
وماغیر باب الربّ الّا مذلّة	اور خدا کے دروازہ کے سوا ذلّت ہی ذلّت اور خدا کے
وماغیر نور الربّ الّا تکدّرُ	نُور کے سوا باقی سب ظُلمت ہی ظُلمت ہے۔

وعُلّمتُ منك حقائق الدین والهدیٰ
اور تیری طرف سے مجھے دین و ہدایت کے حقائق سمجھائے گئے

وتهدی بفضلك من تریٰ وتُنوّرُ
ہیں اور جسکو تو دیکھتا ہو اسے اپنے فضل کیساتھ ہدایت دیتا اور منور کرتا ہے

اذا ما بدا لی انّ علمی غامض
جب مجھے معلوم ہوا کہ میرا علم بہت عمیق ہے تو میں نے یقین کر لیا کہ

فایقنتُ انّی عن قریب ساکفرُ
مجھے عنقریب کافر قرار دیا جائے گا۔

فسلّمت بعد الاهتداء بفضله
پس میں نے اس کے فضل سے ہدایت پانے کے بعد

سلام الوداع علی الذی یستنکرُ
اس شخص پر الوداعی سلام کیا جو ناواقف بنتا ہے۔

وان الهدایة یرجعن نحو طالب
اور ہدایت طالب ہدایت کی طرف ضرور لوٹے گی مگر جس

ومن غضّ عینی رؤیة این یُبصرُ
نے اپنی بینا آنکھ کو نیچے کر لیا وہ کہاں دیکھے گا؟

ووالله لا یشقی الذی هو یطلب
اور خدا کی قسم! طالب ہدایت کبھی بے نصیب نہیں رہتا اور

ومن جدّ فی تحصیل هدی سینصرُ
جسے ہدایت حاصل کرنیکی کوشش کی وہ عنقریب مدد دیا جائیگا

ومن کان اکبر همّه جلب لذّة
اور جس کا سب سے بڑا مقصد لذت حاصل کرنا اور دُنیا

وحظٍّ من الدنیا فکیف یطهّرُ
کا حظ اُٹھانا ہے اُسے کس طرح پاک کیا جائیگا؟

امکفر مهلاً بعض هذا التحکم
اے میری تکفیر کرنیوالے تحکم چھوڑ دے اور اس ربّ کے

وخف قهر ربّ قال لا تقف فاحذروا
قہر سے ڈر جس نے "لا تقف" کا حکم دیا ہے پس اس سے ڈر جا۔

وان ضیاء الدین قد حان وقته
اور دین کی روشنی کے پھیلنے کا وقت آگیا ہے۔ پس تو

فتعرف شجرتنا بما هی تُثمرُ
ہمارے درخت کو اس کے پھلوں سے پہچان لے گا۔

ویا حسراتٍ موبقات علی الّذی
اور ہائے تباہ کن حسرتیں اس شخص پر جو بغیر علم کے

یکذّبنی من غیر علم و یکفرُ
مجھے جھٹلاتا اور کافر قرار دیتا ہے۔

وما جئت قومی من دیار بعیدة
اور میں اپنی قوم کے پاس دُور کے ملکوں سے نہیں آیا بلکہ

وقد عرفونی قبله ثم انکروا
انھوں نے اس سے قبل مجھے پہچان لیا پھر انکار کر دیا۔

واعرض عنی کل من کان صاحبی
وافردت افراد الذی ھو یُقبرُ

اور مجھ سے میرے تمام ساتھیوں نے مُنہ پھیر لیا اور مَیں قبر میں ڈالے جانے والے شخص کی طرح اکیلا کر دیا گیا ،

تمنیت ان یخفی تطاول قولھم
وھل یختفی ما فی المجالس یُذکرُ

مَیں نے خواہش کی کہ ان کی فخر و غرور کی باتیں مخفی رہیں مگر جو باتیں مجالس میں کی جائیں وہ کب مخفی رہ سکتی ہیں؟

ویعوی عدوی مثل ذئب من الطوی
ولیس لہ علم بما ھو اذکرُ

اور میرا دشمن بھوکے بھیڑیے کی طرح بھونکتا ہے اور جو باتیں مَیں کہتا ہوں ان کا اسے علم نہیں۔

وما رزقت عیناہ من نیر العلٰی
فاخلد نحو الارض جھلاً وینکرُ

اور اس کی آنکھوں کو آسمانی نور عطا نہیں ہُوا پس وہ جہالت کی وجہ سے زمین کی طرف جُھک گیا اور انکار کرتا ہے، یہ وہ لوگ

اولئک قوم ضیعوا امر دینھم
وخانوا العھود و زینوا ما زوّروا

ہیں جنھوں نے اپنے دین کے حکم کو نظر انداز کر دیا ہے اور انھوں نے عہدوں میں خیانت کی اور اپنی جھوٹی باتوں کو خوبصورت کر کے دکھایا۔

ویعلم ربی سرّ قلبی وسرّھم
وکل خفی عندہ متحضرُ

اور میرا ربّ میرے دل کے راز کو اور انکے راز کو بھی جانتا ہے۔ اور ہر غائب اُس کے نزدیک حاضر ہے۔

ولو کنتُ مردود الملیک لضرّنی
عداوۃ قوم کذبونی وکفّروا

اگر مَیں خدا کی درگاہ سے دھتکارا ہوا ہوتا تو ان لوگوں کی عداوت مجھے ضرور نقصان پہنچاتی جنھوں نے مجھے جھٹلایا اور کافر قرار دیا،

وھموا بتکفیری و قاموا للعنتی
ولم یعلموا ان المھیمن ینظرُ

اور ان لوگوں نے مجھے کافر قرار دینے کا ارادہ کیا اور وہ مجھ پر لعنت کرنے کیلئے کھڑے ہو گئے اور انھوں نے نہ جانا کہ اللہ نگہبان دیکھتا ہے۔

اذا قیل انک مرسل خلتُ اننی
دُعیتُ الی امرٍ علی الخلق یعسرُ

جب کہا گیا کہ تو رسول ہے تو مَیں نے خیال کیا کہ مجھے ایسے امر کی طرف بلایا گیا ہے جو لوگوں پر شاق گذرے گا۔

وکنت علی نور فزاغوا من العمٰی
وھل یستوی الاعمٰی ورجل یبصرُ

اور مَیں اللہ کے نُور پر قائم ہوں مگر وہ اندھے پن کی وجہ سے ٹیڑھے ہو گئے اور کیا اندھا اور بینا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

وما دیننا الا هدایة احمدا	اور ہمارا دین احمدؐ کی ہدایت کے سوا کچھ نہیں
فیالیت شعری ما یظن المکفّر	پس نہ معلوم میرا مکفّر کیا خیال کرتا ہے۔
وقد کنت انسی کل جور معیّری	اور مَیں اپنے عیب جُو کا ہر ظلم بھلا دیتا تھا، لیکن یہ
ولکنه جور کبیر مکوّر	ظُلم تو بہت بڑا اور پیچ در پیچ ہے۔
وکم من دلائل قد کتبت لطالب	اور کتنے ہی دلائل ہیں جو مَیں نے طالبِ حق کیلئے لکھ دیے
یفکّر فیها لوذعیٌّ مُدبّر	ہیں۔ ان میں ہر عقلمند اور مدبّر غور و فکر کرے گا۔
الا ایها المتکبر المتشدّد	اے متکبّر اور تشدّد کرنے والے! تو میری ذلّت
ترید هوانی والکریم یعزّر	چاہتا ہے اور خدائے کریم مجھے عزّت دے رہا ہے۔
واذ قلت انی مسلم قلت کافر	جب مَیں نے کہا کہ مَیں مسلمان ہوں تو تُو نے مجھے کافر کہا
فاین التقی یا ایّها المتهوّر	پس اے تہور کا مظاہرہ کرنیوالے۔ تقویٰ کہاں گیا۔
وبعد بیانی این تذهب منکرا	اور میرے بیان کے بعد تو انکار کرتے ہوئے کہاں جائے
اتعلم یا مسکین ما هو مضمر	گا اور اے مسکین کیا تو مخفی بات کو جانتا ہے۔
فلا تتجرّع ایّها الضال فی الهوا	پس اے اپنی خواہشات میں بھٹکنے والے تیرے ہاتھ میں
بایدیك كاس الموت مالك تخطر	موت کا پیالہ ہے تو کس لیے غرور سے چل رہا ہے اور
وان کُنت لا تخشی فقل لست مؤمنا	اگر تُو ڈرتا نہیں۔ تُو کہہ دے کہ تُو مومن نہیں مگر ایک زمانہ
ویاتی زمان تسئلنّ و تخبر	آئیگا کہ تجھ سے پرسش ہوگی اور تجھ کو بتایا جائے گا۔
وکل سعید یعرف الحق قلبه	اور ہر نیک بخت کا دل حق کو پہچان لیتا ہے مگر ایک
واما الشقی فیعلمن حین یخسر	بدبخت اِس وقت جانتا ہے جب وہ نقصان اٹھائے۔
وانی ترکت النفس والخلق والهوی	اور مَیں نے نفس مخلوق اور خواہشات کو چھوڑ دیا ہے پس اب نہ
فلا السب یؤذینی ولا المدح یبطر	تو مجھے گالی تکلیف دیتی ہے اور نہ تعریف مجھے اکڑباز بناتی ہے

وکم من عدو بعد ما اکمل الاذیٰ	اور کتنے دشمن ہیں جو میرے پاس انتہائی اذیت دینے کے بعد
اتانی فلم اصعر وما کنت اصعرٗ	آئے تو مَیں ان سے تُرش روئی سے پیش نہ آیا اور نہ مَیں ایسا کر سکتا تھا
احنّ الی من لا یحنّ محبّة	مَیں اس کی طرف محبت سے جاتا ہوں جو میری طرف محبت سے مائل نہیں
وادعو لمن یدعو علیّ ویهذرٗ	ہوتا اور مَیں اس شخص کیلئے دعا کرتا ہوں جو میرے لیے بددعا و بکواس کرتا ہے
خذ الرفق ان الرفق راس المحاسن	نرمی اختیار کر کیونکہ نرمی تمام خوبیوں کی سردار ہے
ویکسر ربی رأس من یتکبرٗ	اور میرا رب ہر متکبّر کا سر توڑتا ہے۔
عجبت لاعمٰی لا یداوی عیونه	مَیں اس اندھے پر متعجب ہوں جو اپنی آنکھوں کا علاج نہیں کرتا
ومن کل ذی الابصار یلوی ویسخرٗ	بلکہ وہ ہر بینا شخص سے منہ پھیر لیتا ہے اور اس سے تمسخر کرتا ہے۔
اتنسی نجاساتٍ رضیت باکلها	کیا تُو ان گندگیوں کو بھول گیا ہے جنہیں کھانا تو نے پسند کیا اور
وتذم ما هو مستطاب واطهرٗ	تُو طیب اور پاکیزہ چیزوں کی مذمت کرتا ہے۔
تسمّین جهلاً یا ابن اوی ثعلبا	اے گیدڑ تُو جہالت سے میرا نام لومڑی رکھتا ہے، حالانکہ
وما انا الا اللیث لو تتفکرٗ	مَیں شیر ہوں۔ کاش تُو غور کرے۔
تفیض عیون العارفین بقولنا	ہماری بات سُن کر عارفوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے
ولٰکن غبّی یضحکن ویحقّرٗ	ہیں، لیکن غبی ہنستا اور تحقیر کرتا ہے۔
تعیّرنی ظلما وکبرًا ونخوۃ	تُو مجھ پر ظلم اور کبر و نخوت سے الزام لگاتا ہے اور بُری
وهیهات اهل الحق کیف یعیّرٗ	بات ہے کہ اہلِ حق پر الزام لگایا جائے۔
صبرنا علی ظلم الخلائق کلّها	ہم نے تمام مخلوق کے ظلم پر صبر کیا
وتُبنا الی الرب الذی هو اقدرٗ	اور قادر خدا کی طرف متوجہ ہو گئے۔
ترکنا العلٰی والله کافٍ لصادق	ہم نے بغض و عداوت کو چھوڑ دیا اور اللہ صادق کی تائید
وان الصدوق بفضله یتخیرٗ	کیلئے کافی ہے اور راستباز اس کے فضل سے مقبول ہوتا ہے۔

وليس الفتى من يقتل الناس سيفه	اور بہادر وہ نہیں جس کی تلوار لوگوں کو قتل کرے بلکہ وہ
ولكنه من يظلمنّ و يصبرُ	بہادر ہے جو مظلوم ہو اور صبر کرے۔
ارى الظلم يبقى فى الخراطيم وسمه	مَیں دیکھتا ہوں کہ ناک پر ظلم کا نشان باقی رہتا ہے
واما علامات الاذى فتغيّرُ	لیکن دُکھ کی علامات بدل جاتی ہیں۔
اتكفرنى يا ايها المستعجل	اے جلد باز کیا تو میری تکفیر کرتا ہے، تُو
واىّ علامات ترى اذ تكفّرُ	میری تکفیر کرنے کے لیے کونسی علامات پاتا ہے؟
وان امامى سيد الرسل احمد	بیشک ہمارے امام رسول کے سردار احمدؐ ہیں اور خدا شاہد
رضيناه متبوعا وربى ينظرُ	ہے کہ ہم اس کے متبوع ہونے کو پسند کرتے ہیں۔
ولاشك ان محمدا شمس الهدٰے	اور بیشک محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کے سورج ہیں ہم
اليه رغبنا مؤمنين فنشكرُ	آپکی طرف مومن ہو کر مائل ہوتے ہیں اور شکر ادا کرتے ہیں۔
له درجات فوق كل مدارج	آپکو تمام درجات سے بلند درجات حاصل ہیں اور آپکے
له لمعات لا يليها تصوّرُ	انوار ایسے ہیں جنھیں تصوّر بھی نہیں پہنچ سکتا۔
ابعد نبى الله شئ يروقنى	کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد مجھے کوئی چیز
ابعد رسول الله وجه منوّرُ	خوبصورت لگ سکتی ہے اور کیا آپکے بعد کوئی روشن چہرہ ہے؟
عليك سلام الله يا مرجع الورىٰ	اے مرجع خلائق آپ پر خدا کے سلام ہوں۔ آپ
لكل ظلام نور وجهك نيّرُ	کے چہرہ کا نُور ہر تاریکی کیلئے سورج ہے۔
ويحمدك الله الوحيد وجنده	خدائے واحد و یگانہ اور اسکے لشکر تیری حمد و تعریف کرتے
ويثنى عليك الصبح اذ هو يحشرُ	ہیں اور جب صبح لوگوں کو اُٹھاتی ہے تو وہ بھی آپکی ثنا کرتی ہے
مدحت امام الانبياء وانه	مَیں نے امام الانبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعریف
لارفع من مدحى واعلٰى واكبرُ	کی ہے لیکن آپ میری تعریف سے زیادہ بلند اعلیٰ اور بڑے ہیں

دعوا کل فخر للنبیّ محمّدٍ	تم ہر قسم کے فخر کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہی چھوڑ دو آپکی
امام جلالة شانه الشمس احقرُ	جلالت شان کے آگے سورج بھی حقیر ترین ہے۔
وصلّوا علیه وسلّموا ایها الورٰی	اور اے لوگو آپ پر درود و سلام بھیجو اور آپ کی
وذروا له طرق التشاجر توجروا	خاطر جھگڑے چھوڑ دو۔ تمہیں اجر ملے گا۔
ووالله انی قد تبعت محمّدًا	اور اللہ کی قسم میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی
وفی کل آنٍ من سناه انوّرُ	کی اور آپ کی روشنی سے منور ہوتا ہوں ۔
وفوضنی ربّی الٰی روض فیضه	اور میرے رب نے مجھے آپکے فیض کے باغ کے سپرد کر دیا ہے
وانی به اجنی الجنٰی وانضّرُ	اور میں آپکے ذریعے پھول چنتا ہوں اور تر و تازہ ہوتا ہوں۔
ولدینه فی جذر قلبی لوعة	اور آپ کے دین کیلئے میرے دل میں ایک تڑپ ہے اور
وان بیانی عن جنانی یخبرُ	میرا بیان میرے دل کی حالت کو ظاہر کرتا ہے ۔
ورثت علوما لمصطفٰی فاخذ تها	میں مصطفٰی کے علوم کا وارث ہوا اور میں نے ان کو لے لیا
وکیف ارد عطاء ربّی وافجرُ	اور میں اللہ تعالیٰ کی عطا کا کس طرح ردّ کر کے گنہگار ہوں۔
وکیف وللاسلام قمت صبابة	اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے، حالانکہ میں اسلام کی تائید کیلئے سخت
وابکی لها لیلا ونهارا واضجرُ	محبت کیوجہ سے کھڑا ہوں اور اس کیلئے دن رات روتا اور بیقرار رہتا ہوں
وعندی دموع قد طلعن المآقیا	اور میرے آنسو آنکھوں سے باہر آ گئے ہیں اور
وعندی صراخ مثل نارٍ مسعّرُ	میری چیخ بھڑکتی ہوئی آگ کی مانند ہے۔
تضوّع ایمانی کمسکٍ خالص	میرے ایمان کی خوشبو خالص مشک کی طرح پھیل
وقلبی من التوحید بیت معطّرُ	گئی اور میرا دل توحید کیوجہ سے ایک معطر گھر ہے۔
وفی کل آنٍ یاتین من خالقی	اور ہر آن میرے خالق کی طرف سے میرے لئے غذا آتی ہے
غذائی نمیر الماء لا یتغیّرُ	جو خالص مصفا پانی ہے اور متغیر نہیں ہوتا۔

تضئ الظلام معارفي عند منطقي
وقولي بفضل الله درٌّ منوّرُ

جب مَیں بولتا ہوں تو میرے معارف اندھیروں کو روشن کر
دیتے ہیں اور میرا قول اللہ کے فضل سے ایک روشن موتی ہے

الى منطقي يرنو الفهيم تعشّقا
ويزعج نطقي كلَّ وهمٍ ويجذرُ

ہر فہیم شخص میرے کلام کی طرف عشق و محبت سے دیکھتا ہے اور
میرا کلام ہر وہم کو جڑ سے اُکھیڑ اور کاٹ دیتا ہے۔

سنا برق الهامي ينير لياليا
وكشفي كصبحٍ ليس فيه تكدّرُ

میرے الہام کی روشنی راتوں کو روشن کرتی ہے اور میرا کشف صبح
کی طرح صاف اور روشن ہے اس میں کدورت نہیں۔

وان كلامي مثل سيفٍ قاطعٍ
وان بياني في الصّخور يؤثّرُ

اور میرا کلام ایک کاٹنے والی تلوار کی مانند ہے اور
میرا بیان پتھروں پر بھی اثر کرتا ہے ۔

حفرت جبال النفس من قوّة العلى
فصار فؤادي مثل نهرٍ يفجّرُ

مَیں نے اپنے نفس کے پہاڑوں کو آسمانی طاقت سے
کھودا۔ پس میرا دل جاری نہر کی طرح ہو گیا۔

وادعيتي عند الوغى تقتل العدا
فطوبى لقلبٍ يتقيها ويحذرُ

اور لڑائی کیوقت میری دعائیں دشمنوں کو قتل کرتی ہیں پس
مبارک ہے وہ شخص جو اس سے ڈرے اور بچے ۔

وآذاني قومي بسبٍّ ولعنةٍ
وكم من لسانٍ لا يضاهيه خنجرُ

اور میری قوم نے گالیاں دیکر اور لعنت کر کے مجھے دُکھ دیا اور کتنی
زبانیں ہیں کہ ان سے خنجر بھی کوئی نسبت نہیں رکھتا۔

اذا ما تحامتني مشاهير ملّتي
فقلت اخسأوا ان الخفايا ستظهرُ

جب میری قوم کے سرکردہ لوگوں نے مجھ سے اجتناب کیا تو مَیں
نے کہا دُور ہو جاؤ یقیناً مخفی باتیں عنقریب ظاہر ہوں گی۔

فريقٌ من الاخوان لا ينكرونني
وحزبٌ يكذّب كلّ قولي ويزجرُ

میرے بھائیوں میں سے ایک حصہ میرا انکار نہیں کرتا اور
ایک گروہ میری ہر بات کی تکذیب کرتا اور ڈانٹتا ہے۔

وقد زحموا في كل امرٍ اردته
وكلٌّ يخوّفني وربّي يبشّرُ

اُنھوں نے ہر اس کام میں مزاحمت کی جسکا مَیں نے ارادہ کیا
اور ہر ایک مجھے ڈراتا ہے اور میرا رب مجھے بشارت دیتا ہے۔

فاقسمت بالله الذی جلّ شانه	پس مَیں نے اللہ جلشانہٗ کی قسم کھائی کہ وہ میرے دشمن کو ذلیل
علٰی انه یخزی عدوی ویشزر	کرے گا اور اسے غضب کی نظر سے دیکھے گا۔
وما انا عن عون المعین بمبعد	مَیں خدائے معین کی مدد سے دُور نہیں، جب رات
اذا اللیل وارانی فنورٌ ینوّر	مجھے ڈھانپ لیتی ہے تو ایک نُور مجھے منوّر کرتا ہے۔
وقد قادنی ربّی الی الرشد والھدیٰ	اور میرا خدا مجھے رُشد و ہدایت کی طرف لے گیا اور
ووقّرنی من عنده فاوقّر	اس نے اپنے پاس سے مجھے عزّت بخشی پس مَیں عزّت پاتا ہوں
وان کریمی یطلق الکف بالندیٰ	اور میرا خدا مجھ پر سخاوت کا ہاتھ کھولتا ہے اور مجھے
ولی من عطاء الرب رزق یوفر	اللہ تعالیٰ کی عطا سے وافر رزق ملا ہے۔
ولا زال ممدودا علیّ ظلاله	اور اسکے سایے مجھ پر ہمیشہ پھیلے رہتے ہیں اور اسکی نعمتیں
ونعماءه کثرت علیّ وتکثر	مجھ پر بے شمار ہوئی ہیں اور بڑھتی جا رہی ہیں۔
اکان لکم عجبا ببعث مجدّد	کیا تم ایک مجدّد کی بعثت پر تعجب کرتے ہو، آؤ
ھلمّ انظروا فتن الزمان وفکّروا	اور زمانہ کے فتنوں کو دیکھو اور غور کرو۔
امامك یا مغرور فتن محیطة	اے مغرور تیرے سامنے فتنے احاطہ کئے ہوئے ہیں اور تُو
وانت تسبّ المؤمنین وتھجر	مومنوں کو گالیاں دیتا اور بکواس کرتا ہے۔
فھٰذا علی الاسلام یوم المصائب	پس یہ اسلام پر مصیبتوں کا دن ہے کہ میرے جیسے انسان کی
یکفر مثلی والریاضُ تجوّر	تکفیر کی جاتی ہے جبکہ باغات ریت کے میدانوں میں تبدیل ہو رہے ہیں
وللکفر آثار وللدین مثلھا	کفر اور دین ہر دو کی کچھ نشانیاں ہیں۔ پس تم ان علامات
فقوموا لتفتیش العلامات وانظروا	کی تفتیش کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور غور کرو۔
اتحسب ان الله یخلف وعده	کیا تو خیال کرتا ہے کہ اللہ وعدہ خلافی کریگا کیا تُو ان
اتنسی المواعید التی ھی اظھر	وعدوں کو بھول گیا ہے جو ظاہر تر ہیں۔

ویاتیك وعد الله من حیث لا تریٰ	اور خدا کے وعدے تیرے پاس اس طور سے آئینگے جسے تو نہیں
فتعرفه عین تحدّ و تبصرُ	جانتا۔ اس کو وہی آنکھ پہچانے گی جو تیز اور بینا ہے۔
وقد علم الاعداء انّی مؤیّد	دشمنوں نے جان لیا کہ میں تائید یافتہ ہوں لیکن
ولکنهم من حقدهم قد انکروا	اُنھوں نے بغض و کینہ کی وجہ سے انکار کر دیا ہے۔
الا ایّها الاخوان لبشوا وابشروا	سُنو اے بھائیو! تم خوش ہو جاؤ اور خوشی مناؤ۔
هنیالکم عید جدید اکبرُ	تمہیں نئی اور بڑی عید مبارک ہو۔
ولیس لعضب الحق فی الدهر کاسر	اور زمانہ بھر میں حق کی تلوار کو کوئی نہیں توڑ سکتا مگر وہ
وما یصنعون من الحدید فیکسرُ	تلوار جسے لوگ لوہے سے بناتے ہیں، ٹوٹ جاتی ہے۔
وهل جائز سبّ المؤیّد بعدما	کیا خدا کے تائید یافتہ کو گالی دینا جائز ہے جبکہ خدا کا
انت آیة المولیٰ وظهر المضمرُ	نشان آچکا ہے اور مخفی بات ظاہر ہو چکی ہے۔
وفی ید ربّی کل عزٍّ وسوددٍ	اور میرے رب کے ہاتھ میں ہر عزّت اور سرداری ہے اور
وعزیزه من کیدکم لا یحقّرُ	اس کی جناب میں معزز تمہاری تدبیروں سے ذلیل نہیں ہوتا۔
فمن ذا یعادینی وربّی یحبّنی	پس کون ہے جو مجھ سے دشمنی کرے جبکہ میرا رب مجھ سے محبّت
ومن ذا یرادینی وربّی معزّرُ	کرتا ہے اور کون مجھ پر پتھراؤ کر سکتا ہے جبکہ میرا رب میرا مددگار ہے
لنا کل یوم نصرة بعد نصرة	ہمیں ہر روز نُصرت پر نُصرت ملتی ہے اور ہمارا حبیب
ویاتی الحبیب مقامنا ویبشرُ	خدا ہمارے پاس آتا ہے اور بشارت دیتا ہے۔
وما انا ممن یمنع السیف قصده	اور میں ان لوگوں سے نہیں کہ جنھیں تلوار انکے قصد سے روک
فکیف یخوفنی شتم مکفرُ	دے پھر کوئی تکفیر کرنیوالا گالیاں دیکر مجھے کیسے ڈرا سکتا ہے؟
یسبّ ویعلم انه یترك التُّقیٰ	وہ گالی دیتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ تقویٰ کو چھوڑ رہا
علیٰ مثله الوعاظ یبکی المنبرُ	ہے اور ایسے ہی واعظوں پر منبر بھی روتا ہے۔

وما ان رأينا وعظة غير فتنةٍ
کہ ہم نے اس کے وعظ کو بجز فتنہ کے کچھ نہ پایا اور دشمنی

وما زالت الشحناء تنمو وتكثرُ
بڑھتی گئی اور زیادہ ہوتی گئی ۔

وكفّرني حتّٰى ظننا انّه
اور اس نے میری تکفیر کی یہانتک کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ

سيصلى بحبّ الكفر نارا يُسعّرُ
جلد کفر کی محبت کی وجہ سے آگ میں داخل کیا جائے گا ۔

عجبت له لا يتركن شروره
میں نے اس پر تعجب کیا کہ وہ اپنی شرارتوں کو نہیں چھوڑتا، حالانکہ

وذكّره من كل نصح مذكرُ
سمجھانے والے نے اسے ہر بار نصیحت کر کے سمجھایا۔

ومن عجب الايام انى كافر
یہ زمانہ کے عجائبات سے ہے کہ میں ایسے شخص کی نظر

باعين رجل حاسدٍ بل اكفرُ
میں کافر ہوں جو حاسد ہے اور خود پرلے درجہ کا ناشکرا ہے

وكيف اخاف الحاسدين وسبّهم
اور میں حاسدوں اور انکے گالی گلوچ سے کیسے ڈروں جبکہ

ويرحمني ربّي ويؤوي وينصرُ
میرا رب مجھ پر رحم کرتا۔ مجھے پناہ دیتا اور میری مدد کرتا ہے۔

احبّ مصائب سبل ربّي وانّها
میں اپنے رب کے رستوں کے مصائب کو پسند کرتا ہوں اور وہ

لاطيب لى من كل عيش واطهرُ
میرے لیے ہر قسم کی زندگی سے طیّب اور پسندیدہ ہیں۔

ايا ايّها الالوى كسبع تغيّظاً
اے جھگڑا کرنیوالے جو غیظ و غضب میں ایک درندہ کی مانند ہے

فستعلمن فى اى شكل تحشرُ
تو عنقریب جان لے گا کہ کس شکل میں تو اٹھایا جائیگا۔

فلا تقف مالا تعلمن اسراره
تُو اس چیز کے پیچھے نہ پڑ جس کے اسرار کو تو نہیں جانتا،

وكم من علوم الحق تخفى وتسترُ
کیونکہ کتنے ہی علوم ہیں جو مخفی اور مستور رہتے ہیں۔

وجهلك اعجبني وطول امتداده
تیری جہالت اور اس کے بڑھ جانے نے مجھے تعجب میں ڈالا،

وانّ الفتى بعد الجهالة يشعرُ
حالانکہ ایک نوجوان جہالت کے بعد علم حاصل کر لیتا ہے۔

اتقبر حيا مثل ميت خيانةً
کیا تُو خیانت سے ایک زندہ کو مُردہ کی طرح قبر میں داخل

ويعلم ربّي كل ما انت تسترُ
کرتا ہے اور میرا رب جانتا ہے جو تو چھپاتا ہے۔

الام فساد القلب یا تارک الھدیٰ	اے تارکِ ہدایت تیرا دل کب تک بگڑا رہے گا، اور کب
الام الی سبل الشقاوۃ تسفرٗ	تک تُو بدبختی کے راہوں کی طرف سفر کرتا رہے گا۔
وواللہ انّی مؤمن غیر کافر	اور اللہ کی قسم مَیں مومن ہوں کافر نہیں ہوں۔ اگر میرے
واین التقیٰ لو کان مثلی یفجرٗ	جیسا بھی بدکار ہو، تو پھر تقوےٰ کہاں ہے؟
فیا سالکی سبل الشیاطین اتقوا	اے شیطان کے رستوں پر چلنے والو۔ خدائے قدیر و علیم
قدیرًا علیمًا واحذروا وتذکّروا	سے ڈرو اور بچو اور نصیحت حاصل کرو۔
وطوبی الانسان تیقّظ وانتھی	اور مبارک ہے وہ انسان جو بیدار ہو جائے اور شرارت سے
وخاف ید المولیٰ وسیفا یُثجّرُ	رُک جائے اور خدا کے ہاتھ اور اس تلوار سے ڈرے جو خون بہاتی ہے
وواللہ انّی جئت منہ مجدّدًا	اور اللہ کی قسم! مَیں اس کی طرف ایسے وقت میں مجدد بنکر آیا ہوں جبکہ
بوقت اضل الناس غول مسخّرٗ	لوگوں کو ایک چھلاوے نے گمراہ کر دیا تھا جو اس کام پر لگا ہوا تھا۔
وعلّمنی ربّی علوم کتابہ	اور میرے رب نے مجھے اپنی کتاب کے علوم سکھا دیے
واعطیت ممّا کان یخفی ویسترٗ	ہیں اور پوشیدہ اور مخفی باتیں مجھے عطا کی گئی ہیں۔
واسرار قرآن مجید تبیّنت	اور قرآن مجید کے اسرار مجھ پر کھل گئے ہیں اور خدائے علیم اور
علیّ و یسّرلی علیم میسّرٗ	سہولت پیدا کرنے والے خدا نے میرے لیے سہولتیں پیدا کر دی ہیں
کان العذاری بالوجوہ المنیرۃ	گویا کہ کنواری لڑکیاں روشن چہروں
خرجن من الکھف الذی ھو مقعرٗ	کے ساتھ گہری غار سے نکلی ہیں۔
الا انما الایام رجعت الی الھدیٰ	سنو! زمانہ ہدایت کی طرف لوٹا ہے۔ میری بعثت
ھنیئًا لکم بعثی فبشّوا وابشروا	تمہارے لیے مبارک ہو۔ پس تم خوش ہو جاؤ۔
وقد اصطفانی خالقی واعزّنی	میرے خالق نے مجھے برگزیدہ بنایا اور عزت دی ہے اور
وایّدنی واختارنی فتدبّروا	میری تائید کی ہے اور مجھے چن لیا ہے۔ پس تم غور کرو۔

ووالله ما امری علیّ بغُمّة	اور اللہ کی قسم! میرا معاملہ مجھ پر مشتبہ نہیں اور میں اس
وانی لاعرف نوره لا انکرُ	کے نور کو خوب پہچانتا ہوں اور اس سے انکار نہیں کرتا۔
اذا قل دین المرء قل اتقاءه	جب انسان کا دین کم ہو تو اسکا تقویٰ بھی کم ہو جاتا ہے اور
ویسعی الی طرق الشقاو یزورُ	وہ بدبختی کے رستوں کی طرف دوڑتا ہے اور وہ جھوٹ بولتا
ومن ظن ظن السوء بخلا فقد هوٰی	جس نے بخل کی وجہ سے بدظنی کی وہ گر گیا اور
وکل حسود عند ظن یتبرُّ	ہر حاسد بدظنی کر کے ہلاک ہوتا ہے۔
ولا یعلمن ان المنایا قریبة	اور وہ نہیں جانتا کہ موتیں قریب ہیں۔ جب
اذا ما تجیٔ الوقت فالموت یحضرُ	وقت آتا ہے تو موت حاضر ہو جاتی ہے۔
وهل نافع ورد التندم بعد ما	اور کیا ندامت کی سرخی موت کا وقت قریب
دنا وقت قارعة وجاء المقدّرُ	آنے اور مقدر پورا ہونے کے بعد نفع دے سکتی ہے؟
الا ایّها الناس اذکروا وقت موتکم	سنو! اے لوگو! اپنی موت کا وقت یاد کرو، تمہیں
فلا تُلهکم غول خبیث مخسّرُ	کوئی خبیث نقصان رساں چھلاوا غافل نہ کرے۔
وقد ذابت الصفواء من بیت عمرکم	اور تمہاری عمر کے گھر کا (بنیادی) پتھر پگھل چکا ہے
ومابقے الا جمرةٌ او اصغرُ	اور اب صرف ایک انگارہ یا اس سے کم باقی رہ گیا ہے۔
ومِسح الحمام سیحملنك علی المطا	اور موت کا تیز رو گھوڑا عنقریب تجھے پیٹھ پر سوار کر کے
وانت باموال وخیل تفخرُ	لے جائیگا اور تو اپنے اموال اور گھوڑوں پر فخر کرتا ہے۔
الا لیس غیر الله شیٔ مدوّم	سنو اللہ کے سوا کوئی چیز ہمیشہ رہنے والی نہیں اور
وکل جلیسٍ ماخلا الله یهجرُ	اللہ کے سوا ہر ہمنشین جدا ہو جائے گا۔
تذکر دماء العارفین بسُبُله	تُو عارفوں کے خون کو یاد کر جو اللہ کے راستوں میں بہے
المریان ان تخشی اءنت محدّرُ	ہیں۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تُو ڈرے کیا تو بالکل آزاد ہے

وان المنایا سابحات قویۃ	اور موتیں تیز رو اور مضبوط گھوڑے ہیں جو حکم
اثرن غبارا عند حکم یصدرٗ	صادر ہونے پر غبار اُڑاتے ہیں ۔
واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ الذی	اور ہماری آخری بات یہی ہے کہ سب تعریفیں اس ذات
ھدانا مناھج دین حزبٍ طھّروا	کیلئے ہیں جس نے پاکیزہ گروہ کے رستوں کیطرف ہماری رہنمائی کی

تمّ بمنّہٖ وکرمہٖ

اللہ کے اِحسان اور کرم سے پُورا ہوا

الحاشية المتعلقة بصفحہ ۲۰۲ سطر فتدبر مع المتدبرين

اعلم ان وفاة عیسٰے علیہ السلام
ثابت بالنصوص القطعیۃ الیقینیۃ
وان تطلب الثبوت من القرآن
فتجد فیہ آیۃ یا عیسٰے انی متوفیک

جان لے کہ عیسٰی علیہ السلام کی وفات نصوصِ قطعیہ
یقینیہ سے ثابت ہے اور اگر تو قرآن
سے اس کا ثبوت طلب کرے تو اس میں یہ آیت
پائیگا "یا عیسٰی انی متوفیک" (اے عیسٰی میں تجھے (طبعی) موت دینے
والا ہوں۔

واما ثبوت وفاۃ عیسٰے علیہ السلام
من قول رسول اللہ فینکشف
علیک اذا تدبرت فی حدیث
البخاری الذی جاء فی تفسیر
آیۃ فلما توفیتنی والبخاری
ذکر ھذا الحدیث فی کتاب
التفسیر لیشیر الی ان قول
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
واستعمالہ آیۃ فلما توفیتنی
لنفسہ کما استعمل عیسٰے لنفسہ
نوع من التفسیر ولاجل ذالک
اید البخاری ھذا التفسیر
بقول ابن عباس متوفیک
ممیتک والبخاری اشار الی

اگر وفاتِ مسیحؑ کا ثبوت احادیثِ نبویہ سے مطلوب
ہو تو جب تو بخاری کی اِس حدیث میں
تدبر کرے گا جو اِس نے آیت فلما توفیتنی
کی تفسیر میں بیان کی ہے تو تجھ پر وہ منکشف
ہو جائے گی۔ اور بخاری نے اس حدیث کو
کتابِ تفسیر میں اس لیے بیان کیا ہے تا
وہ اشارہ کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے قول اور آپ کا آیت فلما توفیتنی کو اپنے
لیے استعمال کرنا جیسا کہ حضرت عیسٰیؑ نے
اسے اپنے لیے استعمال کیا ہے تفسیر کی
ایک قسم ہے اور اسی لیے بخاریؒ نے اس
تفسیر کی تائید ابنِ عباسؓ کے قول
سے کی ہے یعنی متوفیک ممیتک اور
بخاریؒ نے اس اجتہاد کے ساتھ اپنے

وایة فلما توفیتنی وایة کانا
یاکلان الطعام وایة وما محمد الا
رسول قد خلت من قبله الرسل
وایة فیها تحیون وفیها تموتون
وهذه الایة الاخیرة تدل بمنطوقها
علی ان بنی آدم یحیون فی الارض

اور یہ آیت کہ "فلما توفیتنی" (پس جب تو نے مجھے وفات دیدی)
اور آیت "کانا یاکلان الطعام" (وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے)
اور آیت "وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل" (اور محمد صرف
ایک رسول ہے اور اس سے پہلے تمام رسول وفات پاچکے ہیں) اور آیت
"فیہا تحیون وفیہا تموتون" (اسی میں تم زندہ رہوگے اور اسی میں تم وفات
پاؤگے) اور یہ آخری آیت اپنے مفہوم سے اس بات پر دلالت

مذهبه المختار بهذا الاجتهاد
فالحاصل ان لفظ توفی لیس
کلفظ یفسده احد برایه بل
اول مفسر القران من حیث انه
ذکر هذا اللفظ فی کل مقامه بمعنی
الاماتة وقبض الروح والمفسر الثانی
رسول الله صلی الله علیه وسلم
والمفسر الثالث ابوبکر الصدیق
رضی الله عنه والمفسر الرابع
ابن عباس رضی الله تعالی عنهما
والمفسر الخامس جماعة من
التابعین والمفسر السادس الامام
البخاری فی صحیحه والمفسر
السابع امام المحدثین ابن القیم

پسندیدہ مذہب کی طرف اشارہ کیا ہے۔
حاصل کلام یہ ہے کہ لفظ توفّی ایسا لفظ نہیں
جس کی تفسیر کوئی اپنی رائے سے کرسکے۔ بلکہ اسکا
پہلا مفسّر قرآن ہے۔ اس طرح کہ اس نے
اس لفظ کا استعمال ہر جگہ موت دینے اور قبض
رُوح کے معنوں میں کیا ہے اور مفسر ثانی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مفسر ثالث ابوبکر
صدیقؓ ہیں اور مفسر رابع ابن عباسؓ
ہیں اور پانچویں مفسر تابعین کی ایک بڑی
جماعت ہے اور چھٹے مفسر امام بخاری
(اپنی صحیح میں) ہیں اور ساتویں مفسر
امام المحدثین ابن قیم ہیں بلکہ اُنھوں نے
اپنی کتاب مدارج السالکین میں لکھا
ہے کہ اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ دونوں

خاصة ولا يصعدون الى السماء
بجسمهم عنصري لان لفظ فيها
الذي هو مقدم على لفظ تحيون يوجب
تخصيص الحياة بالارض ويقيدها بها

کرتی ہے کہ بنو آدم خاص کر زمین میں زندہ رہیں گے اور
وہ جسم عنصری کے ساتھ آسمان کی طرف صعود نہیں کرینگے کیونکہ
فیہا کا لفظ جو تحیون کے لفظ سے مقدم ہے۔ زمین پر
زندگی کی تخصیص کرتا ہے اور اسے اسی میں محدود قرار دیتا

بل انه كتب في كتابه مدارج
السالكين لو كان موسى وعيسى
حيّين لكان من اتباع نبينا صلى
الله عليه وسلم واشار الى الحديث
النبوي والمفسر الثامن محدّث وقته
ولي الله الدهلوي فانه فسّر معنى
يا عيسى اني متوفيك في كتابه الفوز
الكبير وقال متوفيك مميتك ومع
ذلك قد ذهب حزب كثير من
الاولين والأخرين الى هذا المعنى
وقد اتفقوا على ان معنى التوفي في
هذه الأية هو الاماتة لا غير ثم
الذين في قلوبهم مرض لا يبالون
قول الله ولا تفسير رسوله ولا ما
فسره صحابته ولا اقوال التابعين
والائمة والمحدثين فلا نعلم

زندہ ہوتے تو وہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے پیروکاروں سے ہوتے۔
پس آپ نے حدیث نبوی کی طرف
اشارہ کیا ہے اور آٹھویں مفسر اپنے وقت
کے محدث سید ولی اللہ شاہؒ دہلوی ہیں۔
کیونکہ آپ نے یا عیسٰی انی متوفیک کی تفسیر
اپنی کتاب الفوز الکبیر میں کی ہے اور کہا ہے
متوفیک ممیتک اور اس کے ساتھ
بہت سے لوگ سلف و خلف سے ان
معنوں کی طرف گئے ہیں اور وہ اس
بات پر متفق ہیں کہ توفّی کا لفظ اس آیت
میں موت دینے کے معنی میں ہے نہ کہ کسی اور
معنی میں۔ پھر جن لوگوں کے دلوں میں بیماری
ہے وہ نہ اللہ کے قول اور اس کے رسولؐ اور
اس کے صحابہ کی تفسیر کی اور نہ تابعین اور آئمہ
اور محدثین کے اقوال کی پرواہ کرتے ہیں۔

وفیہ ردعلی الذین یقولون لم لایجوز ان یرفع احد بجسمہ العنصری الی السماء ویحیی فیھا الی مدّۃ ارادھا اللہ والعجب منھم انھم یفترون علینا ویحسبون کانا ترکنا النصوص القرآنیۃ فی رفع المسیح بجسمہ العنصری فلیتدبر العاقل ھھنا انا ترکنا القرآن ونصوصہ فی ھذہ العقیدۃ امھم کانوا تارکین۔ وقالوا ان اللہ عزوجل قال بل رفعہ اللہ ویحتجون بھذہ الآیۃ علٰی رفع جسم المسیح ولا یتدبرون ان الامر لوکان کذلک لتعارض الآیتان اعنی اٰیۃ بل رفعہ اللہ الیہ واٰیۃ فیھا تحیون وانت تعلم ان القرآن منزہ عن التعارض

ہے اور اس میں ان لوگوں کا بھی ردّ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کسی شخص کا جسم عنصری کے ساتھ آسمان کی طرف اُٹھایا جانا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ایک مدّت تک زندہ رہنا کیوں جائز نہیں۔ اور ان پر تعجب ہے کہ وہ ہم پر افتراء کرتے ہیں کہ گویا ہم نے مسیحؑ کے بجسدہ العنصری اٹھائے جانے کے بارہ میں نصوصِ قرآنیہ کو ترک کیا ہے۔ پس عاقل کو یہاں غور کرنا چاہیئے کہ آیا ہم نے نصوصِ قرآنیہ کو اس عقیدہ میں چھوڑا ہے یا وہ خود انہیں ترک کر رہے ہیں اور اُنھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "بل رفعہ اللہ الیہ (اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا) اور وہ اس آیت سے مسیحؑ کے جسم کے اٹھائے جانے پر حجت پکڑتے ہیں اور تدبّر نہیں کرتے کہ اگر ایسا ہو تو دو آئتیں باہم متعارض قرار پائیں گی یعنی آیت بل رفعہ اللہ الیہ اور یہ آیت فیھا تحیون اور تو جانتا ہے کہ قرآن تعارض اور تخالف سے

الحاشیۃ المتعلقۃ بالصفحۃ ۳۶۲: کیف نقبل معناھم الذی لا دلیل علیہ من بیان اللہ وتفسیر رسولہ واین نفر من الرشد الذی قد تبین انترک اللہ ورسولہ لقول قوم ضالین۔ منہ

ترجمہ حاشیہ در حاشیہ: پس ہم نہیں جانتے کہ ہم ان کے معنے کیسے قبول کریں جن پر اللہ کے بیان اور اس کے رسولؐ کی تفسیر سے کوئی دلیل نہیں اور ہم اس ہدایت سے کہاں بھاگ سکتے ہیں جو ظاہر ہوگئی ہے۔ کیا ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کو گمراہ لوگوں کے قول کی بناء پر چھوڑ سکتے ہیں؟ منہ

والتخالف وقال الله تعالى ولو كان من
عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً
كثيرًا فاشار فى هذه الأية ان
الاختلاف لايوجد فى القرآن وهو
كتاب الله وشانه ارفع من هذا واذا
ثبت ان كتاب الله منزه عن
الاختلافات فوجب علينا ان لانختار
فى تفسيره طريقاً يوجب التعارض
والتناقض وما كان لليهود غرض و
بحث فى رفع جسمه اوعدم رفعه
فلابد من ان نفسر الرفع فى اٰية
بل رفعه الله بالرفع الروحانى كما هو
مفهوم اٰيةُ ارجعى الى ربك راضية
مرضية فان الرجوع الى الله تعالٰى
راضية مرضية والرفع اليه امر واحد
لافرق بينهما معنًى ثم انظر وتدبر
وهبك الله من عنده قوة الفيصلة
ان النزاع كان فى الرفع الروحانى لا
فى الرفع الجسمانى فان اليهود كانوا
منكرين من رفع عيسٰےؑ الى الله كما يرفع
المطهرون المقربون من النبيين

پاک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "ولو کان من عند
غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرًا" (اور یہ اللہ کے سوا کسی اور
کی طرف سے ہوتا تو تم اس میں اختلاف پاتے) پس اللہ نے
اِس آیت میں اِس طرف اشارہ کیا ہے کہ اختلاف قرآن
میں نہیں پایا جاتا کیونکہ وہ اللہ کی کتاب ہے اور اُس کی
شان اس سے بہت بلند ہے۔ اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ
قرآن اختلاف سے منزہ ہے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم اس
کی تفسیر میں کوئی ایسا طریق اختیار نہ کریں جس سے تعارض
اور تناقض لازم آئے۔ اور یہود کی غرض اور بحث رفع جسم
اور عدم رفع جسم سے نہیں تھی۔ پس ضروری ہے کہ ہم
آیت بل رفعہ اللہ میں رفع کے معنی رفع روحانی کے
کریں جیسا کہ آیت "ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ"
کا مفہوم ہے؛ کیونکہ اللہ کی طرف رجوع اِس حال
میں کہ خدا بندہ سے راضی ہو اور بندہ اس سے۔
اور اُس کی طرف رفع دونوں ایک ہیں۔ ان دونوں
میں معنی کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ پھر دیکھ اور
تدبر کر۔ اللہ تجھے اپنے پاس سے قوتِ فیصلہ عطا
کرے۔ یقیناً نزاع رفع روحانی کے بارہ میں تھا نہ
کہ رفع جسمانی کے بارہ میں؛ کیونکہ یہودی عیسٰی علیہ السلام
کے اِس رفع الی اللہ کے منکر تھے جو دوسرے پاک
اور مقربوں یعنی انبیاء کا کیا جاتا ہے اور وہ (اللہ

وكانوا يُصِرّون (لعنهم الله) على ان عيسٰى عليه السّلام من الملعونين لا من المرفوعين -

كما انهم يقولون الى هٰذه الايام وكانوا يستدلون (غضب الله عليهم) على ملعونيته عليه السلام من مصلوبيته فان المصلوب ملعون غير مرفوع في دينهم كما جاء في التورٰىة في كتاب الاستثناء فاراد الله تعالى ان يبرء نبيه عيسٰى عليه السلام من هٰذا البهتان الذى بنى على اٰية التورٰىة وواقعة الصلب فان التورٰىة يجعل المصلوب ملعونا غير مرفوع اذا كان يدعى النبوة ثم مع ذٰلك كان قتل وصلب فقال عزوجل لذب بهتانهم عن عيسٰے ما قتلوه وما صلبوه بل رفعه الله اليه يعنى الصلب الذى يستلزم الملعونية وعدم الرفع من حكم التورٰىة ليس بصحيح بل رفع الله عيسٰے اليه يعنى اذا لم يثبت الصلب والقتل لم

ان پر لعنت کرے) اس بات پر اصرار کرتے تھے کہ عیسٰی علیہ السلام ملعونوں سے تھے۔ ان لوگوں سے نہیں تھے جن سے خدا راضی ہوتا ہے۔

جیساکہ وہ اب تک کہتے ہیں اور وہ (اللہ ان پر غضب کرے) آپؑ کی ملعونیت کا آپ کی مصلوبیت سے استدلال کرتے تھے، کیونکہ ان کے دین میں مصلوب ملعون ہوتا ہے، اس کا رفع الی اللہ نہیں ہوتا جیساکہ تورات کی کتاب استثناء میں آیا ہے۔ پس اللہ نے ارادہ کیاکہ اپنے نبی عیسیٰؑ کو اس بہتان سے بری قرار دے جو تورات کی ایک آیت اور واقعۂ صلیب کی بنأ پر لگایا گیا تھا۔ پس تورات مصلوب کو ملعون قرار دیتی ہے اور جبکہ وہ نبوت کا مدعی ہو اور پھر اس کے ساتھ وہ قتل کیا جائے اور صلیب دیا جائے تو اسکا رفع الی اللہ نہیں ہوتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام سے بہتان دور کرنے کے لیے فرمایا "وما قتلوہ وما صلبوہ بل رفعہ اللہ الیہ" یعنی صلیب جو تورات کے حکم کے مطابق ملعونیت اور عدم رفع کو مستلزم ہے صحیح نہیں بلکہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کا رفع فرمایا ہے یعنی جب صلیب دیا جانا اور قتل کیا جانا ثابت نہ ہو تو ملعونیت اور عدم رفع بھی ثابت نہ ہوا، اور

يثبت الملعونية وعدم الرفع فثبت
الرفع الروحاني كالانبياء الصادقين
وهو المطلوب هٰذه حقيقة هٰذه
القصة وما كان هٰهنا جدال ونزاع
في الرفع الجسماني وما كان هذا الامر
تحت بحث اليهود اصلاً وما كان
غرضهم متعلقا به بل علماء اليهود
كانوا يمكرون لتكذيب المسيح
وتكفيره ويفتشون لتكذيبه وتكفيره
حيلة شرعية فبدّ لهم ان يصلبوه
ليثبتوا ملعونيته وعدم رفعه الروحاني
كالانبياء الصادقين بنص التورٰة لئلا
يكون حجةً لاحد بعد كتاب الله فصلبوه
بزعمهم وفرحوا بانهم اثبتوا ملعونية
وعدم رفعه بالتورٰة ولٰكن الله نجاه
من حيلهم وقتلهم فاخبر عن هٰذه
القصة في كتابه الذي انزل بعد الانجيل
حكمًا عدلاً ومبينًا لظلم كل قوم و
ايذائهم وكيدهم ومكذب بالكافرين
فكانه يقول يا حزب الماكرين
يا اعداء الصدق والصادقين لم

دُوسرے صادق انبیاء کی طرح رفع روحانی ثابت
ہو گیا اور وہی مطلوب ہے۔ اس قصہ کی حقیقت
یہ ہے کہ یہاں رفع جسمانی کے بارہ میں کوئی
جھگڑا اور لڑائی نہ تھی اور نہ یہ معاملہ اصلاً یہود
میں زیرِ بحث تھا اور نہ ہی ان کو کوئی غرض اس
سے متعلق تھی بلکہ یہود کے علماء مسیحؑ کی تکفیر
اور تکذیب کے لیے تدبیریں کر رہے تھے اور
اسی کے لیے وہ کوئی شرعی حیلہ تلاش کر
رہے تھے۔ پس اُنھیں مناسب معلوم ہوا
کہ وہ آپ کو صلیب دیدیں تا آپ کی ملعونیت
ثابت کریں اور دیگر انبیاء صادقین کی طرح توراۃ کی نص
سے ان کا رفع روحانی نہ ہونا ثابت کریں۔ تا
کتاب اللہ کے بعد کسی کے لیے حجت نہ رہے۔ پس
انھوں نے اپنے زعم میں ان کو صلیب دیدیا اور وہ
اس بات پر خوش ہو گئے کہ اُنھوں نے آپ کی
ملعونیت اور عدمِ رفع کو تورات کے ذریعہ ثابت کر
دیا، لیکن اللہ نے آپ کو انکے حیلوں اور قتل کرنے سے
بچا لیا۔ پس اس نے اس قصہ سے متعلق اس کتاب میں
خبر دی جو انجیل کے بعد حکم عدل ہو کر اور ہر قوم کے ظلم اور
ایذا دہی اور مکر کو بیان کرنیوالی اور کافروں کو جھٹلانے والی
نازل ہوئی۔ پس گویا وہ کہتا ہے کہ اے مکر کرنیوالوں کے گروہ!

تقولون انا قتلنا المسیح ابن مریم وصلبنا واثبتنا انه ملعون غیر مرفوع فاخبرکم ایها القوم الخبیثون انکم ما قتلتموه ولا صلبتموه ولٰکن شبه لکم وانتم تعلمون فی انفسکم انکم ما قتلتموه یقینا بل نجاه الله من مکرکم ورزقه الرفع الروحانی الذی کنتم لا تریدون له وتمکرون لئلا یحصل له ذلك المقام فقد حصل له ورفعه الله وکان الله عزیزاً حکیما وهذا القول یعنی قوله تعالٰی عزیزاً حکیمًا اشارة الٰی ان الله یعز من یشاء ویحفظ عزة اصفیاءه بحکمته الدقیقة البالغة اللطیفة لا یضرها مکر ماکر کما ما اضرّ عزة عیسٰے مکر الیهود بل اعزه ورفعه ودمّر الماکرین -

فاعلم ایّها العزیز هٰذا التفسیر قوله تعالٰی بل رفعه الله الیه ولٰکن لا یقبله قومنا ویحرفون کلام الله ولا یتدبرون فی شان نزوله ویمشون

اے یہود اور سچّوں کے دشمنو! تم کیوں کہتے ہو کہ ہم نے مسیح ابنِ مریم کو قتل کیا اور صلیب دیدیا اور ثابت کر دیا ہے کہ آپ ملعون ہیں، آپکا رفع روحانی نہیں ہوا۔ پس اے خبیث لوگو میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ نہ تو تم نے اسے قتل کیا اور نہ صلیب پر مارا بلکہ وہ تمہارے لیے مشابہ بالمصلوب بنادیا گیا اور تم اپنے دلوں میں جانتے ہو کہ تم نے یقیناً اُسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے تمہارے مکر سے نجات دی اور اُنھیں وہ رفع روحانی عطا فرمایا جو تم اسکے لیے نہیں چاہتے تھے اور تم تدبیر کر رہے تھے کہ اُنھیں یہ مقام حاصل نہ ہو لیکن اُسے وہ مقام حاصل ہو گیا اور اللہ نے اسکا رفع روحانی کیا اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے اور یہ قول یعنی "غالب اور حکمت والا ہے" اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور اپنے اصفیاء کی عزت کی اپنی باریک اور لطیف حکمت کیساتھ حفاظت کرتا ہے اور کسی تدبیر کرنیوالے کی تدبیر اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی جیسا کہ یہود کی تدبیر نے عیسٰی علیہ السّلام کی عزت کو نقصان نہیں پہنچایا بلکہ آپکو عزت دی آپکا رفع روحانی کیا اور مکر کرنیوالوں کو تباہ کر دیا۔

پس اے عزیز! جان لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے قول بل رفعہ اللہ الیہ کی تفسیر ہے۔ لیکن ہماری قوم اسے تسلیم نہیں کرتی اور وہ لوگ اس کے کلام میں تحریف کرتے ہیں اور اس کی شانِ نزول میں تدبر نہیں کرتے اور وہ زمین پر

على الارض مستكبرين واذا قيل لهم
ان الله ورسوله قد شهدا على وفاة
المسيح وكذلك شهدوا عليه
اكابر المؤمنين من الصحابة
والتابعين وائمة المحدّثين فكان
اخر جوابهم ان الله قادرٌ على ان
يحييه بعد وفاته مرة اُخرى ولا
يتفكرون ان قدرة الله تعالى لا
يتعلّق بما يخالف مواعيدة الصادقة
وقد قال ويمسك التى قضى عليها
الموت وقال وما هم منها بمخرجين
وقال لا يذوقون فيها الموت الا
الموتة الاولى ولا شك انه من مات
من الصلحاء فانه نال حظًا من الجنة
وحرم عليه الموتة الثانية فكيف
يجوز ان يردّ عيسٰى الى الدنيا ويخرج
من حظ الجنة ونعيمها ويسد عليه
غرفتها ثم يتوفى مرة ثانية مع ان
الاية المتقدمة اعنى لا يذوقون
فيها الموت الا الموتة الاولى تدل
على دوام الحيات وعدم ذوق الموت

متکبرانہ چلتے ہیں اور جب اُنھیں کہا جاتا ہے کہ اللہ
اور اُس کے رسولؐ نے وفاتِ مسیحؑ پر شہادت دی
ہے اور اسی طرح اُس پر صحابہ اور تابعین اور آئمہ
محدثینؒ میں سے اکابر مومنوں نے شہادت دی
ہے تو ان کا آخری جواب یہ ہوتا ہے کہ اللہ
تعالیٰ اُس کی وفات کے بعد اسے دوسری بار زندہ
کرنے پر قادر ہے اور وہ غور نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ
کی قدرت ان باتوں سے متعلق نہیں جو اُس کے
سچے وعدوں کے خلاف ہوں اور اللہ نے فرمایا ہے :
"فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت" اور فرمایا "وما ھم منھا بمخرجین"
اور فرمایا "لا یذوقون فیھا الموت۔ الا الموتۃ الاولیٰ" (ان کو
ان جنتوں میں کوئی موت نہیں آئیگی سوائے پہلی موت کے۔) اس
میں شک نہیں کہ جس نے صلحاء میں سے وفات پائی
اُس نے جنت سے ایک حصّہ پایا اور اُس پر
دوسری موت حرام ہو گئی۔ پس یہ کس طرح جائز
ہو سکتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام دُنیا کی طرف لوٹائے
جائیں اور جنّت کی لذّات اور نعمتوں سے نکالے جائیں
اور بالاخانہ جنّت کو ان پر بند کر دیا جائے۔ پھر وہ دوسری
بار وفات پائیں باوجود اس کے کہ پہلی آیت یعنی "لا یذوقون
فیھا الموت الا الموتۃ الاولیٰ" ہمیشہ کی زندگی اور موت
کا مزہ نہ چکھنے پر دلالت کرتی ہے اور اس کی طرف

والی ھذا یشیر الاستثناء المنقطع
فانہ جزی مجری التاکید والتنصیص
علی حفظ العموم وجعل النفی الاوّل
العام بمنزلۃ النص الذی لایتطرق
الیہ استثناء ابتۃ اذ لو تطرق
الیہ استثناء فرد من افراد لکان
اولی بذکرہ من العدول عنہ الی
الاستثناء المنقطع فاحفظہ فانہ
من اسرار مفیدۃ للمحققین ۔

منہ

استثناء منقطع اشارہ کرتا ہے کیونکہ وہ عموم کی
حفاظت کے لئے تاکید اور نص کی طور پر استعمال
ہوا ہے اور اس نے نفیٔ اوّل عام کو بمنزلہ ایسی نص
کے قرار دیا ہے جسمیں کسی قسم کا استثنا نہیں ہوتا ۔ کیونکہ
اگر افراد میں سے کسی فرد کا استثناء اس
طرف راہ پا جائے تو اس سے استثناء منقطع
کی طرف عدول کرنے سے اس کا ذکر کرنا زیادہ
مناسب ہوگا ۔ پس اسے یاد رکھو کہ یہ ان اسرار میں
سے ہے جو تحقیق کرنیوالوں کے لیے مفید ہوتے ہیں ۔

منہ

انڈکس

ف

فضل دین، مولنا۔ ص ۱۶

ق

قرآن مجید :

اھدنا الصراط المستقیم ۔۔۔۔ انعمت علیھم فاتحہ ۱: ۶ ص ۲۷۸، ص ۲۸۷

ضربت علیھم الذلة والمسکنة بقرہ ۲: ۶۱ ص ۶۵ حاشیہ

ان الذین کفروا ۔۔۔ خالدین فیھا بقرہ ۲: ۱۶۱، ۱۶۲ ص ۱۸۸

وقال الذین اتبعوا ۔۔۔۔ بخارجین من النار بقرہ ۲: ۱۶۷ ص ۲۰۰

ربنا افرغ علینا ۔۔۔۔ توفنا مسلمین بقرہ ۲: ۱۵۰ ص ۲۲۶

ثم توفی کل نفس بقرہ ۲: ۲۸۱ ص ۲۳۰

ھل ینظرون الا ان یاتیھم ۔۔۔۔۔ ترجع الامور بقرہ ۲: ۲۱۰ ص ۲۵۴

لنجعله اية للناس بقرہ ۲: ۲۵۹ ۳۲۳

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ۔۔۔۔ متی نصر الله بقرہ ۲: ۲۱۴ ص ۳۲۵

واتقوا الله واعلموا ان الله مع المتقین بقرہ ۲: ۱۹۴ ص ۳۳۷

ولولا دفع الله الناس بعضھم ۔۔۔۔۔ علی العالمین بقرہ ۲: ۲۵۱ ص ۳۳۸

وجاعل الذین اتبعوک ۔۔۔۔ یوم القیامة آل عمران ۳: ۵۴ ص ۶۱ حاشیہ، ص ۶۳ حاشیہ، ص ۱۰۵ حاشیہ، ص ۱۷۰، ۲۰۶، ص ۲۰۷

یعیسیٰ انی متوفیک ۔۔۔۔ یوم القیامة آل عمران ۳: ۵۴، ص ۶۴، ۶۸، ۹۱ حاشیہ ۱۰۲ حاشیہ، ۳۶۲

وما محمد الا رسول قد خلت ۔۔۔۔ الرسل آل عمران ۳: ۱۴۳ ص ۹ حاشیہ، ۱۲۱، ۱۸۳، ۳۶۳،

وانی اعیذھا ۔۔۔۔ الشیطان الرجیم آل عمران ۳: ۳۵ ص ۱۷۳

وجیھا فی الدنیا والاخرة ۔۔۔۔۔ آل عمران ۳: ۴۴ ص ۲۰۶

ان فی خلق السموت والارض ۔۔۔ لاولی الالباب آل عمران ۳: ۱۸۹ ص ۲۶۳

فیکون طیراً باذن اللہ ال عمران
۳: ۴۸ ص۳۲۱
وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ
لھم نساء ۴: ۱۵۷ ص۱۳۴، ۲۰۳، ۳۶۷
ان من اھل الکتب .... قبل موتہ
نساء ۴: ۱۵۹ ص۱۶۸، ۱۵۹
حتی یتوفاھن الموت نساء ۴: ۱۵
ص۲۲۷
ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام
لست مومنا نساء ۴: ۹۴ ص۳۳۷
بل رفعہ اللہ الیہ نساء ۴: ۱۵۸
ص۳۶۵، ۳۶۷
ولو کان من عند غیر اللہ ......
اختلافاً کثیرا نساء ۴: ۸۲ ص۳۶۶
فلما توفیتنی .... الرقیب علیھم
مائدہ ۵: ۱۱۷ ص۷۶، ۹۱ حاشیہ، ۹۴ حاشیہ
۱۲۱، ۲۱۷، ۳۶۳
الیوم اکملت لکم دینکم مائدہ
۵: ۳ ص۸۵ حاشیہ، ۸۸
فاغرینا بینھم العدوۃ والبغضاً الی
یوم القیامۃ مائدہ ۵: ۱۴ ص۱۷۰

والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی
یوم القیامۃ مائدہ ۵: ۶۴ ص۱۷۰
یریدون ان یخرجوا ... بخرجین
منھا مائدہ ۵: ۳۷ ص۲۰۰
ما المسیح ابن مریم الا رسول ....
امہ صدیقۃ مائدہ ۵: ۷۵ ص۲۰۶
کانا یاکلان الطعام مائدہ
۵: ۷۵ ص۳۶۳
ما فرطنا فی الکتب من شئ انعام
۶: ۳۸ ص۱۲۵، ۱۹۶
وھو الذی یتوفکم .... اجل مسمی
انعام ۶: ۶۰ ص۲۱۱
وانزلنا علیکم لباساً اعراف ۷: ۲۶
ص۶۷ حاشیہ
اذا جاءتھم رسلنا یتوفونھم اعراف
۷: ۳۷ ص۲۲۷
ولا تفسدوا فی الارض .... قریب
من المحسنین اعراف ۷: ۵۶ ص۳۳۷
وھو الذی یرسل الریح .... لا یخرج
الا نکدا اعراف ۷: ۵۷، ۵۸ ص۲۳۸
یسئلونک عن الساعۃ ..... لا

ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے ص۹۳ حاشیہ
— بعض علماء کا خیال کہ معنی کرتے ہوئے
انی متوفیک کا جملہ رافعک الیّ سے
موخر ہونا چاہیئے۔ ص۷۳ حاشیہ
— بعض علماء کا خیال کہ ترجمہ کرتے ہوئے
جملہ وجاعل الذین اتبعوک فوق
الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ سے
مقدم رکھنا چاہیئے۔ ص۷۲ حاشیہ
— رسول اکرم صلعم نے جملہ فلمّا توفیتنی کو
بغیر تغیر و تبدل اپنے لیے استعمال
کیا ہے۔ ص۲۰۹
— بخاری میں ابن عباس نے آیت فلما
توفیتنی کی تفسیر میں ممیتک لکھا
ہے ص۲۰۴، ص۲۱۰
— آیت فلما توفیتنی میں توفی کا وعدہ
باقی وعدوں پر مقدم ہے ص۲۰۵
— اعتراض کہ لفظ توفی قرآن مجید میں
سلانے کے معنوں میں آیا ہے ص۲۱۱
— سونے والوں کے لیے لفظ بعث کی
بجائے ایقاظ استعمال کیا جاتا ہے
ص۲۱۲

— قرآن مجید کی رُو سے نصاریٰ مسیح
کی وفات کے بعد ہی مشرک بنے ہیں۔
ص۷۶
— کبھی اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت
اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ وہ اپنے
نبی کو اس کی فتح اور اقبال کے دن
آنے سے پہلے وفات دیدیتا ہے ص
ولی اللہ المحدث دہلوی:
ہند کے علماء میں ایک عالم ربانی جو
اپنے وقت کا مجدد تھا ص۲۷۲

ی

یاجوج ماجوج: کا رعب مدینہ پر نہیں
پڑے گا۔ ص۴۴ حاشیہ
— نصاریٰ ہیں جو روس اور برطانیہ
اقوام سے ہیں۔ ص۹۷ حاشیہ
— پیدائش میں انسان کے مشابہ ہیں
ص۹۷ حاشیہ در حاشیہ